اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ

بحمد اللہ کتاب جامع مسائل شریعت و طریقت وحاوی دقائق معرفت و حقیقت وبیان طریقہ مجددیہ ونقشبندیہ وقادریہ وچشتیہ وشطاریہ وشاذلیہ رشیدیہ ۔ ادریسیہ وشائل اوراد صوفیہ صافیہ ووظائف صبح وشام مطابق سنت خیر الانام الموسوم باسم تاریخی

باغ عارف

مصنفہ

قدوۃ الکاملین زبدۃ العارفین عمدۃ الواصلین حقائق آگاہ معارف دستگاہ قطب الانام غوث الاسلام عارف باللہ حضرت مولانا ومرشدنا شاہ ابو محمد عبد الاحد سلیمان بن مولانا حافظ احمد دیوان قدس اللہ سرہ العزیز حنفی نقشبندی ۔ قادری ۔ شاذلی ۔ لاجپوری سورتی المعروف بہ صوفی صاحب

بہ نگرانی

ولی محمد شریف اینڈ برادرس رشیم والے طبع ہوئی

فہرست باغ عارف سلسلہ وار

پہلا حصہ شریعت کے بیان میں

حصہ سوم معرفت کے بیان میں

چوتھا حصہ حقیقت کے بیان میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خوشا اے دردمندانِ حقیقت
نویدا اے معرفت کے تشنہ کامو
بحمد اللہ کتابِ باغ عارف
بہار صد گلستاں در بغل ہے
متاع بحر نا پیدا کراں ہے
بہائے دین و ایماں کا ہے حاصل
جناب شاہ صوفی سلیمان
خلیفت دیں حریف دشمن دیں
حریم معرفت کے محرم راز
ہے رشحات قلم کی اُن کے ممنوں
شریفی خانداں ایسا کہاں تھا
کہ اُن کی بارگہ میں بار پاتا

خوشا اے نقشبندان شریعت
نویدا اے رہ نوردان طریقت
برون آمد ز لبستان طباعت
یہ اک گلدستہ رشد و ہدایت
یہ اک دُرِّ یتیم علم و حکمت
یہ جنس بے بہائے دین و ملت
حق آگاہ و شناسائے حقیقت
نگہدار و علمدار شریعت
رئیس سالکان خضر طریقت
یہ تصنیف دلبستان بلاغت
کہاں تھی یاور ایسی اُن کی قسمت
نصیب ہوتا اُسے بھی فیض صحبت

کرم اُن کا اوںھوں نے اِن کو بخشا
انہی کے باغ عارف کا ہے یہ فیض
وگرنہ یہ کہاں تھا اس کے قابل
خداوندا بحق ختمِ مرسل
طفیل رحمۃ اللعالمیں تو
ہوں ان کے والدین اور ان کی اولاد
ہو ان کے اقربا اور بھائیوں پر
انہیں دنیا و دیں میں سرخرو رکھ
طفیل شاہ صوفی پیر و مرشد
سروں میں ہو ترا سودا خدایا
نمازوں میں تجھے یہ دیکھتے ہوں
یہ انساں ہیں خطاکار و خطادار
گناہوں سے انہیں تو پاک کردے
ہو تیرے عرش کا سایہ میسر
نہ موقع دے انہیں شرمندگی کا
شفیع المذنبیں کا یا الٰہی؛؛

نیاز بیعت و ناز ارادت
عطا کی رب نے توفیق اشاعت
کہ بخشی جائے ایسی عالی خدمت
محمدؐ مصطفٰے فخرِ رسالت
کر اس ناچیز پر اتمام رحمت
ترے رحم و کرم کی رہن منت
نزول بارش لطف و عنایت
رہیں دونوں جہاں ہیں یہ بعزت
سبھوں زندگی ہو زہد و طاعت
دلوں میں ہو انہوں کے تیری اُلفت
عطا کر ان کو وہ ذوقِ عبادت
انہیں تو بخشدے اے رب عزت
بالطاف و باعجاز و کرامت
انہیں دُکھ دے نہ خورشیدِ قیامت
یہ ہیں سیدا بنائے اُمت
ملے ان کو بھی اعزازِ شفاعت

الٰہی خاتمہ بالخیر کردے
مآل سعی لاحاصل ہو جنت

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ

بحمد اللہ۔ کتاب جامع مسائل شریعت۔ وطریقت۔ وحاوی دقائق معرفت وحقیقت۔ وبیان

طریقۂ مجددیہ ونقشبندیہ وقادریہ وچشتیہ وشطاریہ وشاذلیہ۔ رشیدیہ۔ ادریسیہ۔

وشامل اوراد صوفیۂ صافیہ ووظائف صبح وشام مطابق سنتِ خیر الانام

الموسوم باسمِ تاریخی

باغ عارف

۱۳۵۴ھ

مصنفہ

قدوۃ الکاملین زبدۃ العارفین عمدۃ الواصلین حقائق آگاہ معارف دستگاہ قطب الانام غوث الاسلام عارف باللہ حضرت مولانا ومرشدنا شاہ ابو محمد عبد الاحد سلیمان بن مولینا حافظ احمد دیوان قدس اللہ سرہ العزیز حنفی نقشبندی قادری چشتی۔ شاذلی۔ لاجپوری۔ سورتی۔ المعروف بہ صوفی صاحب

باہتمام۔ احقر الانام بندۂ گنہگار شرمسار امیدوار رحمتِ کردگار محمد یوسف حفظہ اللہ عن التلہف۔ حنفی۔ نقشبندی۔ ساکن لاجپور ریاست سچین ضلع سورت

خلافت پریس بمبئی نمبر ۱ میں طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَعَلٰی اٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاہِرِیْنَ ۔

محترم ناظرین! یہ کتاب جو اس وقت آپکے ہاتھوں میں ہے ان مضامین کا مجموعہ ہے جس کو شمس العارفین سراج السالکین واقف اسرار شریعت کاشف رموز حقیقت ہادی راہ طریقت حقایق آگاہ معارف دستگاہ قطب زمان غوث دوران عارف باللہ حضرت مولانا و مرشدنا شاہ ابو محمد عبداللہ سلیمان بن مولانا حافظ احمد دیوان قدس سرہ العزیز (المعروف بہ صوفی صاحب) نے اپنی حین حیات مین لکھوایا تھا۔ لیکن آپ کی زندگی مین اس کے طبع کرنے کا اتفاق نہین ہوا۔ آپ کے وصال کے بعد ۱۳۴۴ھ میں آپ کے معتقدین کے اشتیاق نے ان مضامین کی اشاعت کے لئے اصرار کیا تو ان مسودات مین سے کتنے ایک مضامین کو شائع کیا گیا جسکا نام "کرامات قدسیہ حل اوراد الصوفیہ" رکھا۔ بعدہ مشتاقین معارف صوفی کے مکرر اصرار نے ۱۳۴۵ھ مین پھر بعض مضامین کی اشاعت کا موقعہ مہیا کیا اور کتنے ایک مضامین کو طبع کرایا گیا جس کا نام "معارف الصوفیہ (المسمیٰ باسم تاریخی) اشارات العارفین" رکھا اب پھر دلدادگان شریعت و سالکان طریقت کی مشتاق نگاہین حضرت موصوف رحمۃ اللہ کے بقیہ مضامین کو دیکھنے کے لئے بیتاب ہیں۔ اس لئے آپ کے مخلصین مین سے چند حضرات نے یہ موقعہ پیدا کیا ہے کہ بقیہ مضامین مین سے بھی ضروری مضامین کو شامل کر کے ایک ہی مجموعہ بنایا جائے۔ اس لئے مناسب ترتیب کے ساتھ یہ مجموعہ آپ کے ہاتھون مین پہنچا ہے۔ جو علی الترتیب چار حصوں شریعت۔ طریقت۔ معرفت۔ حقیقت اور ایک فاتحہ پر مشتمل ہے۔ اور چونکہ حقیقی شناخت و معرفت الٰہی جو انسان کو باعتبار عبد ہونے کے معبود مطلق سے ہونی چاہئے ان ہی طرق اربعہ مذکورہ مین منحصر ہے۔ اس لئے اس کتاب کو حضرت موصوفؒ کے مسودات مین سے جو ان ہی طرق اربعہ کی توضیح و تشریح مین ہے جمع کیا گیا ہے۔ تاکہ یہ مجموعہ متلاشیان معرفت خداوندی کے لئے حقیقی معنی مین رہبری کا کام دے۔ اور چونکہ ان اوراق مین گلزار شریعت و طریقت اور دبستان معرفت و حقیقت کے گل چینون کے لئے ایک پرفضا چمن کو لگایا ہے جس مین شریعت و طریقت اور معرفت و حقیقت کی روح پرور ہوائین چل رہی ہین جو بنی نوع انسان کی روحانی پژمردگی کو دور کر کے تازگی بخشنے والی ہین۔ اس لئے اس مجموعہ کا نام بھی "باغ عارف" رکھا ہے۔ اور یہی اس کی
۱۳۵۴ھ
سنہ طباعت کا تاریخی نام ہے۔

بارگاہ رب العزۃ مین ہماری دعا ہے کہ وہ پاک و بے نیاز ذات اپنے فضل و کرم سے اسے مقبول انام بنائے اور اس کے ذریعہ سے ہماری اصلاح فرمائے آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِمَنۡ قَدَّرَ خَيۡرًا وَّ خَبَالًا

اس خدا کی ہزار ہزار تعریف جسنے خیر و شر پیدا کیا

فَرۡدٌ صَمَدٌ عَنۡ صِفَةِ الۡخَلۡقِ بَرِيۡءٌ

وہ ایک ہے بے نیاز ہے مخلوقات کی صفتوں سے بری ہے

لَاضِدَّ وَلَانِدَّ وَلَاحَدَّ لِمَوۡلٰی

اوسکا کوئی مخالف نہیں کوئی مثل نہیں اوسکی کوئی حد نہیں

لَامِثۡلَ وَلَاصَوَّرَ مِثۡلًا وَّ نَظِيۡرًا

اوسکی کوئی نظیر نہیں ہے اوسنے اپنی مثال پیدا ہی نہیں کی

لَاشِبۡهَ وَلَامِثۡلَ وَلَاكُفۡوَ لِمَوۡلٰی

اوسکی کوئی شبیہ نہیں مثال نہیں اوسکا کوئی ہمسر نہیں

لَاقَبۡلَ وَلَابَعۡدَ وَلَا وَقۡتَ زَمَانًا

یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ نہیں تھا اور اوس سے پہلے کوئی زمانہ تھا

اَلۡاَوَّلُ وَالۡاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ حَقًّا

سب سے پہلے وہی تھا سب سے آخر بھی وہی ہوگا ظاہر بھی وہی ہے

اٰمِنۡ بِاللّٰهِ وَلَا رَبَّ سِوَاهُ

خدا پر ایمان لاؤ اوسکے سوا کوئی پرورش کرنے والا نہیں ہے

اِشۡهَدۡ بِاللّٰهِ هُوَ الۡوَاحِدُ حَقًّا

خدا کی الوہیت کی شہادت دو در حقیقت وہی ایک ہے

صَلِّ عَلٰی اَفۡضَلِ رُسُلٍ وَّ نَبِيٍّ

تمام نبیوں سے افضل اور تمام رسولوں سے بہتر رسول پر

وَالشُّكۡرُ لِمَنۡ صَوَّرَ حُسۡنًا وَّ جَمَالًا

اور اس خدا کا لاکھ لاکھ شکر جسنے حسن اور خوبصورتی پیدا کی

رَبٌّ اَزَلِيٌّ خَلَقَ الۡخَلۡقَ كَمَالًا

پروردگار ہے ازل سے ہے مخلوقات کو اپنے کمال سے پیدا کیا

اَلۡاٰنَ كَمَا كَانَ وَلَمۡ يَلۡقَ زَوَالًا

وہ جیسا تھا اب بھی ویسا ہی ہے اوس میں کسی قسم کی کمی نہیں آئی

مَنۡ قَالَ سِوٰی ذٰلِكَ قَدۡ قَالَ مُحَالًا

جو لوگ اوسکی نظیر کے قائل ہوں ایک محال چیز کے قائل ہوئے

لَاوَلَدَ وَلَاوَالِدَ لَاعَمَّ وَّ خَالًا

نہ اوسکی اولاد ہے نہ وہ کسی کی اولاد ہے اوسکے نہ چچا ہے نہ ماموں

لَامَانِعَ لَاحَاجِبَ لِلّٰهِ تَعَالٰی

کوئی اوس کے روکنے ٹوکنے والا نہیں ہے۔

وَالۡبَاطِنُ مَوۡلَاهُ بِلَاقِيۡلٍ وَّ قَالًا

باطن بھی وہی ہے وہی بلا قیل و قال سب کا مالک ہے

اٰمِنۡ بِرَسُوۡلٍ تَجِدِ الۡقُرۡبَ كَذَالًا

اور رسول اللہ پر ایمان لاؤ اللہ سے قرب کا ذریعہ یہی ہے

ثُمَّ اشۡهَدۡ بِالۡاَحۡمَدِ فَضۡلًا وَّ جَلَالًا

احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کرو۔

فِيۡ كُلِّ صَبَاحٍ وَّمَسَاءٍ وَّ زَوَالًا

صبح شام دن رات درود بھیجو۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيۡ اُقَدِّمُ اِلَيۡكَ بَيۡنَ يَدَيۡ كُلِّ سَاعَةٍ وَّلَحۡظَةٍ وَّطَرۡفَةٍ يَطۡرِفُ بِهَا اَهۡلُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ كُلِّ شَيۡءٍ هُوَ فِيۡ عِلۡمِكَ كَائِنٌ اَوۡ قَدۡ كَانَ اُقَدِّمُ اِلَيۡكَ بَيۡنَ يَدَيۡ ذٰلِكَ كُلِّهٖ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ) فِيۡ كُلِّ لَمۡحَةٍ وَّنَفَسٍ عَدَدَ مَا وَسِعَهٗ عِلۡمُ اللّٰهِ

اے خدا میں یہ ہر وقت ہر لحظہ اور ہر اوس لمحہ میں جس میں آسمان اور زمین والے دیکھتے ہیں (آنکھ جھپکاتے ہیں) اور تمام اون چیزوں کے برابر جو تیرے علم میں ہیں خواہ وہ ہو چکی ہیں یا ہونیوالی ہیں تیری جناب میں پیش کرتا ہوں۔ ان سب سے پہلے میں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ فی کل لمحۃ و نفس عدد ما وسعہ علم اللہ کو ہر گھڑی اور ہر لحظہ تیری معلومات کی وسعت کے برابر تیری جناب میں پیش کرتا ہوں۔

اللهم صل وسلم على سيدنا محمد خاتم الانبياء والمرسلين وعلى اله واصحابه الطاهرين الحمد لله الذي اراد من شاء لما شاء من عباده وخصص من شاء لما شاء على وفق مراده واختار السيد الاعظم واسطة لكافة مخلوقاته وجعل له اتباعا واعوانا في تبليغ الاحكام واعلاما جهابذة لنيل كل مرام كما ارشدنا الى ذالك بقوله تعالى يا ايها الذين امنوا اتقوا الله وكونوا مع الصادقين فامرنا سبحانه وتعالى بالكينونة معهم الا لنقتبس من انوارهم وبصحبتهم يحصل الترقي الى اذواقهم واسرارهم كما قال عليه السلام يحشر المرء على دين خليله فلينظر احدكم من يخالل فلا بد للصحبة من اثر وكما قال عليه السلام الرفيق ثم الطريق فالمنطوق ظاهر وعند السادة الصوفية لهم فيه معنى باطني فارادوا به الشيخ المربي الكامل الذي عندهم معروف باوصافه وقال عليه السلام في الاحسان ان تعبد الله كانك تراه فان لم تكن تراه فانه يراك فبنوا طريقتهم على ثمرة هذا الحديث ورتبوه على ثلاثة مقامات علم اليقين وعين اليقين وحق اليقين ورتبوا على ذالك مجاهدة النفس ليزكوها من اوصافها الظاهرة والباطنة لاجل الترقي من عالم الملك الى عالم الملكوت ومنه الى عالم الجبروت ومنه الى عالم اللاهوت حتى يتحقق بسر الحديث الوارد بصيغة الامر موتوا قبل ان تموتوا مرادهم بالموت هنا الموت المعنوي قبل الحسي المشار اليه عند القوم الصوفية بمقام الفناء ليتحقق بما في الحديث القدسي ما يتقرب الي عبدي بشيء احب الي من اداء ما افترضت عليه الخ ويحصل له ايضا نتيجة بما في الحديث القدسي اذا كان الغالب على عبدي الاشتغال بي جعلت نعيمه ولذته في ذكري فاذا جعلت نعيمه ولذته في ذكري عشقني وعشقته فاذا عشقني عشقته رفعت الحجاب فيما بيني وبينه وصرت معالما

اے خدا ہمارے سردار خاتم الانبیاء والمرسلین حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی اولاد پر اور آپ کے اصحاب کرام پر اپنی رحمت وصلوٰۃ بھیج اوس خدا کی لاکھ لاکھ تعریف جس نے اپنی مخلوقات میں سے جس کو جس چیز کے لئے چاہا تجویز کیا اور جس کو جس چیز کے ساتھ مناسب سمجھا مخصوص فرمادیا اور سردار اعظم کو اپنی تمام مخلوقات کے لئے واسطہ اور وسیلہ انتخاب کیا پھر اوسکے احکام کی تبلیغ کے لئے اوس کے حامی اور مددگار پیدا کر دئے اور ہر مقصد کو حاصل کرنے کے لئے عارفین کو علامت اور ذریعہ بنادیا جیساکہ اپنے کلام پاک میں ہمکو ارشاد فرماتا ہے کہ اے ایمان دارو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ رہو خدا نے ہم کو اپنے صادقین کے ساتھ رہنے کا حکم صرف اس لئے دیا ہے کہ ہم انکی صحبت اور ان کے انوار سے فائدہ اوٹھائیں اور ان کی صحبت کے ذریعہ ہم ان کی لذتوں اور ان کے اسرار تک پہونچ سکتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ انسان قیامت کے دن اپنے ہم جلیس اور دوست کے مذہب پر اوٹھایا جائے گا۔ لہٰذا تم میں سے ہر شخص جب کسی کے ساتھ اختلاط بڑھائے اور دوستی کرے تو اس امر کا لحاظ رکھے تو معلوم ہوا کہ صحبت کا اثر ضرور ہوتا ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پہلے دوست رفیق کے انتخاب اور پھر راستہ کے اختیار کرنے میں احتیاط کرو اسکے بعد اثر صحبت کی واقعیت پر کسی مزید دلیل کی حاجت نہیں ہے دوست کے معنی صوفیائے کرام نے رفیق کے لفظ سے ایک خاص باطنی معنی مراد لئے ہیں انھوں نے اس سے شیخ کامل اور سرپرست (مربی) مراد لیا جس کے لئے ان کے ہاں خاص خاص اوصاف ضروری ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبادت کو اچھی طرح ادا کرنے کی بابت فرمایا ہے کہ خدا کی عبادت اس طرح ادا کرو کہ گویا تم اوس کو دیکھ رہے ہو۔ اگر یہ حالت پیدا نہ ہوسکے تو کم از کم اس انداز سے عبادت کرو کہ گویا وہ تم کو دیکھ رہا ہے صوفیائے کرام نے اپنے طریقہ کی اسی حدیث پر بنیاد رکھی ہے اور انھوں نے اس کیلئے تین مقامات مقرر فرمائے ہیں (۱) علم الیقین (۲) عین الیقین (۳) حق الیقین اور مجاہدہ نفس کا

بَيْنَ عَيْنَيْهِ لَا يَبْسُطُ وَإِذَا سَهَى لِلنَّاسِ أُولٰئِكَ الْاَبْطَالُ
حَقًّا وَالشُّجْعَانُ أُولٰئِكَ الَّذِيْنَ اِذَا اَرَدْتُ بِاَهْلِ الْاَرْضِ
فِتْنَةً وَعُقُوْبَةً نَظَرْتُ اِلَيْهِمْ فَصَرَفْتُ ذٰلِكَ عَنْهُمْ الْحَدِيْثُ
وَحَاصِلُ ذٰلِكَ اَنَّ الْمَشْغُوْلَ بِاللّٰهِ حَيٌّ بِاللّٰهِ وَالْغَافِلُ
عَنِ اللّٰهِ مَيِّتٌ بِغَفْلَتِهٖ كَمَا وَرَدَ فِي الْحَدِيْثِ الَّذِيْ
ذَكَرَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَثَلُ الَّذِيْ يَذْكُرُ اللّٰهَ وَالَّذِيْ
لَا يَذْكُرُ اللّٰهَ كَمَثَلِ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ فَمِنْ هٰذِهِ الْحَيْثِيَّةِ
اَلْمَوْتُ بِالْغَفْلَةِ مَذْمُوْمٌ وَاِذَا اَكْثَرَ الذِّكْرَ حَتّٰى
اسْتَنَارَ قَلْبُهٗ وَحَصَلَتْ لَهُ الْجَذْبَةُ الْاِلٰهِيَّةُ الْمَعْرُوْفَةُ
عِنْدَ الْقَوْمِ بِمَقَامِ الْفَنَاءِ كَمَا قَالَ سَيِّدِيْ عَلِيُّ الْوَفَاءِ
بَعْدَ الْفَنَاءِ فِي اللّٰهِ كُنْ كَيْفَ مَا تَشَاءُ فَعِلْمُكَ لَا جَهْلَ
وَفِعْلُكَ لَا وِزْرَ وَيَتَحَقَّقُ بِالْخَبَرِ الْوَارِدِ التَّعَرُّفُ
سَاعَةً خَيْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ الثَّقَلَيْنِ الخ وَالسَّابِقُ اِلٰى
هٰذَا الْمَقَامِ وَارِثُ الرَّسُوْلِ الْاَعْظَمِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ
وَالسَّلَامُ كَسَيِّدِ الْاُمَّةِ عَلَى التَّحْقِيْقِ سَيِّدِنَا اَبِيْ بَكْرِنِ
الصِّدِّيْقِ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ اَرَادَ اَنْ يَّنْظُرَ
اِلٰى مَيِّتٍ يَّمْشِيْ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى اَبِيْ بَكْرِنِ
الصِّدِّيْقِ وَلَهُمْ شَاهِدٌ اَيْضًا فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى
اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي
النَّاسِ وَسِرُّ سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْ اَنْفُسِهِمْ
حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ وَسِرُّ قَوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ
مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ وَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ
وَالسَّلَامُ اَلَا اِنَّ فِيْ جَسَدِ اٰدَمَ مُضْغَةً اِذَا صَلَحَتْ
صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ اَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى
يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ
سَلِيْمٍ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ
وَقَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا
لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ وَمِنْ اَجْلِ
مَا ذُكِرَ فِي الْاٰيَاتِ وَالْاَخْبَارِ احْتَاجَ الرَّاغِبُ فِيْ نَيْلِ
ذٰلِكَ السِّرِّ اِلَى الرَّفِيْقِ الْكَامِلِ وَذٰلِكَ لَا يَكُوْنُ اِلَّا
عَلٰى يَدِ عَارِفٍ سَلَكَ الطَّرِيْقَ وَقَطَعَ فِيْهَا وَهَذَّبَ

دارومدار انہی تین مدارج پر رکھا ہے تاکہ نفس کے ظاہری اور باطنی
اوصاف کا تزکیہ ہوجائے اور انسان ترقی کرکے اس عالم سے نکلکر
عالم ملکوت تک اور عالم ملکوت سے عالم جبروت تک اور عالم جبروت
سے عالم لاہوت تک پہنچ جانے کا اہل بن سکے جب یہ درجہ انسان کو
حاصل ہوجاتا ہے تو اوس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد ذیل کی
حقیقت منکشف ہوجاتی ہیں اور جو صیغہ امر کے ساتھ وارد ہوا ہے مرنے
سے قبل مرجاؤ موت کا مفہوم حقیقی صوفیائے کرام نے اس موت سے معنوی
موت مراد لی ہے جو اہل تصوف کے نزدیک ظاہری موت سے پہلے مقام فنا
سے عبارت ہے ارشاد بالا میں صوفیائے کرام موت سے معنوی موت اسلئے
مراد لیتے ہیں کہ حدیث ذیل کا مفہوم ثابت ہوجائے حدیث قدسی ہے کہ میرا
بندہ جس چیز کے ذریعہ مجھ سے قرب حاصل کرتا ہے وہ چیز مجھے اس کے
فرض ادا کرنے سے بھی زیادہ پیاری ہے نیز معنوی موت مراد لینے سے
ذیل کی حدیث قدسی کا مفہوم بھی متحقق ہوجاتا ہے کہ جب میرے بندے
پر میرا خیال اور میری مشغولیت غالب آجاتی ہے تو میں اسکی تمام لذتیں
اور نعمتیں اپنی یاد میں رکھ دیتا ہوں جب وہ میری مشغولیت میں لذت
محسوس کرتا ہے تو وہ مجھ پر عاشق ہوجاتا ہے اور میں بھی اس پر عاشق
ہوجاتا ہوں جب وہ اور میں ایک دوسرے کے عاشق بن جاتے ہیں تو
درمیانی پردہ کو اٹھادیتا ہوں اور نشان راہ کی طرح بالکل اسی کیساتھ
ظاہر ہوجاتا ہوں پھر میرے بندے کی حالت یہ ہوتی ہے کہ تمام
لوگ جب مجھے بھول جاتے ہیں تو وہ مجھے اس وقت بھی نہیں بھلاتا
درحقیقت بہادر اور جری یہی لوگ ہیں اور یہی ہستیاں ہیں کہ جب میں
اہل دنیا پر کوئی عذاب یا مصیبت بھیجنا چاہتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ
اہل دنیا میں میرے یہ پیارے لوگ بھی موجود ہیں تو ان کی خاطر میں عذاب
نہیں بھیجتا الحدیث اس سے مقصد یہ ہے کہ خدا میں مشغول و محو
انسان خدا کے ساتھ زندہ ہے اور غافل انسان اپنی غفلت کے سبب
مردہ ہے حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والے اور
اس سے غافل رہنے والے انسان کی مثل ایسی ہے جیسے زندہ اور مردہ
انسان کی اسی لحاظ سے غفلت ایک موت ہے اور مذموم موت
ہے انسان جب خدا کو یاد کرتا ہے تو اس کا دل نور سے معمور ہوجاتا
ہے جس کو اصطلاح صوفیہ میں مقام فنا کہتے ہیں جیسا حضرت علی الوفا
نے فرمایا ہے کہ فنا فی اللہ ہونے کے بعد تم جس طرح چاہو رہو۔

خلافته باتباع سيد الأمة وهاديها فالاتباع
لمثل هؤلاء السادات لابد تحصل للمتبوع
منه ثمرة وشاهد ذلك قوله عليه السلام
المرء على دين خليله فلينظر احدكم من
يخالل فان لم تكن يا اخ بالاتباع من
كل الوجوه قادرا فعليك بالمحبة وتصفية
الخاطر والله الموفق لمن شاء وهو الهادي
الى الصراط المستقيم وبعد فاقول وانا الفقير
الى الله ابو محمد عبد الاحد سليمان بن
حافظ احمد ديوان غفر لهما الرحمن الحنفي
مذهبا والمجددي النقشبندي الچشتي
القادري الشاذلي مشربا والاجهوري السورتي
متوطنا المعروف بالصوفي راجيا لي بذلك
الدخول في فضل قوله عليه الصلوة والسلام
ان الله وملئكته واهل سمواته واهل
ارضه حتى النملة في جحر يصلون على معلم
الناس الخير ولنرجع الى سند الطريقة
الشاذلية التي تلقيتها عن الاستاذ الاعظم
والغوث الافخم العارف بالله تعالى
سيدى الشيخ ابراهيم الرشيد المكي قدس
الله سره العزيز وهو اخذ عن القطب
الرئيس سيدي السيد احمد بن ادريس
قدس سره وهو اخذها عن شيخه العارف
بالله تعالى سيدي عبد الوهاب التازي
قدس سره وهو اخذها عن الشيخ العارف
بالله تعالى سيدي عبد العزيز الدباغ
قدس سره وهو اخذها عن سيدنا
الخضر عليه السلام وهو قد اخذها من
رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد الوصول
اليه كما هو معروف عند اهل الله بشروطه
واحواله ولاستاذنا المذكور ايضا سند متصل

پس تیرا علم یہی ہے کہ تو کسی چیز سے جاہل نہیں ہے اور تیرا عمل یہی
ہے کہ تجھ پر کوئی بوجھ نہیں ہے ذیل کی حقیقت بھی اب صاف ہو گئی
کہ قرب و معرفت کی گھڑی رات دن عبادت سے کہیں بہتر ہے
(امت محمدیہ میں سے) اس درجہ کو پہونچنے والے رسول اکرم صلی
اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے وارث ہیں جیسے ہمارے
سردار بالتحقیق سردار امت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
ہیں حضور رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ جو شخص ایک مردہ
چیز کو زمین پر چلتا پھرتا دیکھنے کا متمنی ہو وہ حضرت ابو بکر رض کو دیکھ
لے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ذیل بھی انہیں لوگوں کی شان میں ہے بھلا
جو شخص مردہ ہو ہم اس کو زندہ کرتے ہیں اور اوسکو ایک نور مرحمت
کرتے ہیں جس کے ساتھ وہ لوگوں میں چلتا پھرتا ہے (قرآن پاک)
ذیل کا ارشاد باری بھی اسی قبیل سے ہے عنقریب ہم انکو دنیا میں
سے یا خود ان کے وجود سے اپنی نشانیاں دکھائیں گے یہاں تک کہ
ان کے لئے حق ظاہر ہو جائے ذیل کا ارشاد نبوی بھی اسی راز کیطرف
اشارہ ہے جس نے اپنے آپکو پہچان لیا اوس نے خدا کو پہچان لیا
ذیل کی حدیث شریف بھی اسی حقیقت کی تشریح کرتی ہے دیکھو انسان
کے بدن میں گوشت کا ایک ایسا ٹکڑا ہے کہ اگر وہ درست ہو جائے تو
تمام بدن درست ہو جاتا ہے اور اگر وہ خراب ہو جائے تو پورے بدن
میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے جانتے ہو یہ گوشت کا کونسا ٹکڑا ہے دیکھو
یہ دل ہے خداوند عالم کا ارشاد ہے (قیامت کا) وہ دن جبکہ انسان کو
اس کا مال کوئی فائدہ پہنچائیگا نہ اولاد مگر وہ شخص جو سچے اور سیدھے
دل سے خدا کی طرف راجع ہو ایک اور جگہ ارشاد ہے اللہ کے راستہ
میں کوشش کرو مگر اس طرح کہ کوشش کا حق ادا ہو جائے پھر ارشاد
ہوتا ہے کہ جن لوگوں نے ہماری راہ میں جہاد کیا ہے ہم ان کو اپنے
راستے دکھائیں گے اور خدا ان لوگوں کے ساتھ ہے جو کام کو اچھی طرح
انجام دیتے ہیں مذکورہ بالا احادیث و آیات کو پڑھنے کے بعد ان اسرار
کو معلوم کرنے کے شائق انسان کو ایک رفیق کامل (نگران) کی
ضرورت محسوس ہوتی ہے ان اسرار کی حقیقت ایسی ہی ہستی کے
ذریعہ کھل سکتی ہے جو راہ سلوک کی واقف کار ہو جو میدان معرفت میں
شہسواری کر چکی ہو اور جس نے ہادی امت و سید المرسلین کی اتباع اور
اطاعت سے اپنے نفس کو مہذب بنا لیا ہو اسی قسم کے سادات کی تابعداری

بِالطَّرِيقَةِ الشَّاذِلِيَّةِ الْمَعْرُوفُ بِقُطْبِ خَوَاجَه
اَبُو الْحَسَنْ شَاذِلِي قُدِّسَ سِرُّهٗ وَقَاعِدَةُ
اَهْلِ هٰذَا الشَّانِ كُلُّ السَّنَدِ مَا قَلَّتْ وَسَائِطُهٗ
عَنْ مِقْدَارِهٖ فَهُوَ الْاَفْضَلُ وَلِاَجْلِ ذٰلِكَ
اِكْتَفَيْنَا بِالسَّنَدِ الْمَذْكُوْرِ اٰنِفًا لِقِلَّةِ وَسَائِطِهٖ
وَاعْلَمْ اَنَّ اَسَاسَ هٰذِهِ الطَّرِيقَةِ هِيَ التَّقْوٰى
وَاتِّبَاعُ النَّبِيِّ الْمُصْطَفٰى فِي السِّرِّ وَالنَّجْوٰى
حَتّٰى يَتَوَسَّلَ اِلٰى كُلِّ مَقْصُوْدٍ وَيَقِفُ عَلٰى
عَرَفَاتِ الْغَيْبِ وَالشُّهُوْدِ حَتّٰى يَنَالَ مِنْ
مَعْرِفَتِهٖ سِرَّ مَا فِي الْخَبَرِ الْوَارِدِ الْقُدْسِيِّ
اَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِيْنَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ
وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ وَيَتَحَقَّقُ
بِكَرَامَةِ الْمُتَابَعَةِ الْخَاصَّةِ الْمُتَضَمِّنِ سِرَّ قَوْلِهٖ
عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ
هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهٖ وَتَظْهَرُ ثَمَرَةُ الْمُتَابَعَةِ
لِلسَّالِكِ الْمُتَضَمِّنِ لِكَمَالِ الْمُتَابَعَةِ الْمُشَارِ
اِلَيْهَا قَوْلُهٗ تَعَالٰى اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ
اَتْقٰكُمْ وَقَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قُلْ اِنْ
كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ
اَعْلَمُ قَالَ سَيِّدِيْ اَحْمَدُ بْنُ اِدْرِيْسَ قُدِّسَ
سِرُّهٗ فِيْ بَعْضِ الْمُبَشِّرَاتِ قَالَ لِيْ عَلَيْهِ السَّلَامُ
مَنْ اُنْتُسِبَ اِلَيْكَ فَلَا اَكِلُهٗ اِلٰى وِلَايَةِ غَيْرِيْ
وَلَا اِلٰى كَفَالَةِ غَيْرِيْ اَنَا وَلِيُّهٗ وَكَفِيْلُهٗ
وَاَيْضًا قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ اَخَذَ هٰذِهِ
الطَّرِيْقَةَ وَاجْتَهَدَ فِيْهَا كُتِبَ فِيْ دِيْوَانِ اللّٰهِ

سالک کے لئے نتیجہ خیز ہو سکتی ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا
ارشاد ذیل اسی حقیقت پر شاہد ہے انسان اپنے دوست (رفیق)
کے دین پر ہوتا ہے اس لئے تم میں سے ہر ایک شخص کا فرض ہے کہ
اس امر کا لحاظ رکھے کہ دوستی کس سے کر رہا ہے بھائی جان اگر آپ
کسی کی اتباع اور اطاعت پر قادر نہیں ہیں تو کم از کم اتنا کیجیے کہ
لائق اتباع ہستیوں سے محبت کیجئے اپنے دل کو صاف اور ستھرا
رکھئے خداوند عالم جس کو چاہے ہدایت فرما سکتا ہے اور ٹھیک راستہ
دکھانیوالا در حقیقت وہی ہے اور حمد و صلوٰۃ کے بعد یہ فقیر الی اللہ ابو
محمد عبد الاحد سلیمان بن حافظ احمد دیوان غفرلہ الرحمٰن حنفی مجددی نقشبندی
قادری چشتی شاذلی ساکن قصبہ لاجپور (متعلقہ ریاست سچین) ضلع
سورت۔ صوفی (صاحب) کے نام سے مشہور خدا سے اپنے لئے اس
کے عوض اس زمرہ میں شامل کر لئے جانے کی امید کرتا ہے، جس
کے بارے میں حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ
خدا خدا کے فرشتے اہل آسمان اہل زمین یہاں تک کہ زمین کی چیونٹی
اور دریا کی مچھلی بھی اس شخص کے لئے طلب رحمت کرتی ہے جو لوگوں کو
بہتری کی تعلیم دیتا ہو اب ہم پہلے طریقہ شاذلیہ کی سند بیان کرتے
ہیں، جس کو میں نے اپنے استاذ اجل غوث اعظم عارف باللہ حضرت سیدی
شیخ ابراہیم الرشید قدس سرہٗ مکی سے اور انہوں نے اپنے شیخ قطب
اعلیٰ سیدی حضرت سید احمد بن ادریس قدس سرہٗ سے اور انہوں نے
اپنے شیخ عارف باللہ سیدی حضرت عبد الوہاب تازی سے اور انہوں نے
اپنے شیخ عارف باللہ سیدی حضرت عبد العزیز دباغ قدس سرہٗ سے اور
انہوں نے سیدنا خضر علیہ السلام سے اور انہوں نے حضور رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ سے ملنے کے بعد جیسا کہ اہل اللہ کے
نزدیک چند شرائط و حالات کے ساتھ معروف ہے حاصل کیا ہے
اور ہمارے شیخ مد کے پاس طریقہ شاذلیہ کی سند متصل بھی ہے جو قطب
خواجہ ابو الحسن شاذلی قدس سرہٗ کی طرف منسوب ہے اس کا خیال
رکھنا چاہئے کہ اس سلسلہ کا قاعدہ یہ ہے کہ جس سند کے درمیانی
واسطے اسکی مقدار سے جسقدر کم ہوں وہ افضل ہے یہی وجہ ہے کہ ہم نے
ابھی صرف سند مذکور کو نقل کر دینا کافی سمجھا ہے کیونکہ اسکے واسطے کم ہیں،
تم سمجھ لو کہ اس سلسلہ کی بنیاد تقوی اور پرہیزگاری اور جناب رسول
کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری و باطنی تابعداری فرماں برداری پر

الْاَعْلٰی الَّذِیْ لَایَتَغَیَّرُ وَلَا یَتَبَدَّلُ وَالْبِشَارَاتُ
فِیْ حَقِّ الشَّیْخِ کَثِیْرٌ جِدًّا لَایُطَاقُ اَنْ نَکْتُبَ
لِقُصُوْرِ فَهْمِ السَّامِعِیْنَ لَهَا وَالنَّاظِرِیْنَ فِیْهَا
وَقَدْ وَرَدَ فِی الْخَبَرِ حَدِّثُوا النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ
عُقُوْلِهِمْ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ
فِیْ کُلِّ لَمْحَةٍ وَّنَفْسٍ عَدَدَ مَاوَسِعَهٗ عِلْمُ اللّٰهِ
قَالَ سَیِّدِیْ اَحْمَدُ بْنُ اِدْرِیْسَ قُدِّسَ سِرُّهٗ
اِجْتَمَعْتُ بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِجْتِمَاعًا
صُوْرِیًّا وَمَعَهُ الْخِضْرُ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَاَمَرَ النَّبِیُّ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْخِضْرَ اَنْ یُّلَقِّنَنِیْ اَوْرَادَ
الطَّرِیْقَةِ الشَّاذِلِیَّةِ فَلَقَّنَنِیْهَا بِحَضْرَتِهٖ ثُمَّ
قَالَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْخِضْرَ عَلَیْهِ السَّلَامُ
یَاخِضْرُ لَقِّنْهُ مَاکَانَ جَامِعًا لِسَائِرِ الْاَذْکَارِ
وَفَاتِحَةِ الْاَوْرَادِ فَقَالَ الْخِضْرُ عَلَیْهِ السَّلَامُ
اَیُّ شَیْءٍ هُوَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ قُلْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا
اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ فِیْ کُلِّ لَمْحَةٍ وَّنَفْسٍ عَدَدَ
مَاوَسِعَهٗ عِلْمُ اللّٰهِ نَفَعَنَا اللّٰهُ تَعَالٰی بِبَرَکَاتِهٖ
اٰمِیْنَ وَلَقَدْ بَایَعْتُ اَوَّلًا بِالشَّیْخِ الْعَاشِقِ
الْکَامِلِ مَوْلٰنَا حَضْرَتْ شَاهْ نِظَامِ الدِّیْنِ
قُدِّسَ سِرُّهٗ وَهُوَ عَنِ الشَّیْخِ مُحَمَّدْ جَانْ قُدِّسَ
سِرُّهٗ وَهُوَ عَنْ مَوْلٰنَا شَاهْ غُلَامْ عَلِیْ شَاهْ
الدِّهْلَوِیِّ قُدِّسَ سِرُّهٗ فَنَقْتَبِسُ بِاَنْوَارِ
بَرَکَاتِ النَّقْشَبَنْدِیَّةِ وَنَرْجُوْ بِاللّٰهِ تَعَالٰی
بَرَکَاتِ الْقَادِرِیَّةِ لِسَیِّدِنَا وَغَوْثِنَا حَضْرَتِ
الشَّیْخِ مُحْیِ الدِّیْنِ عَبْدِ الْقَادِرِ الْجِیْلَانِیْ قُدِّسَ سِرُّهٗ

رکھی گئی ہے یہاں تک کہ سالک منزل مقصود تک پہنچ جائے
اور عرفات غیب وشہود سے واقف ہوجائے تاکہ معرفت الٰہی سے
بہرہ اندوز ہوکر ذیل کی حدیث قدسی کے اسرار وحظ اٹھائے میں نے
اپنے نیک بندوں کے لئے ایسی ایسی نعمتیں تیار کر رکھی ہیں جو آنکھوں نے
دیکھی نہ کان نے سنی ہیں اور نہ کسی کے خیال میں آسکتی ہیں نیک
بندوں کی تابعداری واطاعت کی برکت سے رسول اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم کے ارشاد ذیل کا بھید کھل جاتا ہے حضور پر نور فرماتے
ہیں کہ تم میں سے کوئی شخص اسوقت تک ایماندار ہو ہی نہیں سکتا
جب تک اسکی تمام خواہش میرے احکام کے تابع نہ ہو جائیں ذیل
کے ارشاد باری میں بھی سالک کی سچی تابعداری کے نتیجہ خیز ہونے
کی طرف اشارہ ہے تم میں سے سب سے زیادہ بزرگ اور شریف
وہی ہے جو خدا سے سب سے زیادہ ڈرتا ہو ایک اور جگہ خدائے عزوجل
ارشاد فرماتا ہے کہ کہدیجئے کہ اگر تم لوگ اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے
ہو تو میری تابعداری کرو تو خدا تم سے محبت کریگا واللہ اعلم حضرت احمد
بن ادریس قدس سرہ بعض بشارتوں میں فرماتے ہیں کہ رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ جو لوگ تیری طرف منسوب ہوگئے
ہیں انہیں میں غیر کی دوستی وغیر کی حمایت میں جانبکی تکلیف نہ دونگا
پھر میں ہی ان کا دوست اور خود میں ہی ان کا کفیل ہوں نیز آپ نے
فرمایا کہ جس شخص نے اس طریقہ کو اختیار کیا اور پھر اس میں کوشش
کی اس کا نام اس اعلیٰ دفتر الٰہی میں لکھا جائیگا جسمیں کسی قسم کا
تغیر وتبدل نہیں ہوسکتا حضرت موصوف کو اس قسم کی بشارتیں بہت
سی اور خاص خاص نوعیت کی ہوئی ہیں ہم ان سب کو درج نہیں
کرسکتے کیونکہ وہ دیکھنے اور سننے والوں کی فہم وادراک سے بالاتر ہیں
اور حدیث شریف بھی یوں حکم دیتی ہے لوگوں سے ان کی عقل اور سمجھ کے
مطابق گفتگو کرو وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ وسلم حضرت سیدی احمد
بن ادریس فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی
زیارت سے بالمشافہہ مشرف ہوا آپکے پاس خضر علیہ السلام بھی موجود
تھے حضور پر نور نے حضرت خضر علیہ السلام کو حکم دیا کہ ان (حضرت احمد بن
ادریس) کو طریقہ شاذلیہ کے اوراد وظائف سکھادیجئے خضر علیہ السلام
نے حضور کے سامنے ہی مجھے ان وظائف واذکار کی تلقین فرمائی پھر حضور
نے حضرت خضر علیہ السلام سے فرمایا کہ ان کو وہ چیز بھی سکھادو

وطريق الچشتية لسيدنا خواجه معين الدين قدس سره وبركات خواجه عبد الله الشطار قدس سره والسهروردية بحضرت خواجه شهاب الدين السهروردي قدس سره فبايعنا بواسطة خلفاء رسول الله صلى الله عليه وسلم وآمنا بالله كما هو بأسمائه وصفاته وقبلنا جميع احكامه وتبرأنا من الكفر والفسوق والعصيان ونشهد بأن لا اله الا الله ونشهد ان محمدا عبده ورسوله وبها نحيى وبها نموت ان شاء الله المستعان اللهم ارزقنا ومن معنا فتحهم وخير الدارين فاقرؤا سورة الفاتحة مرة وسورة الاخلاص احدى عشرة مرة وسبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اكبر احدى عشرة مرات استغفر الله من جميع ما كره الله قولا وفعلا وخاطرا وسامعا وناظرا لا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم ثلث مرات اللهم صل على روح سيدنا محمد في الارواح وعلى جسده في الاجساد وعلى قبره في القبور وعلى جميع الانبياء والمرسلين والملائكة المقربين وعلى اوليائك واصفيائك واهل طاعتك اجمعين وارحمنا معهم

برحمتك يا ارحم الراحمين

الله الله الله انت

انت امامي انت

يميني انت

شمالي

انت فوقي

انت تحتي انت

خلفي فاينما تولوا

فثم وجه الله

(ایت)

جو تمام اوراد کو شامل ہے خضر علیہ السلام نے عرض کی یا رسول اللہ وہ کونسی چیز ہے جو تمام وظائف اور اذکار کو شامل ہے حضور پر نور نے فرمایا

خدا ہمیں بھی اسکی برکات سے مستفید فرمائے آمین۔ اور میں نے پیشتر شیخ کامل عاشق الٰہی حضرت شاہ نظام الدین قدس سرہٗ سے بیعت کی ہے اور انہوں نے شیخ حضرت محمد جان قدس سرہٗ سے اور انہوں نے حضرت مولانا شاہ غلام علی شاہ دہلوی قدس سرہٗ سے بیعت کی ہے۔ پس انوار برکات نقشبندیہ سے روشنی اندوز ہوتے ہیں اور خدا سے اپنے غوث و سردار حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ کے سلسلہ قادریہ کی اور سیدنا حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے سلسلہ چشتیہ کی اور حضرت شہاب الدین سہروردی قدس سرہٗ کے سلسلہ سہروردیہ کی اور حضرت خواجہ عبد اللہ شطار قدس سرہٗ کی برکات و فیوض کے متمنی ہیں لہذا خلفائے کرام کے توسل سے ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی ہے ہم اللہ کے ساتھ جیسا کہ وہ اپنے اوصاف و کمالات میں ہے ایمان لائے ہیں ہم نے اللہ کے تمام احکام مانے ہیں ہم کفر و فسق و فجور سے بری رہے ہیں اور ہم اس امر کی شہادت دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں زندگی ہو یا موت دونوں حالتوں میں ہم زندہ بھی اس اقرار کے ساتھ ہیں اور انشاء اللہ مرینگے بھی اسی اقرار کے ساتھ اے اللہ ہم کو اور ہمارے ساتھیوں کو ان حضرات کی فتوحات اور دونوں جہاں کی بہتری عطا فرما۔ اب مسطورۂ ذیل فاتحہ پڑھکر اس کا ثواب ان حضرات کی روح کو ہدیہ کیا جائے۔ سورۂ فاتحہ ایک مرتبہ سورۂ اخلاص گیارہ مرتبہ۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ گیارہ مرتبہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مِنْ جَمِیْعِ مَا کَرِہَ اللّٰہُ قَوْلًا وَفِعْلًا وَخَاطِرًا وَسَامِعًا وَنَاظِرًا وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ تین بار الٰہی عالم ارواح میں ہمارے سردار حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پر اور اجسام میں انکے جسم پر اور قبور میں حضور کی قبر پر درود اور رحمت بھیج اور تمام نبیوں رسولوں مقرب فرشتوں اپنے دوستوں (اولیاء کرام) اپنے احباب اور اپنے طاعت گذاروں پر رحمت بھیج خداوندا ان لوگوں کے ساتھ ہم پر بھی رحمت فرمائے تمام رحم کرنیوالوں سے زیادہ رحم کرنیوالے اپنی رحمت کے طفیل ایسا ہی کر آمین۔ میرے آگے میرے دائیں طرف میرے بائیں طرف میرے اوپر میرے نیچے اور میرے پیچھے تو ہی تو ہے۔ پس جدھر منہ کرو ادھر خدا ہی کی ذات موجود ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہہ کتاب چار حصون پر منقسم ہے پہلا حصہ شریعت کے بیان مین دوسرا حصہ طریقت کے بیان مین تیسرا حصہ معرفت کے بیان مین چوتھا حصہ حقیقت کے بیان مین - پہلا حصہ شریعت کے بیان مین

كِتَابُ الْاِيْمَانِ مِنَ الْقُرْآنِ

بَيَانُ تَوْحِيْدِ اللهِ تَعَالٰى

قرآن مجید کے ایمان کا بیان (موافق اہل سنت والجماعت کے)
خدائے تعالےٰ کی توحید یعنے ایک ہونے کا بیان -

حوالہ	آیت	ترجمہ
۱۹ ۲/۲	وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ	(یعنے اے لوگو) تمہارا خدا وہی ایک خدا ہے اسکے سوا کوئی معبود نہیں وہ بہت رحم کرنیوالا نہایت مہربان ہے -
۲۳ ۶/۴	اِنَّمَا اللهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ سُبْحَانَهٗ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَكَفٰى بِاللهِ وَكِيْلًا	بجز اسکے نہیں کہ اللہ ایک ہی معبود ہے اسکے لئے اولاد ہونے سے وہ پاک ہے تمام آسمان وزمین میں جو کچھ ہے وہ سب اسکے لئے ہے اور اللہ تعالیٰ کام کرنیوالا اکیلا بس ہے -
۱۰ ۶/۵	لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ	بیشک وہ لوگ کافر ہیں جنہوں نے کہا کہ تین خداؤں میں سے اللہ ایک ہے حالانکہ ایک خدا کے سوا دوسرا کوئی خدا نہیں ہے -
۲ ۷/۶	قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ	آپ کہدیجئے بجز اسکے نہیں وہ ایک معبود ہے اور بلاشبہ میں تو تمہارے شرک سے بیزار ہوں -
۲ ۱۴/۱۶	اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ	(اے لوگو) تمہارا معبود تو ایک ہی معبود ہے -
۱۶ ۱۴/۱۶	وَقَالَ اللهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ	اللہ نے کہا کہ دو معبود مت بناؤ وہ ایک ہی خدا ہے -

خدائے تعالیٰ کے اسماء وصفات کا بیان

حوالہ	آیت	ترجمہ
۱ ۱/۱	اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ	اللہ کے لئے تمام تعریفیں ہیں وہی تمام عالم کا رب ہے وہی رحمٰن اور رحیم ہے -
۳ ۲/۱	وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ	وہی ہر چیز کو جاننے والا ہے -
۱۳ ۲/۱	اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	کیا تم کو معلوم نہیں کہ بیشک اللہ ہی کے لئے تمام آسمان اور زمین کا ملک ہے -
۱۴ ۲/۱	بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ	(وہ اللہ) تمام آسمان اور زمین کا پیدا کرنیوالا ہے اور جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو اسے کہدیتا ہے ہوجا تو وہ ہوجاتا ہے
۳۴ ۲/۱	اَللهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ	اس اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ ہے قائم رکھنے والا ہے اسکو اونگھ اور نیند نہیں -
۴ ۲/۱	وَاللهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ	اللہ ہر چیز پر قدرت والا ہے -
۱ ۳/۴	وَاللهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ	اللہ بخشنے والا رحم والا ہے -

آیت	نمبر	ترجمہ
لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ	۱	اسکے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ غالب حکمت والا ہے۔
ذٰلِکَ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْکُمْ وَاَنَّ اللّٰہَ لَیْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ	۱۹	یہ (مصیبتیں) تو تمہارے ہاتھوں کے کرتوت ہیں اللہ بندوں پر ظالم نہیں۔
وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ	۳۴	وہ عالی سب سے بڑا ہے۔
اِنَّ اللّٰہَ لَا یَخْفٰی عَلَیْہِ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ		بیشک اللہ پر کوئی شئی زمین آسمان میں پوشیدہ نہیں۔
ھُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُکُمْ فِی الْاَرْحَامِ کَیْفَ یَشَآءُ		وہی رحم دانمیں تمہاری جسطرح چاہتا ہے صورت بنادیتا ہے
قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِیْ صُدُوْرِکُمْ اَوْ تُبْدُوْہُ یَعْلَمْہُ اللّٰہُ		کہدیجئے جو کچھ تمہارے جی میں ہے اگر اسکو چھپاؤ یا ظاہر کرو اسکو خدا جانتا ہے۔
وَکَلَّمَ اللّٰہُ مُوْسٰی تَکْلِیْمًا	۲۳	حضرت موسی علیہ السلام سے اللہ تعالی نے کلام کیا۔
وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطًا	۱۸	اور اللہ تعالی ہر شئی کو محیط ہے
اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ	۱۳	تم سمجھ لو کہ بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔
وَلَہٗ مَا سَکَنَ فِی الَّیْلِ وَالنَّہَارِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ	۲	جتنی چیزیں رات دن میں ٹھہریں ہیں وہ سب خدا کے لئے ہے اور وہ سننے والا جاننے والا ہے۔
عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّہَادَۃِ وَھُوَ الْحَکِیْمُ الْخَبِیْرُ	۹	(وہ اللہ) غیب اور ظاہر کا جاننے والا ہے اور وہ حکمت والا خبردار ہے۔
مَنْ یَّہْدِ اللّٰہُ فَھُوَ الْمُہْتَدِیْ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ	۲۲	اللہ جسے ہدایت دے وہ ہدایت پانیوالا ہے اور جسے وہ گمراہ کرے وہی نقصان والے ہیں۔
وَلِلّٰہِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْہُ بِہَا	۲۲	اچھے نام خدا کے ہیں اوسکو اوس کے ناموں سے پکارو۔
یُحْیٖ وَیُمِیْتُ وَمَا لَکُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ	۱۴	(وہی) زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے تمہارے لئے اللہ کے سوا کوئی حمایتی اور مددگار نہیں۔
اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ	۱	بیشک تمہارے خدا پروردگار نے تمام آسمان وزمین کو چھ روز میں پیدا کئے پھر عرش پر غالب ہوا (وہی) سب کام کی تدبیر کرتا ہے۔
وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُہَا وَیَعْلَمُ مُسْتَقَرَّہَا وَمُسْتَوْدَعَہَا کُلٌّ فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ	۱	زمین پر جو جانور چلتا پھرتا ہے اللہ ہی پر اس کی روزی ہے اور وہ اوسکے رہنے اور مرنے کی جگہ کو جانتا ہے یہ سب ظاہر کتاب (لوح محفوظ) میں ہے۔
اَللّٰہُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ	۳	اللہ جسے چاہتا ہے زیادہ روزی دیتا ہے جسے چاہتا ہے کم دیتا ہے۔
وَیَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ	۳	(اللہ) جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے
اِنَّ رَبَّکَ ھُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِیْمُ	۶	بیشک تیرا رب (سب کو) پیدا کرنیوالا جاننے والا ہے۔
فَاِنَّہٗ کَانَ لِلْاَوَّابِیْنَ غَفُوْرًا	۳	بیشک وہ توبہ کرنے والوں کو بخشنے والا ہے۔
اِنَّہٗ کَانَ بِعِبَادِہٖ خَبِیْرًۢا بَصِیْرًا	۳	بیشک وہ اپنے بندوں سے خبر رکھنے والا دیکھنے والا ہے۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا اِلَّا بِالْحَقِّ وَاِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ

ہم نے آسمان اور زمین اور اوسکے مابین کی چیزیں حکمت کے ساتھ پیدا کیں ہیں اور بیشک قیامت آنے والی ہے۔ تو آپ اچھی طرح سے درگذر کیجئے۔

۴ ١٩/١٦ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا

تیرا رب بھولنے والا نہیں ہے۔

۶ ٢٠/١٦ فَتَعَالَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ

اللہ بادشاہ حق برتر ہے۔

۷ ٢١/١٧ اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَيَعْلَمُ مَا تَكْتُمُوْنَ

بیشک وہ زور کی بات بھی جانتا ہے اور تمہاری چھپائی ہوئی کو بھی جانتا ہے

۱ ٢٣/١٧ وَاَنَّهٗ يُحْيِي الْمَوْتٰى

بے شک وہ مردہ کو زندہ کریگا۔

۸ ٢٢/١٧ وَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ

بے شک وہ اللہ غنی تعریف والا ہے۔

۱ ٢٥/١٨ اَلَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا

اوس اللہ کے لئے آسمان وزمین کا ملک ہے اوسکی کوئی اولاد نہیں اور ملک میں اسکا کوئی شریک نہیں۔ اس نے تمام چیز پیدا کی پھر ایک اندازے سے اسکو درست کیا۔

۶ ٢٩/٢١ وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

کتنے جانور ایسے ہیں جو اپنی روزی نہیں اٹھاتے۔ اللہ اونکو اور تمکو روزی دیتا ہے اور وہی سننے والا اور جاننے والا ہے

۱ ٣١/٢١ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ

ہم نے آسمان سے پانی اتارا پھر ہمنے اس سے زمین میں ہر قسم کی عمدہ چیزیں اگائیں

۱ ٣٤/٢٢ عَالِمُ الْغَيْبِ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرُ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ

(وہ اللہ) غیب کی باتیں جانتا ہے اس سے آسمان اور زمین میں ایک ذرہ برابر کوئی شئ پوشیدہ نہیں اور اس سے چھوٹی اور بڑی سب لوح محفوظ میں ہے۔

۱ ٣٥/٢٢ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ اَزْوَاجًا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ

اللہ نے (پہلے) تمہارے (دادا آدم کو) مٹی سے پیدا کیا پھر تم کو نطفہ سے (پیدا کیا) پھر تم کو جوڑے بنائے جو عورت حاملہ ہوتی ہے اور جنتی ہے وہ اسکے علم کے موافق ہے اور جس کو زیادہ عمر دیجاتی ہے اور جسکو کم ملتی ہے وہ سب اسکے ہاں لکھا ہوا ہے بیشک یہ (سب) اللہ پر آسان ہے۔

۲ ٤٢/٢٥ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ

اللہ کے لئے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے جو چاہتا ہے وہ پیدا کرتا ہے جسے چاہے لڑکی دے جسے چاہے لڑکا دے اور جسے چاہے لڑکا اور لڑکی دونوں دیوے اور جسے چاہے بانجھ کر دیوے بے شک وہ جاننے والا قدرت والا ہے۔

۱ ٥٥/٢٧ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ

(اول) انسان (آدم کو) ٹھیکری کی طرح بجنے والی مٹی سے بنا اور جنو نکو آگ کے شعلہ سے بنایا۔

۳ ٥٦/٢٧ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ

اور ہم تمسے اسکی طرف زیادہ نزدیک ہیں ولیکن تم نہیں دیکھتے ہو

۱ ٥٧/٢٧ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ

(وہ سب سے) پہلے تھا اور (سب سے) پیچھے (بھی رہیگا) اور

وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ

ظاہر ہے اور (سب سے) پوشیدہ بھی ہے اور وہ ہر چیز کا جانتا ہے۔

۱ ۵۷/۲۷ وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ

جہاں تم ہو وہ تمہارے ساتھ ہے اور وہ تمہارے ہر ایک اعمال کو

۳ ۵۹/۲۸ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ

(وہ اللہ) بادشاہ (ہر ایک عیب سے) پاک سلامتی دینے امن دینے والا (ہر چیز کی) حفاظت کرنیوالا زبردست بڑے دباؤ والا بڑائی والا ہے اسکے شریک کرنیسے وہ اللہ پاک۔

۱ ۱۱۲/۳۰ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اللَّهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ

آپ کہدیجئے کہ وہ اللہ ایک ہے وہ اللہ بے نیاز ہے اسکی اولاد نہیں نہ اسکے ماں باپ ہیں نہ اسکے جیسا کوئی ہے۔

فرشتوں پر ایمان لانے کا بیان

۱ ۲/۱ قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَىٰ قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ وَمِيكَالَ فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِلْكَافِرِينَ

(اے محمد صلعم) کہدیجئے کہ جو جبرئیل کا دشمن ہو (تو یہ اسکی بیوقوفی ہے) اسلئے کہ اسنے تو (خدا کے حکم سے) اوس قرآن کو تیرے دل پر نازل کیا ہے وہ اگلی کتابونکو سچا تا ہے اور مومنونکو ہدایت اور بشارت دینے والا ہے جو خدائے تعالیٰ اور اسکے فرشتے اور اسکے رسول اور (خصوصاً) جبرئیل میکائیل کا دشمن ہو تو اللہ تعالیٰ (اون) کافرونکا دشمن۔

۸ ۶/۷ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُونَ

اور وہ تمپر نگہبان (فرشتے) مقرر کرتا ہے یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کی موت آتی ہے تو ہمارے (فرشتے) بھیجے ہوئے اوسکی جان اٹھا لیتے ہیں اور وہ (اسمیں) کوتاہی نہیں کرتے۔

۳ ۱۰/۱۱ إِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُونَ مَا تَمْكُرُونَ

ہمارے فرشتے تمہارے مکر لکھ لیتے ہیں۔

۳ ۱۳/۱۱ لَهُ مُعَقِّبَاتٌ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُونَهُ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ

اوس (انسان کے) لئے آگے اور پیچھے باری باری سے فرشتے اللہ کے حکم سے اوسکی حفاظت کرتے ہیں۔

۱۵ ۱۵/۱۱ مَا نُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ إِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوا إِذًا مُنْظَرِينَ

ہم فرشتونکو عذاب کے ساتھ نازل کرتے ہیں اسوقت اون کو مہلت نہیں ملیگی۔

۱ ۳۵/۲۲ جَاعِلِ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا أُولِي أَجْنِحَةٍ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ يَزِيدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَاءُ

فرشتونکو پیغام پہونچانیکے لئے مقرر کئے ہیں انکے دو دو اور تین تین چار چار پر ہیں (اور) جتنا چاہے زیادہ پیدا کرے۔

۸ ۳۹/۲۴ وَتَرَى الْمَلَائِكَةَ حَافِّينَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ

(اے محمد صلعم) آپ فرشتونکو دیکھیں کہ عرش کے اطراف حلقہ باندھے کھڑے ہیں اپنے رب کی حمد کیساتھ تسبیح کرتے ہیں۔

۲ ۵۰/۲۶ إِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيَانِ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيدٌ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ

جب وہ (لکھ) لینے والے (فرشتے) داہنے اور بائیں کی طرف بیٹھے ہوئے ہیں جو بات منہ سے نکلتی ہے تو اسکے پاس (اسکا) لکھنے والا [illegible] منتظر ہے۔

عَلَيْهَا مَلَآئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُونَ اللّٰهَ أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ

اوس جہنم پر ایسے غلیظ شدید فرشتے مقرر ہیں کہ اللہ کے امر کا خلاف نہیں کرتے اور (فوراً) حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔

وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ كِرَامًا كَاتِبِينَ يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ

بے شک تم پر نگہبان مقرر ہیں بزرگ. لکھنے والے ہیں۔ تمہارے کام کو جانتے ہیں۔

تَنَزَّلُ الْمَلَآئِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا

اوس شب قدر میں فرشتے اور جبرئیل اترتے ہیں۔

ایمان بالکتاب کا بیان

آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مِن رَّبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلَآئِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِ وَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ

(خود) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام مسلمان اوس کتاب پر ایمان لائے ہیں جو آپکی طرف اپنے رب کی جانب سے نازل کی گئی ہے بلکہ سب لوگ اللہ اور اسکے تمام فرشتے اور اوسکی کتابیں اور اسکے تمام رسولوں پر ایمان لائے ہیں اور (کہتے ہیں) کہ ہم (ایمان لائے ہیں) کسی رسولونکے درمیان تفریق نہیں کرتے اور سب نے کہدیا کہ (اے ہمارے رب) ہمنے (سب احکام) سنلئے اور (سبکی) تابعداری کی اب اے ہمارے پروردگار ہم تجھسے تیری مغفرت چاہتے ہیں اور تیرے ہی طرف (ہماری) بازگشت ہے۔

قُولُوا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنزِلَ إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِن رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ

(اے مسلمانو) کہو کہ ہم اللہ پر اور جو (کتابیں) ہماری طرف (نازل ہوئیں) اور (حضرت) ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب علیہ السلام اور انکی اولاد پر اور جو (کتابیں) (حضرت) موسیٰ اور عیسیٰ علیہ السلام اور (انکے علاوہ) جو (دوسرے) نبیونکو انکے رب کی جانب سے دی گئیں ہیں ہم (اون سب پر) ایمان لائے ہم کسی نبیونکے درمیان (ایمان میں) تفریق نہیں کرتے اور ہم تو خدا کے فرمان بردار ہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي أُنزِلَ مِن قَبْلُ وَمَن يَكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلَآئِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا

اے مسلمانوں اللہ پر اور اوسکے رسول (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور جو کتاب کہ (آپ پر) اور آپسے پہلے نازل کی ہے (سب پر) ایمان لاؤ اور جو اللہ اور اوسکے فرشتوں اور اسکے رسولوں کا اور قیامت کا انکار کرے وہ پرلے درجہ کا گمراہ ہوگیا۔

رسولون پر ایمان لانے کا بیان

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا

ہمنے اے (اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم) آپکو حق بشارت [illegible]

والا اور ڈرانیوالا (رسول بناکر) بھیجا ہے۔

۲۶/۲ كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللهُ النَّبِيِّينَ مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ وَأَنزَلَ مَعَهُمُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ

(پہلے) لوگ ایک گروہ تھے پھر اللہ نے مسلمانوں کو بشارت دینے والے اور کافروں کو ڈرانے والے نبی بھیجے اور انکے ساتھ سچی کتابیں نازل کیں تاکہ لوگوں کے آپس کے اختلاف میں فیصلہ کردیں۔

۱۸/۲ كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِّنكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ

(جسطرح ہمنے پہلی امتوں پر رسول بھیجے ہیں) اسی طرح ہمنے تم میں بھی تم میں سے ایک رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) بھیجا ہے جو تم پر ہماری آیتیں پڑھتا ہے اور تم کو (برائیوں سے) پاک کرتا ہے اور تمکو قرآن مجید اور علم کی باتیں سکھلاتا ہے اور جو (شریعت کے احکام) تم نہیں جانتے تھے وہ تمہیں سکھلاتا ہے۔

۳۳/۲ تِلْكَ آيَاتُ اللهِ نَتْلُوهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ وَإِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ مِّنْهُم مَّن كَلَّمَ اللهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ

یہ (قرآن مجید) اللہ کی سچی آیتیں ہیں ہم اسکو تمپر پڑھتے ہیں اور بیشک آپ رسولوں میں سے ہیں اون رسولوں میں ہمنے بعض کو بعض پر فضیلت دی اور بعض سے اللہ نے کلام کیا (جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام) اور اون میں سے بعض کے درجہ بلند کئے (جیسے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اور ہمنے عیسیٰ ابن مریم کو ظاہر آیتیں دیں اور ہمنے اونکی روح القدس (جبرئیل) سے مدد کی۔

۱۰/۴ وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ

اور (حضرت) محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) (اللہ کے) رسول ہیں آپ سے پہلے بھی بہت سے رسول گذر چکے ہیں۔

۱۱/۵ وَأَرْسَلْنَاكَ لِلنَّاسِ رَسُولًا وَكَفَىٰ بِاللهِ شَهِيدًا

ہمنے (آپکو تمام لوگوں کے لئے رسول بناکر بھیجا اور اللہ (ایک) گواہ بس ہے۔

۱۷/۵ وَأَنزَلَ اللهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُن تَعْلَمُ وَفَضْلُ اللهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا

(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ نے آپ پر کتاب (قرآن مجید) اور حکمت (احادیث) نازل کیں اور آپ جو (احکام خداوندی) نہیں جانتے تھے وہ (سب) آپکو سکھلادئے اور آپ پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔

۱۲/۶ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمُ الرَّسُولُ بِالْحَقِّ مِن رَّبِّكُمْ فَآمِنُوا خَيْرًا لَّكُمْ وَإِن تَكْفُرُوا فَإِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَكَانَ اللهُ عَلِيمًا حَكِيمًا

اے لوگو بیشک تمہارے پاس تمہارے رب کیطرف سے برحق رسول آگئے پس (انپر) ایمان لاؤ تو تمہارے لئے بہتر ہے اور اگر تم کفر کروتو (اللہ تعالے کو کیا پرواہ ہے) اس لئے کہ تمام آسمان اور زمین کی چیزیں اللہ کے (قبضہ قدرت میں ہیں) اور اللہ تعالے (تمہارے ایمان وکفر کو) جانتا ہے (اور) وہ حکمت والا ہے (کہ جلدی گرفت نہیں کرتا)

۱/۶ يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ

اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) آپکی جانب جو آپکے رب کی طرف سے نازل کیا گیا اوسے پہونچادیجئے۔

۱۳/۷ مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ

رسول پر تو صرف پہونچا دینا ہے۔

۴/۸ يَا بَنِيْ آدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ آيَاتِيْ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

اے لوگو جب تمہارے پاس تم (انسانونمیں) سے رسول آکر میری آیتیں تمپر پڑھیں تو جو لوگ (گناہونسے) بچینگے اور نیک کام کرینگے اونکو کچھ خوف اور غم (آخرت میں) نہو گا۔

۲۰/۹ قُلْ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ فَاٰمِنُوْا بِاللهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ

(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ فرما دیجئے کہ اے لوگو بیشک میں تم سب کی طرف اوس اللہ کی طرفسے بھیجا گیا ہوں جسکے لئے آسمان وزمین کا ملک ہے اوسکے سوا کوئی معبود نہیں وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے تم اس کی تابعداری کرو تاکہ تمہیں ہدایت ہو۔

۵/۱۰ هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ

اوس اللہ نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تاکہ تمام ادیان پر اوسکو غالب کرے اگرچہ اسے مشرکین ناپسند کریں۔

۸/۱۰ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ

جو لوگ اللہ کے رسول کو ستاویں اونکے لئے دردناک عذاب ہے۔

۱۶/۱۱ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

بیشک تمہارے پاس تم میں ایسے رسول آئے ہیں جن پر تمہاری تکلیف ناگوار ہے (اور تمہاری بھلائی کی) اُنکو لو لگی ہے (اور) مسلمانوں پر نہایت رحم و شفقت کرنیوالے ہیں۔

۲۳/۶ اِنَّا اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ كَمَا اَوْحَيْنَا اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْ بَعْدِهٖ

بے شک ہمنے آپکی طرف وحی کی جیسے (حضرت) نوح اور انکے بعد دوسرے نبیوں پر وحی کی۔

۱/۱۳ وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ

ہمنے ہر ایک رسول کو اسکے قوم کی زبان کے ساتھ (کتاب لیکر) بھیجا تاکہ وہ انکے لئے کھولکر بیان کرے۔

۲/۱۵ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا

ہم جب تک کہ رسول بھیجتے نہیں کسی کو عذاب نہیں کرتے۔

۷/۱۷ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

(اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم) ہمنے آپکو تمام عالم کیلئے رحمت بناکر بھیجا ہے

۳/۲۲ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا

(اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم) ہمنے آپکو تمام لوگونکے لئے بشارت دینے والا اور ڈرانیوالا بناکر بھیجا ہے۔

۴/۲۶ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔

۵/۲۲ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم لوگونمیں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ تو اللہ کے رسول اور نبیونکی مہر ختم کرنیوالے ہیں اور اللہ ہر شئی کو جاننے والا ہے

۷/۲۲ اِنَّ اللهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

بیشک اللہ اور اوسکے فرشتے اس نبی پر درود بھیجتے ہیں اے مسلمانوں تم بھی آپ پر درود اور سلام بھیجو اللھم صل علیٰ سیدنا محمد و علےٰ آل سیدنا محمد و بارک وسلم۔

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى

عنقریب آپ کا رب آپکو (ایسی چیز) عطا فرمادیگا کہ آپ خوش ہوجاوینگے

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ

بیشک ہم نے آپ کو (حوض) کوثر عطا فرمایا۔

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝

اللہ اور رسول کی تابعداری کرو تاکہ تمپر رحم کیا جاوے۔

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝

یہ احکام اللہ کے حدود ہیں اور جو اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کریگا اُس کو وہ ایسی جنتوں میں داخل کریگا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں (اور) وہ لوگ اُس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور یہ بڑی کامیابی ہے اور جو اللہ اور اُس کے رسول کی نافرمانی کرے اُس کے حدود سے تجاوز کریگا تو اُس کو آگ (جہنم) میں داخل کریگا وہ اُس میں ہمیشہ رہیگا اور اُسکے لئے ذلّت کا عذاب ہوگا

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ

ہم نے تو رسول اس لئے بھیجا تاکہ اللہ کے حکم سے اُس کی تابعداری کیجاوے۔

وَمَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۝

جس نے رسول کی تابعداری کی اُس نے اللہ کی تابعداری کی۔

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝

اگر تم مومن ہو تو اللہ اور اُس کے رسول کی فرمانبرداری کرو۔

وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

جو اللہ اور اُس کے رسول کی نافرمانی کریگا تو اُس کے لئے سخت عذاب ہے۔ اس لئے کہ اللہ سخت عذاب والا ہے۔

وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝

(اللہ کے) رسول پر تو ظاہر پہنچا دینا ہے۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ۝

جب اللہ اور اُس کا رسول کسی مسلمان مرد اور عورت کسی بات کا حکم کردے تو پھر اُن کو اپنے کام میں اختیار نہیں ہے اور جو اللہ اور اُس کے رسول کی نافرمانی کریگا تو وہ بڑا گمراہ ہوچکا۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَنْ يَّتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝

جو اللہ اور اُس کے رسول کی فرمانبرداری کریگا تو وہ اُسکو ایسی جنّت میں داخل کریگا جس کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں اور جو اُس سے روگردانی کریگا تو اُس کو دردناک عذاب دیگا۔

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

جو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) تمھارے پاس لاویں وہ لے لو اور جس سے تمھیں منع کریں اُس سے باز رہو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو اس لئے کہ وہ سخت عذاب والا ہے۔

اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْ بَعْدِهٖ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى

(اے نبی) ہم نے آپکی طرف وحی بھیجی جسطرح حضرت نوح اور اُن کے بعد کے نبی کیطرف بھیجی تھی۔ اور ہم نے حضرت ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور اُن کی اولاد اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان کی طرف وحی بھیجی تھی۔ اور ہم نے داؤد کو زبور دی اور کتنے رسولوں کا ہم نے آپ سے بیان کیا۔ اور کتنے رسولوں کا آپ سے بیان نہیں کیا۔

اور اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا ہم نے مسلمانوں کو)

تِلْكَ يَامُرُ سُلاً مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ؕ

بشارت دینے والے اور کافروں کو ڈرانے والے رسول اس لئے بھیجے تاکہ رسولوں کے بعد اللہ پر حجت پوری ہو جاوے۔ اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

٥/٢٣ وَالسَّلَامُ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ط

تمام رسولوں پر اللہ کا سلام ہو۔

تقدیر پر ایمان لانیکا بیان

١٤/٥ وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ

اگر ان کو بھلائی پہنچتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ اور اگر ان کو برائی پہونچتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ تمھاری طرف سے ہے فرما دیجئے کہ (بھلائی برائی) سب خدا کی طرف سے ہے۔

٣/٢٧ اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ

بیشک ہم نے ہر شے کو اندازہ سے پیدا کیا ہے۔

١/٢٨ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا

اللہ نے ہر شے کا اندازہ ٹھہرا دیا ہے۔

٣/٢٧ وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوْهُ فِي الزُّبُرِ وَكُلُّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ ؕ

جس کام کو اونہوں نے کیا وہ سب خدائی دفتر میں لکھا ہوا ہے۔ اور ہر ایک چھوٹی اور بڑی چیز

٣/٢٧ مَا اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَا اٰتٰىكُمْ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ كِتٰبًا ؕ

(لوح محفوظ میں ہمارے پاس) لکھی ہوئی ہے۔ جو مصیبت زمین میں یا تمھارے نفسوں میں پہونچے تو وہ اس کو پیدا کرنے سے پہلے ہی لوح محفوظ میں (لکھی ہوئی) ہے یہ لکھنا اللہ پر آسان ہے (یہ لکھنا اس لئے ہے) تاکہ تم اپنے سے فوت شدہ شئی پر غمگین نہ ہو اور تمکو ملی ہوئی چیز پر اتراؤ نہیں۔

١/٢٩ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ كِتٰبًا ؕ

ہم نے ہر شے کو اچھی طرح سے لکھ لیا ہے۔

ہم نے ہر شے کو اچھی طرح سے لکھ لیا۔

قیامت پر ایمان لانیکا بیان

٦/١ وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْئًا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ؕ

اور اس روز سے ڈرو کہ جس روز کوئی کسی کے کام نہ آویگا۔ اور کسی سے سفارش (بلا اذن) قبول کیجاویگی۔ اور نہ کسی سے فدیہ لیا جاویگا۔ اور نہ مدد کئے جائیں گے۔

٣/٣ يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْءٍ

(قیامت کے) روز ہر شخص نے جو بھلائی یا برائی کی ہے وہ موجود پاویگا۔

١١/٤ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ

قیامت کے روز بعض منہ سفید ہونگے اور (بعض) منہ سیاہ ہوں گے۔

٢/٥ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ

وہ تم سب کو قیامت کے روز میں البتہ ضرور جمع کریگا۔ اس دن کے آنے میں کچھ شک نہیں۔

٢/٧ وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا

(اس قیامت کے) دن ہم سب کو جمع کرکے کہیں گے کہ

أَيْنَ شُرَكَاؤُكُمُ الَّذِينَ كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ إِلَّا أَنْ قَالُوا وَاللَّهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ ۝
وَالْمَوْتَىٰ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ ثُمَّ إِلَيْهِ يُرْجَعُونَ ۝

جن کو تم (خدا کا شریک) سمجھتے تھے وہ شرکاء کہاں گئے؟ تو پھر اُن کا بہانہ یہی ہوگا کہ وہ کہیں گے کہ ہمارے رب کی قسم واللہ ہم نے تو کسی کو شریک نہیں کیا۔ سب مردوں کو اللہ تعالیٰ زندہ کر کے اُٹھائیگا۔ پھر اُسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّا أُمَمٌ أَمْثَالُكُمْ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يُحْشَرُونَ ۝

ہر ایک زمین پر چلنے والے اور اپنے دونوں پروں سے اُڑنے والے پرندے وہ سب تمھاری طرح جماعتیں ہیں۔ ہم نے سب کو لوح محفوظ میں لکھ لیا ہے۔ پھر یہ سب اپنے رب کی طرف (قیامت میں) جمع کئے جاویں گے۔

وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ

جس دن صور پھونکا جاویگا اُس روز اُسی کی بادشاہت ہوگی۔

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا

اُس روز (قیامت میں) وہ اللہ اُن سب کو جمع کریگا۔

كَمَا بَدَأَكُمْ تَعُودُونَ ۝

جیسا تم کو پہلے پیدا کیا ویسے ہی پھر دوبارہ پیدا ہو گے۔

يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي لَا يُجَلِّيهَا لِوَقْتِهَا إِلَّا هُوَ

یہ لوگ آپ سے قیامت کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہ اُس کا ٹھکانا کب سے ہے تو کہہ دیجیئے اس کا علم میرے رب کے پاس ہے وہی اُس کو اُس کے وقت پر ظاہر کر دیگا۔

إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا وَعْدَ اللَّهِ حَقًّا إِنَّهُ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ بِالْقِسْطِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ شَرَابٌ مِنْ حَمِيمٍ وَعَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ۝

اسی کی طرف تم سب کو لوٹنا ہے۔ یہ اللہ کا وعدہ سچّا ہے وہی مخلوق کو پہلے پیدا کرتا ہے پھر اُس کو دوبارہ پیدا کریگا۔ تاکہ ایمان والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو انصاف کے ساتھ بدلہ دے اور کافروں کے لئے گرم پانی پینا ہے اور اُن کے لئے کفر کے بدلے دردناک عذاب ہے۔

يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَاوَاتُ وَبَرَزُوا لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۝

اُس روز قیامت کو اس زمین کے سوا دوسری زمین بدل دی جاوے گی۔ اور آسمان بھی۔ اور سب لوگ ایک اللہ قہار کے سامنے ظاہر ہو جاویں گے۔

وَمَا أَمْرُ السَّاعَةِ إِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ أَوْ هُوَ أَقْرَبُ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

قیامت کا ہونا اللہ کے نزدیک، ایک آنکھ کے جھپکنے کے برابر بلکہ اس سے بھی کم ہے۔ بیشک اللہ ہر شے پر قادر ہے۔

يَوْمَ تَأْتِي كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَفْسِهَا وَتُوَفَّىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝

قیامت کے روز ہر ایک نفس دوسرے نفس سے جھگڑا کریگا اور ہر ایک نفس کو اُس کے عملوں کا پورا پورا بدلہ دیا جائیگا۔ اور کسی پر ظلم نہ ہوگا۔

يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝

اُس روز لوگوں پر اُن کی زبانیں اور ہاتھ پاؤں اُن کے عملوں کی گواہی دیں گے۔

وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِنَ

اور جب ان پر بات (قرب قیامت کی) آن پڑے گی

الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ ط

تو ہم اُن کے لئے ایک جانور (دابۃ الارض) زمین سے نکالیں گے۔ جو لوگوں سے باتیں کریگا۔ کیونکہ لوگ ہماری نشانیوں پر یقین نہیں رکھتے۔

۲۰/۷ وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ

اُس روز صور پھونکا جاویگا۔ تو تمام آسمان و زمین والے گھبرا جاویں گے مگر جس کو اللہ چاہے۔

۲۳/۴ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ؕ

اور دوسری بار صور پھونکا جاویگا تو سب قبروں سے نکلکر اپنے رب کی طرف دوڑیں گے۔

،، وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ؕ

اور آج اے گنہگارو تم علیحدہ ہو جاؤ۔

،، اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ؕ

آج ہم اُن کے مونہوں پر مہر کر دیں گے اور ہم سے اُن کے ہاتھ اور پاؤں اپنے کئے ہوئے کو کہہ ڈالیں گے۔

۲۴/۴ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ؕ

اور صور پھونکا جاوے گا تو تمام آسمان و زمین والے بے ہوش ہو جائینگے۔ پھر دوبارہ صور پھونکا جاوے گا تو سب قبروں سے نکلکر کھڑے دیکھتے ہوں گے۔

۱۶/۱۹ وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا ؕ

اور تم میں سے کوئی ایسا نہیں جو دوزخ (کی پل) پر نگذرے یہ تو تیرے رب کا ضرور فیصلہ شدہ ہے پھر ہم پرہیزگاروں کو اس سے بچالیں گے۔ اور ظالموں کو اُس میں گھٹنوں کے بل پھینک دیں گے

۲ ۱۶/۲۰ يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا ؕ

اُس روز کسی کی شفاعت کام نہ آئے گی مگر جس کو رحمان سفارش کرنے کی اجازت دے۔ اور اُس کی بات پسند کرے۔

۱ ۸/۷ وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ ِالْحَقُّ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ۔

اور اُس روز اعمال کا تولنا برحق ہے۔ پھر جن کی نیکیوں کا وزن بھاری ہوگا وہ کامیاب ہیں اور جن کا وزن ہلکا ہوگا تو انہوں نے ہماری آیتیں نہ ماننے سے اپنا نقصان کیا۔

۹ ۲۰/۲۸ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ط

جو شخص قیامت کے روز ایک نیکی لیکر آئیگا اُس کو اُس سے بہتر بدلا (ملیگا) اور جو برائی لیکر آئیگا تو جن لوگوں نے برے کام کئے ہیں اُن کو اتنا ہی بدلا ملیگا۔ جیسا وہ دنیا میں کرتے رہے۔

۱ ۳۰/۳ اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ

اے نبی ہم نے آپ کو (حوض) کوثر عطا فرمایا۔

جنتی مومنین کی صفات کا بیان

۱/۱ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ

یہ (قرآن مجید) اُن پرہیزگاروں کے لئے ہدایت کرنے والا ہے جو بن دیکھے ایمان لائے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور ہماری دی

أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ
أُولٰئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝

ہوئی چیزوں میں سے خرچ کرتے ہیں - اور جو قرآن مجید آپ کی طرف نازل کیا گیا ہے اور جو کتابیں آپ سے پہلے نازل کی گئیں ہیں سب پر ایمان لاتے ہیں اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں -

۱/۸ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالنَّصٰرٰى وَالصَّابِئِينَ
مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ
عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝

بیشک مسلمان اور یہودی اور نصاریٰ اور صابئین سے جو اللہ پر اور قیامت پر ایمان لاوے اور اچھے کام کرے اُن کے لئے اُن کے رب کے پاس ثواب ہے اور اُن پر کوئی خوف اور غم نہیں ہے -

---

۱/۹ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ
هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ ۲/۲۰ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ۝

جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے وہی جنتی ہیں وہ اُس میں ہمیشہ رہیں گے - اور مسلمان کو اللہ کی محبت سب سے زیادہ ہے -

۱/۳ بَلٰى مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ أَجْرُهُ
عِنْدَ رَبِّهِ -

ہاں جس نے اپنی ذات خدا کے تابع کر دی اور وہ نیکو کار ہو تو اُس کے لئے اُس کا ثواب خدا کے پاس ہے -

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي
سَبِيلِ اللّٰهِ أُولٰئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللّٰهِ -

جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا وہی اللہ کی رحمت کے اُمیدوار ہیں -

۳/۲۸ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ
وَآتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ

جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ دی اُن کے لئے اُن کے رب کے پاس ثواب ہے

۳/۲ اَلصَّابِرِينَ وَالصَّادِقِينَ وَالْقَانِتِينَ وَالْمُنْفِقِينَ
وَالْمُسْتَغْفِرِينَ بِالْأَسْحَارِ ۝

وہ صبر کرنے والے اور سچ بولنے والے اور عاجزی کرنے والے اور خرچ کرنیوالے (خدا کی راہ میں) اور سویرے سے استغفار کرنیوالے ہیں۔

۴/۱۴ اَلَّذِينَ يُنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَاظِمِينَ
الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ
وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ
ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ
إِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلٰى مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۝
أُولٰئِكَ جَزَاؤُهُمْ مَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ -

وہ خوشی اور غم میں خرچ کرتے ہیں اور غصہ کو کھا جاتے ہیں اور لوگوں سے درگذر کرتے ہیں - اور اللہ احسان کرنیوالوں کو دوست رکھتا ہے - اور وہ لوگ جب بُرا کام کرتے ہیں یا اپنے نفسوں پر ظلم کرتے ہیں تو اللہ کو یاد کر کے اپنے گناہوں کی استغفار کرتے ہیں اور اللہ کے سوا کون گناہوں کو بخشتا ہے اور وہ لوگ جان بوجھکر اپنے کئے ہوئے پر اصرار نہیں کرتے انھیں لوگوں کی جزا اپنے رب کے پاس مغفرت ہے -

۲/۲۰ لٰكِنِ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا
الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا -

لیکن جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے ہیں اُن کے لئے ایسی جنتیں ہیں جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں اور وہ اُس میں ہمیشہ رہیں گے -

۵/۱۸ وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثٰى وَهُوَ
مُؤْمِنٌ فَأُولٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ -

جو مرد یا عورت ایمان کے ساتھ نیک اعمال کرے تو وہ جنت میں داخل ہوں گے -

مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ

اگر تم شکر کرو اور ایمان لاؤ تو اللہ تمھیں عذاب دیکر کیا کریگا۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ

جو لوگ اللہ اور اُس کے رسولوں پر ایمان لائے اور کسی رسول میں تفریق نہیں کی اُن کو عنقریب اُن کا اجر دیگا۔

وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝

جو اللہ اور اُس کے رسول اور مسلمانوں سے دوستی رکھے وہی اللہ کے غالب گروہ ہیں۔

اِنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءً ۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ ۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

جو تم میں سے نادانستگی سے بُرا کام کرے پھر اُس کے بعد توبہ کرے اور نیک کام کرے تو اللہ تعالےٰ اُس کو بخشنے والا رحم والا ہے۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۔

جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کے ساتھ ظلم (شرک) نہیں ملایا اُن کے لئے امن ہے۔ اور وہی راہ یاب ہیں۔

وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ

اور ہم نے جو لوگ پیدا کئے اُن میں ایک گروہ ایسا ہے جو سچی ہدایت کرتے ہیں اور سچا انصاف کرتے ہیں۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۔

سچے مومن وہی ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاوے تو اُن کے دل لرز جاتے ہیں اور جب اُنپر اُسکی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو اُن کا ایمان کامل ہو جاتا ہے۔ اور وہ اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ۔

اور مسلمان مرد اور عورت آپس میں ایک دوسرے کے مددگار ہیں اچھی بات کا حکم کرتے ہیں اور بُری بات سے منع کرتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ اور اللہ اور اُس کے رسول کی تابعداری کرتے ہیں۔ انہیں اللہ تعالےٰ عنقریب رحم کریگا۔

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ

اور مہاجرین اور انصار میں سے پہلے سبقت کرنے والے اور جنھوں نے احسان کے ساتھ اُن کی تابعداری کی اللہ اُن سے راضی ہے اور وہ اللہ سے راضی۔

اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

توبہ کرنے والے عبادت کرنے والے حمد کرنے والے روزہ رکھنے والے رکوع سجدہ کرنے والے اچھی بات کا حکم کرنیوالے بُری باتوں سے منع کرنیوالے اللہ کی حدوں کی حفاظت کرنے والے انہی مومنوں کو بشارت دیجئے جنت کی۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝

بیشک اللہ کے اُن دوستوں کو کچھ خوف و غم نہیں ہے جو ایمان لائے اور متقی بنے۔

وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِى الْجَنَّةِ

اور نیک بخت لوگ جنت میں ہوں گے۔

اَلَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ۝

جو اللہ کے عہد کو پورا کرتے ہیں اور اقرار توڑتے نہیں اور اللہ نے جن کے ساتھ صلہ رحمی کرنے کا حکم کیا ہے اُن کے ساتھ صلہ رحمی کرتے ہیں اور اپنے رب سے اور بڑے حساب سے ڈرتے ہیں اور جو اپنے رب کی طلب رضامندی کیلئے صبر کرتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور ہمارے دیے ہوئے میں سے پوشیدہ خرچ کرتے ہیں اور بُرائی کو نیکی سے دفع کرتے ہیں اُنھی کیلئے آخرت کا گھر ہے۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ۔

جو ایمان لائے اور اُن کے دل اللہ کے ذکر کیساتھ مطمئن ہوگئے۔

إن المتقين في جنات وعيون

قد أفلح المؤمنون الذين هم في صلاتهم خاشعون
والذين هم عن اللغو معرضون والذين هم للزكوٰة
فاعلون والذين هم لفروجهم حافظون إلا على أزواجهم
أو ما ملكت أيمانهم فإنهم غير ملومين فمن ابتغى وراء
ذلك فأولئك هم العادون والذين هم لأماناتهم و
عهدهم راعون والذين هم على صلواتهم يحافظون
أولئك هم الوارثون الذين يرثون الفردوس هم
فيها خالدون

بیشک متقی لوگ جنت اور چشموں میں ہوں گے۔

اُن مومنوں نے فلاح پائی جو اپنی نمازوں میں خشوع کرتے ہیں اور
جو فضول باتوں سے اعراض کرتے ہیں اور جو زکوٰۃ دیتے ہیں۔
اور جو اپنی شرمگاہوں کی اپنی عورتوں اور لونڈیوں کے ماسوا سے
حفاظت کرتے ہیں۔ جو ان (دو) کے ماسوا چاہے وہ زیادتی کرنے
والے ہیں۔ اور جو اپنی امانتیں اور عہد و نکی رعایت رکھتے ہیں اور
اپنی نمازوں پر محافظت رکھتے ہیں۔ یہی لوگ جنت الفردوس
کے وارث ہو کر اُس میں ہمیشہ رہیں گے۔

إنما كان قول المؤمنين إذا دعوا إلى الله ورسوله
ليحكم بينهم أن يقولوا سمعنا وأطعنا۔

مومن جب اُن کے باہم فیصلہ کے لئے اللہ اور رسول کی طرف بُلائے
جائیں گے۔ تو اُنکو یہ کہنا چاہیئے کہ ہم نے سُنا اور تابعداری کی۔

وعباد الرحمٰن الذين يمشون على الأرض هونا وإذا
خاطبهم الجاهلون قالوا سلاما والذين يبيتون لربهم
سجدا وقياما والذين يقولون ربنا اصرف عنا
عذاب جهنم إن عذابها كان غراما إنها ساءت
مستقرا ومقاما والذين إذا أنفقوا لم يسرفوا ولم
يقتروا وكان بين ذلك قواما والذين لا يدعون مع
الله إلها آخر ولا يقتلون النفس التي حرم الله إلا
بالحق ولا يزنون ومن يفعل ذلك يلق أثاما يضاعف
له العذاب يوم القيامة ويخلد فيه مهانا إلا من
تاب وآمن وعمل عملا صالحا فأولئك يبدل الله سيئاتهم
حسنات وكان الله غفورا رحيما ومن تاب وعمل
صالحا فإنه يتوب إلى الله متابا والذين لا يشهدون الزور
وإذا مروا باللغو مروا كراما والذين إذا ذكروا بآيات
ربهم لم يخروا عليها صما وعميانا والذين يقولون
ربنا هب لنا من أزواجنا وذرياتنا قرة أعين و
اجعلنا للمتقين إماما أولئك يجزون الغرفة
بما صبروا ويلقون فيها تحية وسلاما خالدين فيها
حسنت مستقرا ومقاما۔

(رحمت خداوندی کے سزاوار) اللہ کے وہ بندے ہیں جو زمین پر
عاجزی سے چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے جھگڑتے ہیں تو کہتے
ہیں (صاحب) سلام اور جو شب کو اپنے رب کیلئے سجدہ اور قیام کرتے
ہیں۔ نمازیں پڑھتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ اے ہمارے رب
ہم سے جہنم کے عذاب ٹالدے۔ اس لئے کہ اُس کا عذاب تو ڈانڈ
(سخت) ہے اور وہاں کا رہنا اور ٹھہرنا بُرا ہے اور جو نہ بیجا
خرچ کریں اور نہ کمی کریں بلکہ درمیانہ ہووے اور جو اللہ کے
ساتھ دوسرے کسی معبود کو نہیں پکارتے اور اللہ نے جس کا قتل
حرام کیا ہے اُس کو ناحق نہیں مارتے اور زنا نہیں کرتے اور جو
ایسا کریگا وہ مجرم ہوگا۔ اُسے قیامت کے روز دوہرا عذاب ہوگا۔
اور وہ اُس میں ہمیشہ ذلیل ہو کر رہیگا۔ مگر جو توبہ کر کے ایمان لاکر
نیک اعمال کرے تو اُن کی بُرائیوں کو نیکیوں سے بدل دیگا۔
کیونکہ اللہ تعالےٰ غفور اور رحیم ہے۔ اور جو توبہ کر کے نیک کام کرے
تو وہ اللہ کی طرف پورا رجوع کرتا ہے اور جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے
اور جب بیہودہ امر پر گذریں تو اپنی بزرگی کے موافق گذرتے ہیں۔
اور جو اپنے پروردگار کی آیتوں سے نصیحت کئے جاویں
تو اُس پر بہرے اندھے ہو کر نہیں گرتے۔ اور جو کہتے
ہیں اے ہمارے رب ہمیں ایسی اہل و عیال عطا فرما کہ
جس سے ہماری آنکھوں کو ٹھنڈک ہو۔ اور ہمیں پرہیزگاروں کا سردار بنا۔ اُن کے صبر کے عوض اُن
کو بالاخانے ملیں گے۔ اور اُن کا دعا و سلام سے استقبال کیا جاوے گا اُس میں ہمیشہ رہیں گے وہ بڑی اچھی جگہ مقام ہے۔

بڑی اچھی جگہ مقام ہے ۔

فَاَمَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنَ مِنَ الْمُفْلِحِيْنَ ۝

جو توبہ کرکے ایمان لاکر نیک عمل کرے وہ عنقریب فلاح والوں میں سے ہوگا ۔

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِى الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ۝

وہ آخرت کا مکان ہم اُن لوگوں کو دیں گے جو زمین پر بڑائی اور فساد نہیں چاہتے ۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا ۔

جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے اُن کو ہم جنت کے بالاخانے میں جگہ دیں گے ۔

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

جن لوگوں نے ہماری راہ میں کوشش کی اُن کو ہم ضرور ہماری راہیں دکھلا دیں گے ۔ بیشک اللہ نیکو کار کے ساتھ ہے ۔

اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝

ہماری آیتوں کے ساتھ تو وہ لوگ ایمان لاتے ہیں کہ جب اُن کو وہ سمجھائی جاتی ہیں تو سجدے میں گر پڑتے ہیں اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں ۔ اور وہ تکبر نہیں کرتے ۔ (تہجد کیلئے) خوابگاہوں سے اپنے پہلو علیحدہ کر دیتے ہیں ۔ خوف اور اُمید سے اپنے رب کو پکارتے ہیں ۔ اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے خرچ کرتے ہیں

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۝

بیشک مسلمان مرد و عورت ۔ اور مومن مرد اور مومن عورت اور فرمانبردار مرد و عورت اور سچ مرد و عورت اور صبر کرنے والے مرد اور عورت اور روزہ دار مرد اور عورت اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور عورت اور اللہ کو بہت یاد کرنیوالے مرد اور عورت کے لئے مغفرت اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے ۔

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۝

اور جو لوگ مسلمان مرد اور عورتوں کو بلا قصور کے ستاتے ہیں تو اُنھوں نے بہتان کا بڑا گناہ اُٹھایا ۔

وَمَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِىْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰۤى اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰۤئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِى الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ۝

تم اپنے صرف، مال و اولاد کی وجہ سے ہماری نزدیکی حاصل نہیں کر سکتے ۔ مگر جو ایمان لاکر (اس سے) اچھے کام کرے تو اُنکے لئے اُن کے عمل کے بدلے دوہرا عوض ہوگا اور وہ جنت کے جھروکوں میں نڈر ہوں گے ۔

اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ اُولٰۤئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ فَوَاكِهُ وَهُمْ مُّكْرَمُوْنَ فِىْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۔

مگر اللہ کے خالص بندوں کے لئے رزق معلوم میوے ہیں ۔ اور وہ عیش کی جنتوں میں معزز ہوں گے ۔

وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ يَّعْبُدُوْهَا وَاَنَابُوْۤا اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى ۝

اور جو لوگ شیطان کی پرستش سے بچے اور اللہ کی طرف رجوع کیا ۔ اُن کو جنت کی بشارت ہے ۔

۲۴/۳ وَالَّذِي جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

اور جو شخص سچی بات لے کر آیا اور جس نے اُس کو سچا یا وہی لوگ پرہیزگار ہیں۔ اُن کے لئے اپنے رب کے پاس جو چاہے وہ ملیگا۔ نیکوں کی یہی جزا ہے۔

۲۴/۴ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝

جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پرورش کرنے والا اللہ ہے پھر اُس پر جمے رہے۔ تو اُن پر فرشتے نازل ہو کر (کہیں گے) کہ تم خوف نہ کرو۔ نہ غمگین ہو (بلکہ) اپنے وعدوں کے موافق جنّت سے خوش ہو جاؤ۔

۲۵/۱ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ۝

(ثواب) اُن لوگوں کے لئے ہے جو ایمان لائے اور اپنے رب پر بھروسا کئے۔ اور کبیرہ گناہ فحش باتوں سے بچے۔ اور جب غصّہ آوے تو معاف کر دیوے اور جو اپنے رب کا حکم مانتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور اُن کا کام آپس میں مشورہ سے ہوتا ہے۔ اور ہمارے دئے ہوئے میں سے خرچ کرتے ہیں (خدا کی راہ میں) اور جب اُن پر ظلم ہوتا ہے (تو اُتنا ہی) کبھی بدلہ لے لیتے ہیں۔

۲۶/۱ وَاَنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ

جو لوگ ایمان لائے اُنہوں نے اپنے رب کی سچی تابعداری کی

۲۶/۲ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝

مومن تو وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لائے۔ پھر (اُن کی کسی بات میں) شک نہ کیا اور اللہ کے راستے میں اپنے مال و جان سے جہاد کیا وہی سچے مسلمان ہیں۔

۲۶/۴ لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِيْظٍ ۝ مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبِ ۝ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ ؕ

ہر ایک اللہ کی طرف رجوع کرنے والے اس کے (اس کے حکموں کی) نگاہ رکھنے والے کے لئے (وعدہ کیا جاتا ہے) جو اللہ سے بن دیکھے ڈرے اور اللہ کی طرف رجوع کرنے والا دل لے کر آوے (اُن سے کہا جائیگا) کہ بیخوف ہو کر سلامتی کے ساتھ جنّت میں داخل ہو۔

۲۶/۱ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ اٰخِذِيْنَ مَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ ۝ كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ۝ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝ وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ۝

بیشک متّقی لوگ باغات اور نہروں میں ہوں گے اُن کے رب کی دی ہوئی نعمتوں کو لیتے رہیں گے۔ اس لئے کہ وہ اس سے پہلے (دُنیا میں) نیک تھے شب کو بہت کم سوتے تھے۔ اور سویرے استغفار کرتے۔ اور اُن کے مال میں سائل اور غیر سائل کا حصّہ تھا۔

۲۷/۲ اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ ۙ وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝

کیا مومنوں کیلئے یہ وقت نہیں آگیا کہ اللہ کے وقت اور نازل کئے ہوئے قرآن مجید کے (پڑھتے وقت) اُن کے دل لرز جائیں۔ اور اہل کتاب کی طرح نہ ہو جائیں۔ کہ اُن پر دراز مدّت گذرنے سے (بغیر اللہ کی کتاب سُنے اُن کے دل سخت ہو گئے)۔

۲۸/۳ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ

جو لوگ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہوں اُن کو (اے پیغمبر) تم نہیں پاؤ گے۔ کہ اللہ اور اُس کے رسول سے دشمنی رکھنے والوں سے

أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن ... تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ

دوستی رکھتے ہوں - خواہ اُن کے باپ دادا ہوں یا اُن کے بیٹے ہوں یا اُن کے بھائی ہوں - یا اُن کے کنبے والے ہوں انہی لوگوں کے دلوں میں اللہ نے ایمان جما دیا ہے - اور اپنے روح القدس سے اُن کی مدد کی ہے - اور اُن کو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا کہ جس کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں - اور وہ اُس میں ہمیشہ رہیں گے اللہ اُن سے راضی ہے اور وہ اللہ سے خوش ہیں۔

۲۸/۱ وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ

اور جو اللہ سے ڈرتا ہے تو اللہ اُن کے لئے (مصیبت سے نکلنے کا) راستہ نکال دیتا ہے - اور اُس کو ایسی جگہ سے روزی پہونچاتا ہے جس کا اُسے گمان بھی نہ ہو - اور جو اللہ پر بھروسا کرتا ہے تو وہ اسکو کافی ہے۔

۲۹/۱ إِنَّ الْأَبْرَارَ يَشْرَبُونَ مِن كَأْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُورًا عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللَّهِ يُفَجِّرُونَهَا تَفْجِيرًا يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا ۝ وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا إِنَّا نَخَافُ مِن رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوسًا قَمْطَرِيرًا فَوَقَاهُمُ اللَّهُ شَرَّ ذَٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقَّاهُمْ نَضْرَةً وَسُرُورًا وَجَزَاهُم بِمَا صَبَرُوا جَنَّةً وَحَرِيرًا ۝

بیشک نیک لوگ ایسے شراب جام سے پویں گے کہ اُس میں کافور ملا ہوگا۔ کافور کی (خوشبو کا) ایک چشمہ ہے کہ اُس سے وہ اللہ کے بندے خوب بہا کر پینگے - جو نذر پوری کرتے تھے اور ایسے دن سے ڈرتے تھے جس کی برائی پھیلی ہوئی ہے - اور جو اس کی محبت سے مسکین اور یتیم اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے تھے (اور کہتے تھے) ہم تمکو لوجہ اللہ کھلاتے ہیں تم میں سے کوئی بدلہ اور شکرگذاری نہیں - چاہتے ہیں تو اپنے رب سے اُس دن کا خوف ہے جو بہت اداس اور سخت ہے۔ تو خدا نے بھی اُس روز کی سختی سے اُن کو بچا لیا - اور اُن کو تازگی اور خوشی عطا فرمائی - اور اُن کے صبر کے بدلے اُن کو جنت اور ریشمی کپڑے عطا کئے -

۳۰/۲ وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ

اور جو اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا رہا اور نفس خواہش کو روکا تو جنت اُس کے رہنے کی جگہ ہے -

۳۰/۱ يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً فَادْخُلِي فِي عِبَادِي وَادْخُلِي جَنَّتِي

(اللہ تعالےٰ کہیگا) اے نفس مطمئنہ اپنے رب کی طرف راضی مرضی ہو کر جا میرے بندوں میں داخل ہو کر میری جنت میں داخل ہو جا۔

۳۰/۱ قَدْ أَفْلَحَ مَن زَكَّاهَا

جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا اُس نے فلاح پائی -

۳۰/۱ فَأَمَّا مَنْ أَعْطَىٰ وَاتَّقَىٰ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَىٰ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَىٰ

جس نے (اللہ کی راہ میں) دیا اور متقی بنا اور اچھی بات کی تصدیق کی - تو ہم اُن کو آسان باتیں (اچھے کام) آسان کر دیں گے۔

۳۰/۱ وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّىٰ وَمَا لِأَحَدٍ عِندَهُ مِن نِّعْمَةٍ تُجْزَىٰ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلَىٰ وَلَسَوْفَ يَرْضَىٰ ۝

وہ بڑا متقی اُس آگ سے بچا لیا جاویگا کہ جو اپنا مال پاک ہونے کیلئے دیتا ہے - اُس پر کسی کا احسان نہیں کہ وہ اُس کا بدلہ دیوے وہ تو اپنے رب اعلیٰ کی رضامندی کیلئے دیتا ہے اور وہ اُنسے عنقریب راضی ہو جاویگا۔

اعراف کا بیان

۷/۴۶ وَمَا بَيْنَهُمَا حِجَابٌ وَعَلَى الْأَعْرَافِ رِجَالٌ يَعْرِفُونَ كُلًّا بِسِيمَاهُمْ وَنَادَوْا أَصْحَابَ الْجَنَّةِ أَنْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَمْ يَدْخُلُوهَا وَهُمْ يَطْمَعُونَ وَإِذَا صُرِفَتْ أَبْصَارُهُمْ تِلْقَاءَ أَصْحَابِ النَّارِ قَالُوا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝ وَنَادَىٰ أَصْحَابُ الْأَعْرَافِ رِجَالًا يَعْرِفُونَهُمْ بِسِيمَاهُمْ قَالُوا مَا أَغْنَىٰ عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُونَ أَهٰؤُلَاءِ الَّذِينَ أَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ ط اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَا أَنْتُمْ تَحْزَنُونَ ۝

اور بہشت اور دوزخ کے درمیان ایک آڑ ہے۔ اور اعراف پر کچھ لوگ ہوں گے جو جنتیوں اور دوزخیوں سب کو اُن کی نشانی سے بہچانیں گے۔ اور یہ اعراف والے جنتیوں کو پکار کر کہیں گے تم پر سلام ہے (اور ابتک) یہ لوگ جنت میں داخل نہیں ہوئے (مگر اس کی) اُمید رکھتے ہیں۔ اور جب اُنکی نگاہ دوزخیوں کی طرف جا پڑیگی تو کہیں گے اے ہمارے رب ہمکو ظالموں کے ساتھ نکر اور کچھ لوگوں کو اُن کی نشانی سے بہچان کر پکار کر کہیں گے اب تمھاری جمع کی ہوئی چیز کچھ تمھارے کام نہیں آئی۔ اور نہ تمھاری بڑائی کام آئی کیا اِن ہی لوگوں کے لئے تم قسم کھاتے تھے کہ اللہ کی اُن پر رحمت نہیں ہوگی۔ اب تم جنت میں جاؤ تمپر کچھ خوف نہیں ہے اور نہ تم غمگین ہوگے۔

جنّت کی نعمتونکا بیان

۱۳/۳۵ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ أُكُلُهَا دَائِمٌ وَظِلُّهَا تِلْكَ عُقْبَى الَّذِينَ اتَّقَوْا وَعُقْبَى الْكَافِرِينَ النَّارُ

پرہیزگاروں کو جس جنّت (یعنی باغ) کا وعدہ کیا گیا ہے اُس کا حال یہ ہے کہ اُس کے مکانوں کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ اُن کے ہمیشہ (ہر موسم پر) ہوں گے۔ اور اُس کا سایہ (بھی ہمیشہ رہیگا) یہ پرہیزگاروں کا انجام ہے۔ اور کافرونکا انجام آگ ہے

۳۶/۵۵ إِنَّ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِي شُغُلٍ فَاكِهُونَ هُمْ وَأَزْوَاجُهُمْ فِي ظِلَالٍ عَلَى الْأَرَائِكِ مُتَّكِئُونَ لَهُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ وَلَهُمْ مَا يَدَّعُونَ سَلَامٌ قَوْلًا مِنْ رَبٍّ رَحِيمٍ ۝

بیشک جنتی آج (اُس روز) اچھے شغل میں خوش ہونگے۔ وہ اور اُنکی عورتیں سایوں میں تختوں پر تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے۔ اُن کے لئے اُسمیں (ہر قسم کے) میوے ہونگے (علاوہ ازیں) جو کچھ وہ چاہیں گے وہ اُنکے لئے موجود ہوگا۔ (سب سے بڑھکر یہ ہوگا) کہ مہربان پروردگار کی طرف سے اُن کو سلام پہنچایا جائے گا۔

۴۳/۷۱ وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ

اور اُس جنّت میں جو جی چاہے اور آنکھوں کو لذت ہو (سب) موجود ہے۔

۴۷/۱۵ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ فِيهَا أَنْهَارٌ مِنْ مَاءٍ غَيْرِ آسِنٍ وَأَنْهَارٌ مِنْ لَبَنٍ لَمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ ط وَأَنْهَارٌ مِنْ خَمْرٍ لَذَّةٍ لِلشَّارِبِينَ وَأَنْهَارٌ مِنْ عَسَلٍ مُصَفًّى وَلَهُمْ فِيهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَمَغْفِرَةٌ مِنْ رَبِّهِمْ۔

جس جنّت کا متقیوں کو وعدہ کیا گیا ہے اُس کا حال یہ ہے کہ اُس میں صاف ستھرا پانی کی نہریں ہیں۔ اور ایسے دودھ کی نہریں ہیں جس کا مزہ متغیر نہ ہوگا اور شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کو مزہ دینگی اور صاف شفاف شہد کی نہریں ہیں اور اُس میں اُنکے لئے ہر قسم کے میوے ہیں (سب سے بڑھکر یہ ہے) کہ اُنکے رب کی طرف سے اُنکی بخشش ہے۔

٣ ٥٥/٤٦ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ الخ . . . .

جو اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا رہے اُس کو دو جنت ہیں ۔ پس اے (جن والنس)، تم اپنے رب کی کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ دونوں باغ ہری شاخ والے ہوں گے پس (اے جن والنس)، تم اپنے رب کی کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ اُن میں دو چشمے بہتے ہوں گے پس (اے جن والنس)، تم اپنے رب کی کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ۔ اُن میں ہر ایک میوے کی دو قسمیں ہونگی پس (اے جن والنس)، تم اپنے رب کی کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ۔ جنتی لوگ ایسے فرش پر تکیہ لگائے بیٹھے ہونگے جس کا استر ریشم ہوگا اور دونوں باغ کے میوے جھکے ہوئے قریب ہوں گے پس (اے جن والنس)، تم اپنے رب کی کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ۔ اُن میں نیچی نگاہ والی (شرمگیں) حوریں ہونگی ۔ جن سے ان سے پہلے نہ کسی انسان نے صحبت کی ہوگی نہ کسی جن نے (یعنی باکرہ ہونگی) پس اے جن والنس، تم اپنے رب کی کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ وہ ایسی خوبصورت ہونگی گویا یاقوت اور مرجان ہیں ۔ پس (اے جن والنس، تم اپنے رب کی کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ۔؟ کیا احسان کا بدلہ احسان نہیں ہے ۔ پس اے (جن والنس) تم اپنے رب کی کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ان کے سوا اور دو باغ ہیں . . . . کہ سبزی سے گویا سیاہ ہو رہے ہیں پس (اے جن والنس)، تم اپنے رب کی کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ اُن میں دو چشمے جوش مارتے ہیں پس اے (جن والنس)، تم اپنے رب کی کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ اُن میں ہر قسم کے میوے اور خاصکر کھجور و انار ہیں پس اے جن والنس) تم اپنے رب کی کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ اُن میں بھی عمدہ عادتوں کی خوبصورت حوریں ہیں ۔ پس اے (جن والنس)، تم اپنے رب کی کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ۔ جو خیموں میں بند ہونگی پس اے جن والنس، تم اپنے رب کی کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے، ان سے پہلے نہ انکا بکر آدمیوں نے توڑا ہوگا نہ جنوں نے پس (اے جن والنس) تم اپنے رب کی کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ یہ لوگ سبز غالیچوں پر اور عمدہ بچھونوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہونگے ۔ پس (اے جن والنس)، تم اپنے رب کی کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ ترے رب کا نام بہت برکت والا ہے جو نہایت بزرگی اور عزت والا ہے ۔

جہنم کے عذاب کا بیان

٣ ٢/٢٤ فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ

تو اُس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں وہ کافروں کیلئے تیار کیگئی ہے ۔

٥ ٧/٤١ لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ وَكَذٰلِكَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ ۔

اُنکے لئے آگ کا بچھونا ہوگا اور اوپر سے آگ کا لحاف اوڑھینگے اور ہم ظالموں کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں

١١ ٩/٨١ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا

کہدیجئے دوزخ کی آگ بہت گرم ہے ۔

٣ ١٤/١٥-١٧ وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ ۝ مِّنْ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ وَیُسْقٰی مِنْ مَّآءٍ صَدِیْدٍ ۝ یَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا یَكَادُ یُسِیْغُهٗ وَیَاْتِیْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَیِّتٍ ؕ وَمِنْ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِیْظٌ

اور ہر ایک گھمنڈ والا سرکش تباہ ہوا اُس کے سامنے جہنم ہے اور پیپ پلایا جاویگا اسکو گھونٹ گھونٹ پیوگا اور بیگا اور سے اُتارنا مشکل ہوگا اور ایسی سختی ہوگی گویا ہر طرف سے اسکی موت چلی آ رہی ہے حالانکہ وہ مریگا نہیں اسکے پیچھے اور سخت عذاب ہے

٣ ١٥/٤٣-٤٤ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِیْنَ ۝ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ ؕ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ۝

بیشک جہنم تمام شیطان کے تابعداروں کا وعدہ ہے اُس کے سات دروازے (طبقے) ہیں ۔ ہر ایک دروازے کیلئے ایک ایک فرقہ بٹا ہوا ہے ۔

جہنمی کفار کا بیان

١ ٢/٦-٧ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰی سَمْعِهِمْ ؕ وَعَلٰۤی اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ۝ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۝

بیشک جو لوگ (علم الہی میں) کافر ہیں اونھیں برابر ہے خواہ آپ ڈرائیں یا نہ ڈرائیں وہ ایمان نہیں لاوینگے اللہ نے اُن کے دلوں اور کانوں پر مہر کردی ہے اور اُن کی آنکھوں پر پردے ہیں اور اُن کے لئے بڑا عذاب ہے ۔

١٩ ٢/١٦١ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ عَلَیْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ۝ خٰلِدِیْنَ

بیشک جن لوگوں نے کفر کیا اور کفر ہی پر مرے اُن پر اللہ کی اور فرشتے اور تمام لوگوں کی لعنت ہے ۔ وہ اُس میں ہمیشہ رہیں گے ۔ اُن سے

فِيهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ ۝

عذاب میں تخفیف نہیں کی جاوے گی اور نہ اونہیں مہلت دی جاویگی۔

۲۷ ۲/۲ وَمَنْ يَرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ أُولٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأُولٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝

اور تم مسلمانوں میں سے جو اپنے دین اسلام سے پھر جاوے اور کفر ہی پر مرے تو اُس کے دنیا و آخرت میں سب عمل باطل ہوں گے اور وہ دوزخی ہیں اُس میں ہمیشہ رہیں گے۔

۱۷ ۳/۴ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تُطِيعُوا الَّذِينَ كَفَرُوا يَرُدُّوكُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوا خَاسِرِينَ ۝

اے مسلمانو اگر تم کافروں کا کہا مانوگے تو وہ تمھیں اُلٹے پاؤں (کفر کیطرف) پھیر دینگے۔ تو تم نقصان میں جا پڑو گے۔

۱۸ ۳/۴ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ خَيْرٌ لِأَنْفُسِهِمْ إِنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ لِيَزْدَادُوا إِثْمًا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُهِينٌ ۝

کافروں کو جو ہم نے ڈھیل دی ہے تو وہ یہ گمان نہ کریں کہ یہ اُن کے حق میں بہتر ہے۔ ہم نے انہیں صرف اس لئے ڈھیل دیدی ہے تاکہ وہ زیادہ گناہ کریں۔ اور اُن کے ذلت کا عذاب ہے۔

۲۰ ۳/۴ لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي الْبِلَادِ ۝ مَتَاعٌ قَلِيلٌ ۝ ثُمَّ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۚ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝

اے نبی کافروں کا دنیا میں خوب سیر کرنا آپکو دھوکے میں نہ ڈالے یہ چند روزہ مزہ ہے۔ پھر اُن کی جگہ جہنم ہے اور وہ بری جگہ ہے۔

۲۱ ۴/۶ إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيُرِيدُونَ أَنْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَيُرِيدُونَ أَنْ يَتَّخِذُوا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيلًا أُولٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا ۚ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا۔

بیشک جو لوگ اللہ اور اُس کے رسولوں کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں ہم بعض پر ایمان لاویں گے اور بعض پر نہیں اور چاہتے ہیں کہ ایک درمیانی راہ نکالیں۔ یہی سچے کافر ہیں۔ اور ہم نے کافروں کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

---

۲ ۵/۶ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ۝

اور جو کافر ہوئے اور ہماری آئتیں جھٹلائیں وہی لوگ جہنمی ہیں۔

۳ ۶/۷ وَقَالُوا إِنْ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ۔

اور کافروں کا یہی کہنا ہے کہ جو کچھ زندگی ہے دنیا ہی کی زندگی ہے۔ اور مرے پیچھے ہم اُٹھنے والے نہیں۔

۱ ۱۰/۱۱ إِنَّ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا وَرَضُوا بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ آيَاتِنَا غَافِلُونَ أُولٰئِكَ مَأْوَاهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝

بیشک جو لوگ مرنے کے بعد ہم سے ملنے کی آرزو نہیں رکھتے اور دنیا کی زندگی پر خوش ہیں اور جو لوگ ہماری آئتوں سے غافل ہیں اُن کے عملوں کی وجہ سے اُن کا ٹھکانا آگ ہے۔

۱ ۱۱/۱۲ وَلَئِنْ قُلْتَ إِنَّكُمْ مَبْعُوثُونَ مِنْ بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُولَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ ۝

اور اگر اے نبی آپ ان کافروں سے کہیں کہ تم مرے بعد اُٹھائے جاؤگے تو یہ کافر کہیں گے کہ یہ تو ایک کھلے ہوئے جادو کی بات ہے۔

۲ ۲۵/۱۸ بَلْ كَذَّبُوا بِالسَّاعَةِ وَأَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيرًا

بلکہ کافروں نے قیامت کو جھٹلایا اور جو قیامت کی تکذیب کرے اُس کے لئے ہم نے دوزخ تیار کر رکھی ہے۔

۱ ۹۸/۳۰ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أُولٰئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۝

بیشک اہل کتاب اور مشرکین میں سے جو کافر ہے وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ رہیں گے اور وہی بدترین خلائق ہیں۔

۱ ۴۸/۲۶ وَيُعَذِّبَ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَاتِ الظَّانِّينَ بِاللَّهِ ظَنَّ السَّوْءِ عَلَيْهِمْ دَائِرَةُ السَّوْءِ وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَأَعَدَّ لَهُمْ

منافق مرد اور منافق عورت اور مشرک عورت اور مشرک مرد کو اللہ تعالےٰ عذاب دیگا۔ جو اللہ کے ساتھ برا گمان رکھتے ہیں اُن کی برائی اونہیں پر لوٹےگی۔ اور اللہ کا اُن پر غضب ہے۔

جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ۝

اور اُن پر لعنت کی ہے۔ اور اُن کے لئے جہنم تیار کر رکھی ہے۔ اور وہ بُری جگہ ہے۔

گناہوں کا بیان

١١٤ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ أَنْ يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسَعَىٰ فِي خَرَابِهَا أُولٰئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ أَنْ يَدْخُلُوهَا إِلَّا خَائِفِينَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝

اور اس سے بڑا ظالم کون ہے جو اللہ تعالےٰ کی مساجد میں اُس کا نام لینے سے منع کرے اور اُس کے ویران ہونے میں کوشش کرے انھیں تو سجدوں میں ڈرتے ہوئے داخل ہونا چاہیئے تھا۔ اُن کے لئے دُنیا میں رسوائی ہے اور اُن کے لئے آخرت میں بھی بڑا عذاب ہے۔

٢٨ وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ج فَإِذَا تَطَهَّرْنَ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللّٰهُ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ۝

اے نبی آپ سے لوگ حیض کے بارے میں دریافت کرتے ہیں۔ تو آپ فرما دیجئے کہ وہ ناپاکی ہے تو حیض میں عورت (کے جماع کرنے) سے دور رہو۔ اور جب تک پاک نہ ہو تو اُن سے قریب نہ جاؤ۔ (یعنی جماع مت کرو۔) پھر جب پاک ہو جاویں تو جس جگہ سے (یعنی آگے سے) اللہ نے حکم دیا ہے وہاں آؤ۔ بیشک اللہ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

٣٦ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَىٰ

اے مسلمانو! اپنی خیرات کو احسان جتا کر اور ایذا دے کر باطل مت کرو۔

١ فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ ۔

اُن مُصلیوں کے لئے خرابی ہے جو اپنی نمازوں سے غافل ہیں جو دکھاوے کے لئے نماز پڑھتے ہیں اور روز مرہ برتنے کی چیزوں کو منع کرتے ہیں۔

٢ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰى أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝

یا نبی جب آپ کے پاس مسلمان عورتیں ان باتوں پر بیعت کرنا چاہیں کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنائیں گے نہ اور نہ چوری کرینگی۔ اور نہ زنا کریں گی اور نہ اپنی اولاد کو قتل کرینگی (دختر کشی) اور نہ اپنے سامنے کسی کو تہمت دینگی۔ اور نہ کسی اچھے کام میں آپ کی نافرمانی کریں گی۔ تو آپ اُن سے بیعت کر لیجئے۔ اور اُن کے لئے استغفار کیجئے بیشک اللہ غفور الرحیم ہے۔

١ وَآتُوا الْيَتَامٰى أَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيثَ بِالطَّيِّبِ وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَهُمْ إِلٰى أَمْوَالِكُمْ ۔۔۔۔۔۔

یتیموں کو اُن کا مال (جب وہ لائق ہوویں) دیدو۔ اور بُرے مال کو اچھے مال سے ملا کر مت کھاؤ۔ بیشک۔۔

اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ○

یہ بڑا گناہ ہے ۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتَامٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِىْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَّسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ○

بیشک جو یتیموں کا مال ناحق کھا جاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں ۔ اور عنقریب وہ دوزخ میں داخل ہونگے ۔

۲۱ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

اُس نے تو صرف تُم پر مردار اور خون (جو بہتا ہو) اور سور کا گوشت اور وہ جانور جو ذبح کے وقت اللہ کے سوا کسی دوسرے کا نام پکارا جائے ۔ حرام کیا ہے ۔ پھر جو کوئی مجبور ہو جاوے مگر ضرورت کے واسطے اور بقدر ضرورت سے زیادہ نہ ہووے اُس پر (اِن چیزوں کے کھانیکا) گناہ نہیں ۔ بیشک اللہ بخشنے والا رحم والا ہے ۔

۱۲ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○

اے مسلمانو شراب اور جوا اور بتوں کے تھان اور پانسے نجس شیطانی کام سے ہیں اس سے بچے رہو تاکہ تم مراد کو پہونچو ۔

۱۴ وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ ط

اور جس جانور پر ذبح کے وقت اللہ کا نام نہ لیا جائے اُس کو مت کھاؤ ۔ اور بیشک اُس کا کھانا گناہ ہے ۔

۴ قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّىَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْىَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○

آپ کہدیجئے کہ میرے رب نے تو بُرے (بیحیائی کے) کاموں کو حرام کیا ہے ۔ کھلم کھلا ہو یا چھپا کر اور گناہ کو یا ناحق ستانے کو اور اللہ کے ساتھ شریک کرنے کو جس کی اُس نے کوئی سند نہیں اُتاری اور اللہ تعالےٰ پر وہ بات لگانے کو جو تم کو معلوم نہیں (حرام کیا ہے)

۳ اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○

جو لوگ پاکدامن بیوی مسلمان عورتوں پر تہمت لگاوے وہ دُنیا و آخرت میں ملعون ہیں ۔ اور اُن کو قیامت کے دن بڑا عذاب ہوگا ۔

۳ فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِىْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ۔

تو اُس آگ سے ڈرو ۔ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں ۔ (بجائے لکڑیوں کے اُس میں جلیں گے) وہ کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے

اعمال صالحہ کا بیان

۲۲ لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِى الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَالْمُوْفُوْنَ

نیکی یہ نہیں کہ (نماز میں) اپنا منہ مشرق یا مغرب کی طرف کر لیا کرو (لیکن نیک وہ لوگ ہیں جو اللہ پر اور دن آخرت پر اور تمام فرشتوں پر اور قرآن پر اور تمام نبیوں پر ایمان لائے اور مال کو باوجود اس کی محبت کے رشتہ داروں کو اور یتیموں کو اور مسکینوں کو اور مسافروں کو اور مانگنے والوں کو اور گردن چھڑانے

بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ط أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ط

میں خرچ کیا اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ ادا کی۔ اور اپنے رب کے عہدوں کو پورا کیا۔ جب عہد کیا۔ اور سختی اور تکلیف اور لڑائی میں صبر کیا۔ یہی لوگ سچے مسلمان ہیں اور یہی لوگ متقی ہیں۔

۳ ۸/۸ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ إِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ٥

اے بنی آدم ہر ایک نماز کے لئے اپنے کپڑے پہن لیا کرو بیشک وہ بیجا خرچ کرنیوالوں کو پسند نہیں کرتا۔

۵ ۲/۱ وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۚ

اور صبر اور نماز سے مدد چاہو۔

۲۴ ۲/۲ وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ ۛ وَاَحْسِنُوْا ۛ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ٥

اور اللہ کے راستے میں خرچ کرو۔ اور اپنے ہاتھوں سے ہلاکت میں مت پڑو۔ اور احسان کرو۔ بیشک اللہ تعالےٰ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

۵ ۲/۱ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ

اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور نماز پڑھنے والوں کے ساتھ نماز پڑھتے رہو (یعنی جماعت سے)

۸ ۲۰/۱۶ وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۚ لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا ۚ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ۚ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ط

اور اپنے اہل وعیال کو نماز کا حکم کرتے رہو۔ اور اُس پر صبر دلاتے رہو۔ ہم تم سے روزی نہیں چاہتے اور پرہیزگاری کا انجام اچھا ہے۔

۱ ۱۰۸/۳۰ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ط

اپنے رب کیلئے نماز پڑھیے اور قربانی کیجئے۔

۲۳ ۲/۲ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ٥

اے ایمان والو تم پر روزے فرض کئے گئے جیسے تم سے پہلے والو پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔

۱۰ ۳/۴ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ط

اور اللہ تعالےٰ کا لوگوں پر بیت اللہ کا حج کرنا فرض ہے جس کو وہاں تک پہونچنے کی طاقت ہو اور جو انکار کرے تو اللہ تعالےٰ سارے جہان سے بے پرواہ ہے۔

۷/۸ ، اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ط اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ٥

اپنے رب سے زاری اور عاجزی کے ساتھ اور آہستہ دعا کرو بیشک وہ حد سے گذرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

۶ ۴۰/۲۴ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ

اور تمہارا پروردگار فرماتا ہے کہ تم مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔

۴ ۳۳/۲۱ وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ط

اے عورتو تم اپنے گھروں میں جمی رہو اور پہلے زمانے جاہلیت کی طرح باہر بن ٹھنکر مت پھرا کرو۔ اور نماز قائم رکھو۔ اور زکوٰۃ دیتی رہو۔ اور اللہ اور اُس کے رسول کی تابعداری کرتی رہو۔

۵ ۳۳/۲۲ اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ

بیشک مسلمان مرد اور عورتیں اور مومن مرد اور عورتیں اور فرمانبردار مرد اور عورتیں اور سچے مرد اور عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور عورتیں اور ڈرنے والے مرد اور عورتیں اور

وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِيْنَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذَّاكِرَاتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا

خیرات کرنیوالے مرد اور عورتیں روزہ دار مرد اور عورتیں اور اپنی شرمگاہوں کو نگاہ رکھنے والے مرد اور عورتیں اور اپنے اللہ کو بہت یاد کرنے والے مرد اور عورتیں ان سبکیلئے اللہ نے بخشش اور بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔

۳۳/۲۲ ، وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَاسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ
" لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْ اٰبَآئِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآئِهِنَّ وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اَخَوَاتِهِنَّ وَلَا نِسَآئِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا

اور اے لوگو، جب تم عورتوں سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو۔
عورتونکو اپنے باپونکے سامنے آنے میں کچھ حرج نہیں اور نہ اپنے بیٹوں کے اور نہ اپنے بھائیوں کے اور نہ اپنے بھتیجوں کے اور نہ اپنے بھانجونکے اور نہ اپنی عورتوں کے اور نہ اپنے غلام لونڈیوں کے سامنے ہونے میں گناہ ہے۔ اور اے عورتو اللہ سے ڈرتی رہو بیشک اللہ ہر شئی پر حاضر ناظر ہے۔

۳۳/۸ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا

اے نبی آپ اپنی بیبیوں اور لڑکیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہدیجئے کہ (جب باہر نکلا کریں تو) اپنی چادروں کے گھونگھٹ اپنے اوپر ڈال لیا کریں اس سے امید ہے کہ وہ پہچان لیجایا کرینگی کہ یہ آزاد عورتیں ہیں لونڈیاں نہیں ہیں تو اُن کو کوئی نہ چھیڑیگا۔ اور اللہ تعالےٰ غفور الرحیم ہے۔

۵/۸ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا

بیشک اللہ تعالےٰ تمکو حکم کرتا ہے کہ امانتیں امانت والوں کو پہنچاؤ۔

۳/۳۸ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوۤا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ

اے مسلمانو اللہ سے ڈرو اور جو سود لوگوں کے ذمہ باقی رہگیا ہے اسکو چھوڑ دو (اب نہ لو) اگر تم مسلمان ہو بس اگر ایسا نہیں کرتے یعنی (سود نہیں چھوڑتے) تو اللہ اور اس کے رسول سے لڑنے کیلئے تیار ہو جاؤ۔ اور جو سود کھانے سے توبہ کرتے ہو تو اپنا اصل روپیہ لو نہ تم کسی پر ظلم کرو نہ تمپر کوئی ظلم کرے

۲۴/۱۸ ، اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

ایماندار لوگ جب آپ کا جھگڑا فیصلہ کرنیکے لئے اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کی طرف بلائے جاتے ہیں تو بس یہی کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور مان لیا اور یہی لوگ بامراد ہوں گے۔

۱/۳ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے اُن کو آپ ایسی جنتوں کی خوشخبری سنا دیجئے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔

۸/۱۹ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ

اور ناپ اور تول کو انصاف سے پورا کرو۔

۵/۹ وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۔

جو کوئی دوسرے کے ساتھ بُرائی کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ سے بخشش چاہے تو اللہ کو بخشنے والا مہربان پاوے گا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب العلم

علم و معرفت کی فضیلت کا بیان

قال اللہ تعالیٰ ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون ط (قرآن مجید) اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا علم (معرفت) والے اور بے علم والے برابر ہو سکتے ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء (قرآن مجید) اللہ کے بندوں میں سے علم و (معرفت) والے ہی اُس سے ڈرتے ہیں۔ امام بخاری نے عبداللہ بن عمرو سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری طرف سے پہنچادو۔ اگرچہ ایک ہی آیت ہو۔ (الحدیث)

ابوداؤد اور ابن حبان اور ترمذی نے بسند حسن صحیح ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اُس شخص کو خوش و خرم رکھے جو ہم سے کچھ سُنے پھر اُس کو جیسا سُنا ویسا ہی پہنچا دے۔ الحدیث بخاری اور مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مجھپر قصداً جھوٹ باندھے تو اُس کو چاہیئے کہ اپنی جگہ آگ میں بنالیوے۔ بخاری اور مسلم نے اور ابن ماجہ نے معاویہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جس سے بہتری کا ارادہ کرتا ہے اُسکو دین کا علم عطا فرماتا ہے۔ الحدیث طبرانی نے اوسط میں اور بزاز نے بسند حسن حذیفہ بن یمان سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عبادت کی زیادتی سے علم کی زیادتی بہتر ہے۔ الحدیث، امام احمد ابوداؤد و ترمذی و ابن ماجہ و دارمی و ابن حبان و بیہقی نے ابوالدردا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو علم دین کی تلاش کیلئے راستہ چلے تو اللہ تعالیٰ اُس کے لئے جنت کا راستہ آسان کردیگا۔ اور بیشک فرشتے علم پڑھنے والے کے لئے اپنے پر رکھتے ہیں۔ اُس کے کام کی رضامندی کیلئے۔ اور بیشک عالم کیلئے آسمان و زمین کی تمام چیزیں استغفار کرتی ہیں۔ یہاں تک کہ پانی میں مچھلی، اور عابد پر عالم کی ایسی فضیلت ہے جیسے چاند پر تمام ستاروں پر اور بیشک علماء انبیا کے وارث ہیں۔ انبیا سے دنیا میں دینار و درہم کا ورثہ نہیں ملتا اُن سے تو علم کا ورثہ ملتا ہے تو جس نے اسے لیا بڑا حصہ لیا۔ ابن ماجہ وغیرہ نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر ایک مسلمان پر علم پڑھنا فرض ہے۔ الحدیث مسلم وغیرہ نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ابن آدم گذر جاتا ہے تو اُس کے سب عمل منقطع ہو جاتے ہیں مگر تین عمل کا (ثواب باقی رہتا ہے) صدقہ جاریہ یا علم دین۔ جس سے نفع لیا جاوے یا نیک اولاد جو اُس کے لئے دُعا کرے۔ ابن ماجہ نے بسند حسن اور بیہقی اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کے مرنے کے بعد اُس کے عمل اور اُس کی نیکیوں میں سے اُس کو ملتا ہے (وہ یہ ہیں) علم (دین) جسکو سکھلایا ہو اور پھیلایا ہو۔ اور نیک اولاد چھوڑی ہو۔ یا قرآن مجید ورثہ میں رکھا ہو یا مسجد بنوائی ہو۔ یا مسافر خانہ بنایا ہو۔ یا نہر جاری کی ہو (یا کھودی ہو) یا اپنی صحت اور حیاتی میں اپنے مال سے صدقہ نکالا ہو جو اُس کے مرے بعد اسکو ملا رہے

ترمذی نے بسند حسن اور ابن ماجہ وبیہقی نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دُنیا ملعون ہے اور دُنیا میں جو کچھ ہے سب ملعون ہے سوا اللہ تعالےٰ کے ذکر اور اُس کے مددگار، اور عالم اور سیکھنے والے کے ترمذی نے بسند حسن صحیح ابو امامہ سے اور بزار نے حضرت عائشہ سے مختصراً روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عالم کی عابد پر ایسی فضیلت ہے جیسے میری فضیلت تمھارے ادنیٰ پر ہے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ اور اُس کے تمام فرشتے اور تمام آسمان وزمین والے یہاں تک کہ چیونٹی اپنے بل میں اور مچھلی لوگوں کے خیر سکھلانے والے پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اصبہان وغیرہ نے ابو امامہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عالم اور عابد قیامت میں لائے جائیں گے۔ تو عابد کو کہا جاویگا تم جنت میں داخل ہو اور عالم کو کہا جاویگا کہ ٹھہر تاکہ لوگوں کے لئے شفاعت کرے۔ دارمی ترمذی نے بسند حسن انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو علم سیکھنے کیلئے نکلے وہ لوٹنے تک اللہ کے راستے میں ہے۔

احمد وابوداؤد وابن ماجہ وابن حبان وحاکم نے بسند صحیح ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس علم سے اللہ تعالےٰ کی رضامندی طلب کیجاتی ہے ایسے علم کو جو متاع دُنیا حاصل کرنے کیلئے سیکھے تو وہ قیامت کے روز جنت کی بو نہیں پاویگا۔ ترمذی نے بسند حسن صحیح برزہ اسلمی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ کے دونوں قدم (قیامت میں) نہ ٹلینگے۔ یہاں تک کہ اُس کو اُس کی عمر سے سوال کیا جاویگا۔ کہ کس میں فنا کی اور اس کے علم سے کہ اُس میں کیا عمل کیا اور اُس کے مال سے کہ کہاں سے اس کو حاصل کیا اور کس میں اسکو خرچ کیا اور اس کے جسم میں کہ کس میں فنا کیا طبرانی نے صغیر میں اور بیہقی نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز سب لوگوں سے زیادہ عذاب اُس عالم کو ہوگا کہ اُس کو اُس کے علم نے نفع نہیں دیا۔ دارمی نے عبد بن عمرو سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مسجد میں دو مجلسوں پر گذرے تو آپ نے فرمایا یہ دونوں بہتر ہیں اور ایک دوسرے سے افضل ہے۔ لیکن یہ تو اللہ سے دعا کرتے ہیں اور اُس کی طرف رغبت کرتے ہیں تو اگر چاہے تو اُن کو دیوے اور اگر چاہے تو اُن کو منع کرے اور لیکن یہ تو فقہ یا علم سیکھتے ہیں اور جاہلوں کو سکھاتے ہیں تو یہ افضل ہیں اور میں بھی اُستاد بنا کر بھیجا گیا ہوں پھر اس میں بیٹھ گئے۔

احادیث رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے وظائف اور اعمال

واحکام صبح وشام موافق مذہب حناف رحمہم اللہ تعالےٰ

سویرے اُٹھکر اللہ تعالےٰ کے ذکر کرنیکا بیان

قال اللہ تعالےٰ وسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل غروبہا پ۱۶ سورہ طٰہٰ۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا طلوع و غروب آفتاب سے پہلے اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کرو۔ امام مسلم نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت (پاکی وناپاکی میں) اللہ تعالے کا ذکر کیا کرتے تھے۔ امام بخاری اور مسلم اور امام مالک اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب انسان سوتا ہے تو شیطان اُس کی گدی پر تین گرہیں لگاتا ہے ہر گرہ پر مارتا ہے (دم کرتا ہے) تجھپر بڑی رات ہے سو رہ۔ پھر اگر بیدار ہو کر اللہ کا ذکر کرے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے پھر اگر وضو کرے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے پھر اگر نماز پڑھے تو تیسری گرہ کھل جاتی ہے تو صبح (خوش ہشاش بشاش) پاکیزہ نفس صبح کرتا ہے ورنہ خبیث النفس سست کاہل صبح کرتا ہے۔ ابو داؤد اور ابن ماجہ اور نسائی نے معاذ بن جبل سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان باوضو سووے پھر جب شب میں بیدار ہو کر اللہ تعالے سے دُنیا اور آخرت کی بہتری چاہے تو اللہ تعالے اُس کو عطا فرماویگا۔ امام بخاری اور ابو داؤد اور ترمذی ونسائی اور ابن ماجہ نے عبادہ بن صامت سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شب کو بیدار ہو کر کہے لاالٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کلّ شئ قدیر سبحان اللہ والحمد للہ ولاالٰہ الا اللہ واللہ اکبر ولاحول ولاقوۃ الا باللہ اللّٰھمّ اغفرلی۔ جو دعا کرے قبول کی جاویگی۔ پھر اگر وضو کر کے نماز پڑھے تو اُس کی نماز قبول کی جاویگی۔ ابن سنی نے بسند حسن صحیح ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی بیدار ہو تو کہے الحمد للہ الذی رد علیّ روحی وعافانی فی جسدی واذن لی بذکرہ بخاری وترمذی وابو داؤد ونسائی وابن شیبہ نے حذیفہ بن یمانی سے اور مسلم نے براء بن عازب سے روایت کی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خواب سے بیدار ہوتے تو فرماتے۔ الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا والیہ النشور یعنی اُس خدائے تعالیٰ کا شکر ہے کہ جس نے ہمیں مرجانے کے بعد زندہ کیا اور اُسی کی طرف اُٹھنا ہے ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ واحمد وابن حبان نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو فرماتے تھے اللّٰھمّ بک اصبحنا وبک امسینا وبک نحیی وبک نموت والیک النشور اور شام کو فرماتے تھے اللھم بک امسینا وبک اصبحنا وبک نحیی وبک نموت والیک المصیر اے اللہ تیری مدد سے ہم نے شام کی اور تیری مدد سے ہم نے صبح کی اور تیری قدرت سے ہم زندہ ہیں۔ اور تیری قدرت سے ہم مرینگے اور تیرے ہی جانب ہمارا لوٹنا ہے۔ ترمذی وابو داؤد وابن ماجہ ونسائی وابن حبان اور حاکم اور ابن ابی شیبہ نے حضرت عثمان سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ہر روز صبح وشام تین بار کہے بسم اللہ الذی لایضرّ مع اسمہٖ شئ فی الارض ولا فی السّماء وھو السّمیع العلیم اُس کو کوئی شئ ضرر نہ کریگی۔ اور ابو داؤد کی ایک روایت میں ہے کہ اُس کو ناگہانی بلا نہیں پہونچے گی۔ مسلم اور مالک اور سنن اربعہ اور ابن حبان اور طبرانی و دارمی اور ابن سنی نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شام کو کہا کرو اعوذ بکلمات اللہ التامات من شرّ ما خلق تو تمکو کوئی شئے نقصان نہ دیگی اور ترمذی دارمی وابن سنن کی روایت میں مثل سے تین بار ہے۔ اور طبرانی کی ایک روایت میں صبح وشام ہے۔

کپڑے اور جوتے پہننے کا بیان

بخاری اور مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی جوتا پہنے تو سیدھی جانب سے شروع کرے اور جب نکالے تو بائیں جانب سے نکالے تاکہ داہنا پہلے شروع کیا جاوے اور اخیر میں نکالا جاوے۔ ترمذی نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب پیرہن پہنتے تو داہنے جانب سے شروع کرتے۔ ابوداؤد اور ترمذی وابن ماجہ بیہقی نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جب کپڑا پہنو اور وضو کرو تو داہنی جانب سے شروع کرو۔ ابوداؤد اور ترمذی نے بسند حسن صحیح اور ابن حبان نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سفید کپڑے پہنو اس لئے کہ وہ تمہارے اچھے کپڑے ہیں اور تمہارے مُردوں کو بھی اُس میں کفن دو۔ بخاری اور نسائی نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ازار (تہبند) ٹخنوں سے نیچے ہو وہ آگ میں ہے۔ امام مالک و ابوداؤد ونسائی وابن ماجہ وابن حبان نے اپنی صحیح میں ابو سعید سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کا تہبند نصف ساق تک ہے اور ٹخنوں تک کچھ حرج نہیں۔ اور جو اس سے نیچے ہو وہ آگ میں ہے۔ اور جو اپنے تہبند کو تکبر سے بڑھاوے اُس کی طرف اللہ تعالیٰ قیامت کے روز نظر (رحمت) سے نہیں دیکھیگا۔ ابوداؤد و ترمذی وابن ماجہ اور حاکم نے بسند صحیح معاذ بن انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو نیا کپڑا پہنکر کہے الحمد للہ الذی کسانی ھذا ورزقنیہ من غیر حول منی ولا قوۃ شکر ہے خدا کا جس نے مجھکو یہ پہنایا اور یہ مجھکو بغیر میری قوت اور طاقت کے عطا کیا تو اُس کے تمام اگلے گناہ بخش دئے جاویں گے اور ابوداؤد کی روایت میں ہے پچھلے بھی۔ ابوداؤد و ترمذی ونسائی وابو سعید حاکم نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نیا کپڑا پہنتے تو اُس کا نام عمامہ یا قمیص یا چادر لیکر یہ دعا پڑھتے اللھم لک الحمد کما کسوتنیہ اسئلک خیرہ وخیر ما صنع لہ واعوذ بک من شرہ وشر ما صنع لہ ترمذی وابن ماجہ وابن ابوشیبہ وحاکم امام احمد وبیہقی نے حضرت عمرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو نیا کپڑا پہنکر کہے الحمد للہ الذی کسانی ما اواری بہ عورتی واتجمل بہ فی حیاتی پھر پرانے کپڑے کو تصدق کردے، تو وہ حیات اور ممات میں خدا تعالیٰ کی حفاظت میں رہیگا۔ بخاری اور مسلم نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کرتوں کو پیوند لگاکر پہنا کرو۔ بخاری ومسلم نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادنیٰ اور پیوندار کپڑے پہنتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں بندہ ہوں۔ اور بندوں کی طرح پہنتا ہوں مسلم وغیرہ نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو قسم کے لوگ دوزخی ہیں کہ جنہیں اب تک اُن کو نہیں دیکھا (ایک تو) وہ لوگ ہیں کہ اُن کے ساتھ گاؤدم کی طرح تازیانہ ہیں کہ لوگوں کو ان سے ناحق (مارتے ہیں) دوسرے وہ عورتیں کہ باریک کپڑے پہنے ہوئی ہیں (مگر برہنہ ہیں) غیر مردوں کو مائل کرنے والی ہیں۔ (اور غیر مردوں کی طرف) مائل ہونے والی ہیں۔ اُن کے سر کے بال گویا بختی اونٹ کے جھکے ہوئے کوہان ہیں یہ عورتیں جنت میں داخل نہیں ہونگی اور نہ اُس کی

خوشبو پائیں گی حالانکہ اُس کی خوشبو اتنی اتنی (دور) مسافت سے پائی جاتی ہے ترمذی نے بسند حسن صحیح اور نسائی نے ابوموسیٰ اشعری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمت کے مردوں پر ریشم اور سونا پہننا حرام ہے اور عورتوں کو حلال ہے۔ ابو داؤد اور نسائی نے حضرت علی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشم اپنے داہنے ہاتھ میں اور سونا بائیں ہاتھ میں لیکر فرمایا کہ یہ دونوں میری اُمت کے مردوں پر حرام ہے بخاری اور مسلم نے حضرت عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشم پہننے سے منع فرمایا۔ مگر دو انگل برابر۔ اور مسلم کی ایک روایت میں ہے۔ مگر دو تین چار انگل برابر درست ہے۔ بخاری اور مسلم اور نسائی نے ابن زبیر سے روایت کی ہے کہ وہ خطبہ میں کہتے تھے کہ تم اپنی عورتوں کو ریشم مت پہناؤ۔ اس لئے کہ میں نے سُنا ہے حضرت عمرؓ سے کہ وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ریشم مت پہنو اس لئے کہ جو دنیا میں اُسے پہنیگا وہ آخرت میں اُسے نہیں پہنیگا۔ نسائی اور حاکم نے بسند صحیح علی شرط شیخین عقبہ بن عامر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہل کو زیور اور ریشم پہننے سے منع فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگر تم جنت کے زیور اور ریشم چاہتی ہو تو اُس کو دنیا میں مت پہنو۔ ابن حبان نے اپنی صحیح میں ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں کے لئے دو سرخ سونا اور زرین کپڑا اور کسم کا رنگا ہوا کپڑا ادیل ہے۔ بخاری اور ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و طبرانی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے اُن مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت کرے۔ اور اُن عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت کرے۔ ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ و ابن حبان اور حاکم نے بسند صحیح علی شرط مسلم ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس مرد پر لعنت کی ہے جو عورتوں کا لباس پہنے اور اُس عورت پر جو مرد کا لباس پہنے۔ مسلم نے عبد اللہ بن عمر بن عامر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھپر دو کپڑے کسم کے رنگے ہوئے دیکھے تو آپ نے فرمایا کہ یہ کفاروں کے کپڑوں سے ہیں اسے مت پہنو امام احمد اور ابوداؤد نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جس قوم کے ساتھ مشابہت حاصل کرے تو وہ اُن میں سے ہوگا۔ ترمذی اور ابو داؤد نے عبداللہ بن عمر سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے دو کپڑے سُرخ پہنے ہوئے گذرتا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کیا تو آپ نے اُس کو سلام کا جواب نہیں دیا۔ امام مالک نے علقمہ کی ماں سے روایت کی ہے کہ حفصہ بنت عبدالرحمن حضرت عائشہؓ کے پاس آئی اور اُس پر باریک اوڑھنی تھی۔ تو حضرت عائشہ نے اسکو پھاڑ ڈالا اور دوسری اوڑھنی اُس کو اُڑھا دی مسلم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی۔ تو آپ نے اُس کو نکالکر پھینکدیا پھر آپ نے فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی آگ کی چنگاری کو قصداً اپنے ہاتھ میں رکھیگا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لیجانے کے بعد کسی نے اُس شخص سے کہا کہ اپنی انگوٹھی لیکر اُس سے منتفع ہو تو اُس نے کہا کہ واللہ جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھینکدیا اُس کو میں ہرگز نہ لونگا۔ امام بخاری نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور نگ بھی اُسی کا تھا۔ ترمذی اور ابوداؤد و نسائی نے بریدہ سے روایت

کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص پر پتھر یا پیتل کی انگوٹھی دیکھی تو آپ نے فرمایا کہ کیا ہے کہ تجھ سے مجھکو بتوں کی بو آتی ہے تو اُس نے وہ پھینکدی پھر لوہے کی انگوٹھی پہنکر آیا تو آپ نے فرمایا کہ کیا ہے کہ میں تجھپر دوزخیوں کا زیور دیکھتا ہوں تو اُس نے اُسے پھینک کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ کس چیز کی انگوٹھی بناؤں آپنے فرمایا کہ چاندی کی اور اُس کا وزن پورا ایک مثقال نہ ہو۔

گھر سے نکلنے کی دُعا کا بیان :-

ابوداؤد و ترمذی و ابن حبان و ابن سنی اور نسائی نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدمی بسم اللہ توکلت علی اللہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ تو اُس سے کہا جاویگا (اب) تجھے بس ہے تو ہدایت کیا گیا اور کفایت کیا گیا۔ اور حفاظت کیا گیا اور اُس سے شیطان دور ہو جاتا ہے۔ ابوداؤد اور ترمذی ونسائی و ابن ماجہ نے ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر سے نکلتے تو فرماتے تھے بسم اللہ توکلت علی اللہ اللھم انی اعوذ بک ان اَضل او اُضل او اَزل او اُزل او اَظلم او اُظلم او اَجھل او یُجھل علیّ امام احمد نے حضرت لقمان سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان سفر وغیرہ کا ارادہ کرکے اپنے گھر سے نکل کر کہے اٰمنت باللہ واعتصمت باللہ توکلت علی اللہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ تو اُس کو اُس نکلنے کی بہتری عطا کیجاویگی رزین و ابن ماجہ نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نماز کیلئے گھر سے نکلکر کہوے اللھم انی اسئلک بحق السائلین الیک وبحق ممشای ھذا فانی لم اخرج اشرا ولا بطرا ولا ریاء ولا سمعۃ خرجت اتقاء سخطک وابتغاء مرضاتک اسئلک ان تعیذنی من النار وان تغفرلی ذنوبی انہ لا یغفر الذنوب الا انت تو اللہ تعالیٰ اپنی ذات سے اُس کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اور اُس کے لئے ستر ہزار فرشتے استغفار کرتے ہیں رزین نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اپنے گھر سے مسجد کی طرف نکلکر کہے اعوذ باللہ العظیم و سلطانہ القدیم من الشیطان الرجیم بسم اللہ توکلت علی اللہ فوضت امری الی اللہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ تو فرشتہ کہتا ہے کہ تو کفایت کیا گیا اور تو ہدایت کیا گیا۔ اور محفوظ رکھا گیا۔ اور ابوداؤد کی روایت عبداللہ بن عمرو بن العاص میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتے تو فرماتے اعوذ باللہ العظیم وبوجھہ الکریم وسلطانہ القدیم من الشیطان الرجیم آپنے فرمایا کہ جب یہ کہے تو شیطان کہتا ہے کہ اس تمام روز میں وہ مجھ سے محفوظ رہا۔ ابوداؤد اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں ابوامامہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین شخص اللہ کی ضمانت پر ہیں ایک جو خدا کے راستے میں جہاد کیلئے نکلے تو وہ اُس کی وفات تک اللہ کی ضمانت پر ہے جو کچھ اُس کو ثواب یا غنیمت حاصل ہو اُس کے ساتھ جنت میں داخل کریگا۔ اور جو شخص مسجد کیطرف چلے تو وہ اللہ کی ضمانت پر ہے یہاں تک کہ اُس کو وفات دیوے تو جنت میں داخل کرے۔ یا اُس کو اجر یا غنیمت کے ساتھ واپس لوٹادے اور جو شخص سلام کے ساتھ اپنے گھر میں داخل ہو تو وہ اللہ عزوجل کی ضمانت پر ہے۔ بخاری ومسلم و ابوداؤد نے ابن عمر سے و ابن ماجہ نے ابن عباس سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز کیلئے گھر سے نکلتے تو فرماتے اللھم اجعل فی قلبی نورا وفی بصری نورا وفی سمعی نورا وعن یمینی نورا وعن یساری نورا وفوقی نورا وتحتی نورا وامامی

وخلفی نورا واجعل لی نورا اور بعضوں نے زیادہ کیا ہے وفی لسانی نورا وعصبی ولحمی ودمی وشعری وبشری متفق علیہ اور ایک روایت میں ہے واعظم لی نورا اور مسلم میں ہے اللھم اعطنی نورا ۔

کتاب طہارت باب آداب الخلاء

بخاری ومسلم نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء میں داخل ہونے کا ارادہ کرتے تھے تو یہ فرماتے تھے اللھم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث ابن سنی وطرانی نے ابو عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء میں داخل ہونے کا ارادہ کرتے تھے تو فرماتے تھے اللھم انی اعوذ بک من الرجس النجس الخبیث المخبث والخبائث بخاری اور مسلم نے ابو ایوب انصاری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم قضائے حاجت کو آؤ تو قبلہ کی طرف منہ بھی نکرو اور پشت بھی نکرو ترمذی نے ابو ایوب انصاری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم قضائے حاجت کو جاؤ تو بول وبراز دونوں میں قبلہ کی جانب منہ نکرو نہ پشت کرو۔ ترمذی نے کہا کہ اس باب میں یہ حدیث سب سے اچھی اور اصح ہے۔ مسلم نے سلمان سے روایت کی ہے کہ ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بول وبراز میں قبلہ کی جانب منہ کرنے سے اور داہنے ہاتھ سے استنجا کرنے سے اور کم تین کلوخ سے اور گوبر اور ہڈی سے منع فرمایا۔ بخاری اور مسلم نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وضو میں ناک جھاڑو۔ اور کلوخ طاق لو۔ بخاری اور مسلم نے ابو قتادہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی پانی پیوے تو برتن میں سانس نہ لیوے اور جب بیت الخلا میں آوے تو اپنے ذکر کو داہنے ہاتھ سے نہ چھوئے اور نہ داہنے ہاتھ سے استنجا کرے۔ مسلم اور ابو داؤد نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو لعنت کرنے والی چیزوں سے بچو لوگوں نے کہا دو لعنت کرنے والی کیا ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب قضائے حاجت کا ارادہ کرتے تو جنگل میں اتنی دور جاتے کہ آپکو کوئی نہ دیکھے۔ ترمذی وابو داؤد ودارمی نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب حاجت کا قصد فرماتے تو زمین سے قریب ہوئے بغیر کپڑا انہیں اٹھاتے۔ ابو داؤد وابن ماجہ ودارمی نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بڑی حدیث میں فرمایا کہ جو کلوخ لے تو طاق لیوے تو بہت اچھا ہے ورنہ گناہ نہیں۔ ابو داؤد اور ابن ماجہ نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ جائے ضرور میں شیاطین حاضر ہوتے ہیں۔ تو جب کوئی بیت الخلا کو جاوے تو کہے اعوذ باللہ من الخبث والخبائث مسلم وابن ماجہ ونسائی نے جابر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا امام احمد ونسائی وابن ماجہ وترمذی نے عبد اللہ بن مغفل سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حمام میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا اور آپ نے فرمایا کہ اکثر وسوسہ اسی سے ہے امام احمد وابو داؤد اور نسائی نے عبد اللہ بن سرجس

نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوراخ میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔ امام بخاری و مسلم و ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں پر گذرے تو آپ نے فرمایا کہ یہ دونوں عذاب کئے جاتے ہیں۔ اور بڑی (مشکل) بات میں عذاب نہیں کئے گئے ہیں ہاں بیشک وہ کبیرہ ہے ایک چغلخوری کرتا تھا۔ اور دوسرا اپنے پیشاب سے پردہ نہیں کرتا تھا۔ اور امام احمد و طبرانی اور ابن ماجہ کی ایک روایت ابوبکرہ میں غیبت اور بول ہے اور امام احمد و ابن ماجہ کی ایک روایت ابو امامہ میں اور ابن حبان کی روایت ابوہریرہ میں ہے کہ ایک پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلخوری کرتا تھا پھر آپ نے ایک کھجور کی تر شاخ کو چیر کر ایک ایک پھانک ایک ایک قبر پر رکھدی اور فرمایا کہ جب تک یہ تر رہیں شاید اللہ تعالیٰ ان کے عذاب میں تخفیف کردیوے امام احمد و ابن ماجہ و حاکم نے بسند صحیح علی شرط شیخین ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اکثر قبر کا عذاب پیشاب سے ہے بزاز اور طبرانی و حاکم و دارقطنی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اکثر قبر کا عذاب پیشاب میں ہے تو پیشاب سے بچتے رہو۔ نسائی اور ترمذی اور حاکم نے بسند صحیح علی شرط مسلم جابر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان لاوے تو حمام میں بغیر تہبند کے نہ جاوے اور اپنی عورت کو حمام میں جانے نہ دے ابوداؤد اور دارمی اور نسائی نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء کو جاتے تو میں ایک برتن میں آپ کے پاس پانی لاتا۔ تو آپ استنجا کرتے پھر اپنے ہاتھ کو زمین پر مل دیتے پھر میں دوسرا برتن لاتا تو آپ وضو کرتے۔ ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت عمر سے روایت کی ہے اونہوں نے کہا کہ مجھکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پیشاب کرتے دیکھا تو آپ نے فرمایا اے عمر کھڑے ہو کر پیشاب مت کر تو پھر اُس کے بعد میں نے کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا۔ امام احمد و ترمذی و نسائی نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے اونہوں نے کہ جو تم سے بیان کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے تو اُس کو مت سچا جانو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ بیٹھکر پیشاب کرتے تھے ابن ماجہ نے ابوایوب و جابر و انس سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی فیہ رجال یحبون ان یتطہروا واللہ یحب المتطہرین اس (مسجد قبا) میں ایسے لوگ ہیں جو پاک ہونے کو پسند کرتے ہیں۔ اور اللہ پاک ہونے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے گروہ انصار اللہ تعالیٰ نے پاکی میں تمھاری تعریف کی ہے۔ تو تمھاری پاکی کیا ہے تو اونہوں نے کہا کہ ہم پانی سے استنجا کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا یہی ہے اس کو لازم رکھو۔ ابوداؤد نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ جب جنوں کا گروہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو اونہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ اپنی امت کو ہڈی اور گوبر اور کوئلہ سے استنجا کرنے سے منع کردیویں اس لئے کہ اللہ نے اس میں ہماری روزی رکھی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو اس سے منع فرمادیا ترمذی و ابن ماجہ و دارمی نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء سے نکلتے تو غفرانک فرماتے۔ بخاری و مسلم نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء کو جاتے تو میں اور ایک بچہ پانی کا برتن اور نیزہ اُٹھا لیتے آپ پانی سے استنجا کرتے ابن ماجہ نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء سے نکلتے تو فرماتے الحمد للہ الذی اذھب عنی الاذی وعافانی مسلم نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیشاب کرتے تھے تو ایک شخص نے آپ کو سلام کیا تو آپ نے اُس کے سلام کا کوئی جواب نہیں دیا۔

باب پانی کے بیان میں

اصحاب صحاح ستہ اور امام احمد نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ٹھہرے ہوئے پانی میں اور نہ بہتے ہوئے پانی میں کوئی شخص ہر گز پیشاب نکرے کہ پھر اُس میں غسل کرنا چاہتا ہو۔ اور مسلم نے جابر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا اور شیخین نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ جب کتا تمھارے کسی برتن میں پانی پیوے تو اُس کو سات مرتبہ دھو ڈالنا چاہیئے امام مالک وغیرہ نے بسند صحیح ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی کہ یا رسول اللہ ہم دریا پر سوار ہوتے ہیں اور ہم تھوڑا پانی اپنے ہمراہ لے لیتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اُس کا پانی پاک ہے اور اُس کے میتہ حلال ہیں۔ طحاوی اور ابن ابی شیبہ نے بسند صحیح عطا سے روایت کی ہے کہ ایک حبشی چاہ زمزم میں گر کر مرگیا تو ابن الزبیر کے حکم سے اُس کا پانی نکالا گیا۔ اور اُس کا پانی ختم نہیں ہوتا تھا تو دیکھا کہ ایک چشمہ حجر اسود کیطرف سے اُس میں جاری ہے۔ تو ابن الزبیر نے فرمایا کہ اب تمکو کافی ہے اور دار قطنی نے محمد بن سیرین سے روایت کی ہے کہ ایک کنوئیں میں چوہا گر کر مرگیا تو حضرت ابن عباس کے حکم سے وہ نکالا گیا۔ اور آپ نے اُس کے پانی نکالنے کا حکم دیا۔ طحاوی نے بسند حسن میسرہ سے روایت کی ہے کہ ایک کنوئیں میں چوہا گرکر مرگیا تو حضرت علی کرم اللہ وجہ نے اُس کا پانی نکال ڈالنے کا حکم دیا۔

بلّی کے جھوٹے کا بیان

ترمذی نے بروایت صحیح ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب برتن میں کتا منہ ڈالے تو سات بار دھویا جاوے۔ پہلی بار یا پچھلی بار مٹی سے اور جب اُس میں بلی منہ ڈالے تو ایک بار دھویا جاوے طحاوی اور دار قطنی نے بسند صحیح ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ برتن میں جب بلّی منہ ڈالے تو ایک یا دو مرتبہ دھو ڈالنے سے وہ پاک ہو جاتا ہے۔

کتے کے جھوٹے کا بیان

دار قطنی نے بسند صحیح ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ جب کتا اُن کے برتن میں منہ ڈالتا تھا تو وہ اُس کو بہا دیتے تھے۔ اور تین بار دھو ڈالتے تھے۔ دار قطنی اور طحاوی نے بسند صحیح ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ اونہوں نے کہا کہ جب کتا برتن میں منہ ڈالے تو اُس کو بہا دو پھر تین بار دھو ڈالو۔

شرائط نماز کا بیان ۔ حدث اصغر سے طہارت

فضائل وضو کا بیان

مسلم نے حضرت عثمان سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان فرض نماز کیلئے اچھا وضو اور خشوع اور رکوع اچھا کرے تو ہمیشہ کبیرہ کے سوا اُس کے تمام گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے اور مسلم ابو داؤد اور نسائی وابن ماجہ وابن خزیمہ نے عقبہ بن عامر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان اچھا وضو کرے پھر کھڑے ہو کر دو رکعت دل اور منہ سے خدا کی طرف متوجہ ہو کر پڑھے تو اُس کے لئے جنت واجب ہے۔

فرائض وضو کا بیان

قال اللہ تعالےٰ واذا قمتم الی الصلوٰة فاغسلوا وجوھکم وایدیکم الی المرافق وامسحوا برؤسکم وارجلکم الی الکعبین اللہ تعالےٰ نے فرمایا جب نماز پڑھنے کا قصد کرو تو اپنا منہ دھو اور کہنیوں تک ہاتھ دھو اور اپنے سروں کا مسح کرو اور ٹخنے تک اپنے پاؤں دھو لو اس سے صرف یہی چار فرض معلوم ہوئے۔ مسلم نے مغیرہ بن شعبہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور اپنے ماتھے (چوتھائی سر) پر عمامہ اور موزہ پر مسح کیا۔ امام محمد نے موطا میں کہا ہے کہ ہمکو یہ روایت پہونچی ہے کہ عمامے پر مسح پہلے تھا پھر متروک ہو گیا اور ابو داؤد اور حاکم نے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے دیکھا اور آپ کے سر پر قطری عمامہ تھا تو آپ نے عمامہ کے نیچے ہاتھ لے جاکر مقدم سر پر مسح کیا اور عمامہ نہیں کھولا اور امام شافعی نے اپنی مسند میں عطا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور عمامہ کھول کر سر کے اگلے حصے پر مسح کیا اور دارقطنی نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ جب وہ سر کا مسح کرنا چاہتے تو ٹوپی اتار کر سر کے اگلے حصے کا مسح کرتے۔ اور بخاری نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک بار وضو کیا۔

سنن وضو کا بیان

بخاری اور مسلم نے حضرت عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اعمال نیتوں کے ساتھ ہیں۔ ابو داؤد اور ترمذی وابن ماجہ وبیہقی نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب لباس پہنو اور وضو کرو تو تم اپنی داہنی جانب سے شروع کرو۔ ترمذی وابن ماجہ نے سعید ابن زید سے اور امام احمد و ابو داؤد نے ابوہریرہ سے اور دارمی نے ابو سعید سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے وضو میں اللہ کا نام نہیں لیا اُس کا (پورا) وضو نہیں ہے۔ طبرانی نے باسناد حسن ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب وضو کیا کرو تو بسم اللہ الحمد للہ کہہ لیا کرو اس لئے کہ تمھارے محافظین وضو ٹوٹنے تک تمہارے لئے حسنات

لکھتے رہیں گے۔ نسائی وابن سنی نے باسناد صحیح ابو موسیٰ اشعری سے روایت کی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں وضو کا پانی لایا تو آپ نے وضو کیا تو میں نے سنا کہ آپ یہ دعا پڑھتے تھے اللھم اغفر لی ذنبی ووسع لی فی داری وبارک لی فی رزقی تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے سنا آپ نے یہ دعا پڑھی۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے کیا اس (جامع) دعا میں کوئی چیز چھوڑ دی؟ ابن سنی نے اس کو وضو کے درمیان پڑھنے کے باب میں اور نسائی نے وضو کے بعد پڑھنے میں بیان کیا ہے۔ بخاری اور مسلم اور ابوداؤد نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی خواب سے بیدار ہو تو پہلے ہاتھ دھووے بعدہ پانی میں ہاتھ ڈالے اس لئے کہ اس کو معلوم نہیں کہ نیند میں اس کا ہاتھ کہاں گیا۔ امام مالک اور امام احمد نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میری امت پر مشقت کا اندیشہ نہ ہوتا تو ہر وضو کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا۔ ابن خزیمہ نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے۔ احمد اور ابوداؤد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب شب یا دن میں خواب سے بیدار ہوتے تو وضو سے پہلے مسواک کر لیتے۔ ترمذی ونسائی نے بسند صحیح ابی حبہ سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا کہ آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اچھی طرح دھوئے پھر تین بار کلی کی پھر تین بار ناک میں پانی لیا۔ اور تین بار اپنا منہ دھویا۔ اور تین بار اپنے ہاتھ دھوئے۔ اور ایک مرتبہ سر کا مسح کیا۔ پھر ٹخنے تک اپنے دونوں پاؤں دھوئے پھر کھڑے ہو کر وضو کا بچا ہوا پانی پیا۔ پھر فرمایا کہ میں نے تمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا طریقہ دکھلانا چاہا۔ ابو علی بن سکن نے اپنی صحاح میں وائل بن شقیق سے روایت کی ہے۔ کہ میں نے حضرت علی اور حضرت عثمان کو وضو میں ہر ایک عضاء کو تین تین بار دھوتے ہوئے دیکھا۔ اور کلی کو ناک کے پانی سے علیحدہ کیا پھر دونوں نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح وضو کرتے دیکھا ہے۔ ابوداؤد نے بسند صحیح ابن ابی ملیکہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عثمان وضو سے سوال کئے گئے تو آپ نے پانی منگوا کر پہلے سیدھے ہاتھ پر پانی ڈالکر پھر تین بار کلی کی۔ اور تین بار ناک میں پانی ڈالا اور تین بار منہ دھویا۔ پھر داہنا ہاتھ پھر بایاں ہاتھ تین تین بار دھویا پھر اپنے سر کا اور دونوں کانوں کے ظاہر اور باطن کا ایک بار مسح کیا۔ پھر دونوں پاؤں دھوئے پھر کہا سائل کہاں ہے میں نے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے دیکھا۔ ترمذی اور دارمی نے حضرت عثمان سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی داڑھی کا خلال کرتے تھے۔ احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب وضو کرو تو اپنے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرلو ترمذی نے عبد اللہ بن زید سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ سے اپنے سر کا مسح اس طرح کیا کہ مقدم راس سے شروع کر کے دونوں ہاتھ گردن تک لے گئے۔ پھر شروع تک لے آئے اور نسائی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں سر اور کانوں کا مسح کیا انگلی شہادت سے باطن کان کا اور ظاہری کان کا انگوٹھے سے۔ ابوحسین بن فارس نے بہ سند صحیح ابن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو

وضو کرکے اپنے دونوں ہاتھوں سے گردن کا مسح کرے تو بروز قیامت طوق سے محفوظ رکھا جاوے گا مسلم اور ابو داؤد اور نسائی او ابن ماجہ اور ابی شیبہ اور ابن سنی نے عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو وضو کرکے یہ کہوے لاالٰہ الا اللّٰہ وحدہٗ لاشریک لہٗ اشھد ان محمد اعبدہ ورسولہٗ تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دئے جائیں گے کہ جس سے چاہے داخل ہو۔ ترمذی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے اللھم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطھرین ابوداؤد ونسائی کی روایت میں ہے کہ آسمان کی طرف نظر اٹھاکر کہوے۔

فرائض غسل کا بیان حدث اکبر سے طہارت

قال اللّٰہ تعالیٰ۔ ان کنتم جنبا فاطھروا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ اگر تم جنبی ہو تو خوب پاک ہولو۔ (قرآن مجید)

امام احمد وابوداؤد ودارمی نے حضرت علی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو غسل جنابت میں ایک بال کے برابر جگہ دھونے سے چھوڑدے تو اس کے ساتھ جہنم سے ایسا ایسا کیا جاوے گا یعنی اتنی جگہ جلائی جائے گی۔ تلخیص حبیر میں کہا کہ اس کی سند صحیح ہے۔ (فائدہ: چونکہ ناک میں بھی بال ہوتے ہیں اس لئے ناک میں پانی لینا فرض ہوا) دار قطنی نے محمد بن سیرین سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل جنابت میں تین بار ناک میں پانی ڈالنے کا حکم کیا ہے زیلعی نے اس کی تصحیح کی ہے طبرانی نے عبداللہ بن مسعود سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر اس شخص کے بارہ میں سوال کیا جو غسل جنابت میں بدن کے بعض حصوں کو پانی پہنچانے سے بھول جاوے تو آپ نے فرمایا کہ اس جگہ کو دھولیوے پھر نماز پڑھے اس کے راوی ثقہ ہیں۔ ترمذی نے ابوذر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پاک مٹی مسلمان کو پاک کرنے والی ہے اگرچہ دس برس تک پانی نہ ملے۔ اور جب پانی پاوے تو اس کو اپنی ظاہری کھال کو پہنچالیوے۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے (منہ بھی بعض اوقات ظاہر جلد کا حکم رکھتا ہے اس لئے کلی کرنا بھی فرض ہوگیا)

غسل کی سنتوں کا بیان

بخاری ومسلم نے میمونہ سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے غسل کا پانی رکھا تو آپ نے اپنے داہنے ہاتھ بائیں ہاتھ پر پانی ڈالکر دونوں ہاتھوں کو دھویا پھر اپنی شرمگاہ کو دھویا پھر اپنے ہاتھ کو زمین پر مٹی سے ملا۔ پھر اس کو

دھو ڈالا پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا پھر اپنا منہ دھویا اور اپنے سر پر پانی بہایا پھر ہٹ کر اپنے دونوں قدم دھوئے۔ الحدیث
بخاری ومسلم نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جنابت کا غسل کرتے تو پہلے اپنے دونوں ہاتھ دھوتے پھر نماز کے وضو کی طرح وضو کرتے پھر اپنی انگلیوں کو پانی میں ڈال کر اُس سے بالوں کی جڑوں کا خلال کرتے پھر اپنے ہاتھ سے اپنے سر پر تین چلو پانی ڈالتے پھر اپنی ساری کھال پر بہاتے مسلم نے اُم سلمہ سے روایت کی ہے کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے سر کی چوٹی سخت ہے تو کیا میں غسل جنابت کیلئے اُسے کھول لوں تو آپ نے فرمایا کہ نہیں تمھیں کافی ہے کہ تم اپنے سر پر تین لپیں پانی ڈال لو پھر اپنے (بدن) پر پانی بہا کر پاک ہو جاؤ اور مسلم کی حضرت عائشہ سے ایک طویل حدیث میں ہے کہ پھر اپنے سر پر پانی ڈالکر خوب ملو کہ بالوں کی جڑوں میں پانی پہنچ جاوے۔

موجبات غسل کا بیان

بخاری نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ فاطمہ بنت حبیش مستحاضہ ہوئی تھی تو اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ رگ (کا خون) ہے حیض نہیں ہے جب حیض آوے تو نماز چھوڑ دے اور جب چلا جاوے تو غسل کر کے نماز پڑھے۔

حاکم نے معاذ سے بسند صحیح مرفوع روایت کی ہے کہ جب نفاس والی پرسات روز گذر جاویں پھر پاکی دیکھے تو غسل کر کے نماز پڑھے۔ امام احمد و ابو داؤد نے حضرت علی سے روایت کی ہے کہ میں بہت مذی والا تھا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ جب مذی دیکھو تو وضو کر لو۔ اور اپنے ذکر کو دھو ڈالو اور اگر منی دیکھو تو غسل کر لو۔ مسلم نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی اپنی عورت کے چاروں ہاتھ پاؤں کے درمیان بیٹھے۔ پھر کوشش وطی کرے تو غسل واجب واجب ہو گیا۔ اور عائشہ کی روایت میں ہے کہ دونوں ختنے مل جاویں۔ اور ایک راوی مطر میں اتنا زیادہ ہے کہ اگرچہ انزال نہ ہو۔

کپڑے کی طہارت کا بیان

قال اللہ وثیابک فطھر — اور اپنے کپڑے پاک رکھو (قرآن مجید)

ستر عورت کا بیان

قال اللہ تعالیٰ - خذوا زینتکم عند کل مسجد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہر ایک نماز کے لئے کپڑے پہن لیا کرو (قرآن مجید) - ابو داؤد نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ اسماء بنت ابی بکر باریک کپڑوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو آپ نے اُس سے منہ پھیر لیا - اور فرمایا کہ اے اسماء عورت جب حیض کو پہونچے تو اس سے اس کے اور اس کے سوا یعنے چہرے اور ہتھیلیوں کے سوا دیکھا جانا ہرگز لائق نہیں ہے امام مالک نے علقمہ کی ماں سے روایت کی ہے کہ حفصہ بن عبدالرحمٰن حضرت عائشہ کے پاس آئی کہ اُس پر باریک سر بند تھا تو حضرت عائشہ نے اُس کو پھاڑ ڈالا اور موٹا سر بند پہنا دیا - امام احمد نے محمد بن عبداللہ بن حجش سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحن مسجد میں معمر پر گذرے کہ وہ گوٹ لگائے ہوئے اپنی کچھ ران کھول کر بیٹھے ہوئے تھے تو اُن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے معمر اپنی ران ڈھانک لو اس لئے کہ ران ستر ہے اس کے راوی ثقات ہیں - ترمذی اور ابو داؤد اور احمد اور مالک اور ابن حبان نے جرہد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر گذرے اور وہ ران کھولے ہوئے تھے تو آپ نے فرمایا کہ اپنی ران ڈھانپ لو کہ وہ شرمگاہ سے ہے - ابن حبان نے اس کی تصحیح کی ہے - اور بخاری نے اُس کو تعلیقاً ذکر کیا ہے امام احمد اور دارقطنی نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے ایک طویل حدیث میں روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ناف کے نیچے سے لیکر زانو تک عورت ہے - ترمذی نے عبداللہ سے روایت کی ہے کہ عورت ستر ہے جب وہ نکلتی ہے تو شیطان اُسکو جھانک لیتا ہے - بخاری اور مسلم اور ترمذی نے اور ابن داؤد اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حائضہ (بالغہ) کی نماز اوڑھنی بغیر قبول نہیں فرماتا ابن خزیمہ نے اس کی تصحیح کی ہے -

جگہ کی طہارت کا بیان

قال اللہ تعالیٰ - وعہدنا الیٰ ابراھیم و اسمٰعیل ان طھرا بیتی للطائفین والعاکفین والرکع السجود (قرآن مجید) ہم نے ابراہیم اور اسماعیل علیہم السلام سے عہد لیا کہ میرا گھر (مسجد حرام) طواف کرنیوالے اور ٹھہرنے والے اور رکوع و سجود کرنیوالوں کیلئے پاک رکھو

قبلہ کیطرف مُنہ کرنیکا بیان

قولہ تعالیٰ فولوا وجوھکم شطرالمسجدالحرام - اپنے مونہوں کو مسجد حرام کی جانب پھیردو (قرآن مجید) بخاری نے عبداللہ بن عمر سے روایت کی ہے کہ لوگ مسجد قبا میں صبح کی نماز میں تھے کہ ایک آنے والے نے کہا کہ آج شب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل کیا گیا کہ کعبہ کیطرف مُنہ کیا جاوے - پس اونہوں نے کعبہ کیطرف مُنہ کرلیا - اور (پہلے) اُن کا مُنہ شام کی جانب تھا وہ کعبہ کیطرف پھر گئے

نماز کی نیت کرنے کا بیان

قولہ تعالیٰ - واعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین - اللہ تعالےٰ کی عبادت خالص نیت سے کرو - (قرآنجید) قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین آپ فرما دیجئے کہ میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا خاص اللہ رب العالمین کے لئے ہے - (قرآنجید) اصحاب صحاح ستہ اور امام مالک اور امام احمد نے حضرت عمرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اعمال نیت سے ہیں - الحدیث - طبرانی نے کبیر میں عبداللہ بن مسعود سے روایت کی ہے کہ اونہوں نے کہا کہ نیکی کی عادت کرو اس لئے کہ نیکی عادت کرلینے سے ہوتی رہتی ہے اور نماز میں اپنی نیتوں کی حفاظت کرو اسکے راوی صحیح کے راوی ہیں

نماز کے ارکان کا بیان

تکبیر تحریمہ کا بیان

قولہ تعالیٰ - وربک فکبر - اور اپنے رب کی تکبیر کہو - (قران مجید) ترمذی نے حضرت علی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز کی کنجی طہارت ہے - اور اس کی تحریم تکبیر ہے اور اس کی تحلیل سلام پھیرنا ہے - حاکم اور ابن سکن نے اس کی تصحیح کی ہے -

قیام کا بیان

قولہ تعالیٰ - وقوموا للہ قانتین - اللہ کیلئے چپکے کھڑے رہو (اے مقتدیو) بخاری اور مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب نماز کیلئے کھڑے ہونے کا ارادہ کرو تو (پہلے) اچھی طرح وضو کرو پھر قبلہ کیطرف مُنہ کرو - پھر تکبیر کہو -

قرأت کا بیان

:- قولہ تعالیٰ فاقرؤا ماتیسر من القرآن :- جو قرآن میں سے آسان ہو پڑھو (قرآن مجید) مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز قرأت بغیر نہیں ہوتی -

بخاری نے ابوہریرہ سے ایک طویل حدیث میں روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب نماز کے لئے کھڑے ہو تو تکبیر کہو پھر جو تمہارے ساتھ قرآن مجید سے آسان ہو پڑھو۔

رکوع کا بیان

قولہ تعالیٰ۔ وارکعوا۔ اور رکوع کرو۔ (قرآن مجید) امام احمد اور ابوداؤد اور نسائی نے بسند صحیح ابومسعود سے روایت کی ہے کہ اونہوں نے رکوع کیا تو اپنے دونوں ہاتھ (پہلو سے) علیحدہ رکھے اور اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں زانوں پر رکھے اور اپنی انگلیوں کو کشادہ کیا۔

سجدہ کا بیان

قولہ تعالیٰ۔ واسجدوا۔ اور سجدہ کرو (قرآن مجید) ابوداؤد اور ترمذی اور ابن خزیمہ نے بسند صحیح ابوسعید سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تو اپنی ناک اور پیشانی زمین پر ٹھہراتے اور اپنے دونوں ہاتھ دونوں پہلو سے علیحدہ رکھتے اور اپنی دونوں ہتھیلی دونوں شانوں کے برابر رکھتے۔

قعدہ کا بیان

ابوداؤد نے عبداللہ بن مسعود سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اون کو تشہد سکھلا کر فرمایا کہ جب تم نے یہ (تشہد) کہا اور ادا کیا تم نے یہ (قعدہ) تو تم اپنی نماز ادا کر چکے اور دارقطنی کی روایت میں ہے کہ جب تم نے یہ (قعدہ) کیا تو تمہاری نماز پوری ہو چکی فائدہ یہاں آپ نے نماز کی تمامیت احد الامری تشہد یا قعدہ پر موقوف رکھی اور بالاتفاق تشہد بلا قعدہ کے ہو نہیں سکتا تو یہ تردید بطور مانعۃ الخلو کے ہوگی لہذا قعدہ تمامیت صلوہ کا موقوف علیہ ہوگا اور جو نووی نے کہا ہے کہ یہ جملہ مسعود کا حدیث میں مدرج ہے تو ابن ہمام نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ غایت مافی الباب یہ موقوف ہوگا اور یہ موقوف رفع کے حکم میں ہے واللہ اعلم بالصواب۔

مسجد مین داخل ہونے کا بیان

ابوداؤد اور ابن ماجہ و ابن حبان اور حاکم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مسجد مین داخل ہو تو مجھ پر سلام بھیجو۔ مسلم اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے ابی حمید اور ابی سعید سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی مسجد مین داخل ہو تو کہے اللّٰھم افتح لي ابواب رحمتك اور جب نکلے تو اس طرح کہے اللّٰھم اني اسئلك من فضلك ابوداؤد نے عبداللہ بن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتے تو فرماتے اعوذ باللہ العظیم وبوجھہ الکریم وسلطانہ القدیم من الشیطان الرجیم۔ آپ نے فرمایا کہ جب کوئی اس کو کہہ لیوے تو شیطان کہتا ہے مجھ سے سارے دن کی حفاظت کرلی۔ اور ابن سنی نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد مین داخل ہوتے اور نکلتے تو فرماتے بسم اللہ اللھم صل علی محمدؐ۔ بخاری اور مسلم اور احمد اور سنن اربعہ نے ابی قتادہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی مسجد مین داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھ لیوے۔

اذان کا بیان

مسلم نے حضرت عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب موذن اللہ اکبر اللہ اکبر کہے تو جو اللہ اکبر اللہ اکبر کہے اور جب اشہد ان لا الٰہ الا اللہ کہے تو اشہد ان لا الٰہ الا اللہ اور جب اشہد ان محمد الرسول اللہ کہے تو اشہد ان محمد الرسول اللہ کہے اور حیّ علی الصلوٰۃ اور حیّ علی الفلاح کیوقت لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہے اور اللہ اکبر اللہ اکبر کے وقت اللہ اکبر اللہ اکبر کہے اور جب لا الٰہ الا اللہ کہے تو دل سے لا الٰہ الا اللہ کہے تو وہ جنت میں داخل ہوگا اور مسلم اور ابوداؤد اور نسائی اور ترمذی نے عبد اللہ بن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم اذان سنو تو تم بھی مثل اوسکے کہو پھر مجھ پر درود پڑھو اس واسطے کہ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اوس پر دس رحمتیں نازل کریگا پھر میرے لئے وسیلہ کا سوال کرو کہ وہ جنت میں ایک مرتبہ ہے کہ وہ اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ کے لئے سزاوار ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ میں ہوں تو جو میرے لئے سوال کریگا تو اوس کے لئے میری شفاعت ہوگی اور مسلم نے سعد بن وقاص سے روایت کی ہے ۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اذان سنکر کہے اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہ واشہد ان محمدا عبدہٗ ورسولہ رضیت باللہ ربا وبمحمد صلی اللہ علیہ وسلم رسولاً وبالاسلام دینا تو اوس کے گناہ بخش دئے جائیں گے اور بخاری اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے جابر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اذان سنکر کہے اللھم رب ھٰذہ الدعوۃ التامۃ والصلوٰۃ القائمۃ آت محمدن الوسیلۃ والفضیلۃ وابعثہ مقاما محمودن الذي وعدتہ تو اوس کے لئے قیامت میں میری شفاعت ہوگی ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اذان واقامت کے مابین دعا رد نہیں کی جاتی اور ترمذی نے کتاب الدعوۃ میں اتنا زیادہ کیا ہے کہ صحابہ نے عرض کیا کہ ہم کیا دعا کریں تو آپ نے فرمایا کہ اللہ سے دنیا وآخرت کی عافیت مانگو ابوداؤد اور نسائی اور ابن خزیمہ نے بسند صحیح ابی محذورہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی اذان میں بعد حی علے الفلاح کے الصلوٰۃ خیر من النوم دو مرتبہ فرمایا اور امام احمد اور ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی اور دارمی اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ نے ابی محذورہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اذان کے پندرہ کلمہ اور اقامت کے سترّہ کلمہ سکھلائے ابوداؤد نے ابو امامہ سے روایت کی ہے کہ بلال نے اقامت شروع کی پھر جب قد قامت الصلوٰۃ کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اقامھا اللہ وادامھا اور باقی اقامت میں اذان کی حدیث عمر کے مثل فرمایا ابوداؤد اور بیہقی نے ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو سکھلایا کہ مغرب کی اذان کیوقت کہو اللھم ھٰذا اقبال لیلك وادبار نھارك واصوات دعائك فاغفرلي

فجر کی سنّتوں کا بیان

مسلم اور ابوداؤد ونسائی وترمذی وابن خزیمہ وابن حبان وحاکم نے صحیح علے شرط مسلم ام حبیبہ سے روایت

کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان بندہ دن رات میں فرض کے سوا بارہ رکعتیں پڑھے تو اوس کے لئے جنت میں ایک گھر بنایا جاویگا اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ وہ یہی چار رکعت قبل ظہر اور دو رکعت بعد ظہر اور دو رکعت بعد مغرب اور دو رکعت بعد عشاء اور دو رکعت قبل نماز فجر ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے مسلم اور ترمذی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فجر کی دو رکعت دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اور ترمذی نے عبداللہ بن مسعود سے اور ابن ماجہ نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی دو سنتوں میں قل یا ایہا الکافرون اور قل ھو اللہ احد اکثر پڑھتے تھے بخاری و مسلم نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کی دو رکعت سنت پڑھ لیتے تھے تو اپنے سیدھے پہلو پر لیٹ لیتے تھے۔

بعد سنت فجر کے دعا کا بیان

حاکم اور ابن سنی نے ابن اسامہ سے روایت کی ہے کہ اونہوں نے دو رکعت نماز پڑھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے قریب دو ہلکی رکعتیں پڑھیں پھر اونہوں نے سنا کہ آپ بیٹھے ہوئے فرماتے تھے اللّٰھم رب جبرئیل و میکائیل ومحمد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اعوذ بك من النّار تین بار اور ابن سنی نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو جمعہ کے روز صبح کی نماز سے پہلے تین بار کہے استغفر اللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحیّ القیوم واتوب الیہ تو اللہ تعالیٰ اوسکے گناہوں کو بخشدیگا اگرچہ کف دریا کے برابر ہو۔

جماعت کی فضیلت کا بیان

واقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ وارکعوا مع الرّاکعین۔ (قرآن مجید) نماز کو قائم رکھو اور زکوۃ دیتے رہو اور نماز پڑھنے والوں کے ساتھ نماز پڑھتے رہو بخاری اور مسلم نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اکیلے نماز سے جماعت کے ساتھ نماز ستائیس درجہ زیادہ ہے اور بخاری اور مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو صبح (دن) یا شام (رات) کو مسجد کی طرف جاوے تو خدائے تعالیٰ اوس کے لئے صبح و شام جنت میں مہمانی تیار کرتا ہے۔

اوقات نماز کا بیان

مسلم نے ابو موسیٰ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک سائل نے آکر نماز کے اوقات سے سوال کیا تو آپ نے اوس کو کچھ جواب نہیں دیا پھر آپ نے بلال کو حکم کیا تو اونہوں نے صبح صادق کے وقت فجر کی اقامت کہی کہ آدمی ایک دوسرے کو پہچان نہیں سکتا تھا پھر آپ کے حکم سے ظہر کی ایسے وقت اقامت کہی کہ آفتاب ڈھل چکا تھا کہ قائل نصف النہار کہہ سکے پھر آپ کے حکم سے عصر کی ایسے وقت اقامت کہی کہ آفتاب بلند تھا پھر آپ کے حکم سے مغرب کی اقامت غروب آفتاب کے وقت کہی پھر آپ کے حکم سے عشاء کی اقامت شفق غائب ہونے کے وقت کہی پھر دوسرے روز فجر کی نماز میں اتنی تاخیر کی کہ نماز سے ایسے وقت فارغ ہوئے کہ قائل قریب طلوع آفتاب کہہ سکے پھر گذشتہ کل کے عصر کے قریب تک ظہر کی تاخیر کی پھر عصر کی اتنی تاخیر کی کہ اوس سے ایسے وقت فارغ ہوئے کہ

قائل کہہ سکے کہ آفتاب سرخ ہوگیا پھر مغرب کی تاخیر غروب شفق تک کی پھر عشاء کی تاخیر نہائی شب تک پھر سائل کو بلا کر فرمایا کہ ان دونوں کے مابین وقت ہے۔

فجر کی نماز کا بیان

ابوداؤد اور دارمی و ترمذی اور نسائی اور طحاوی اور ابن ابی شیبہ نے رافع بن خدیج سے بسند صحیح روایت کی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صبح کی نماز خوب روشنی میں پڑھو اس واسطے کہ اوس میں ثواب بہت ہے ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابن ابی شیبہ اور طحاوی نے ابراہیم نخعی سے بسند صحیح روایت کی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب جس قدر صبح کی نماز روشنی میں پڑھنے پر مجتمع ہوئے اتنی کسی دوسرے پر مجتمع نہیں ہوئے مسلم نے عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ آپ نے کوئی نماز غیر وقت میں پڑھی ہو۔ مگر صرف مزدلفہ میں مغرب و عشاء دو نمازوں کو جمع کیا ہے اور فجر کی نماز اوس کے وقت معتاد سے قبل غلس میں پڑھی اور بخاری کی بعض روایت میں ہے کہ عبد اللہ بن مسعود نے مزدلفہ میں فجر کی نماز طلوع فجر کیوقت پڑھی پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز اس وقت اس جگہ میں اوسی روز پڑھی ہے شوکانی نے باوجود شافعی ہونے کے اس حدیث کے بعد کہا کہ یہ حدیث استحباب اسفار کی دلیل ہے اس لئے کہ اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مستمرہ بعد غلس کے نماز پڑھنے کی تھی۔

بیان صلوٰۃ ظہر

بخاری اور مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب گرمی زیادہ ہو تو ظہر کو ٹھنڈے وقت پر پڑھو اس واسطے کہ گرمی کی شدت جہنم کے جوش سے ہے اور بخاری نے ابوسعید سے بھی اسکی روایت کی ہے نسائی نے بسند صحیح انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سردی زیادہ ہوتی تو ظہر جلدی ادا کرتے اور جب گرمی زیادہ ہوتی تو نماز کو ٹھنڈے وقت پڑھتے اس سے صاف معلوم ہوا کہ آپ کی ہمیشہ کی عادت یہی تھی بخاری اور مسلم نے ابوذر سے روایت کی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے تو مؤذن نے ظہر کی اذان کا قصد کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھنڈا ہونے دے پھر اوس نے اذان کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا ٹھنڈا ہونے دے یہاں تک کہ سایہ پھیلے ہوئے ٹیلوں کا ہم نے دیکھا تو آپ نے فرمایا کہ شدت گرمی جہنم کی بھاپ سے ہے پس جب گرمی زیادہ ہو تو اس نماز کو ٹھنڈے وقت میں پڑھو ترمذی نے کہا کہ شدت حر میں ... تاخیر ظہر کا مذہب اولیٰ اور اشبہ بالاتباع ہے لیکن شافعی کا مذہب یہ ہے کہ یہ رخصت دور سے آنیوالوں کی مشقت کی وجہ سے ہے لیکن ابوذر کی حدیث اوسکے خلاف ہے اسلئے کہ یہ واقعہ سفر کا ہے جیسا بخاری کی روایت میں موجود ہے اور وہاں سب لوگ جمع تھے دور سے آنیکی حاجت نہیں تھی اور بچھے ہوئے ٹیلونکا سایہ اوسوقت ظاہر ہوتا ہے کہ جب کھڑی شئی کا سایہ ایک مثل سے زاید ہوجاوے تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ظہر کا وقت ایک مثل کے بعد بھی باقی رہتا ہے اور آپ نے تاخیر ظہر کی علت جوش جہنم فرمائی تو اب اسکی تخصیص سفر و حضر سے کرنا باطل ہوگیا اور اس حدیث سے امامت جبرئیل کی حدیث منسوخ ہوجاویگی اسواسطے کہ یہ حدیث امامت جبرئیل سے متاخر ہے جیسا کہ صاحب فتح القدیر نے کہا۔ علاوہ ازیں حدیث جبرئیل کے یہ معنی جب ہی ہو سکتے ہیں کہ ایک مثل پر نماز کیلئے جبرئیل آئے جیسا کہ نسائی

کی روایت میں اس کی تصریح ہے اور مسلم نے بریدہ سے ایک طویل حدیث میں روایت کی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اوقات صلوۃ کی بابت سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ دو روز ہمارے ساتھ نماز پڑھو تو پہلے روز نماز پنجگانہ اول وقت میں ادا کی اور دوسرے روز حکم فرمایا کہ ظہر کو ٹھنڈے وقت پڑھو پس ظہر کو خوب ٹھنڈے وقت ادا کیا اور بخاری اور مسلم نے عبداللہ بن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری عمر پہلی امتونکی عمروں میں نماز عصر سے غروب آفتاب کے مابین ہے اور تمہاری اہل کتاب مثل اوس شخص جیسی ہے جس نے کئی مزدور لگائے اور کہدیا کہ جو صبح سے دوپہر تک کام کریگا تو اوس کی ایک ایک قراط اجرت ہے تو یہود نے دوپہر تک ایک ایک قراط پر عمل کیا پھر اوس نے کہا کہ جو دوپہر سے نماز عصر تک عمل کریگا اوس کو بھی ایک ایک قراط اجرت ہے تو نصاری نے دوپہر سے نماز عصر تک ایک ایک قراط پر عمل کیا پھر اوس نے کہا کہ عصر سے غروب شمس تک جو عمل کریگا اوس کو دو دو قراط ہے تو تم وہ لوگ ہو جنہوں نے نماز عصر سے غروب شمس تک عمل کیا تمہارے لئے دوہرا اجرت ہے تو یہود اور نصاری غصہ ہوئے کہ ہم نے بہت زیادہ عمل کیا اور اجرت بہت کم ملی تو اللہ تعالی نے کہا میں نے تمہاری مقررہ مزدوری سے کم دیا کہا نہیں کہا یہ تو میری عطا ہے جسے چاہوں دوں اس سے یہی معلوم ہوا کہ ظہر کا وقت عصر کے وقت سے زیادہ ہونا چاہئے اور یہ اوسوقت ہو سکتا ہے کہ ظہر دو مثل تک ہو۔

بیان وقت عصر

مسلم نے عبداللہ بن عمر سے روایت کی ہے کہ ظہر کی نماز کا وقت جب آفتاب ڈھلے اور انسان کا سایہ اسکے مثل ہو جب تک کہ عصر کا وقت نہ آوے اور نماز عصر کا وقت جب تک کہ آفتاب زرد نہ ہو جاوے اور نماز مغرب کا وقت جب تک شفق غائب نہ ہو اور نماز عشاء کا وقت نصف شب تک ہے اور صبح کا وقت طلوع فجر سے طلوع شمس تک ہے جب آفتاب طلوع ہونے لگے تو نماز سے رک جاؤ اس لئے کہ شیطان کے دونوں سینگ کے مابین سے طلوع ہوتا ہے امام مالک نے عبداللہ بن رافع سے روایت کی ہے کہ اونہوں نے ابوہریرہ سے اوقات نماز کا سوال کیا تو اونہوں نے کہا کہ ظہر کی نماز تمہارے ایک سایہ پر پڑھو اور عصر کی نماز تمہارے دو سایہ تک پڑھو اخیر حدیث تک امام احمد اور ترمذی نے بسند صحیح ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم سے ظہر میں جلدی کرتے تھے اور تم آپ سے عصر میں جلدی کرتے ہو ابوداؤد نے علی بن شیبان سے روایت کی ہے کہ ہم مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ عصر میں تاخیر کرتے تھے جب تک آفتاب صاف روشن رہتا۔

بیان وقت مغرب

بخاری اور مسلم وابوداؤد وترمذی وابن ماجہ نے مسلم بن اکوع سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی نماز آفتاب غروب ہو کر چھپ جانے پر پڑھتے تھے طبرانی نے جابر بن عبداللہ سے ایک سائل کے اوقات صلوۃ کی طویل حدیث میں بسند حسن روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے روز مغرب کی نماز میں تاخیر یہاں تک فرمائی کہ دن کی سفیدی غائب ہوجانے کے قریب ہوگئی اور اوسکو شفق کہتے ہیں بخاری نے سلمہ سے روایت کی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب پڑھتے تھے جب آفتاب غروب ہو جاتا تھا۔

بیانِ وقتِ عشاء

امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ابوہریرہ سے بسند صحیح روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میری امت پر مشقت نہ ہوتی تو میں انہیں حکم کر دیتا کہ نماز عشاء کی تہائی شب یا نصف شب تک تاخیر کریں ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے طحاوی نے عبید بن جریج سے بسند صحیح روایت کی ہے کہ اونہوں نے ابوہریرہ سے کہا کہ نماز عشاء میں افراط کیا ہے تو اونہوں نے کہا کہ طلوع فجر اس سے معلوم ہوا کہ عشاء کا وقت طلوع فجر تک رہتا ہے مگر مع الکراہت۔

وتر کا بیان

ترمذی اور ابوداؤد نے عبد العزیز بن جریج سے اور نسائی نے عبدالرحمٰن بن ابزی سے اور احمد نے ابی بن کعب سے اور دارمی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ہم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر میں کیا پڑھتے تھے تو اونہوں نے کہا کہ پہلی رکعت میں سبح اسم ربك الاعلیٰ اور دوسری رکعت میں قل یاایها الکافرون اور تیسری میں قل هوالله احد اور معوذتین پڑھتے تھے مگر احمد اور دارمی کی روایت میں معوذتین کا ذکر نہیں ابوداؤد اور نسائی نے ابی بن کعب سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد سلام وتر کے تین بار سبحان الملك القدوس کہتے اور نسائی کی اور ابن سنی کی روایت میں ہے کہ تین بار فرماتے اور تیسری بار بلند آواز سے فرماتے بخاری اور مسلم نے عاصم احول سے روایت کی ہے کہ میں نے انس بن مالک سے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں قنوت قبل رکوع کے یا بعد رکوع کے پڑھتے تھے تو اونہوں نے کہا قبل رکوع کے پڑھتے تھے بعد رکوع کے تو صرف ایک مہینہ پڑھا تھا الحدیث نسائی نے ابی بن کعب سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی تین رکعت پڑھتے تھے اور صرف اخیر میں سلام پھیرتے تھے اور نسائی و حاکم و طبرانی و دارقطنی نے بسند صحیح عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی دو رکعت پر سلام نہیں پھیرتے تھے ابن ابی شیبہ نے حسن سے روایت کی ہے اونہوں نے کہا کہ مسلمانوں نے اس پر اجماع کیا ہے کہ وتر کی تین رکعتیں ہیں اور صرف اخیر میں سلام پھیرا جاوے نسائی اور ابن ماجہ نے ابی بن کعب سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر میں قبل رکوع کے قنوت پڑھتے تھے بخاری نے عبداللہ سے روایت کی ہے کہ وتر کی اخیر رکعت میں قل هوالله پڑھکر پھر دونوں ہاتھ اٹھا کر رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے ابن ابی شیبہ نے عبدالرحمٰن سے روایت کی ہے کہ ہم کو ابن مسعود نے یہ قنوت سکھلایا اللهم انا نستعينك ونستغفرك ونؤمن بك ونتوكل عليك ونثني عليك الخير ونشكرك ولا نكفرك ونخلع ونترك من يفجرك اللهم اياك نعبد ولك نصلي ونسجد واليك نسعى ونحفد ونرجو رحمتك ونخشى عذابك ان عذابك بالكفار ملحق مسلم نے جابر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو اخیر شب میں نہ اٹھنے کا اندیشہ ہو تو چاہیے کہ اول شب میں وتر پڑھ لے اور جس کو اخیر شب میں اٹھنے کی امید ہو تو اوسکو اخیر شب میں وتر پڑھنا چاہیے اس لئے کہ اخیر شب میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں ترمذی اور ابوداود نے خارجہ بن حذاد

سے اور طبرانی نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف لاکر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ایک نماز زیادہ کر دی ہے جو سرخ اونٹوں سے بہتر ہے وہ وتر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے نماز عشاء سے طلوع فجر تک کے درمیان اوس کا وقت مقرر کیا ہے ترمذی نے زید بن اسلم سے مرسل و نیز ترمذی اور ابوداؤد وابن ماجہ نے اور دارقطنی اور حاکم نے بسند صحیح ابوسعید سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو وتر سے سو جاوے یا اوسکو بھول جاوے توجب یاد آوے اور بیدار ہو تو صبح کو پڑھ لیوے ابوداؤد نے بریدہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا کہ وتر حق (واجب) ہے جو وتر نہ پڑھے وہ ہم سے نہیں اور حاکم نے اس کی تصحیح کی ہے۔

امام مسلم نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم رات کی نماز وتر کو اخیر کرلیا کرو اور ایک روایت میں ہے کہ صبح صادق سے پہلے وتر پڑھ لیا کرو۔

بخاری ومسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے اونہوں نے کہا کہ مجھ کو میرے پیارے آقا نے تین امر کی وصیت کی ہے ہر مہینہ میں تین روز روزہ رکھنا اور چاشت کی دو رکعت پڑھنا اور سونے کے پہلے وتر پڑھ لیا کروں۔

ترمذی اور ابن ماجہ نے ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کے بعد دو رکعت پڑھتے تھے اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ بیٹھ کر ہلکی پڑھتے تھے۔

امام احمد نے ابوامامہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دو رکعت کو وتر کے بعد بیٹھکر پڑھتے تھے اور ان دونوں میں اذا زلزلت اور قل ایہا الکافرون پڑھتے تھے۔

بیان صفت صلوٰۃ مجملا

مسلم اور ابوداؤد اور نسائی اور طبرانی اور دارقطنی اور طحاوی نے وائل بن حجر سے روایت کی ہے کہ اونہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھائے اور تکبیر کہی بخاری اور مسلم اور ابوداؤد اور نسائی اور دارقطنی نے مالک بن حویرث سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تکبیر کہتے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے یہاں تک کہ ان کو دونوں کان کے برابر کرتے تھے اور ان کی ایک روایت میں ہے کہ دونوں کان کی لو تک اٹھاتے تھے ابن ابی شیبہ اور دارقطنی اور ابوداؤد اور طحاوی اور امام احمد نے بسند صحیح براء بن عاذب سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے یہاں تک کہ دونوں انگوٹھے دونوں کانوں کے مقابل ہوتے تھے اور دارقطنی میں اتنا زیادہ ہے کہ پھر نہیں اٹھاتے تھے یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہوجاتے اور طبرانی نے ایک طویل حدیث میں وائل بن حجر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابن حجر جب تم نماز پڑھو تو اپنے ہاتھ دونوں کانوں تک کرو اور عورت اپنے دونوں ہاتھ اپنے سینہ تک کرے اس کے سب راوی ثقات ہیں (مجمع الزوائد) ابوداؤد اور ابوبکر بن شیبہ اور نسائی اور ترمذی اور ابوداؤد نے عبداللہ بن مسعود سے روایت کی ہے کہ اونہوں نے کہا کیا میں تمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھکر دکھلاؤں پس نماز پڑھی اور بجز اول مرتبہ کے ہاتھ نہ اٹھائے ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے اس کے راوی بخاری اور مسلم کے راوی ہیں اور بیہقی اور ابن عوان اور ابن ابی شیبہ نے عبداللہ بن مسعود

سے روایت کی ہے کہ اونہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر کے پیچھے نماز پڑھی تو یہ سب سوا شروع نماز کے اور کسی وقت ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے ابن ابی شیبہ نے شرط مسلم پر ابن حجر سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھا اور ابوداؤد نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ اونہوں نے کہا کہ نماز میں ناف سے نیچے ہتھیلی سے ہتھیلی کو پکڑے اور ابن ابی شیبہ اور ابوداؤد اور دارقطنی اور بیہقی نے حضرت علی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تھے تو تکبیر کہتے تھے اور سبحانك اللهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالیٰ جدك ولا اله غيرك پڑھتے تھے سعید بن منصور نے ابوبکر صدیق اور مسلم نے عمر اور دارقطنی نے عثمان رضی اللہ عنہم سے یہی کلمات پڑھنے کی روایت کی ہے دارقطنی نے حضرت عمر سے روایت کی ہے کہ وہ جب نماز شروع کرتے تو تکبیر کہتے تھے پھر سبحانک اللھم اخیر تک پڑھتے تھے پھر اعوذ پڑھتے تھے طبرانی نے کبیر اور اوسط میں اور ابن خزیمہ اور طحاوی نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر بسم اللہ آہستہ پڑھتے تھے طحاوی نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر اور عمر بسم اللہ کو جہر سے نہیں پڑھتے تھے۔ بخاری اور مسلم اور ترمذی اور ابوداؤد اور طحاوی اور نسائی نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ اور عثمانؓ الحمد للہ سے قرأت شروع کرتے تھے بخاری اور مسلم اور نسائی اور ترمذی اور طحاوی اور ابن ماجہ اور ابوداؤد نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب نماز کو کھڑے ہو تو پہلے تکبیر کہو پھر جو قرآن مجید سے تم کو آسان ہو پڑھو پھر رکوع کرو الحدیث اور مسلم اور امام مالک اور ابوداؤد اور ابن ماجہ اور ترمذی اور نسائی اور طحاوی نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ جس نے نماز پڑھی اور الحمد نہ پڑھی تو وہ نماز ناقص (غیر تمام) ہے اس کو آپ نے تین بار فرمایا مسلم اور ابوداؤد اور نسائی نے عبادہ بن صامت سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے الحمد اور اس سے زیادہ (سورت) نہ پڑھی اوسکی نماز (کامل) نہیں ہے ترمذی نے بسند حسن ابی سعید سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے فرض اور غیر فرض میں الحمد اور سورت نہ پڑھی اوس کی نماز (کامل) نہیں ہے اور مسلم اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ سے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام اس لئے کیا گیا ہے کہ تم اوس کی اقتدا کرو جب وہ تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو اور جب وہ قرآت پڑھے تو تم چپ رہو اور بیہقی نے روایت کی ہے کہ امام احمد نے کہا کہ لوگوں نے اس امر پر اجماع کیا ہے کہ واذا قرء القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلكم ترحمون نماز کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور طحاوی نے متعدد سندوں سے اور ابن ابی شیبہ نے شرط مسلم پر اور احمد بن منیع نے اپنی مسند میں شیخین کی شرط پر اور عبید بن حمید نے شرط مسلم پر اور حاکم اور طحاوی نے بسند صحیح جابر بن عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قرأت اس کی قرأت ہوگی مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو سکھلاتے تھے کہ امام سے جلدی نہ کرو جب وہ تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو جب وہ ولا الضالين پڑھے تو تم آمین کہو جب رکوع کرے تو رکوع کرو جب سمع الله لمن حمده کہے اللهم ربنا لك الحمد کہو۔ اور احمد بن حنبل اور ابوداؤد طیالسی اور ابو یعلی اور طبرانی اور دارقطنی اور حاکم وائل بن حجر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی جب آپ نے ولا الضالين پڑھا تو آہستہ سے آمین

کہی الحدیث حاکم نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور طبرانی اور ابن جریر اور ابن شاہین نے ابی وائل سے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ اور علیؓ تسمیہ اور آمین کو جہر سے نہیں کہتے تھے۔ عبدالرزاق نے ابراہیم نخعی سے روایت کی ہے کہ پانچ چیزیں ہیں کہ امام اُن کو پوشیدہ کہے۔ سبحانک اللہم۔ تعوذ۔ تسمیہ۔ آمین۔ اللہم ربنا لک الحمد۔ اور اسی طرح شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے شرح مشکوٰۃ میں حضرت عمرؓ سے روایت کی ہے۔ مسلم اور امام احمد اور ترمذی اور نسائی نے ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ہر ایک اُٹھنے اور جھکنے اور کھڑے اور بیٹھنے میں تکبیر کہتے تھے بزار اور طبرانی نے ابوبکرؓ سے بسند حسن روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم جب رکوع کرتے تو تین بار سبحان ربی العظیم کہتے اور جب سجدہ کرتے تو تین بار سبحان ربی الاعلیٰ کہتے۔ بخاری اور مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے پھر جب رکوع کرتے تو تین بار سبحان ربی العظیم کہتے اور جب سجدہ کرتے تو تین بار سبحان ربی الاعلیٰ کہتے بخاری اور مسلم نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے پھر جب رکوع کرتے تو تکبیر کہتے اور پھر جب رکوع سے اُٹھتے تو تسمیہ کہتے اور کھڑے ہو کر تحمید کہتے پھر سجدہ کرتے ہوئے تکبیر کہتے پھر سجدے سے اُٹھتے ہوئے تکبیر کہتے پھر اخیر پوری نماز تک اسی طرح کرتے اور دو رکعت کے قعدہ کے بعد تیسری رکعت کو کھڑے ہونیکے لئے بھی تکبیر کہتے امام احمد نے ابو مالک اشعری سے ایک طویل حدیث میں روایت کی ہے۔ کہ (دوسرے سجدے کے بعد) پھر تکبیر کہی اور سیدھے کھڑے ہوگئے۔ ابن ابی شیبہ نے نعمان بن ابی عیاشؓ سے روایت کی ہے اونہوں نے کہا کہ میں نے بہت سے صحابہ کو دیکھا کہ جب وہ پہلی اور تیسری رکعت میں سجدے سے سر اُٹھاتے تھے تو اسی طرح کھڑے ہو جاتے اور بیٹھتے نہیں تھے اور مسلم نے عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کو تکبیر سے اور قرأت کو الحمد سے شروع کرتے اور جب رکوع کرتے تو سر کو نہ اُٹھاتے نہ جھکاتے ولیکن درمیان رکھتے۔ اور جب رکوع سے اُٹھتے تو سجدہ نکرتے جب تک کہ سیدھے کھڑے نہو جاتے اور جب سجدہ سے سر کو اُٹھاتے تو دوسرا سجدہ نہ کرتے جب تک پوری طرح سے بیٹھ نجاتے اور دو رکعت پر تشہد پڑھتے اور قعدہ میں بائیں پاؤں کو بچھا دیتے اور داہنے پاؤں کو کھڑا رکھتے۔ اور شیطان کی بیٹھک سے منع فرماتے اور درندوں کی طرح ہاتھ بچھانے سے منع فرماتے۔ اور نماز کو سلام سے ختم کرتے۔ سعید بن منصور اور طحاوی نے بسند صحیح وائل بن حجر سے روایت کی ہے کہ اونہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی تو جب آپ تشہد کے لئے بیٹھے تو آپ نے بائیں پاؤں کو زمین پر بچھایا اور اس پر بیٹھے بخاری اور مسلم نے ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جب تم ہر دو رکعت نماز میں بیٹھو تو یہ کہو التحیات للہ والصلوٰۃ والطیبات السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین ؁ اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد عبدہ ورسولہ ؁۔

پھر جو دعا پسند آوے اُسے اختیار کر کے اپنے رب سے دعا کرو۔ بخاری نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت کی ہے کہ مجھکو کعب بن عجرہ ملے تو اونہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہوا ہدیہ تمھیں پیش کروں تو میں نے کہا ہاں ضرور عنایت کیجئے تو اونہوں نے کہا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ آپ پر ہم کس طرح درود پڑھیں۔ اس لئے کہ اللہ تعالےٰ نے سلام کا طریقہ تو ہمیں سکھلا دیا تو آپ نے فرمایا کہ اس طرح کہو اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید اللھم بارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید ؁ بخاری اور مسلم نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں یہ دعا پڑھتے تھے۔

اللھم انی اعوذ بک من فتنۃ المحیاء والممات۔ ابو داود اور نسائی اور ترمذی نے

ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدھے اور بائیں جانب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے ساتھ سلام پھیرتے تھے کہ آپ کے رخسار مبارک کی سفیدی معلوم ہوتی تھی۔

نماز کو تکبیر سے شروع کرنیکا بیان

بخاری اور مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو پورا وضو کرو۔ پھر قبلہ کی جانب منہ کرکے اللہ اکبر کہو۔

تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اُٹھانے کا بیان

بخاری اور مسلم اور ابوداؤد اور نسائی اور دارقطنی نے مالک بن حویرث سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے جب تکبیر کہتے تھے۔ تو اپنے دونوں ہاتھ اُٹھاتے تھے۔ یہاں تک کہ ان دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں کانوں تک کے مقابل کر لیتے تھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ دونوں کانوں کی لو تک مقابل کرتے تھے۔ مسلم ابوداؤد ونسائی وطبرانی اور دارقطنی اور طحاوی نے وائل بن حجر سے روایت کی ہے۔ کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ نماز میں داخل ہوئے تو آپ نے تکبیر کہی اور دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں کانوں تک اُٹھایا۔ بیہقی نے سنن کبریٰ میں اور حاکم نے مستدرک میں اور دارقطنی نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تھے تو تکبیر کہتے پھر اپنے دونوں ہاتھ اُٹھاتے یہاں تک کہ دونوں انگوٹھوں کو اپنے دونوں کانوں کے مقابل کرتے تھے۔ پھر سبحانک اللھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک ولاالہ غیرک پڑھتے ابوالفرج ابن جوزی نے کہا کہ اس کی اسناد کے کل رجال ثقات ہیں طبرانی نے ایک طویل حدیث میں وائل بن حجر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابن حجر جب تم نماز پڑھو تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں کانوں کے مقابل کرو۔ اور عورت اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں سینہ کے مقابل برابر کرے اس کے سب راوی ثقات ہیں۔ (مجمع الزوائد) ابوداؤد نے وائل سے روایت کی ہے کہ اونہوں نے رسول اللہ صلی علیہ وسلم کو دیکھا جب آپ نماز کیطرف کھڑے ہوئے تو آپ نے دونوں ہاتھ اُٹھالئے یہاں تک کہ دونوں شانوں کے مقابل ہوئے۔ اور دونوں انگوٹھے اپنے دونوں کانوں کے مقابل کئے اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے باسناد صحیح اور امام احمد اور اسحاق بن راہویہ نے اپنی مسندمیں اور دارقطنی اور طحاوی اور ابوداؤد نے براء بن عازب سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے تو اپنے دونوں ہاتھ اُٹھاتے یہاں تک کہ دونوں انگوٹھے دونوں کانوں کے مقابل ہوتے۔ اور دارقطنی میں اتنا زیادہ۔ مگر پھر نہیں اعادہ کرتے ابوداؤد نے وائل بن حجر سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ کو دیکھا کہ جب آپ نماز شروع کرتے تھے تو اپنے دونوں ہاتھ دونوں کانوں کے برابر اُٹھاتے تھے۔ پھر میں نے لوگوں کو دیکھا کہ شدت ٹھنڈک کی وجہ سے ان پر برنوس اور کپڑے ہوتے تھے تو اپنے ہاتھ صرف سینے تک اُٹھاتے تھے[۱]

حواشی

[۱] علامہ محمد ہاشم کشف الرین عن رفع الیدین میں لکھتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود کی روایت بسند ابی داؤد ونسائی وابوبکر بن شیبہ شیخین کی شرط پر ہے۔ اور امام صاحب کی سند علی شرط مسلم ہے۔ اور حدیث براء ابن عازب کی جس کی طرف ترمذی نے اشارہ کیا ہے اس کو عبدالرزاق نے اپنی جامع میں روایت کیا ہے کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کبر رفع یدیہ حتی یحاذی العمامیہ قریبًا من اذنیہ ثم

لایعود فیہ فی تلک الصلواۃ اور ابو داؤد کی روایت میں ہے عن براء بن عاذب قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرفع یدیہ حین افتتح الصلوۃ ثم لم یرفعھما حتی انصرف اسی طرح ابو بکر بن شیبہ اور طحاوی اور دار قطنی نے براء سے روایت کی ہے علامہ محمد ہاشم السندی ثم المدنی نے کشف الرین میں تصریح کی ہے کہ اسانید براء بن عاذب کی بعض ان میں سے جید اور اور صحیح شرط شیخین پر ہے۔ اور بعض حسن کسی ایک کی شرط پر ہے اور عبد الرزاق کی سند علی شرط شیخین پر ہے۔ اور عاصم بن کلیب کی ابن معین نے توثیق کی ہے۔ اور مسلم نے اُس کی حدیث کی ہدی وغیرہ میں علی سے تخریج کی ہے اور عبد الرحمن کی علقمہ سے سماعت ثابت ہے ابن حبان نے اُس کو ثقات میں لکھا ہے۔ فتح القدیر میں ہے وقال مات سنۃ تسع وتسعین و سنن ابراھیم النخعی فما المانع ومن سماعہ عن علقمۃ واتفقوا علی سماع النخعی منہ واخرج الخطیب فی کتاب المتفق انہ سماع اباہ وعلقمۃ اور ابوبکر بن شیبہ اور بیہقی نے معرفت میں اور طحاوی نے مجاہد سے ابن عمر کے عدم رفع کی روایت کی ہے علامہ عینی نے شرح بخاری میں اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔ اس کے راوی ثقہ اور رجال بخاری سے ہیں اور بخاری کا ابن عمر کے فعل کو سہو کہنا سہو ہے۔ کیا ساری رکعتوں میں بھول گئے۔ اور ابن معین کا ابو بکر کا ابن معین کا ابو بکر بن عیاس کا توہم کہنا بلا دلیل ہے اور طحاوی کی روایت میں ابو بکر بن عیاش نہیں ہے۔ اور امام بخاری نے ابوبکر بن عیاش سے اپنی صحیح میں تخریج کی ہے۔ ذہبی نے میزان میں کہا کہ وہ صالح الحدیث ہے حافظ نے تقریب میں کہا کہ وہ ثقہ عابد ہے اور طحاوی میں اس کی روایت احمد بن یونس کی جہت سے ہے۔ اور وہ اس کے قدیم اصحابوں میں سے ہے کہ بخاری نے اپنی کتاب التفسیر میں حجت پکڑی ہے اور حافظ نے اپنے مقدمہ میں ابن عدی سے نقل کیا ہے کہ اُس نے کہا کہ میں نے اُس کی کوئی حدیث منکر نہیں پائی۔ اور مجاہد کی عبد العزیز بن حکیم نے موافقت کی ہے جیسا کہ موطا میں ہے اور مسلم نے اپنے مقدمہ میں بھی اُن سے روایت کی ہے۔ ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابو بکر بن شیبہ نے عبد الرحمن بن مسعود سے روایت کی ہے کہ اونھوں نے کہا کیا میں تمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھکر نہیں دکھلاؤں پھر اونھوں نے نماز پڑھی اور اپنے دونوں ہاتھ پہلی مرتبہ کے سوا دوسرے وقت نہیں اُٹھائے۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اس کے رواۃ بخاری اور مسلم کے راوی ہیں اور ابن مسعود سے دو روایت مروی ہے ایک مرفوع اس کے بارے میں ترمذی نے ابن مبارک کا قول نقل کیا ہے۔ اور دوسری میں عمل ابن مسعود کا وہ صحیح ہے اس کا ابن مبارک نے انکار نہیں کیا۔ اس فعل کی روایت کو ترمذی نے حسن کہا ہے اور ابن حزم نے اس کی محلی میں تصحیح کی ہے اور طحاوی وغیرہ نے جو ابن مسعود سے مرفوع حدیث روایت کی ہے اُس کے بارے میں ابن مبارک کا انکار ترمذی نے نقل کیا ہے علاوہ ازیں ابن دقیق نے اپنی کتاب امام میں اس پر خدشہ کیا ہے۔ کہ اس میں ایک راوی عاصم بن کلیب ہے اس کی ابن معین اور نسائی نے توثیق کی ہے اور بیہقی نے جو ابن عمر کی روایت کی ہے کہ رفع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مواظبت کی ہے۔ وہ حدیث موضوع ہے ذہبی نے میزان میں کہا کہ عبد الرحمن بن قریش متہم بوضع الحدیث ہے۔ اور ایک راوی عصم بن محمد انصاری ہے۔ یحیٰ نے کہا کہ وہ کذاب واضع الحدیث ہے اور عقیل نے کہا کہ وہ ثقات سے باطل احادیث نقل کرتا ہے۔ اور دار قطنی وغیرہ نے اُسکو متروک کہا ہے اور جو سفر السعادۃ میں عشرہ مبشرہ سے بیان کیا ہے اُس کی تردید علامہ ہاشم سندی نے اپنے رسالہ کشف الرین میں کی ہے۔ کہ یہ کسی سے ثابت نہیں ہے اور ابو بکر بن ابی شیبہ نے مجاہد سے اور امام محمد نے موطا میں عبد العزیز بن حکیم سے روایت کی ہے کہ اونہوں نے ابن عمر کو دیکھا کہ اپنے دونوں ہاتھ کو اول تکبیر افتتاح الصلوۃ میں اپنے دونوں کانوں تک اُٹھاتے تھے۔ پھر اُس کے سوا دوسرے وقت نہیں اُٹھاتے تھے۔ ابن حبان نے اس کو ثقات تابعین میں ذکر کیا ہے اور میزان الاعتدال میں ہے کہ ابن معین نے کہا کہ وہ ثقہ ہے۔ مجاہد نے کہا کہ میں ابن عمر کے ساتھ دس برس رہا میں نے نہیں دیکھا کہ انہوں نے سوائے ایک مرتبہ کے ہاتھ اُٹھائے ہوں۔ اور طحاوی نے بھی ابن عمر سے عدم رفع روایت کی ہے اور جب راوی کا عمل خلاف مروی عنہ کے ہو تو اس سے اس کا فسخ معلوم ہوتا ہے۔ اور ابو بکر بن شیبہ اور بیہقی نے معرفت میں بھی روایت کی ہے۔ اور بخاری نے جو ابو بکر بن عیاش کی روایت پر اعتراض کیا ہے وہ غیر صحیح ہے اس واسطے کہ ابو بکر بن عیاش کی روایت خود بخاری نے اپنی صحیح میں تخریج

کی ہے۔ ذہبی نے میزان میں کہا کہ وہ صالح الحدیث ہے حافظ ابن حجر نے تقریب میں کہا کہ وہ ثقہ عابد ہے ابن عدی نے کہا میں نے اس کی کوئی روایت منکر نہیں دیکھی۔ بیہقی اور طحاوی اور ابو بکر بن ابی شیبہ نے حضرت عمر بن خطاب سے روایت کی ہے کہ وہ پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے تھے۔ پھر نہیں عود کرتے تھے۔ طحاوی نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور علامہ ابن ترکمانی نے کہا کہ یہ سند علی شرط مسلم صحیح ہے اور حافظ ابن حجر نے درایہ میں کہا کہ اس کے رجال ثقات ہیں۔ اور زیلعی نے شرح کنز میں ابو بکر اور عمر کے ساتھ عثمان رضی اللہ عنہم کا بھی ذکر کیا ہے (ابو بکر بن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں روایت کی ہے کہ قال عبد الملک و رایت شعبی و ابراھیم و ابا اسحق لا یرفعون ایدیھم الاحین یفتتحون الصلوٰۃ خلاصہ صفحہ ۸۴ میں شعبی کا قول ہے ادرکت خمس مائۃ من الصحابۃ) اور حاکم نے جو معارضہ کیا ہے وہ ابن عمر کی روایت کے ساتھ کیا ہے۔ نہ عمر بن خطاب کی روایت کے ساتھ۔ جیسا کہ نصب الرایہ کے صحیح نسخہ ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ میں ہے۔ اور درایہ نصب الرایہ کا ملخص ہے۔ اس میں ہے ویعارض روایۃ طاؤس عن ابن عمر اور فتح القدیر میں ہے وعارضہ الحاکم بروایت طاؤس بن کیسان عن ابن عمر طحاوی اور ابو بکر بن شیبہ اور بیہقی نے روایت کی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نماز کی اول تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے تھے۔ پھر اس کے بعد نہیں اٹھاتے تھے۔ حافظ ابن حجر نے درایہ میں کہا کہ اس کے رجال ثقات ہیں زیلعی نے کہا کہ یہ اثر صحیح ہے عینی نے عمدۃ القاری میں کہا کہ اس کی اسناد علی شرط مسلم صحیح ہے اور بیہقی اور دارمی نے جو کہا کہ یہ شرط واہی ہے تو ابن ترکمانی نے اس کی تردید کی ہے۔ کہ اس کے رجال ثقات ہیں نہشلی سے ایک جماعت ثقات ابن مہدی اور احمد بن یونس وغیرہ نے روایت کی ہے اور نہشلی سے مسلم اور ترمذی اور نسائی وغیرہ نے تخریج کی ہے۔ اور ابن حنبل اور ابن معین و عجلی نے خلاصہ صفحہ ۴۲۵ میں اس کی توثیق کی ہے۔ ابو حاتم نے کہا شیخ صالح ہے اس کی حدیث لکھی جاتی ہے جیسا ابن ابی حاتم نے ذکر کیا ہے ذہبی نے اپنی کتاب میزان الاعتدال میں کہا کہ رجل صالح وھو حسن الحدیث صدوق ابن حبان نے بلا وجہ اس میں کلام کیا۔ اور علامہ ابن دقیق نے اپنی کتاب الامام میں کہا کہ دارمی کا کہنا ضعیف ہے مؤطا امام محمد صفحہ ۹۰ میں محمد بن ابان بن صالح نے بھی عاصم سے روایت کی ہے تو کچھ ابو بکر نہشلی ہی نے عاصم سے روایت نہیں کی ہے۔ ابو بکر بن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ عبد اللہ اور علی کے اصحاب نماز میں صرف پہلی مرتبہ ہاتھ اٹھاتے تھے پھر نہیں اٹھاتے تھے جوہر نقی میں ہے کہ یہ سند صحیح ہے طحاوی میں ہے فقال ان کان وائل رآہ مرۃ یفعل ذالک فقد راٰہ عبد اللہ خمسین مرۃ لا یفعل ذالک۔ اور طحاوی کی ایک روایت میں ہے فغضب وقال راٰہ ھو ولم یراہ ابن مسعود ولا اصحابہ شرح ابن ہمام میں ہے کہ بیہقی و ابو بکر بن ابی شیبہ اور دارقطنی اور ابن عدی نے عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر کے ساتھ نماز پڑھی پس یہ کوئی ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔ مگر صرف تکبیر تحریمہ کے وقت اور نہایہ میں ہے کہ عبد اللہ بن زبیر نے ایک شخص کو دیکھا کہ مسجد حرام میں نماز پڑھتا ہے اور دونوں ہاتھوں کو رکوع اور بعد رکوع کے اٹھاتا ہے تو ابن زبیر نے کہا کہ ایسا مت کر اس واسطے کہ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدا میں کیا تھا پھر ترک کر دیا جیسا کہ بیہقی نے اپنے خلافیات میں روایت کی ہے۔ اور ابن مسعود نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے اٹھایا تو ہم نے بھی اٹھایا اور جب آپ نے چھوڑ دیا تو ہم نے بھی چھوڑ دیا۔ اور ابن عباس سے مروی ہے کہ عشرہ مبشرہ سوائے پہلی مرتبہ کے ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔ جیسا کہ شرح سفر السعادت میں ہے حدیث مالک بن حویرث کی بوجہ نصر بن عاصم اور خالد بن مہران مجروح ہے اور حدیث ابن حمید ساعدی کو امام طحاوی نے مدلل مجروح کی ہے دربارہ رفع یدین امام بخاری نے خلفائے اربعہ سے کوئی روایت نقل نہیں کی۔ دارقطنی کی روایت میں حضرت ابو بکر و عمر کے بارے میں اس میں محمد بن جعفر متفرد ہے اور وہ ضعیف ہے اور حدیث بیہقی کی ابو بکر کے بارے میں متصل السند نہیں کیونکہ محمد بن عبد اللہ صفار کا سماع محمد بن اسمٰعیل سلمی سے ثابت نہیں۔ اور حدیث عبد الرزاق بھی منقطع ہے نصب الرایہ نے بیہقی سے حضرت عمر کی روایت لکھی ہے اس میں رشید بن احمد ضعیف ہے اور بیہقی نے خلفاء اربعہ کی نسبت کوئی صحیح روایت بجز چند ضعیف کے نقل نہیں کی ...... دارقطنی نے حضرت ابو بکر اور عمر کا سوائے تکبیر تحریمہ اور جگہ رفع یدین نہ کرنا ثابت کیا ہے۔

حضرت عثمان کا طرز عمل لبند صحیح اس بارہ میں ثابت نہیں اور حضرت عمر اور علی کا اور اصحاب علی کا لبند صحیح ترک رفع یدین ثابت ہے جیسا ابوبکر بن ابی شیبہ نے زید بن اسحاق سے روایت کی ہے۔ اس کے کل راوی رواۃ صحیحین سے ہیں۔ بخاری اور طبرانی اور ابن ابی شہید نے ابن عباس وابن عمر سے مرفوعاً وموقوفاً حدیث لا ترفع الایدی الا فی سبع مواطن الخ بخاری نے رفع الیدین میں لکھا ہے وکان الثوری ووکیع وبعض الکوفیین لا یرفعون ایدیھم۔
ترمذی نے کہا حدیث ابن مسعود حدیث حسن وبہ یقول غیر واحد من اھل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم والتابعین وھو قول سفیان واھل الکوفہ اور اگر عبداللہ بن مبارک کا قول حدیث موقوف کے بارے میں لیا جائے .... تو اس کا جواب علامہ دقیق العید نے اپنی کتاب امام میں دیا ہے۔ علام ثبوت الخبر عند ابن المبارک لا یمنع من النظر فیہ وھو یدور علی عاصم بن کلیب وقد وثقہ ابن معین کما قدمناہ علاوہ ازیں ترمذی نے جلد ثانی صفحہ ٦٧ میں عاصم کی حدیث کو حسن صحیح لکھا ہے اسی طرح صفحہ ٧٠ میں شریک اور عاصم بن کلیب کی حدیث کو حسن صحیح کہا ہے اور ابوداؤد کا بعد حدیث لا یعود کے کہنا ھذا حدیث لا یصح اس سے یہ مراد ہے کہ صحیح لذاتہ نہیں ہے بلکہ صحیح لغیرہ یا حسن لذاتہ ہے ثم لا یعود کا غیر محفوظ کہنا غیر صحیح ہے اس واسطے کہ نسائی (صفحہ ١٦٨) میں روایت لبند صحیح بطریق عبداللہ بن مبارک عن سفیان مروی ہے جس سے وکیع کا تفرد باطل ہے اور سفیان کی متابعت ابوبکر بن نہشلی اور ابن ادریس نے کی ہے جیسا کہ دارقطنی نے کتاب العلل صفحہ ٤٣ میں روایت کی ہے اس سے سفیان کا تفرد باطل ہوگیا۔ تو اب غیر محفوظ کا دعویٰ باطل ہوگیا۔ امام احمد نے اپنی مسند میں فلم یرفع یدیہ الا مرۃ روایت کی ہے اور اسی طرح ابوبکر بن شیبہ نے وکیع سے روایت کی ہے اور ترمذی کی روایت میں ہنساد نے اور نسائی کی روایت میں محمود بن غیلانی نے اور طحاوی میں نعیم بن حماد اور یحییٰ بن یحییٰ نے روایت کی ہے تو دارقطنی کا یہ قول کہ وکیع کے شاگردوں میں سے کسی نے یہ نہیں کہا باطل ہوگیا۔
علامہ ہاشم سندھی نے کشف الرین میں لکھا ہے سند ابی داؤد صحیح علی شرط الشیخین امام ابوحنیفہ اور اوزاعی کا مناظرہ شرح مسند و مرقات وشرح ابی الطیب میوڈ عینی کہ امام اعظم صاحب اور اوزاعی دونوں مکہ معظمہ میں ملاقی ہوئی۔ تو اوزاعی نے امام صاحب سے پوچھا کہ کیا سبب ہے کہ تم رفع یدین نہیں کرتے تو آپ نے فرمایا کہ مجھکو کوئی صحیح حدیث نہیں پہنچی اوزاعی نے کہا کہ مجھکو زہری نے عن سالم عن ابیہ سے روایت کی ہے کہ آپ رفع یدین فرماتے تھے تو امام صاحب نے فرمایا کہ مجھ سے حماد نے عن علقمہ عن عبداللہ بن مسعود سے روایت کی ہے۔ کہ تکبیر افتتاح کے سوا رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ تو اوزاعی نے کہا کہ میری حدیث میں تین راوی ہیں۔ اور آپ کی حدیث میں چار راوی ہیں تو امام صاحب نے فرمایا کہ میرے راوی تمھارے راوی سے ثقہ ہیں بڑھکر ہیں تو فقاہت کی وجہ سے اس حدیث کو ترجیح ہوگی۔
حدثنا حماد عن ابراھیم عن علقمہ والاسود عن عبداللہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یرفع یدیہ اذا افتتح الصلوۃ ثم لا یعود لشیئ من ذالک فراجح بفقہ الرواۃ وھو المذھب المنصور عندنا نضر اللہ امرأ سمع منا شیئا وبلغہ کما سمع فرب مبلغ اوعی من سامع رواہ احمد وترمذی وابن حبان فی صحیحہ عن ابن مسعود مرفوعا وفی روایۃ رب حامل فقہ غیر فقیہ ورب حامل فقہ الی من ھو افقہ منہ
اور حدیث رفع زہری عن ابن عمر کے خلاف خود ابن عمر رفع نہیں کرتے تھے کما فی علینی اور بخاری وابوحاتم نے جو سفیان کا وہم کہا وہ مدفوع ہے۔ اولاً اس لئے کہ ابن ادریس کی حدیث دوسری ہے
ثانیاً سفیان ابن ادریس سے احفظ ہے۔
حافظ نے تقریب میں کہا ثقہ حافظ امام حجۃ ثالثاً زیادتی ثقہ کی مقبول ہے۔

زیلعی نے نصب الرایہ میں کہا بخاری نے صفیان کا وہم کیا اور ابن قطان نے وکیع کا وہم کہا پس اذا تعارضا تساقطا۔

ناف کے نیچے ہاتھ رکھنے کا بیان

ابو بکر بن ابی شیبہ نے وائل بن حجر سے بسند صحیح روایت کی ہے اونہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھتے تھے۔ حافظ قاسم بن قطلوبغا نی نے تخریج احادیث الاختیار شرح المختار میں کہا کہ یہ سند جید ہے اور علامہ محمد ابو الطیب مدنی نے شرح ترمذی میں کہا کہ یہ حدیث باعتبار سند کے قوی ہے اور شیخ عابد السندی نے طوالع الانوار میں کہا کہ اس کے رجال ثقات ہیں اور تنویر الحق میں ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے علی شرط مسلم اور امام احمد اور رزین اور ابو بکر بن ابی شیبہ اور ابو داؤد اور دارقطنی اور بیہقی نے حضرت علی سے روایت کی ہے کہ سنت ہے نیچے ناف کے ہتیلی کو ہتیلی پر رکھنا اور ابو داؤد نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ نماز میں ناف سے نیچے ہتھیلی سے ہتھیلی کو پکڑے اور ابو بکر بن ابی شیبہ نے ابو حجین سے روایت کی ہے کہ داہنے ہاتھ کے باطن کف کو بائیں ہاتھ کے ظاہر کف پر ناف کے نیچے رکھے۔ اور ابو داؤد نے ابن جریر سے روایت کی ہے کہ حضرت علی بائیں ہاتھ کے پونچے کو سیدہے ہاتھ سے ناف کے نیچے پکڑتے تھے۔ جوہر نقی میں ہے کہ ابو بکر بن ابی شیبہ نے ابو مجلز لاحق بن حمید البصری سے روایت کی ہے کہ اونہوں نے کہا داہنے ہاتھ کے باطن کف کو بائیں ہاتھ کے ظاہر ہتھیلی پر ناف کے نیچے رکھے اور ابو داؤد نے اُس کو تعلیقات میں بیان کیا ہے۔

حواشی

ف

بخاری نے سہیل بن سعد سے روایت کی ہے کہ لوگ حکم کئے جاتے تھے آدمی داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر نماز میں رکھے۔ ابو حازم کہتے ہیں کہ میں نہیں جانتا ہوں مگر اس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف نسبت کی جاتی ہے امام احمد اور مسلم نے وائل بن حجر سے روایت کی ہے کہ اونہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ نماز میں داخل ہوئے تو آپ نے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور تکبیر کہی۔ پھر آپ نے کپڑے میں لپیٹ لئے۔ پھر داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھا ابن خزیمہ اور بیہقی کی روایت وائل بن حجر میں علی صدرہ ہے۔

حافظ ابن قیم نے اعلام الموقعین میں کہا کہ یہ زیادتی موئل بن اسمٰعیل کی ہے ذہبی نے کاشف میں کہا کہ کثیر الخطاء ہے اور جب اُس کی کتابیں دفن کی گئیں۔ اور صرف یاد سے حدیثیں بیان کرنے لگے تو بہت سی غلطیاں کیں۔ اور حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں کہا کہ بخاری نے کہا کہ موئل منکر الحدیث ہے۔ اور ابن سعد نے کثیر الغلط اور دارقطنی نے کثیر الخطا کہا تقریب میں ہے سیٔ الحفظ المیزان میں ہے کہ بخاری نے کہا منکر الحدیث ابو حاتم نے کہا کثیر الخطا ابو ذرعہ نے کہا۔ کہ اس کی حدیث میں بہت خطا ہے۔

امام احمد اور نسائی اور ابن ماجہ نے وائل بن حجر سے بغیر اس زیادتی کے روایت کی ہے اور یہ من طریق علقمہ وغیرہ وعن وائل بن حجر میں یہ زیادتی نہیں ہے۔ تو یہ زیادتی غیر محفوظ ہوئی۔ اس واسطے کہ ایک راوی جب اوثق سے مخالفت کرے تو اُس کی روایت شاذ غیر مقبول ہوگی علاوہ ازیں اس میں اضطراب ہے اس واسطے کہ ابن خزیمہ کی روایت میں علی صدری ہے۔ اور بزار میں عند صدرہ ہے جیسا کہ حافظ نے فتح میں کہا۔ اور ابن ابی شیبہ میں تحت السرہ ہے۔

اور امام احمد نے ہلب سے علی صدرہ کی روایت کی ہے اس میں سماک بن حرب ہے اکمال میں ہے ساء حفظہ وضعفہ ابن مبارک وشعبۃ و غیرھما ذہبی نے میزان میں کہا کہ ابن مبارک نے سفیان سے روایت کی کہ وہ ضعیف ہے۔ احمد نے کہا۔ مضطرب الحدیث ہے۔ صالح نے کہا ضعیف ہے نسائی نے کہا جب وہ منفرد باصل ہو تو حجت نہیں ہے۔

احمد اور دارقطنی کی روایت میں علی صدرہ نہیں ہے اسی طرح ترمذی اور ابن ماجہ میں بھی علی صدرہ نہیں ہے تو اب یہ لفظ علی صدرہ غیر محفوظ ہوا۔

ابوداؤد کی طاؤس سے روایت مرسل ہے اور اس میں سلیمان بن موسیٰ لین الحدیث ہے بخاری نے کہا اس کے پاس مناکیر ہے نسائی نے کہا قوی نہیں ہے تقریب میں ہے اُس کی حدیث بعض لین ہے اور بیہقی کی وائل بن حجر سے روایت میں محمد بن حجر ہے ذہبی نے میزان میں کہا۔ لہٗ مناکیر وقال البخاری فیہ بعض النظر - جوہر النقی میں ہے ام عبد الجبار لم اعرف حالہا ولا اسمہا اور ایک راوی سعید بن عبد الجبار ہے میزان میں ہے کہ قوی نہیں ہے۔ تقریب میں ہے کہ ضعیف ہے۔

اور بیہقی نے جو ابن عباس سے فصل لربک وانحر کی تفسیر روایت کی ہے۔ اُس میں روح بن مسیب متروک ہے۔ ابن حبان نے کہا کہ وہ ثقات سے موضوعات روایت کرتا ہے اُس سے روایت کرنا درست نہیں۔ ابن عدی نے کہا اس کی احادیث غیر محفوظ ہیں اسی طرح بیہقی نے حضرت علی سے تفسیر روایت کی ہے۔ ابن ترکمانی نے کہا اُس کی سند اور متن میں اضطراب ہے حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں کہا کہ یہ روایت حضرت علی سے صحیح نہیں ہے اور حضرت علی کی روایت تحت السرہ میں ابو داؤد نے اُس کے ایک راوی عبد الرحمٰن کی تضعیف کی ہے۔ مگر کسی نے اُس کو کذب کی طرف نسبت نہیں کیا۔ ہاں اُس کے حفظ کے وجہ سے اُس کی تضعیف کی جاتی ہے تو اُس کا حال ابن ابی سلیم اور ابو لہیعہ کے مثل ہوگا۔ تہذیب التہذیب میں ہے کہ اُس کی حدیث حافظ جیسی نہیں اور عجلی نے کہا کہ وضعیف جایز الحدیث ہے اُس کی حدیث لکھی جاتی ہے تو یہ حدیث حسن ہوئی۔

ابوداؤد نے حضرت علی سے فوق السرہ روایت کی ہے اُس میں ابو بدر شجاع بن ولید ہے اُس کی ابو حاتم نے تلیین کی ہے اور حافظ بن حجر نے اپنے مقدمہ میں اور ذہبی نے میزان میں کہا۔ لین الحدیث شیخ لیس بالمتقی فلا یحتج بہ -

حافظ نے تقریب میں کہا لہ اوہامٌ

مسلم بن ابراہیم نے حضرت علی سے بید الیمنیٰ علی رسغہ الا بیسا بدون اس زیادتی کے روایت کی ہے۔ اسی طرح ابو بکر بن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں اسی طرح بخاری نے تعلیقا ابواب عمل فی الصلوۃ میں بغیر اس زیادتی کے روایت کی ہے۔ حافظ نے تہذیب التہذیب میں کہا ولا یعرف الا من طریق جابر ذہبی نے میزان میں کہا جابر الصنبی غیر معروف ہے۔ کما قال ابن ترکمانی بیہقی کی سعید سے فوق السرہ کی روایت میں زید ابن الحباب ہے ابن معین نے کہا اُس کی احادیث مقلوب ہیں اور امام احمد نے کہا کثیر الخطاء ہے۔ ابن عدی نے کہا اس کی احادیث میں جہتہ اسناد غریب ہے ابن حجر نے تقریب میں کہا خطا کرتا ہے۔ اور ایک راوی ابن جریج ہے ذہبی نے میزان میں کہا کہ مدلس ہے۔ اور طبقات الحفاظ میں کہا یدلس حافظ نے تقریب میں کہا۔ کان یدلس۔ امام احمد نے کہا جب اجانا اور سمعت کہے تو کافی ہے اور یہاں معنعن مروی ہے اور ایک راوی یحییٰ بن ابی طالب ہے۔ تاریخ بغداد الخطیب میں ہے عن موسیٰ بن ہارون قال اشہد علی یحییٰ بن ابی طالب انہ یکذب و فیہ ایضا عن ابی احمد محمد بن ابی اسحاق الحافظ انہٗ قال لیس بالمتین اور یحییٰ بن ابی طالب سے کسی آئمہ ستہ نے اپنی کتابوں میں تخریج نہیں کی۔ مولوی وحید الزمان نے ترجمہ اُردو شرح وقایہ میں حدیث سنت تحت السرہ کی صحت کا دعویٰ کیا ہے۔ عن علقمۃ بن وائل بن حجر عن ابیہ قال رایت النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم وضع یمینہٗ علیٰ شمالہ فی الصلوۃ تحت السرۃ -

ترمذی ومسلم ونسائی وابوداؤد نے اپنی کتب میں سماع علقمہ کو مصرح بیان کیا ہے اولاً مثبتین بہ نسبت منکرین زیادہ ہیں۔ دوم اس قسم کے اختلافات میں قول مثبت کو ترجیح ہوتی ہے۔ اس وجہ سے شاید منکر کو اس امر کی اطلاع نہ ہوئی ہو۔ قال الترمذی فی باب ماجاء المراۃ اذا استکرہت علی الزنا عن الحجاج بن عبد الجبار بن وائل بن حجر عن ابیہ (الحدیث) قال الترمذی ہذا حدیث غریب لیس اسنادہ بمتصل۔ سمعت محمداً یقول عبد الجبار بن وائل لم یسمع من ابیہ ولا ادرکہ یقال انہ ولد بعد موت ابیہ باشہر عن علقمہ بن وائل الکندی عن ابیہ الحدیث ہذا حدیث حسن غریب صحیح وعلقمہ بن وائل سمع من ابیہ وہو اکبر من عبد الجبار بن وائل وعبد الجبار بن وائل لم یسمع عن ابیہ فی الجلد الثانی من المسلم فی باب

صحۃ الاقراد بالقتل، عن علقمہ بن وائل حدثہ ان اباہ حدثہ الحدیث وفی باب رافع الیدین ثنی عبد الجبار بن وائل قال کنت غلاما لا اعقل صلوۃ ابی فحدثنی علقمۃ بن وائل عن ابن وائل الحدیث والحدیث نص صریح فی السماع - ابوداؤد میں ہے کہ عبد الجبار یوں کہتے ہیں کہ میں تو اپنے باپ کے زمانہ حیات میں لڑکا تھا ہاں میں نے اپنے بڑے بھائی علقمہ سے اُن کی نماز کا حال سنا - (الحدیث)

قال النسائی فی باب القود فی حدیث فی حدیثین ان علقمۃ بن وائل حدثہ ان اباہ حدثہ

ثنا کا بیان

طبرانی نے اپنی کتاب مفرد فی الدعا میں انس بن مالک سے روایت کی ہے - کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تھے تو فرماتے تھے اللھم بحمدک وتبارک اسمک وتعالی جدک ولا الہ غیرک اس کی سند جید ہے اور دار قطنی اور طحاوی اور بیہقی نے عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے - کہ جب نماز شروع کرتے تھے تو یہی کلمات پڑھتے تھے - اس کی سند صحیح ہے ابن تیمیہ نے منتقی میں کہا کہ حضرت عمر اور ابوبکر اور عثمان اور ابن مسعود نے اسی کو اختیار کیا ہے اور حضرت عمر کبھی اس کو صحابہ کے محضر میں جہر سے بھی پڑھتے تھے - کہ لوگ اس کو سیکھ لیں باوجودیکہ اس کا دقفہ (اخفی) سنت ہے یہ فعل اس پر دلالت کرتا ہے کہ یہی پڑھنا افضل ہے - اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اکثر مداومت کی ہے اور دار قطنی نے ابو وائل سے روایت کی ہے کہ حضرت عثمان بھی اسی کو پڑھتے تھے - اس کی سند حسن ہے -

ابوداؤد نے حضرت عائشہ سے اور طبرانی نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو سبحانک اللھم پڑھتے - صحیح مسلم نے ابن ابی لبابہ سے روایت کی ہے اور طحاوی نے عمرو بن میمون سے اور داود نے روایت کی ہے کہ حضرت عمر ان کلمات کو جہر سے کہتے تھے - اور سعید بن منصور نے حضرت ابوبکر کی روایت کی ہے اور ترمذی اور نسائی - اور ابن ماجہ نے ابوسعید سے روایت کی ہے اور ترمذی نے علی بن علی میں کلام کیا ہے - مگر وکیع اور ابن معین اور ابو ذرعہ نے اس کی توثیق کی ہے اور نسائی اور ابن عوانہ کی روایت انی وجھت وجھی میں اذا کان قام لیصلی تطوعا ہے اور مسلم بھی اس روایت کو حضرت علی سے باب صلوۃ لیل میں لائے ہیں - اس لئے حافظ ابن حجر نے بلوغ المرام میں اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد کہا کہ یہ شب کی نماز (تہجد) میں ہے اور ابن قدامہ نے کہا کہ اس پر عمل متروک ہے اس لئے کہ ہم کسی کو نہیں جانتے کہ انھوں نے پوری حدیث پر عمل کیا ہو - طحاوی اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ سے ثنا کی مرفوع روایت کی ہے - اور نسائی اور بیہقی نے ابوسعید سے مرفوع اور بیہقی نے انس اور جابر سے مرفوع اور بیہقی نے ابن مسعود سے روایت کی ہے اور سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ اور ابن جریر اور ابن منذر نے ضحاک سے: قولہ تعالی وسبح بحمد ربک حین تقوم میں کہا -

تقوم الی الصلوۃ تقول سبحانک اللھم الی آخرہ (اعوذ باللہ پڑھنا) قال اللہ تعالی واذا قرأت القرآن فاستعذ باللہ من الشیطان الرجیم ....

ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے جبیر بن مطعم سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں داخل ہوتے تو تکبیر تو تکبیر کہتے پھر اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہتے - ابوداؤد اور بیہقی نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب شب کو نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو نماز شروع کرکے سبحانک اللھم الی آخرہ پڑھتے پھر پڑھتے - اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم من ھمزہ و نفخہ پھر قرات پڑھتے اور ایسا ہی ترمذی اور

نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور امام احمد کی روایت میں اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ہے دارقطنی نے اسود بن زید سے روایت کی ہے کہ میں نے دیکھا کہ عمر رضی اللہ عنہ جب نماز شروع کرتے تو تکبیر کہتے پھر سبحانک اللھم الخ پڑھتے۔ پھر اعوذ پڑھتے اس کی سند صحیح ہے سعید بن منصور نے اپنی سنن میں ابی وائل سے روایت کی ہے کہ وہ لوگ نماز میں اعوذ الخ اور بسم اللہ الخ آہستہ پڑھتے تھے۔ اس کی سند صحیح ہے طبرانی نے کبیر میں ابو وائل سے روایت کی ہے کہ حضرت علی اور عبداللہ بن مسعود بسم اللہ الرحمن الرحیم اور اعوذ اور آمین جہر سے نہیں کہتے۔

بسم اللہ آہستہ پڑھنا

طبرانی نے کبیر اور اوسط میں اور ابن خزیمہ اور طحاوی نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر بسم اللہ الرحمن الرحیم آہستہ پڑھتے تھے احمد اور ابن حبان نے اور نسائی نے انس سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر اور عثمان کے پیچھے نماز پڑھی یہ سب لوگ بسم اللہ الرحمن الرحیم کو جہر سے نہیں پڑھتے تھے۔ اور اس کی سند صحیح ہے۔ ترمذی نے کہا کہ بسم اللہ آہستہ پڑھنا ابو بکر اور عمر اور عثمان اور علی وغیرہ صحابہ اور تابعین کا مذہب ہے۔ مسلم نے انس سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر و عمر و عثمان کے پیچھے نماز پڑھی۔ یہ سب قرأت کو الحمد للہ رب العالمین سے شروع کرتے تھے بخاری اور مسلم نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر و عمر و عثمان نماز کو الحمد للہ رب العالمین سے شروع کرتے تھے۔ مسلم نے انس سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ابو بکر و عمر کے ساتھ نماز پڑھی تو کسی سے بسم اللہ نہیں سنی۔ نسائی نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر و عمر کے پیچھے نماز پڑھی تو میں نے کسی سے نہیں سنا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کو جہر سے پڑھتے ہوں اور طحاوی نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر و عمر بسم اللہ کو جہر سے نہیں پڑھتے تھے۔ طحاوی نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر بسم اللہ کو آہستہ پڑھتے تھے۔ عینی نے شرح بخاری میں کہا احادیث الجہر وان کثرت رواۃ تہا فکلہا ضعیفۃ اور شیخ کمال الدین نے فتح القدیر میں کہا قال بعض الحفاظ لیس حدیث صحیح فی الجہر الا فی اسنادہ مقال عند اہل الحدیث۔ زیلعی نے کہا فالحاصل ان احادیث الجہر لم تثبت عند اہل الحدیث والنقل۔

آمین آہستہ کہنا

بخاری اور مسلم نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام جب غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو۔ اس لئے کہ جس کا قول فرشتوں کے قول کے موافق ہوگا تو اس کے اگلے گناہ بخشدیئے جاویں گے۔
مسلم نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو سکھلاتے تھے کہ امام سے جلدی نکرو۔ جب وہ تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو۔ اور جب ولا الضالین کہے تم آمین کہو اور جب رکوع کرے تم رکوع کرو۔ اور جب سمع اللہ لمن حمدہ تو تم اللھم ربنا لک الحمد کہو امام احمد اور ترمذی نے اور ابو داؤد طیالسی اور دارقطنی اور حاکم اور ابو یعلی نے اپنی مسانید میں اور طبرانی نے معجم میں وائل بن حجر سے روایت کی ہے۔ کہ ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی پس جب آپ نے غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پڑھا تو آمین کہا۔ اور اس کے ساتھ اپنی آواز پست کی ....

الحدیث عینی شرح بخاری میں اور ابن ہمام نے فتح القدیر میں کہا کہ حاکم نے کہا کہ یہ حدیث علی شرط شیخین صحیح ہے۔

حواشی

ف اُس روایت میں ایک راوی حجر ابو العنبس ہے۔ ترمذی نے جو بخاری سے شعبہ کی خطا نقل کی ہے کہ وہ حجر ابن العنبس ہے تو اس کا جواب یہ ہے۔ حجر کے باپ کا نام عنبس ہے اور بیٹے کا نام بھی عنبس ہے اس لئے اُس کی کنیت ابو العنبس اور ابو العنبس بھی ہے۔ اور اُس کی دوسری کنیت ابو السکن ہے۔ جیسا کہ ابن حبان نے کہا۔ حجر ابن العنبس ابو السکن الکوفی وھو الذی یقال لہٗ ابو العنبس ابو داؤد باب التامین میں سفیان نے بھی شعبہ کی متابعت ابو العنبس سے کی ہے اور بیہقی نے سنن کبیر میں کہا واما قولہ حجر ابو العنبس فکذالک ذکرہ محمد بن کثیر عن الثوری اور دارقطنی نے بھی عن حجر ابی العنبس وھو ابن العنبس کہا تو اب شعبہ ابو العنبس کے ساتھ منفرد نہیں ہے بلکہ اُس کو محمد بن کثیر اور وکیع اور بخاری نے سفیان ثوری سے بھی ذکر کیا ہے اور دوسری خطا جو زیادتی علقمہ کی کہی ہے تو بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حجر نے کبھی بذریعہ علقمہ کے وائل سے سنا ہے اور کبھی بذات وائل سے سنا ہے۔ جیسا کہ امام احمد نے اپنی مسند میں تخریج کی ہے عن حجر ابی العنبس قال سمعت علقمۃ بن وائل یحدث عن وائل وسمعت عن وائل اور ابو داؤد طیالسی نے اپنی سند میں کہا سمعت حجرا ابا العنبس قال سمعت علقمۃ بن وائل یحدث عن وائل وقد سمعت من وائل انہ صلی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما قرء غیر المغضوب علیہم ولا الضالین قال آمین خفض بھا صوتہ اور اسی طرح ابو مسلم الکجی نے اپنی سنن میں روایت کی ہے عن حجر عن علقمۃ بن وائل عن وائل قال وقد سمعہ من وائل الحدیث اور جو اختلاف ثوری اور شعبہ کا رفع اور خفض میں بیان کیا ہے تو یہ اضطراب فی المتن ہے سند صحیح ہے اب شعبہ اور ثوری کی ترجیح میں ترمذی نے کتاب العلل میں کہا کہ علی نے کہا میں نے یحییٰ سے پوچھا کہ ان دونوں میں احفظ کون ہے تو اُس نے کہا کہ شعبہ ان میں اعلم ہے اور یحییٰ بن سعید نے کہا کہ شعبہ اعلم بالرجال ہے۔ ذہبی نے تذکرہ حفاظ میں کہا کہ ابو زید ہارونی نے کہا کہ میں نے شعبہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ آسمان سے گر کر ٹوٹ جانا مجھکو تدلیس کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔

اور ذہبی نے میزان میں کہا کہ سفیان ضعفاء سے تدلیس کرتے ہیں اور مدلس کے قول کا اعتبار نہیں۔ حافظ بن حجر نے تقریب میں کہا کہ وہ کبھی تدلیس کرتے ہیں۔ اب اس وجہ سے شعبہ کی روایت خفض سفیان کی روایت رفع مرجح ہو گی چونکہ اس میں شبہ تدلیس کا ہے۔ اور جو ابن قیم نے اعلام الموقعین میں روایت رفع کی ترجیح میں علاء بن صالح اور محمد بن سلمہ بن کہیل کی متابعت کا ذکر کیا ہے تو علاء بن صالح ثقات سے نہیں ہے۔ تقریب میں ہے لہ اوھام ذہبی نے میزان میں کہا۔ قال ابو حاتم کان من عتق الشیعۃ وقال ابن مدینی روی احادیث مناکیر۔

اور محمد بن سلمہ کہیل تو ذہبی نے کہا قال الجوزجانی ذاھب واھی الحدیث اور بیہقی نے جو روایت شعبہ سے رفع صوت کی کی ہے تو اس میں ابو الولید ہے اور اس سے ابراہیم بن مرزوق متفرد ہے۔ اور اس کی اصحاب شعبہ میں سے مثل ابو داؤد طیالسی اور محمد بن جعفر اور یزید بن ذریع اور عمر بن مرزوق وغیرہم نے مخالفت کی ہے … اور سب نے کہا ہے۔ اخفی بہ صوتہ او خفض بھا صوتہ۔ علاوہ بریں ابراہیم بن مرزوق قبل وفات کے نابینا ہو چکے تھے اس لئے خطا کرتے تھے۔ جیسا تقریب وغیرہ میں ہے۔

اور زیلعی اور ابن ہمام نے جو ترمذی کا قول علل کبیر سے نقل کیا ہے کہ علقمہ نے اپنے باپ سے نہیں سنا ہے اُس کا جواب یہ ہے کہ نسائی نے باب رفع یدین میں روایت کی ہے علقمۃ بن وائل قال حدثنی ابی اور خود بخاری نے جزء رفع یدین میں تخریج کی ہے علقمہ بن وائل بن حجر قال حدثنی ابی۔ تو اس کا قول حدثنی ابی اپنے باپ سے سماعت پر دلالت کرتا ہے اور مسلم نے اپنی صحیح میں حدیث وضع الیمینی علی الیسریٰ میں حجت پیش کی ہے من طریق علقمۃ وموالی لہم عن ابیہ وائل بن حجر۔

اور نیز مسلم نے اپنی صحیح میں حدیث قصاص میں تخریج کی ہے۔ عن علقمۃ بن وائل حدثہٗ ان اباہ حدثہ الحدیث۔ تو اب اس کا قول

ان اباه حدثه سماعت پر دلالت کرتا ہے اور خود ترمذی نے اپنی جامع کی کتاب حدود میں کہا ہے علقمة بن وائل حجر سمع من ابیه وهوا کبر من عبد الجبار بن وائل وعبد الجبار بن وائل لم یسمع من ابیه لم یسمع من ابیه تو اب بخاری کا قول من انه ولد بعد موت ابیه معارض ہوگا۔ اس کے اس قول سے جو ترمذی نے کتاب الحدود میں بخاری سے نقل کیا ہے سمعت محمدا یقول عبد الجبار بن وائل لم یسمع من ابیه انه ولد بعد موت ابیه باشهر علاوہ ازیں ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں کہا۔ قال ابوداؤد عن ابن معین مات ابوه وهو ای عبد الجبار حمل اور سمعانی نے کہا کہ ابو محمد عبد الجبار بن وائل اپنے باپ اور ماں سے روایت کرتے ہیں اور وہ علقمہ کے بھائی ہیں۔ اور اس نے اپنے باپ سے نہیں سنا۔ اس لئے کہ ان کے باپ کے گذرنے کے بعد چھ مہینے کو پیدا ہوئے تو ان سب سے ثابت ہوا کہ علقمہ اپنے باپ کے وقت موجود تھے۔ اور انھوں نے اپنے باپ سے سنا ہے اور ان کے چھوٹے بھائی عبد الجبار ان کے والد کے وقت حمل میں تھے۔ اونھوں نے اپنے باپ سے نہیں سنا تو اب ترمذی کا اعتراض علقمہ کے متعلق رفع ہوگیا۔ اور ترمذی کا اس قول کو بخاری کی جانب نسبت کرنا ترمذی کا سہو ہے۔ اس لئے کہ خود بخاری کا قول اس کے خلاف موجود ہے ابوبکر بن ابی شیبہ نے وائل بن حجر سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ جب آپ نے ولا الضالین پڑھا تو آمین کہا۔ اور بخفض صوته اور یہ صحیح علی شرط شیخین ہے۔ ابوبکر بن ابی شیبہ نے عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تکبیر کہتے تھے تو تھوڑی دیر سکتہ کرتے اور جب ولا الضالین کہتے تو تھوڑا سکتہ کرتے تھے۔ اور کہا اس باب میں سعد بن جندب اور عمران بن حصین اور ابی ابن کعب سے روایت ہے امام احمد اور دارقطنی اور ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے حسن سے روایت کی ہے کہ سمرہ نے کہا کہ میں نے دو سکتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یاد رکھے ہیں۔ تو اس کا عمران بن حصین نے انکار کیا۔ تو ہم نے ابی ابن کعب کو مدینے میں لکھا تو اونھوں نے جواب دیا کہ سمرہ بن جندب نے یاد رکھا ہے تو ہم نے قتادہ سے پوچھا کہ وہ دو سکتے کون سے ہیں تو اونہوں نے کہا کہ جب نماز میں داخل ہو اور جب غیر المغضوب علیهم ولا الضالین پڑھے۔ اور طیبی نے باوجود شافعی ہونے کے اقرار کیا ہے کہ پہلا سکتہ ثنا کیلئے اور دوسرا آمین کیلئے تھا۔ طبرانی نے تہذیب الآثار میں ابی وائل سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر اور حضرت علی بسم اللہ اور آمین سے جہر نہیں کرتے تھے۔ اور سیوطی نے جمع الجوامع میں ابو جریر اور ابن شاہین سے روایت کی کہ حضرت عمر اور حضرت علی بسم اللہ اور اعوذ اور آمین کو جہر نہیں کرتے تھے۔

بخاری اور مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب امام غیر المغضوب علیهم والضالین کہے تو تم آمین کہو اس واسطے کہ جس کا قول ملائکہ کے قول کے موافق ہوگا۔ اس کے گناہ ماتقدم بخشدئے جائیں گے۔

اور اسی طرح مسلم نے ابوموسی اشعری سے روایت کی ہے طویل حدیث میں اور اسی طرح (احمد اور نسائی اور دارمی نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے) اور حدیث اذا امن الامام فامنوا کو حافظ ابن حجر نے فتح میں بوجہ جمع بین الروایتین کے مجاز پر حمل کیا ہے اور سیوطی نے تنویر الحوالک میں کہا کہ جمہور اسی پر ہیں۔ اور اذا امن سے مراد اذا اراد التامین ہے تو اب اس سے جہر ثابت نہیں ہوا۔ ابوداود اور ترمذی کی وائل بن حجر کی روایت رفع بها صوته مضطرب ہے اس واسطے کہ سفیان کی روایت میں رفع بها صوت ہے اور شعبہ کی روایت میں اخفی بها صوته ہے اور دارقطنی اور حاکم کی روایت جو ابوہریرہ سے ہے اس میں اسحاق بن ابراہیم بن العلاء الزبیدی ہے اس کی شیخین نے اپنی صحیحین میں تخریج نہیں کی ہے۔ اور نہ سنن اربعہ نے اپنی سنن میں تخریج کی۔ ذہبی نے میزان میں کہا۔ قال النسائی لیس بثقة وقال ابوداؤد لیس بشئ وکذبه محدث حمص محمد بن عوف الطائی۔

حافظ نے تہذیب التہذیب میں کہا راوی الاجری عن ابی داؤد ان محمد بن عوف قال ای شك انی اسحاق بن زبریق یکذب وقال فی التقریب یهم کثیرا۔ اور ابن ماجہ نے حدیث ابوہریرہ کی نقل کی ہے اس میں بشر بن رافع ہے۔ بخاری نے کہا۔ لا یتابع فی حدیثه وقال احمد ضعیف وقال ابن معین حدث بمناکیر وقال النسائی لیس بالقوی وقال حبان یروی اشیاء موضوعة هکذا فی المیزان۔۔۔ زیلعی نے نصب الرایہ میں کہا کہ حاکم کا اس کو صحیح کہنا صحیح نہیں

دارقطنی نے اس کو حسن کہا ہے اور بشیر بن رافع کی بخاری اور ترمذی اور نسائی اور احمد اور ابن معین نے تضعیف کی ہے اور ابن قطان نے اپنی کتاب میں ضعیف کہا ہے ۔ اور کہا کہ وہ ابو عبداللہ سے روایت کرتا ہے اور اس کا حال معلوم نہیں اور اس سے سوائے بشر کے اور کسی نے روایت نہیں کی ۔ اس لئے یہ حدیث صحیح نہیں ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

اور حافظ نے تقریب میں کہا بشر بن رافع ضعیف الحدیث ہے اور ابو داؤد نے بھی اس حدیث کو بشر بن رافع کے طریق سے روایت کیا ہے اور اسی طرح ابو یعلی نے روایت کی ہے مگر ان دونوں کی روایت میں صرف یہ ہے حتی یسمع الصف الاول تو اب ابن ماجہ کی روایت فیرتج بھا المسجد اس کے مخالف ہوگی ۔ اور جو ابن راہویہ نے اپنی مسند میں اور طبرانی نے کبیر میں ۔ ۔ ۔ ام حصیص سے جو روایت کی ہے اُس میں اسمعیل بن مسلم مکی ضعیف ہے ۔

اور امام شافعی نے جو کتاب الام میں مسلم بن خالد کی روایت کی ہے تو وہ مسلم بن خالد ضعیف ہے ۔

عبدالرزاق نے اپنی سند میں ابراہیم سے روایت کی ہے اونہوں نے کہا کہ پانچ چیزیں ہیں کہ اُن کو امام آہستہ کہے سبحانک اللھم اور تعوذ یعنی اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اور بسم اللہ اور آمین اور ربنا لک الحمد ۔ اس کی سند صحیح ہے علاوہ ازیں آیت ادعوا ربکم تضرعا وخفیہ خود اس پر صریح دال ہے ۔ اور حدیث انکم لا تدعون اصم ولا غائباً نیز اسی کی شاہد ہے ۔

سورہ فاتحہ کا بیان

مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے نماز میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھی تو وہ نماز ناقص غیر تمام ہے اس کو آپ نے تین بار فرمایا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

امام احمد اور ابن ماجہ وطحاوی نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے نماز میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھی تو وہ نماز ناقص ہے ۔ بخاری نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے تو ایک شخص نے آکر نماز پڑھی پھر اُس نے آکر آپ کو سلام کیا تو آپ نے سلام کا جواب دیکر فرمایا کہ لوٹ کر نماز پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی ۔ پھر آکر اُس نے سلام کیا ۔ تو آپ نے فرمایا لوٹ کر نماز پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی اسی طرح تین بار ہوا تو اُس نے عرض کیا کہ اُس خدا کی قسم کہ جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا کہ اس سے اچھا کیا ہے مجھے بتلایئے تو آپ نے فرمایا کہ جب نماز کے لئے کھڑے ہو تو تکبیر کہو پھر جو تمہیں قرآن (میں سے) آسان ہو پڑھو ۔ پھر اطمینان کے ساتھ رکوع کرو ۔ الحدیث ۔

فاتحہ کے بعد سورہ ملانے کا بیان

ابوداؤد اور امام احمد اور ابو یعلی اور ابن حبان نے بسند صحیح ابو سعید سے روایت کی ہے ۔ کہ ہم سورہ فاتحہ اور جو آسان ہو اُس کے پڑھنے کا حکم کئے جاتے تھے ۔

امام احمد اور ابوداؤد نے رفاعہ بن رافع الزرقی صحابی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے ۔ اور ایک شخص نے آپکے قریب آکر نماز پڑھی پھر فارغ ہوکر آپ کے پاس حاضر ہوا ۔ تو آپ نے اُسے فرمایا کہ تم نماز دہرالو تمنے نماز نہیں پڑھی ۔ تو اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے سکھلایئے میں کسطرح ادا کروں ۔ تو آپ نے فرمایا کہ قبلہ رُخ ہو تو تکبیر کہو پھر سورہ فاتحہ پڑھو ۔ پھر جو چاہو (اس کے ساتھ) پڑھو ۔ پھر جب رکوع کرو تو اپنی دونوں ہتھیلی اپنے دونوں زانوں پر رکھو ۔ اور اپنی پشت کو دراز رکھو ۔ اور اپنے رکوع کو قرار پکڑاو اور جب اپنا سر اُٹھاؤ تو اپنی پشت سیدھی کرو ۔

کہ ہڈیاں اُس کی جوڑوں میں آجاویں اور جب سجدہ کرو تو سجدہ میں ٹھہرو۔ اور جب سر اُٹھاؤ تو اپنی بائیں ران پر بیٹھو اسی طرح ہر رکعت میں کرو۔ شوکانی نے نیل الاوطار میں کہا کہ اس میں کوئی طعن نہیں ہے اس لئے کہ اس کے راوی ثقات ہیں۔ اور مسلم نے ایک روایت عبادہ بن صامت سے کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جو الحمد اور اُس کے ساتھ زیادہ نہ پڑھے اُس کی نماز (کامل) نہیں ہے۔ اور اسی طرح اُن سے ابوداؤد نے روایت کی ہے اور اُس کے راوی صحیح کہ راوی ہیں سورت صرف اولین میں علاوہ بخاری اور مسلم نے ابوقتادہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی اولین میں سورہ فاتحہ اور دو سورتیں پڑھتے تھے۔ اور آخر میں صرف الحمد پڑھتے تھے اور ہمیں کوئی کوئی آیت سنا دیتے تھے اور بہ نسبت دوسری رکعت کے پہلی رکعت کو (ذرا) طویل کرتے تھے۔ اور اسی طرح عصر اور صبح میں کرتے تھے۔ شیخین نے جابر بن سمرہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر نے سعد سے کہا کہ لوگوں نے تمہاری ہر چیز حتیٰ کہ نماز میں بھی شکر کیا ہے۔ تو اونھوں نے کہا میں اولین کو دراز کرتا ہوں اور آخر کو میں کوتاہ کرتا ہوں۔ اور جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز میں اقتدا کی ہے اُس میں کمی نہیں کروں گا۔ تو حضرت عمر نے کہا کہ تم نے سچ کہا ہے ابوداؤد اور احمد اور ابویعلی اور ابن حبان نے بسند صحیح ابوسعید سے روایت کی ہے کہ ہم حکم کئے گئے ہیں کہ سورۂ فاتحہ اور جو آسان ہو اُس کو پڑھیں۔ فائدہ

حواشی

امام کے پیچھے نہ پڑھنے کا بیان

ف قال اللہ تعالیٰ واذا قرء القران فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون۔ مسلم اور امام احمد نے ابوموسیٰ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو سکھلایا کہ جب نماز کے لئے کھڑے ہو تو تم میں سے ایک امامت کرے اور جب امام قرآن پڑھے تو چپ رہو۔ بخاری اور مسلم اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ امام اس لئے کیا گیا ہے کہ تم اس کی اقتدا کرو۔ جب وہ تکبیر کہے تم تکبیر کہو۔ اور جب وہ پڑھے تم چپ رہو۔ مسلم اور نسائی نے باب ترك القراءة خلف الامام فيما لم يجهر فيه میں عمران بن حصین سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز پڑھی تو ایک شخص نے آپ کے پیچھے سبح اسم ربك الاعلیٰ پڑھی تو آپ نے فارغ ہو کر فرمایا کہ تم میں سے کس نے پڑھا تو ایک شخص نے کہا کہ میں نے پڑھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ میں نے گمان کیا کہ تمہارے بعض نے قرأت میں مجھکو خلجان میں ڈالدیا۔ طحاوی اور طبرانی نے ابوالاحوص سے روایت کی ہے کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پڑھنے لگے تو آپ نے فرمایا کہ تم نے مجھ پر قرآت میں خلط کر دیا۔ اور حافظ احمد منیع نے اپنی مسند میں اور امام محمد نے موطا میں اور طحاوی اور دارقطنی نے بسند صحیح جابر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے لئے امام ہو تو امام کی قرات اُس کی قرأت ہے۔

عبادہ بن صامت سے مرفوع ہے لا صلوۃ لمن لم يقرء بفاتحة الكتاب۔ ترمذی نے کہا۔ قال احمد بن حنبل معنی قوله عليه السلام اذا كان وحده۔ ابوداؤد نے کہا قال سفيان لمن يصلي وحده۔ مسلم اور نسائی کی روایت میں فصاعدا آیا ہے اور ابوداؤد کی روایت میں معمر کی متابعت سفیان بن عیینہ نے عن الزہری کی ہے۔ مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے۔ من صلی صلوۃ لم يقرا فيها بام القران فهي خداج يقولها ثلاثا۔ اسی طرح ابن ماجہ اور امام احمد اور طحاوی نے بھی روایت کی ہے اور ابوداؤد و احمد و ابویعلی اور ابن حبان نے ابوسعید سے روایت کی ہے امرنا ان نقرء بفاتحة الكتاب وما تيسر۔ قال ابن اسید۔ اسنادہ صحیح ورجالہ ثقات۔ حافظ نے تلخیص میں کہا اسنادہ صحیح۔ فتح الباری میں کہا بسند قوی درایہ میں

صحیح ابن حبان + اور ابن عدی کی روایت میں ہے الا بفاتحۃ الکتاب ومعہا غیرہا ۔اسی طرح ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن شیبہ و اسحق بن راہویہ وطبرانی نے روایت کی ہے ۔امام احمد اور بخاری نے جزاء القراۃ میں اور ابوداؤد اور ابن جارود نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ نکلکر منادی کردے لاصلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب وما زاد ۔اس کے سب رجال ثقات ہیں ۔مگر جعفر بن میمون میں اختلاف ہے ۔قال ابن معین مرۃ صالح الحدیث وقال الدارقطنی یعتبر بہ قال ابن عدی لم ار احادیثہ منکرۃ کذا فی المیزان قال الحافظ فی التقریب صدوق اور حاکم نے مستدرک میں اس حدیث کی تخریج کی اور کہا کہ ھذا حدیث صحیح لا غبار علیہ جعفر بن میمون العبدی من الثقات البصریین ویحیی بن سعید لا یحدث الا عن الثقات ۔اور طبرانی کی روایت میں ہے لاصلوٰۃ الا بقراءۃ ولو بفاتحۃ الکتاب اس میں حجاج بن ارطاۃ ہے ۔اس کی ابن ابی نجیح اور سفیان ثوری نے توثیق کی ہے ۔عجلی نے کہا جائز الحدیث ۔ابو طالب نے امام احمد سے روایت کی ہے کان من الحفاظ میزان الذہبی میں ہے کہ شعبہ وغیرہ نے اس کی توثیق کی ہے رفاعہ بن رافع زرقی سے امام احمد نے روایت کی ہے طویل حدیث میں فکبر ثم اقرا بام القرآن ثم اقرا بما شئت اس روایت میں محمد بن اسحاق مدلس ہے مگر طحاوی میں اس نے تحدیث سے روایت کی ہے ۔لہذا مضر نہیں ۔حدیث اعرابی میں ہے ۔فکبر ثم اقرا ما تیسر معک من القرآن اور ابوداؤد کی ایک روایت میں ثم اقرا بام القرآن بما شاء اللہ ان تقرا اور ایک روایت میں ہے فان کان معک قرآن فاقرا بہ ۔ابوداؤد اور ترمذی نے عبادہ بن صامت سے روایت کی ہے کہ ہم صبح کی نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا اور آپ پر قرأت شاق گذری ۔تو آپ نے فارغ ہو کر فرمایا کہ شاید تم لوگ اپنے امام کے پیچھے پڑھتے ہو ۔تو ہم نے کہا ہاں یا رسول اللہ تو آپ نے فرمایا بجز فاتحہ کے نکرو اس لئے کہ فاتحہ کے سوا نماز نہیں ہوتی ۔یہ حدیث تین وجہ سے معلول ہے ایک سبب تو یہ ہے کہ اس میں ایک راوی مکحول ہے ۔ حافظ ذہبی نے میزان میں لکھا ہے کہ مکحول مدلس اور قدریہ ہے ۔اور ابن سعد نے کہا کہ اس کی ایک جماعت نے تضعیف کی ہے ۔اور حافظ ابن حجر نے طبقات حفاظ میں کہا کہ وہ زیادہ ارسال کرتا ہے اور ابن ابی کعب اور عبادہ بن صامت اور عائشہ سے اکثر تدلیس کرتا ہے تو اب یہ بات ثابت ہو گئی ۔کہ یہ مدلس ہے ۔اور صحابیوں سے اکثر ارسال کرتا ہے ۔اور اس حدیث کو محمود بن ربیع صحابی سے معنعن روایت کیا ہے اور سماع اور تحدیث کی تصریح نہیں کی ۔اور بخاری نے جزاء القراۃ میں کہا ہے کہ مکحول اور حرام بن معویہ اور رجاء بن حیوۃ نے محمود سے زیادہ روایت کی ہے ۔اور ان لوگوں نے محمود سے سماعت کا ذکر نہیں کیا ۔حافظ ابن حجر نے شرح نخبہ میں کہا ہے اصح یہ ہے کہ مدلس کا یہ حکم ہے کہ اگر وہ عادل ہو تو اس کی بجز تصریح بالتحدیث کے کوئی حدیث مقبول نہیں ۔ملا علی قاری اس کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ بعض کے نزدیک تو اس کی حدیث کسی حال میں مقبول نہیں ۔ترمذی نے کہا کہ مکحول نے واثلہ بن اسقع اور انس بن مالک اور ابی ہند الداری ان تین کے سوا دوسرے کسی صحابی سے نہیں سنا ۔ابوبکر اور بزار نے کہا کہ مکحول عبادہ و ابودرداء و حذیفہ و ابی ہریرہ اور جابر سے روایت کرتا ہے ۔اور ان لوگوں سے سنا نہیں تو یہ حدیث متصل نہیں ہوئی ۔بلکہ منقطع ہو گئی ۔تہذیب التہذیب جلد عاشر صفحہ ۲۹۰

قال الدوری عن ابن معین قال ابو مسہر لم یسمع مکحول عن عنبۃ بن ابو سفیان ولا ادری ادرکہ ام لا قال ابو حاتم قلت لابی مسہر ہل سمع مکحول من احد من الصحابۃ قال من انس قلت قیل سمع من ابی ہند قال من رواہ قلت حیوۃ عن ابی صخرۃ انہ سمع ابا ہند فکانہ لم یلتفت الی ذالک وقال ترمذی سمع مکحول من واثلۃ و انس و ابی ہند الداری ویقال انہ لم یسمع من واحد من الصحابۃ الا منہم وقال النسائی لم یسمع عن عنبۃ صفحہ ۲۹۱ وکان یری القدر صفحہ ۲۹۲ وقال ابن حبان فی الثقات ربما دلس وقال ابوبکر البزاز روی مکحول من جماعۃ عن الصحابۃ عن عبادۃ و ام الدرداء وحذیفہ و ابی ہریرۃ و جابر و لم یسمع منہم و انما ارسل عن ہم و لم یقل فی شیء منہا حدثنا وقد روی عن ابی امامۃ واثلۃ و انس و ادخل بینہ و بین انس موسی بن

انس ولم يقل سمعت انسا فتصر قنا فی حدیثه عن انس وابی امامة وقال ابو حاتم لم يسمع من واثلة وقال ايضًا لم يرا ابا امامة وقال ايضًا لم يسمع من معاوية وقال احمد بن حنبل لم يسمع من زيد انما هو شیئ بلغه عنه وقال البخاری فی تاریخ الاوسط والصغير لم يسمع من واثلة وانس وابی هند كان يقول بالقدر كان ضعيفًا فی حديثه وروايه اس حدیث کے ضعیف ہونے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ اس کی اسناد میں اضطراب ہے۔ جیساکہ بیہقی نے بیان کیا ہے کہ اس کو مکحول کبھی تو عبادہ بن صامت سے مرسلًا روایت کرتے ہیں۔ اور کبھی نافع بن محمود عن عبادہ سے اور کبھی محمود عن ابی نعیم سے عن عبادہ سے روایت کرتے ہیں جیساکہ دارقطنی نے روایت کی ہے تو یہاں مکحول نے محمود اور عبادہ کے درمیان میں ابونعیم کو داخل کر دیا ہے اور اضطراب اسناد بھی باعث ضعف حدیث ہے تہذیب التہذیب جلد عاشر صفحہ ۴۱۵ نافع بن محمود بن الربیع قال ابن عبدالبر نافع مجهول تیسری وجہ اس کے ضعف کی یہ ہے کہ طریق ذکر مکحول عن محمود بن ربیع عن عبادہ میں محمد بن اسحاق منفرد ہے اور اس کی اصحاب مکحول میں سے زید بن واقد نے مخالفت کی ہے کہ اس نے عن مکحول عن نافع عن عبادہ سے روایت کی ہے جیساکہ ابوداؤد اور دارقطنی نے اس کی تخریج کی ہے۔ اور بخاری نے جزء قراۃ میں عن زید بن واقد عن حرام بن حکیم ومکحول عن نافع عن عبادہ روایت کی ہے۔ پس زید بن واقد نے عن مکحول عن نافع بن محمود عن عبادہ سے روایت کی ہے۔ عن مکحول عن محمود عن عبادہ سے روایت نہیں کی ہے پس جب یہ بات ثابت ہو چکی کہ محمد بن اسحاق کی سند میں کسی نے متابعت نہیں کی۔ بلکہ زید بن واقد نے اس کی مخالفت کی ہے اور وہ محمد بن اسحاق سے اثبت ہے تو یہ روایت شاذ ہوگی۔ ابن صلاح نے اپنے مقدمہ میں بیان کیا ہے کہ جب راوی منفرد ہو تو دیکھا جاویگا۔ کہ اگر وہ اس کے اولی بالحفظ والضبط سے مخالف ہے تو اس کی روایت منفردہ شاذ مردود ہوگی۔ حافظ ذہبی نے میزان میں ابن اسحاق کے بیان میں لکھا ہے کہ جس میں یہ منفرد ہو اس میں نکارت ہے اسلئے کہ اس کا حافظہ ٹھیک نہیں اور حافظ ابن حجر نے درایہ کتاب الحج میں لکھا ہے کہ ابن اسحاق کی منفرد روایت سے حجت نہیں پکڑی جاوے گی۔ چہ جائیکہ جب اس سے اثبت اس کی مخالفت کرے۔ اور حاشیہ نخبہ اور حاشیہ الغنیہ عراقی میں ہے کہ امام مالک نے محمد بن اسحاق کو کذاب و دجال کہا ہے اور میزان الاعتدال میں ہے کہ یحییٰ بن قطان نے اس کی نسبت لکھا ہے اشهد ان محمد بن اسحٰق كذاب۔ شوکانی نے نیل میں اس کو متکلم فیہ لکھا ہے اور نسائی نے کہا کہ قوی نہیں۔ مسلم کے حاشیہ میں مولانا عبدالحلیم نے لکھا ہے کہ بہت آئمہ حدیث نے اس کو مجروح کہا ہے تقریب میں اس کو مدلس لکھا ہے اور تشیع اور قدر کی جانب منسوب کیا۔ نودی نے کہا کہ محمد بن اسحاق میں تدلیس ہے۔ عینی نے بنایہ میں لکھا ہے مدلس جب عن فلاں کہے تو محدثین کے نزدیک اس کی حدیث قابل حجت نہیں۔ و مع ہذا اس کو امام مالک نے کذاب اور امام احمد نے اس کی تضعیف کی ہے اور کہا ہے کہ اس کی حدیث صحیح نہیں۔ ابن حجر نے شرح نخبہ میں کہا ہے کہ اگر مدلس کی کوئی حدیث ثابت ہو اگرچہ وہ عادل ہو تب بھی بجز تصریح بالتحدیث کے اس کی کوئی حدیث مقبول نہیں۔ اور ترمذی نے اس کی روایت عن سے کی ہے تو یہ حدیث متصل نہیں ہوئی بلکہ منقطع ہوگئی۔

تہذیب التہذیب میں جلد تاسع صفحہ ۴۱ میں ہے وقال مالك دجال من الدجاجلة وقال الزهيری عن الدراوردی جلد ابن اسحٰق يعنی فی القدر صفحہ ۴۲ وقال موسیٰ بن هارون سمعت محمد بن عبد الله بن نمير يقول كان محمد بن اسحٰق يرمی بالقدر من انه يحدث عن المجهولين احاديث باطلة صفحہ ۴۳ وقال ايوب بن اسحٰق بن سافری سالت احمد يا ابا عبد الله اذا انفرد ابن اسحٰق بحديث تقبله قال لا والله انی رايت يحدث عن جماعة بالحديث الواحد ولا يفصل كلام ذا من كلام ذا — وقال ابو داؤد سمعت احمد ذكر محمد بن اسحٰق فقال كان رجلًا يشتهی الحديث فياخذ كتب الناس فيضعها فی كتبه وقال المروزی قال احمد بن حنبل كان ابن اسحٰق يدلس صفحہ ۴۴ وقال ابن حنبل سمعت ابا عبد الله يقول ابن اسحٰق ليس بحجة وقال عبد الله بن احمد رايت ابی اتقن حديثه قيل له يحتج به قال لم يكن يحتج به فی السنن وقال ابن ابی خيثمه سمعت ابن معين قال مرة ليس

بالقوی - وقال المیمون عن ابن معین ضعیف - وقال النسائی لیس بالقوی صفحہ ۴۵ وکذا بہ سلیمان التیمی ویحیی القطان ووھیب بن خالد صفحہ ۴۶ و فی حدیثہ من نافع بعض الشیٔ ابوداؤد - اور نسائی نے نافع بن محمود سے روایت کی ہے کہ عبادہ نے نماز صبح سے تاخیر کی تو ابونعیم نے تکبیر کہی اور لوگوں کو نماز پڑھائی۔ اور میں عبادہ کے ساتھ ابونعیم کے پیچھے کھڑا ہوا۔ اور عبادہ فاتحہ پڑھنے لگے تو میں نے نماز سے فارغ ہوکر عبادہ سے کہا کہ میں نے سنا تم فاتحہ پڑھتے تھے کہا ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو بعض جہریہ نماز پڑھائی تو آپ پر قرأت ملتبس ہوئی۔ تو آپ نے فارغ ہوکر فرمایا کہ کیا تم پڑھتے ہو تو بعضوں نے کہا کہ ہاں فرمایا ایسا نہ کرو۔ میں کہتا ہوں کیا ہوا مجھکو کہ قرآن مجھ سے منازعت کرتا ہے۔ تو جب میں جہر کروں تو تم کچھ نہ پڑھو۔ سوا فاتحہ کے ذہبی نے میزان میں کہا کہ نافع بن محمود عن عبادہ سے کہ قراۃ خلف امام میں بجز اس حدیث کے معروف نہیں ہے۔ نہ اس کا ذکر بخاری میں ہے۔ نہ ابن ابی حاتم میں اور ابن حبان نے کہا کہ اس کی حدیث معلل ہے حافظ حجر نے تقریب میں کہا کہ نافع بن محمود مستور ہے۔ جوہر نقی میں ہے کہ ابن عبدالبر نے کہا کہ مجہول ہے اور طحاوی نے کہا کہ معروف نہیں ہے اور عقلانی نے اس کو مجہول کہا ہے اور زیلعی نے کہا کہ اس کی ایک جماعت نے تضعیف کی ہے جن میں سے امام احمد حنبل بھی ہیں۔ حافظ ابن حجر نے شرح نخبہ میں کہا کہ تحقیق یہ ہے کہ مستور کی روایت نہ مطلقاً رد کی جاویگی نہ قبول کی جاویگی بلکہ وہ ظاہر ہونے تک موقوف رہے گی۔ جیسا امام الحرمین نے جزم کیا اور سیوطی نے تدریب میں کہا کہ مجہول کی روایت جمہور کے نزدیک مقبول نہیں۔

بخاری نے جزءِ قرأت میں عن ابی قلابہ عن انس کی روایت کی ہے اس کو بیہقی نے کہا کہ طریق ابی قلابہ عن انس کا محفوظ نہیں ہے۔ اس واسطے کہ اس میں عبیداللہ رقی ہے۔ تقریب میں لکھا ہے کہ اس کو وہم زیادہ ہے اور بہت سے حفاظ نے اس کی مخالفت کی ہے۔ علاوہ ازیں اس روایت میں طریق یحیی بن یوسف الرقی عن عبیداللہ الرقی میں استثنار کا ذکر ہے اور تخریج طحاوی یوسف بن عدی عبیداللہ الرقی میں استثنار کا ذکر نہیں ہے۔ حدیث عبادہ کے کل طرق ضعیف ہیں۔ بخاری نے طریق اوزاعی سے عن عمرو ابن شعیب عن ابیہ عن عبادہ سے روایت کی ہے تو شعیب نے عبادہ کو نہیں پایا مع ہذا اسناد میں اضطراب ہے۔ کہ اس کے مخالف ہے (۱) جو بخاری نے جزءِ قراۃ میں طریق عمرو بن سعد عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ روایت کی ہے (۲) دارقطنی نے طریق عبداللہ بن عمرو بن الحارث عن محمود بن ربیع عن عبادہ روایت کی ہے دارقطنی نے کہا کہ اس میں معاویہ بن یحییٰ اور اسحاق بن عبداللہ بن ابی فروہ دونوں ضعیف ہیں۔ (۳) اور ابونعیم کی روایت میں محمد بن برکۃ الحلبی کی حدیث کو کسی آئمہ ستہ نے تخریج نہیں کی۔ اور دارقطنی نے اس کی تضعیف کی ہے۔

امام احمد نے عن محمد بن ابی عائشہ عن رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت کی ہے اس میں محمد بن ابی عائشہ طبقہ رابعہ سے ہے۔ اکثر اس کی روایت تابعین سے ہے ایک رجل من الصحابہ سے معنعن روایت کی ہے اور سماع اور اس کے نام کی تصریح نہیں کی کیا معلوم اس کا زمانہ پایا یا نہیں اور روایت معنعن اوقت قبول ہے کہ جب غیر مدلس اپنے معاصر راوی سے روایت کرے امام مسلم کے نزدیک معنعن میں معاصرت شرط ہے۔ اور بخاری کے نزدیک تو معنعن میں لقا شرط ہے اور جب معاصرۃ ثابت نہیں تو منقطع ہوگی متصل نہیں ہوگی۔ چہ جائیکہ اس کی اکثر روایت تابعین سے ہو اور صحابہ سے قلیل ہو سیوطی نے تدریب الراوی میں عراق سے نقل کیا ہے کہ جہالت اسم راوی کی اس وقت مضر نہیں کہ جب وہ تابعی مصرح بالسماع روایت کرے علاوہ ازیں اس میں خالد بن حذاء متفرد ہے اور ایوب سختیانی نے اس کی مخالفت کی ہے کہ اس نے ابی قلابہ عن النبی صلعم مرسل روایت کی ہے اور ابی بکر بن ابی شیبہ حدیث میں خود خالد بن حذا نے اس کو مرسل روایت کی ہے۔ جیسا کہ دارقطنی نے کتاب العلل میں کہا کہ یہ حدیث مرسل ہے۔ بخاری نے جزءِ قراۃ میں ابو العالیہ سے ابن عمر کی روایت کی ہے اس میں قراۃ خلف امام کا ذکر نہیں ہے۔ بخاری نے جزء قراۃ میں یحیی البکا سے ابن عمر کی روایت کی ہے اس میں یحیی البکا ضعیف ہے۔ بخاری نے اپنے جزء میں اور طحاوی اور دارقطنی نے عن جوابا التیمی عن یزید بن شریک سے عمر بن خطاب کی روایت کی ہے اس میں جواب التیمی مختلف فیہ ہے۔ ابن نمیر نے اس کی تضعیف کی ہے۔ اور ارجا کی طرف نسبت کی ہے ثوری نے کہا کہ میں بجرجان میں گذرا وہاں جواب التیمی تھا میں نے اس سے تعرض نہیں کیا۔ علاوہ ازیں اس کی روایت میں اختلاف ہے دارقطنی اور حاکم کی روایت میں جواب التیمی

اور یزید بن شریک کیدر میان میں حارث بن سوید کو داخل کیا ہے۔ بخاری نے جزء قراۃ میں ابی بن کعب کی روایت کی ہے اس میں زیاد البکائی ہے اور وہ لین الحدیث ہے اور ابو المغیرہ سے میں واقف نہیں ہوں کہ وہ کون ہے دارقطنی نے ابی جعفر الرازی عن ابی سنان عن عبداللہ بن الہذیل ابی بن کعب سے روایت کی ہے اس میں ابو جعفر الرازی سوء حافظہ ہے اور ابو سنان معلوم نہیں کون ہے بخاری اور دارقطنی نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اس میں سفیان بن حسین الزہری ہے ذہبی نے میزان میں کہا کہ امام احمد نے کہا کہ اس کا زہری سے روایت کرنا ٹھیک نہیں ہے اور عباس نے یحییٰ سے کہا کہ یہ اصحاب زہری سے نہیں ہے اور اس کی حدیث میں ضعف ہے ابن خیثم نے ابن معین سے روایت کی ہے کہ زہری کے سوا دوسرے میں ثقہ ہے اور عثمان بن سعید نے کہا کہ میں نے اس بارے میں یحییٰ سے سوال کیا تو اس نے کہا زہری سے روایت کرنے میں ضعیف ہے۔ ابن عدی نے کہ زہری کے سوا دوسرے میں ٹھیک ہے۔ بخاری نے اپنی جزء میں ابن مسعود سے روایت کی ہے اس میں اشعث بن ابی الشعثا ہے۔ اس نے ان سے کچھ نہیں سنا۔ بخاری نے اپنے جزء میں حضرت علی سے روایت کی ہے۔ اس میں نماز سری میں پڑھنا ہے نہ جہری میں اور اس میں نماز سری میں اولین سورۃ کا پڑھنا بھی مذکور ہے۔ بخاری نے جزء میں ابو سعید کی روایت کی ہے وہ حسن ہے صحیح نہیں ہے بخاری اور طحاوی میں عبداللہ بن عمر کی روایت حسن ہے اس میں تصریح نہیں ہے کہ کیا پڑھا۔ مگر طحاوی کی روایت میں تصریح سورہ مریم کی ہے۔ اس کی اسناد صحیح ہے بخاری نے جزء میں عبداللہ بن مغفل سے روایت کی ہے اس میں نماز سری کی دو لیتین میں فاتحہ اور سورتیں اور آخریین میں فاتحہ کا ذکر ہے اس کی اسناد حسن ہے بخاری نے جزء میں روایت سفیان بن حسین عن الزہری عن مولا جابر بن عبداللہ کی ہے۔ اس میں سفیان بن حسین عن الزہری ضعیف ہے کما مر اور مولی جابر مجہول ہے ابن ماجہ نے جابر بن عبداللہ کی روایت کی روایت کی ہے اس میں سعید بن عامر غیر ثقہ ہے تقریب میں ہے کہ ابو حاتم نے کہا بسا اوقات وہم کرتا ہے خزرجی نے خلاصہ میں کہا کہ ابو حاتم نے کہا کہ اس کی حدیث میں بعض غلطیاں ہیں۔ اور طحاوی نے اس کی تخریج بدون خلف امام کے کی ہے۔ علاوہ ازیں طحاوی کی احادیث باسناد صحیح عبداللہ بن عمر و زید بن ثابت و جابر بن عبداللہ عدم قراۃ خلف امام کے خلاف ہے طحاوی نے ابن عباس کی روایت کی ہے اسی باب میں طحاوی نے اسناد صحیح سے ابن عباس کی عدم قراۃ خلف امام کی روایت کی ہے۔ اور نیز اسی طحاوی کی دوسری روایت باسناد حسن ابن عباس سے عدم قراۃ کی ہے۔ علاوہ ازیں اس میں قرۃ خلف امام سری میں ہے نہ جہری میں۔ بیان ترک القرأت خلف الامام من القران قولہ تعالے واذا قرء القران فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون۔ جلال الدین سیوطی نے تفسیر اتقان میں کہا کہ سب سے پہلے سورہ اقراء نازل ہوئی۔ پھر سورہ مدثر پھر سورہ ن پھر سورہ مزمل کا اول جس سے صلوۃ تہجد طویلہ کی فرضیت ابتداءً ثابت ہوئی۔ پھر بعد ایک سال آخر سورہ مزمل کا نازل ہوا۔ جس سے تہجد طویلہ منسوخ ہوکر فاقرءوا ما تیسر کا حکم ہوا۔ جس میں امام اور مقتدی نماز میں قراۃ پڑھتے تھے۔ پھر گیارہویں سال نبوت سے شب معراج میں صلوۃ خمسہ فرض ہوئی۔ تب سورہ اعراف نازل ہوئی۔ جس میں آیت واذا قرء القران سے قرأت خلف امام منسوخ ہوئی۔ جلال الدین نے درمنثور میں عبدالحمید سے اور بیہقی نے ابو العالیہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے تھے تو صحابہ نے پڑھا تو یہ آیت نازل ہوئی پھر قوم آپ کے پڑھنے کے وقت چپ رہتی تھی۔ عماد بن کثیر نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ علی بن طلحہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ یہ آیت صلوۃ مفروضہ میں نازل ہوئی ہے بیہقی نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نماز پڑھتے تھے تو آپ نے ایک انصاری جوان سے سنا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ اور ابن مردویہ نے معاویہ بن قرہ سے اپنی تفسیر میں روایت کی ہے کہ میں نے بعض اصحابوں سے سوال کیا تو عبداللہ بن مغفل نے کہا کہ یہ آیت قراۃ خلف الامام میں نازل ہوئی۔ اور بیہقی نے امام احمد سے روایت کی ہے کہ لوگوں نے اس امر پر اجماع کیا ہے کہ آیت نماز کے بارے میں نازل ہوئی۔ معالم التنزیل میں ہے کہ ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ یہ نماز کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ پھر اسی کو اولیٰ کہا ہے اور سیوطی نے اتقان میں کہا ہے کہ اعتبار عموم اللفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا اور تفسیر رازی میں ہے کہ امام پر سکوت واجب ہے یا نہیں۔ اول باطل ہے بالاجماع اور بتقدیر ثانی اس کو جائز ہے۔ عدم سکوت تو قرأت ماموم قرأت امام کے ساتھ لازم آویگی

اور یہ مقتضی ہے ترک سماع کا جو خلاف نص ہے اور قرأت عند السکتات کی روایت رسول اللہ صلعم سے صحیح نہیں۔ سبل الاسلام شرح بلوغ
المرام میں ہے کہ اس پر حدیث میں کوئی دلیل نہیں اور حاکم نے جو ابوہریرہ سے روایت کی ہے اس میں محمد بن عبد بن عبید بن عمر اللیثی ہے
اس کی ابن معین اور دارقطنی نے تضعیف کی ہے اور بخاری نے اس کو منکر الحدیث کہا ہے اور نسائی نے اس کو متروک کہا ہے علاوہ ازیں اس کی
اسناد میں اختلاف ہے کبھی تو اس کو عن عطاء عن ابی ھریرۃ سے مرفوع روایت کرتا ہے جیسا کہ حاکم میں ہے اور کبھی عن عمر بن شعیب عن
ابیہ عن جدہ مرفوع روایت کیا ہے۔ جیسا کہ دارقطنی نے روایت کیا ہے تفسیر ابوسعود میں ہے۔ وجمھور الصحابۃ علی انہ فی استماع
المؤتم۔ عبداللہ بن عباس سے بھی یہی روایت ہے معالم التنزیل نے شان نزول میں چند اقوال لکھکر فرمایا ہے والاولی اولیھا وھو انھا
فی القرأۃ فی الصلوٰۃ مدارک میں بھی اسی طرح ہے پہلی آیت میں جزماً فرماتے ہیں ھذا بصائر من ربکم وھدی ورحمۃ لقوم
یومنون اور آیت مذکور میں لعلکم ترحمون سے اکثر علماء نے تصریح کر دی ہے کہ قرآن مجید میں لعل مفید جزم ہے اب دونوں آیتوں میں ربط
ہوگیا۔ تو تفسیر رازی کا خلاف ربط کی وجہ سے خطاب کفار کی طرف کہنا غلط ہوا۔ معنی یہ ہے کہ کتاب کہ کتاب مومنین کے لئے موجب بصیرت وہدایت
ورحمت ہے سو اب سب مسلمانوں کو حکم ہوتا ہے کہ جب یہ کتاب بایں صفات موصوف ہے تو تم توجہ تام ساکت وصامت ہو کر اس کو سنو تاکہ
تم پر بھی نزول رحمت الٰہی ہو۔ امام احمد اور مسلم نے ابوموسیٰ اشعری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ہمکو تعلیم کیا کہ جب تم نماز کے لئے
کھڑے ہو تو چاہیئے کہ ایک تم میں سے تمھاری امامت کرے اور جب امام پڑھے تو چپ رہو۔ اس حدیث کی امام احمد اور مسلم نے تصحیح
کی ہے۔ اور خود مسلم نے سلیمان تیمی کی توثیق کی ہے اور کہا کہ کیا کوئی سلیمان سے زیادہ حافظ ہے۔ اور یہ متفرد بھی نہیں اس لئے کہ
سلیمان کی متابعت عمر و بن عامر اور سعید بن عمر و نے قتادہ سے کی ہے جیسا دارقطنی اور بیہقی اور بزار میں ہے علاوہ ازیں نووی نے کہا کہ ثقات
کی زیادتی جمہور اہل حدیث وفقہ واصول کے نزدیک مطلقاً مقبول ہے ابن عبد البر نے تمہید میں احمد بن حنبل سے اس کی تصحیح کی ہے اور حافظ
بن حجر نے فتح میں کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور مسلم اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی صحاح میں اس کی تخریج کی ہے ترمذی کے سوا پانچوں صحاح
نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام اسی لئے کیا گیا کہ تم اس کی اقتدا کرو جب وہ تکبیر کہے تم تکبیر کہو
اور جب وہ پڑھے تم چپ رہو۔ مسلم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے جب اس سے ابوبکر نے پوچھا شوکانی نے کہا کہ ابوداؤد کا ابی خالد کی
زیادتی کو وہم کہنا خود اس کا وہم ہے وہ ایسا ثقہ ہے کہ اس سے بخاری اور مسلم نے روایت کرنے پر اتفاق کیا ہے۔ حافظ عبدالعظیم منذری
نے اپنی مختصر میں بھی اس کو رد کیا ہے اور کہا کہ ابو خالد ثقہ ہے اور ابن خزیمہ نے مع اس کی زیادتی فانصتوا کی تصحیح کی ہے اور وہ متفرد بھی
نہیں ہے اس کی متابعت ابوسعید محمد بن سعید انصاری نے نسائی میں ابن عجلان سے کی ہے نسائی اور ابن معین نے ابوسعید کی توثیق کی ہے اور
کمال میں ہے کہ عجلان ثقہ کثیر الحدیث ہے دارقطنی نے کہا کہ مسلم نے اور بخاری نے اپنی صحاح میں اس کی تخریج کی ہے ابن خزیمہ نے
ابن عجلان کی حدیث کی تصحیح کی ہے۔ تو یہ زیادتی ثقہ کی مقبول ہے ابن ماجہ نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے اپنے صحابہ کو صبح
کی نماز پڑھائی پھر آپ نے فرمایا کیا تم میں سے کسی نے پڑھا تو ایک شخص نے کہا میں نے۔ تو آپ نے فرمایا کہ میں کہتا ہوں کیا ہے مجھکو کہ قرآن سے
منازعت کرتا ہوں اور امام مالک نے اس کے آخر میں زیادہ کیا۔ کہ پس لوگ رسول اللہ صلعم کے ساتھ صلوٰۃ جہریہ میں قراۃ سے رک گئے
جب سے یہ رسول اللہ صلعم سے سنا۔ صاحب آثار السنن نے کہا اس کی اسناد صحیح ہے طحاوی اور طبرانی نے ابوالاحوص عن عبداللہ سے
روایت کی ہے کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ السلام کے پیچھے پڑھتے تھے تو آپ نے فرمایا کہ تم نے مجھکو قراۃ کو خلط کر دیا۔ آثار سنن میں
ہے اس کی اسناد حسن ہے۔ حافظ احمد بن منیع نے اپنی مسند میں اور محمد بن الحسن نے موطا میں اور طحاوی اور دارقطنی نے جابر سے
روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے لئے امام ہو تو امام کا پڑھنا اس کا پڑھنا ہے اس کی اسناد علی شرط
شیخین صحیح ہے اس میں موسیٰ بن ابی عائشہ رجال صحیحین سے ہے۔ اور عبداللہ بن شداد ثقات شامیین سے ہے۔ حافظ بن منیع کی روایت
میں سفیان اور شریک دونوں نے امام صاحب کی متابعت کی ہے اور امام ابوحنیفہ کی توثیق امام الجرح والتعدیل یحیی بن معین

اور علی بن المدینی نے کی ہے جیسا کہ حافظ ابن المزی نے تہذیب الکمال میں محمد بن سعد العوفی اور صالح بن محمد الاسدی اور احمد بن محمد المعلم بن محرز کی روایت نقل کی ہے۔ وھو الذی قدار امام ابن عبد البر فقال فی الاستذکار فقه هذا الحدیث الذی من اجله جئ به هو ترک القراءة مع الامام فی کل صلوة یجهر فیها الامام بالقراءة فلا یجوز ان یقرء معه اذا جهر الامام القرآن ولا غیرها علی ظاهر هذا الحدیث وعمومه اور ذہبی نے تہذیب میں صالح بن محمد جزرہ وغیرہ کا قول یحیی بن معین سے نقل کیا ہے۔ حافظ عبد البر نے کہا کہ جن لوگوں نے امام ابوحنیفہ سے روایت کی ہے اور ان کی توثیق کی ہے اور ان پر تعریف کی ہے کلام کرنیوالوں سے بہت زیادہ ہیں۔ امام بن ابن المدینی نے کہا کہ امام صاحب سے ثوری اور ابن مبارک نے روایت کی ہے۔ اور وہ ثقہ ہیں۔ حافظ ابن اثیر الجزری نے جامع الاصول میں کہا کہ ان کے فضائل ومناقب بیشمار ہیں۔ حافظ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں کہا کہ آپ امام ورع عالم عامل متعبد کبیر الشان تھے تو اب دارقطنی و بن عدی کے ضعیف کہنیکا کوئی اعتبار نہیں علاوہ ازیں ان کا جرم مبہم ہے اور اصول میں ہے کہ جرم مبہم مقبول نہیں اور ذہبی کے بعض نسخ میں الحاق ہے صحیح نسخ میں نہیں ہے اسی واسطے کاتب نے حاشیہ پر تعلیق کردی ہے علاوہ ازیں خود ذہبی نے خطبہ لکھدیا ہے۔ کہ میں آئمہ متبوعین مثل ابوحنیفہ وشافعی وبخاری کے بوجہ ان کی جلالت وعظمت کے ان کا ذکر نہیں کرونگا۔ علامہ تاج السبکی نے طبقات الکبریٰ میں لکھا ہے کہ جرح مفسر بھی ان لوگوں کے حق میں مقبول نہیں جن کی طاعت معاصی سے اور جن کے مادحین ذامین سے اور مزکین جارحین سے زیادہ ہوں تو اب کلام ثوری وغیرہ کی طرف التفات نہیں کیا جاویگا۔ امام صاحب کے بارے میں اور ابن الذہیب وغیرہ کا امام مالک کے بارے میں اور ابن معین کا امام شافعی کے بارے میں اور نسائی کا احمد بن صالح وغیرہ کے بارے میں التفات نہیں کیا جاویگا۔ حدیث احمد بن منیع اس کی سند میں اخبرنا اسحق الازرق ثنا سفیان وشریک عن موسیٰ بن ابی عائشة عن عبد الله بن شداد عن جابر عن النبی صلی الله علیه وسلم قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من کان له امام فقراءة الامام قراءة صحیح علی شرط الشیخین صحیح ہے اور ابن کو عبد الحمید سے روایت کی ہے ثنا ابونعیم ثنا الحسن بن صالح عن ابی زبیر عن جابر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی شرط مسلم صحیح ہے اور اسی طرح مسند احمد صفحہ ۳۳۹ جلد ۳ میں ہے فی الفتح صفحہ ۲۵۶ عبد اللہ بن شداد ابن الحاد اللیثی وھو من صغار الصحابة وفیه من صحیح لکن اسناد ذالک قوی اخرجه قوی اسمعیل القاضی فی احکامه والطحاوی فی تفسیره وابوداؤد فی اعلام النبوية کلهم من طریق عبد الله بن شداد ابن الهاد وھو من صغار الصحابة روایة ومن کبار التابعین علماء وشیوخه الذین ذکر وافی ترجمه هو الصحابة۔

اور جابر نے ایک روایت میں ظہر یا عصر کا ذکر کیا ہے اور زیادتی ثقہ کی مقبول ہے اور دارقطنی نے ابن عمر سے روایت ہے اس کا مرفوع ہونے کو وہم کہا ہے مگر موقوف صحیح لیکن بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ آپ سے سننے کے بعد کہا ہو تو رفع صحیح ہوگیا۔ اور ابن عدی نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے اور کہا کہ اسمعیل ضعیف ہے اس کی کسی نے مطابقت نہیں کی حالانکہ نصر بن عبد اللہ نے طبرانی میں اس کی متابعت کی ہے۔ نسائی نے ابو داؤد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ کیا ہر نماز میں ہے آپ نے فرمایا ہاں تو انصار ایک شخص نے کہا وجبت هذه اور میری طرف ملتفت ہوئے میں سب سے زیادہ نزدیک تھا میں گمان کرتا ہوں کہ آپ نے فرمایا مگر جب امام قوم کی امامت کرے تو ان کے لئے کافی ہے اگر یہ ابوالدرداء کا قول ہو تو بھی بغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم ہونے کے نہیں کہا ہوگا۔ اور ابن ماجہ کی روایت میں جعفی کا ضعف مختلف فیہ ہے۔ میزان الاعتدال میں ہے کہ اس کی سفیان اور شعبہ وثوری وغیرہ نے توثیق کی ہے۔ اور اس کی متابعت لیث نے کی ہے جیسا کہ دارقطنی نے مرفوع روایت کی ہے اور لیث سے شعبہ وغیرہ ثقات نے روایت کی ہے علاوہ ازیں طحاوی نے جابر کی روایت مرفوع بیان کی ہے اس میں جعفی نہیں ہے۔ امام مالک اور ترمذی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جو نماز پڑھے اور اس میں فاتحہ نہ پڑھے تو اس نے نماز نہیں پڑھی۔ مگر ہاں جب امام پڑھے ترمذی نے کہا یہ حدیث احسن ہے صحیح ہے دارقطنی نے عن احمد عن ابن علیه عن ایوب عن نافع عن ابن عمر تخریج کی ہے کہ انہوں نے قراۃ خلف امام کے بارے میں کہا کہ کافی ہے تجھکو قراۃ امام اور کہا وقف صواب ہے اور مالک نے موطا میں اور طحاوی نے عن نافع عن ابن عمر روایت کی ہے۔ کہ انہوں نے کہا کہ جب کوئی امام کے پیچھے نماز پڑھے تو اس کو امام کی قراۃ کافی ہے اور عبد اللہ ابن عمر امام کے پیچھے نہیں پڑھتے تھے۔ مسلم نے باب سجود التلاوت میں روایت کی ہے۔ کہ زید بن ثابت نے کہا کہ کسی نماز میں امام کے ساتھ قراۃ نہیں ہے۔ فتاویٰ حافظ ابن تیمیہ جلد اول صفحہ ۸۷

(مسئلہ) قراءة المؤتم خلف الامام جائزة ام لا واذا قرأ خلفه هل عليه اثم فى ذالك ام لا (الجواب) القراءة خلف الامام
فى الصلوة لا تبطل عند الائمة رضوان الله عليهم لكن تنازع العلماء ايها افضل فى حق المأموم فمذهب
مالك والشافعى واحمد ان الافضل له ان يقرأ فى حال سكوت الامام كصلوة الظهر والعصر والآخيرتين
من المغرب والعشاء وكذالك يقرأ فى الصلوة الجهر اذا لم يسمع قراءته ومذهب ابى حنيفه ان الافضل
ان لا يقرأ خلفه بحال والسلف رضوان الله عليهم من الصحابة والتابعين من هم من كان يقرأ ومنهم
من كان لا يقرأ خلف الامام واما اذا سمع الامام قراءة الامام فجمهور العلماء على انه يستمع ولا يقرأ بحال
وهذا مذهب ابى حنيفه ومالك واحمد وغيرهم ومذهب الشافعى انه يقرأ حال الجهر بالفاتحة خاصة
ومذهب طائفة كالاوزاعى وغيره من الشافعين يقرأ استحبابًا وهو اختيار جدنا والذى عليه جمهور
العلماء هو الفرق بين حال الجهر وحال المخافة فيقرأ فى حال السر ولا يقرأ فى حال الجهر وهذا اعدل
الاقوال لان الله تعالىٰ قال واذا قرأ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلكم ترحمون - الايه - فاذا قرأ يستمع
واذا سكت فليقرأ فان القراءة خير من السكوت الذى لا استماع معه ومن قرأ القرآن فله بكل حرف
عشر حسنات كما قال النبى صلى الله عليه وسلم فلا يفوت هذا الاجر بلا فائدة بل يكون مستمعًا واما قارئًا
والله سبحانه اعلم صفحہ ۱۴۳ - وذكر احمد بن حنبل الاجماع على ان الاية نزلت فى الصلوة وذكر الاجماع على انه
لا تجب القراءة على المأموم حال الجهر فالاية دالة على امر المأموم بالانصات لقراءة الامام فان الكتاب
والسنة امرت المأموم بالاستماع دون القراءة دل الكتاب والسنة والاجماع على ان الاستماع افضل
من القراءة رساله تنوع العبادات میں ہے - واما السكوت عقيب الفاتحه فلا يستحبه احمد كما لا يستحبه
مالك وابوحنيفه رح والجمهور لا يستحبون ان يسكت الامام ليقرأ المأمون اسی طرح ابن القيم نے امام احمد
سے اس سکتہ کی نفی نقل کی ہے - وقال فى رسالة تنوع العبادات وكان الذى يقرأ حال الجهر قليل وهذا منهى
منه بالكتاب والسنة والنهاعنه جمهور السلف والخلف وفى ذالك الحديث المعروف عن النبى صلى
الله عليه وسلم انه قال من كان له امام فقراءة الامام له قراءة وهذا الحديث روى مرسلًا ومسندًا لكن اكثر
الائمة الثقات رووه مرسلًا عن عبد الله بن شداد عن النبى صلى الله عليه وسلم واسنده بعضهم ورواه
ابن ماجه مسندًا وهذا المرسل قد عضده ظاهر القرآن والسنة وقال به جماهير اهل العلم من الصحابة و
التابعين ومرسل من اكابر التابعين ومثل هذا المرسل يحتج به باتفاق الائمة الاربعه وغيرهم وقد...
نص الشافعى على جواز الاحتجاج بمثل هذا المرسل فتبين ان الاستماع الى قراءة الامام امر دل عليه القرآن
دلالة قاطعة ولان هذا من الامور الظاهرة التى تحتاج اليها الامة فكان بيانها فى القرآن ما يحصل به
المقصود والبيان وجاءت السنة بموافقة القرآن ففى صحيح المسلم عن ابى موسىٰ الاشعرى واذا قرء
فانصتوا وهذا مع حديث ابى موسىٰ كحديث الطويل المشهور لكن بعض الرواة زاد فيه على بعض
فمنهم من لم يذكر قوله واذا قرئ فانصتوا ومن هم من ذكرها وهى زيادة من الثقة لا تخالف المزيد
بل توافق معناه فان الانصات الى قراءة القارى من تمام الائتمام به فان من قرأ على قوم لا يستمعون -
لقراءته لم يكونوا مؤتمين به وهذا مما يبين حكمة سقوط القراءة من المأموم صفحہ ۱۲۵ قوله فانتهى الناس من
القراءة من كلام الزهرى فهو من ادلة الدلائل على ان الصحابة لم يكونوا يقرأون فى الجهر مع النبى صلى الله عليه

وسلم فان الزہری من اعلم زمانه بالسنة وقراءة الصحابة خلف النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا کانت مشروعة واجبة او مستحبة تکون من الاحکام التی یعرفها عامة الصحابة والتابعین فیکون الزہری من اعلم الناس فلو لم یبینها لاستدل بذالک علی انتفائها فکیف اذا قطع الزہری بان الصحابة لم یکونوا یقرؤن خلف النبی صلعم فان قیل قال البیہقی ابن اکیمہ رجل اکیمہ رجل مجہول قلت لیس کذالک بل قد قال ابو حاتم الرازی فیہ صحیح الحدیث حدیثہ مقبول صفحہ ۱۵ والذی اوجبوا القراءة فی الجہر احتجوا بالحدیث الذی فی السنن عن عبادة ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا کنتم وراء امام فلا تقرؤا الا بفاتحة الکتاب فانه لاصلوٰة لمن لم یقرا بها و هذا الحدیث معلل عن ائمة اهل الحدیث کاحمد وغیرہ من الائمة و قد بسط الکلام علی ضعفه فی غیر هذا الموضع وبین ان الحدیث الصحیح قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاصلوٰة الا بام القرآن فهذا هو الذی اخرجاہ فی الصحیح رواہ الزہری عن محمود بن الربیع عن عبادة واما الحدیث فغلط فیه بعض الشامیین واصله ان عبادة کان یوماً فی بیت المقدس فقال هذا فاشتبه علیهم المرفوع بالموقوف علی عبادة صفحہ ۸۵ جلد ۱ ومن شرط الحدیث الثابت ان لا یکون شاذا ولا معللا صفحہ ۲۰۹ جلد ۱ خبر الواحد المتلقی بالقبول یوجب العلم عند جمہور العلماء وان کان فی نفسه لا یفید الا الظن لکن لما اقترن به اجماع اهل العلم بالحدیث علی تلقیه بالتصدیق کان بمنزلة اجماع اهل العلم وان کان بدون الاجماع فلیس بقطعی لان الاجماع معصوم صفحہ ۶ جلد ۱ فان الواقدی لا یحتج باتفاق اهل العلم مسند ابن ابی شیبة عن ابی بشیر عن سعید بن جبیر قال سالته عن القراءة خلف الامام قراءة قال ابن ابی شیبة عن ابراهیم قال اول ما احدثوا القراءة خلف الامام وکانوا لا یقرؤن فی اسناد حدیث السکتات المثنی بن صباح ضعیف وعامة المناکیر فی حدیث عمرو بن شعیب وعن ابی لهیعه کما فی التهذیب وادخل ابن الطاهر فی التذکرة صفحہ ۸۹ هذا الحدیث فی المنکر وضعفه دارقطنی ایضاً من طریق محمد بن عبد اللہ بن عبید عمیر عن عمرو بن شعیب و قد نفی الحافظ ابن تیمیه فی فتاوہ القراءة فی السکتات بما یکفی۔

آثار صحابہ

صفحہ ۶۰ امام مالک نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ کیا کوئی امام کے ساتھ پڑھے تو کہا کہ جب کوئی امام کے ساتھ نماز پڑھے تو اُس کو امام کی قراءۃ کافی ہے اور عبد اللہ بن عمر امام کے ساتھ نہیں پڑھتے تھے اور عبد الرزاق نے روایت کی ہے کہ جہری میں نہیں پڑھتے تھے ۔ مالک نے صفحہ ۵۸ جابر بن عبد اللہ سے روایت کی ہے جس نے بغیر فاتحہ کے نماز پڑھی اُس نے نماز نہیں پڑھی ۔ مگر امام کے پیچھے ترمذی نے کہا حدیث حسن صحیح ہے مسلم نے باب السجود التلاوت میں عطاء بن یسار سے روایت کی ہے کہ اُس نے زید بن ثابت سے پوچھا قراءت مع الامام سے تو کہا امام کے ساتھ کسی نماز میں قراءۃ نہیں ہے ابن ابی شیبہ اور عبد الرزاق نے حضرت علی سے روایت کی ہے کہ جس نے امام کے پیچھے پڑھا اُس نے فطرت اسلام سے خطا کی ۔ ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں جابر سے روایت کی ہے کہ امام کے پیچھے جہری اور سری میں نماز نہ پڑھے اور عبد الرزاق اور طحاوی نے جابر سے روایت کی ہے کہ ظہر اور عصر میں نہ پڑھے ۔ ۔ ۔ ۔ ابوداؤد کی روایت نسائی نے کی ہے اور کہا ہے اس کا قول النبی ہونا خطا ہے بلکہ قول ابوالدرداء کا ہے ۔ طحاوی نے ابن عباس کی روایت کی ہے کہ امام کے پیچھے نہ پڑھے ۔ امام محمد نے عبید اللہ سے روایت کی ہے کہ ابن حجیر نے کہا کہ جو نماز امام کے پیچھے پڑھے تو اُس کو امام کی قراءت کافی ہے ابو حاتم نے کہا کہ میں نے امام احمد سے پوچھا تو کہا عبید اللہ احفظ اور اثبت ہے ۔ و نیز ابن عمر کی روایت عبد الرحمن بن عبد اللہ

المسعودی سے بھی مروی ہے تہذیب التہذیب اور تذکرۃ الحفاظ میں ہے کہ یعقوب بن شیبہ نے کہا کہ وہ ثقہ ہے اور تقریب
میں ہے کہ ابن المعین اور ابن المدینی نے اور امام احمد وغیرہ نے اُس کی توثیق کی ہے اور عبید اللہ نے انس بن سیرین سے
روایت کی ہے اس کی ابن معین اور نسائی اور ابو حاتم اور ابن سعد اور عجلی نے توثیق کی ہے جیسا تہذیب التہذیب میں
ہے امام محمد نے جابر بن عبد اللہ عن النبی صلعم روایت کی ہے کہ جو امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قرأت اُس کی قرأت
ہے۔ اس میں ابو الحسن موسیٰ بن ابی عائشہ راوی ہے تقریب التہذیب میں ہے کہ وہ ثقہ عابد ہے اُس نے عبد اللہ بن شداد
سے روایت کی ہے عجلی اور خطیب نے کہا کہ وہ کبار تابعین اور اُن کے ثقات میں سے ہے اور ابو زرعہ اور نسائی اور ابن سعد
نے کہا کہ وہ ثقہ ہے جیسا کہ تہذیب التہذیب میں ہے اور یہ حدیث ابو سعید خدری سے ابن عدی نے کامل میں روایت کی
ہے زیلعی نے کہا کہ اس کی متابعت نضر بن عبد اللہ نے کی ہے جیسا طبرانی اوسط میں ہے۔ امام محمد نے سفیان بن عیینہ سے
عبد اللہ بن مسعود کی روایت کی ہے۔ کہا چپ رہو واسطے کہ نماز میں تجھکو قراۃ سے امام کافی ہے۔ ذہبی نے تذکرہ حفاظ
میں کہا کہ سفیان امام حجۃ حافظ واسع العلم کبیر القدر تھے۔ امام شافعی نے کہا کہ اگر مالک اور سفیان نہ ہوتے تو حجاز کا علم
چلا جاتا۔ عجلی اور ابن معین نے کہا کہ وہ اثبت الناس تھے۔ اونہوں نے ابی وائل سے روایت کی ہے ذہبی نے تذکرہ میں
کہا کہ جلیل القدر ہے۔ بکیر بن عامر نے علقمہ سے روایت کی ہے کہ امام کے پیچھے پڑھنے سے آگ پر دانت مارنا میرے
نزدیک زیادہ اچھا ہے۔ تہذیب التہذیب میں ہے کہ ابن سعد و حاکم اور ابن حبان نے ثقہ کہا ہے دارقطنی اور بیہقی نے
جو حضرت عمر سے قراۃ خلف الامام کی روایت کی ہے اس کی ابن تیمیہ نے تضعیف کی ہے علاوہ اس کے موطا امام محمد
اور مصنف عبد الرزاق میں حضرت عمر سے عدم قراۃ خلف امام مروی ہے عینی شرح ہدایہ و بنایہ و زیلعی میں ہے
وقال الامام احمد بن حنبل ما سمعنا احدا من اهل الاسلام يقول ان الامام اذا جهر بالقراة لا تجزی صلوة المأموم
مالم يقرأ اور فتاویٰ ابن تیمیہ میں ہے بخلاف وجوبها فی حال الجهر فانه شاذ حتی نقل احمد الاجماع على خلافه
قال امام مالك عن ابی نعيم وهب بن كيسان انه سمع جابر بن عبد الله يقول من صلى ركعة لم يقرأ فيها
بام القرآن فلم يصل الا وراء الامام هذا حديث صحيح فان وهب بن كيسان ثقة من رجال الصحاح الستة قال
الامام محمد حدثنا داؤد بن قيس الفراء المدنی قال ثنا محمد بن العجلان ان عمر بن الخطاب قال ليت فی فم
الذی يقرأ خلف الامام حجرا رواه فی موطاه وعبد الرزاق فی مصنفه ذكره فی فتح القدير باسناد صحيح
فان داؤد بن قيس الفراء المدنی ثقة فاضل من الخامسة كما فی التقريب ومحمد بن عجلان هو من الرجال
صحيح مسلم وقال الترمذی فی صحيحه فی كتاب العلل قال سفيان بن عيينة كان محمد بن عجلان ثقة مامونا
فی الحديث حتى اخرج الترمذی فی صحيحه حديثه وقال هذا حديث صحيح ذكره الشيخ الامام عبد الله بن
يعقوب الحارثی فی كتاب كشف الاسرار عن عبد الله بن زيد بن اسلم عن ابيه قال عشرة من اصحاب
رسول الله صلى الله عليه وسلم ينهون عن القراة خلف الامام اشد النهی ابو بكر الصديق وعمر بن الخطاب
وعثمان بن عفان وعلی بن ابی طالب وعبد الرحمن بن عوف وسعد بن وقاص وعبد الله بن مسعود و
زيد بن ثابت. وعبد الله بن عمر وعبد الله بن عباس قال محمد حدثنا اسرائيل بن يونس ثنا منصور عن
ابراهيم قال اول قراة خلف الامام رجل اتهم رواه فی الموطا باسناد صحيح فان اسرائيل بن يونس الكوفی
ثقة من الرجال الصحاح الستة ومنصور هو منصور بن المعتمر ثقة ثبت من رجال الصحاح الستة وابراهيم
هو ابراهيم بن يزيد النخعی ثقة فقيه من رجال الستة منتهی الاسناد المرسل عبد الله شداد واقرأ او

الحافظ فی الفتح بکونہ صحابیا عن احمد بن حنبل انہ وجد رویۃ علیہ السلام ولم یسمع عنہ فیکون مرسل الصحابی ومن المعلوم مرسل الصحابی مقبول بلا ریب فانھم اتفقوا علی قبول مراسیل الصحابی و فی مراسیل ابی قلابہ عن ابی شیبہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لاصحابہ ھل تقرؤن خلف امامکم قال بعض نعم وقال لا فقال ان کنتم لا بد فاعلین فلیقرا احدکم فاتحۃ الکتاب فی نفسہ فی کتاب القراۃ صفحہ ۱۵ اسمٰعیل قال عن خالد الحذاء قلت لابی قلابۃ من حدثک ھذا قال محمد بن عائشہ فاتصل المرسل - امام محمد نے موطا میں عبداللہ بن شداد سے مرسل اور طحاوی نے جابر بن عبداللہ سے مرفوع روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عصر میں امامت کی تو آپ کے پیچھے ایک شخص نے پڑھا تو اُس کے قریب والے شخص نے اس کو چونکا دیا جب نماز پڑھ چکے تو اُس نے کہا کہ مجھکو کیوں چوکا دیا - تو اُس نے کہا کہ رسول اللہ صلعم تمہارے سامنے ہیں اور آپ کے پیچھے تمھارے پڑھنے کو میں نے مکروہ سمجھا - تو اس بات کو رسول اللہ صلعم نے سنا تو آپ نے فرمایا کہ جس کے لئے امام ہو تو امام کا پڑھنا اُس کا پڑھنا ہے اور دارقطنی بھی امام صاحب سے اس کو مرفوع روایت کیا ہے اور جریر اور سفیان وابو الاحوص وشعبہ وزائدہ وزہیر وابو عوانہ وابن ابی لیلیٰ وقیس وشریک وغیرہ نے اس کو مرسل روایت کیا ہے - فتح القدیر نے کہا کہ اصل اس حدیث پر کبھی جابر نے قصہ کو بیان کیا اور کبھی صرف حکم کو بیان کر دیا - موطا میں داؤد بن قیس سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ امام کے پیچھے پڑھنے والے کے منہ میں کاش کہ پتھر ہو تو اچھا ہے - اس میں ایک محمد بن عجلان ہے ذہبی نے کاشف میں کہا کہ محمد بن عجلان فقیہ صالح ہے اور اس کی امام احمد اور ابن معین نے توثیق کی ہے - موطا میں زید بن ثابت سے روایت کی ہے - کہ اونھوں نے کہا کہ جو امام کے پیچھے پڑھے اُس کی نماز نہیں - اس میں ایک عمر محمد بن زید ہے - ابن سعد نے کہا کہ یہ ثقہ ہے اور عبداللہ بن احمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ عمر شیخ ثقہ ہے اسی طرح ابن معین اور عجلی اور ابو داؤد اور ابو حاتم نے کہا جیسا کہ تہذیب التہذیب میں ہے اور ایک موسیٰ بن سعد بن زید ہے ذہبی نے کاشف میں کہا کہ ثقہ ہے اور تقریب میں کہا کہ مقبول ہیں - فی الکنز صفحہ ۱۷ - الداعی والمؤمن فی الاجر شریکان والقاری والمستمع فی الاجر شریکان والعالم والمتعلم فی الاجر شریکان قرءہ ابن عباس وذکرہ فی المقاصد الحسنی فی الکنز صفحہ ۱۳ من استمع الی آیۃ من کتاب اللہ کتبت لہ حسنۃ مضاعفۃ ومن تلا آیۃ من کتاب اللہ کانت لہ نوراً یوم القیمۃ عن ابو ھریرہ حسنہ السیوطی من اخر الاعراف من الدر المنثور حدثنا بحر بن نصر ثنا یحیی بن سلام ثنا مالک عن وھب بن کیسان عن جابر بن عبد اللہ عن النبی صلعم انہ قال من صلی رکعۃ فلم یقرا فیھا بام القرآن فلم یصل الا وراء الامام طحاوی صفحہ ۱۲۸ جلد ۱ بحر بن نصر ھو ابن سابق الخولانی شیخ الطحاوی قال الطحاوی سمعت یونس بن عبد الاعلی وذکر بحر بن نصر فوثقہ وقال ابن ابی حاتم کتبنا عنہ بمصر وھو صدوق ثقۃ وقال ابن خزیمہ مصری ثقۃ وقال سلمۃ بن قاسم الاندلسی کان ثقۃ فاضلا مشہوراً احد ثنا عنہ غیر واحد تہذیب صفحہ ۴۲۷ جلد ۱ یحیی بن سلام البصری حدث بالمغرب عن سعید بن ابی عروبہ ومالک وجماعۃ وقال ابن عدی یکتب حدیثہ روی عنہ بحر بن نصر وغیرہ وذکرہ ابن حبان فی الثقات وقال ابو زرعہ لا باس بہ وقال ابو حاتم کان شیخاً بصریاً وقع الی مصر وھو صدوق وقال ابو العرب فی طبقات القیم وان کان مفسراً وکان لہ قدر ومصنفات کثیرۃ فی فنون العلم وکان من الحفاظ ومن خیار خلق اللہ لسان المیزان صفحہ ۲۶۱ جلد ۶ - وھب بن کیسان ھو القرشی مولی ابن زبیر ابو نعیم المدنی المعلم المکی من رجال الستۃ قال نسائی ثقہ وذکرہ ابن حبان فی الثقات وقال ابن سعد قال محمد بن

عمر لم یکن له فتوی وکان محمد ثقة وقال العجلی مدنی تابعی ثقة وعن ابن معین ثقة تهذیب صفحہ ۱۶۶ ج ۱۱ جابر ھو جابر بن عبید اللہ الانصاری من الصحابة عن ابی ھریرة ترک القراءة فی الجھریه من فتواہ عند البیھقی فی ستة وکتاب القراءة فی الکنز صفحہ ۲۵۳ ج ۴ نھی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم من القراءة خلف الامام عن ابی بکرة انه الی النبی صلعم وھو راکع فرکع قبل ان یصل الی الصف فذکر ذالک للنبی علیه السلام فقال زادک اللہ حرصًا ولا تعد بخاری صفحہ ۱۰۸ ج ۱ یہ ظاہر ہے کہ تجریح تعدیل میں قول ان حضرات کا معتبر ہونا چاہیئے۔ کہ جو اس زمانے کے ہوں کیونکہ کسی کی بھلائی برائی سے جیسے وہ لوگ واقف ہوں کہ جنہوں سے اس شخص کو دیکھا بھالا ہو ایسا وہ شخص واقف نہیں ہو سکتا۔ جو بواسطہ اوروں سے سنائے لکھتا ہو، فی کتاب القراءة صفحہ ۱۳۵ عن عبد الرحمن ابن اسحاق عن سعید المقبری عن ابی ھریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم کل صلوٰة لا یقراء فیھا بام القرآن فھی خداج الا صلوٰة خلف الامام ثم اعله ونقل عن ابن معین وابن حنبل ان عبد الرحمن ابن اسحاق منکر الحدیث وھذا فی غایة من العجب کیف خفی علیه ان قولھما ھذا فی عبد الرحمن بن اسحاق الواسطی کما ذکرہ ھو فی صفحہ ۱۰۶ لا المدنی والمدنی ھو الواقع فی ھذا الاسناد وھو من رجال المسلم وھو الذی اعتمد علیه فی ارسال فانتھی الناس من حلقة ابن الکیمه قال ابو عبد الرحمن عبد الرحمن بن اسحاق ھذا ای المدنی لیس به باس وعبد الرحمن بن اسحاق الواسطی لیس بثقة فالاسناد حسن۔ مسلم وابوداؤد ونسائی میں خود حضرت عبادہ کی بھی حدیث موجود ہے اس میں فاتحۃ الکتاب کے بعد لفظ فصاعدًا بھی موجود ہے اور آپ نے لا صلوٰۃ کے معنی نفی اصل صلوٰۃ کے رکھے ہیں تو اب یہ معنی ہوئے کہ بدوں سورہ فاتحہ و سورہ دیگر نماز جائز نہ ہوگی۔ اور امام و ماموم سب کو آپ مساوی فی وجوب القراۃ فرما رہے ہیں تو آپ کے قول کے بموجب ضم سورۃ بھی مقتدی پر فرض ہوا۔ اور وہ بھی بقول جناب کے خواہ نماز سریہ ہو یا جہریہ ہو اور یہ تو آپ ہی کا مذہب معلوم نہیں ہوتا اور ابوداؤد میں حدیث مذکور کے بعد مصنف نے سفیان بن عیینہ راوی حدیث مذکور کے حوالہ سے کہا ہے۔ قال سفیان لمن یصلی وحدہ موطا میں امام مالک فرماتے ہیں عن ابو نعیم وھب بن کیسان انه سمع جابر بن عبد اللہ یقول من صلی رکعة لم یقراء فیھا بام القرآن فلم یصلی الا وراء الامام وروی الطحاوی فی شرح الآثار عن عبید اللہ بن مقسم انه سال عبد اللہ بن عمر وزید بن ثابت وجابر بن عبد اللہ فقالوا لا تقراء خلف الامام فی شیئ من الصلوٰة۔ اور امام محمد نے اپنی موطا میں ابن مسعود سے عدم قرات روایت کی ہے عام غیر مخصوص قطعی ہے اور عام مخصوص منه البعض ظنی ہے اور حکم قراۃ فاتحہ مخصوص البعض ہے جیسا مدرک فی الرکوع سب آئمہ کے نزدیک مستثنیٰ ہے۔ قال ابن عبد البر فی حدیث اذا قال الامام غیر المغضوب علیھم ولا الضالین فقولوا آمین دلیل علی ان الماموم لا یقراء خلف الامام اذ جھر لا بام القرآن ولا بغیرھا لان القراءة بھا لو کانت علیھم لامرھم اذا فرغوا من الفاتحة ان یومن کل واحد بعد فراغه من قراءته حدیث من کان له امام فقراءة الامام له قراءة صحیح ہے۔ قال نووی ذھب مالک وابو حنیفه واحمد واکثر الفقھاء الی جواز الاحتجاج بالمرسل فی فتح القدیر وقد روی من طرق عدیدة مرفوعًا عن جابر بن عبد اللہ وقد ضعف واعترف المضعفون لرفعه مثل الدارقطنی والبیھقی وابن عدی بان الصحیح انه مرسل لان الحفاظ السفیانین وابی الاحوص وشعبه واسرائیل وشریک وابن خالد الدالانی وجابر وعبد الحمید وزائدة وزبیر رووہ عن موسیٰ بن ابی عائشة عن عبد اللہ بن شداد عن نبی صلعم فارسلوہ وقد ارسلوہ مرة ابو حنیفه کذالک فنقول المرسل حجة عند اکثر اھل العلم قال احمد فی مسندہ عن جابر الاول صحیح علی شرط الشیخین والثانی علی شرط مسلم فھولاء سفیان وشریک وجابر وابو الزبیر رفعوہ بالطرق

الصحیح فیطل عدهم فیمن لم یرفعه ولو تضاد الثقة وجب قبوله لان الرافع زیادة وزیادة الثقة مقبولة فکیف ولم ینفرد اس کے سوا اس حدیث کے طرق متعددہ اور بھی موجود ہیں۔ حضرت ابن عمر وجابر وابوسعید وابوہریرہ وابن عباس وانس وغیرہ سے حدیث مذکور کو ابن ماجہ وطبرانی ودارقطنی وابن حبان وغیرہ نے روایت کی ہے جن میں اکثر طرق صحیح بلکہ مطابق شرط بخاری ومسلم ہیں۔ اور سند ضعیف متعدد طرق سے حسن قوی ہوتی ہے تو اب دارقطنی کا سوا ابوحنیفہ حسن بن عمارہ کے رفع نکرنا کہنا غلط نکلا مولانا بحر العلوم نے ارکان اربعہ میں کہا اسناد حدیث من کان له امام الحدیث اقوامن اسناد عبادة بن صامت فتح القدیر میں ہے ویقدم لتقدم المنع علی الاطلاق عند التعارض ولقوة السند فان حدیث المنع من کان له امام اصح عند ابی داؤد اذا صلی احدکم فلیصل الی سترة ولیدن منها حدیث اذا صلی احدکم فلیجعل تلقاء وجهه شیئاً اور فرض رسول اللہ صلعم زکوٰۃ الفطر صاعاً من البر وصاعاً من شعیر علی العبد والحر عام ہے اگر جمہور امت نے خاص کرلیا ہے۔ بسبب حدیث ابن عباس سترة الامام سترة المقتدی اور تعامل صحابہ سے عبد کی طرف سے اس کا مولا صدقہ ادا کردیتا ہے عینی میں ہے قلت سماه اجماعاً باعتبار اتفاق الاکثر فانه یسمی اجماعاً عندنا وقد روی منع القراة عن ثمانین نفراً من اکبار الصحابة منهم المرتضی والعبادلة الثلاثة اسامیهم عند اهل العلم حضرت ابوہریرہ سے درباره منع قرات خلف الامام میں بھی حدیث مرفوع دارقطنی نے نقل کی ہے اور جملہ اقراء فی نفسك سے بعض علماء مالکیہ نے قراۃ لسانی مراد نہیں لی بلکہ قراۃ نفسی مراد لی ہے اور لفظ قراۃ لسانی کے ساتھ مخصوص نہیں جیسا کہ شعر ان الکلام لفی الفواد وانما جعل اللسان الفواد دلیلاً۔

عینی شرح بخاری میں ہے هذا الاید علی الوجوب لان المامور مامور بالاذصات فحینئذٍ یحمل ذالك علی ان المراد تدبر ذالك وتفکره اور علامہ زرقانی نے شرح موطا میں بھی اس طرح معنی مجازی لئے ہیں علاوہ ازیں جس حدیث سے ابوہریرہ نے استدلال کیا ہے اُس سے صرف فاتحہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے اور طحاوی کی روایت حضرت عمر کے قرائت کے مقابلے میں امام محمد کی روایت موطا میں حضرت عمر کی عدم قرائت کے بارے میں موجود ہے۔ مولوی نذیر حسین اپنے رسالہ منع قراۃ خلف الامام میں فرماتے ہیں اعلم ان القراة الفاتحہ فی حق المنفرد والامام واجبٌ اما فی حق الماموم فممنوع عند الحنیفیه ذوالافهام وتمسکو بهم لهذا المرام مروی من الصحابة الکرام مثل جابر بن عبداللہ وابن عباس وابن عمر وابی هریرة وابی سعید الخدری وانس بن مالك وعمر بن الخطاب وزید بن ثابت وابن مسعود وعلی وغیرهم من هوالآء العظام اذا اقیمت الصلوة فلا تاتوها تسعون واتوها تمشون وعلیکم السکینة قوله تعالےٰ اذا نودی للصلوة من یوم الجمعة صفہ ۲۶۹ والناس یصلون بصلوة قاریهم وحدیث عائشة فیه فصلی فی المسجد وصلی رجال بصلوته فجعل ابوبکر یصلی وهو قائم بصلوة النبی صلعم وعند النسائی فی من یصلی رکعتی الفجر والامام فی الصلوٰة۔
مسلم شریف کی حدیث ابوموسی اشعری کی اور ابن ماجہ کی حدیث ابوہریرہ میں واذا قرا فانصتوا موجود ہے اسی طرح نسائی کی دو روایت ابوہریرہ میں بھی جملہ مذکور موجود ہے۔ ان روایات اربع کے کل رجال معتبر ہیں کما فی التقریب اور مسلم کی روایت کی نسبت ابوداؤد کی تضعیف مردود ہے۔ فتح القدیر میں ہے وقد ضعفها ابوداؤد وغیره ولم یلتفت الی ذالك بعد صحة طریقها وثقة رواتها وهذا هو شاذ المقبول اور امام عینی نے شرح بخاری میں جملہ واذا قرا فانصتوا کو بدرجہ اتم صحت کو پہنچایا ہے۔ اور شبہات معترضین کو دفع کیا ہے۔ اور اسی ذیل میں فرماتے ہیں عن ابن حنبل انه صحح الحدیثین والعجب من ابوداؤد انه نسب الوهم الی ابی خالد وهو ثقة بلا شك اما ابوخالد فقد اخرج منه الجماعة کما ذکرنا وقال ابواسحاق بن ابراهیم سالت وکیعاً فقال وابن ابوخالد ممن یسئال

عنہ وقال ھشام الرفاعی حدثنا ابو خالد الاحمر الثقة الامین علاوہ ازیں ابو خالد اس روایت میں منفرد نہیں بلکہ محمد بن سعد الانصاری روایت نسائی میں اس کا شریک ہے۔ اور امام منذری نے بھی قول ابوداؤد کا انکار کیا ہے سب اہل لغت انصات کے معنی سکوت کے لکھتے ہیں اور سکوت کے معنی عدم تکلم کے چنانچہ قاموس میں ہے سکت انقطع کلامہ فلم یتکلم۔ فارسی والے اور اردو والے سکوت کے معنی خموشی اور چپ ہونے کو لکھتے ہیں شاہ ولی اللہ صاحب ترجمہ فارسی میں انصتوا کے معنی خموشی باشید اور شاہ رفیع الدین صاحب اور شاہ عبدالقادر صاحب نے چپ رہنے اور کان لگانے سے ترجمہ کیا ہے۔ امام رازی نے تفسیر کبیر میں عدم جہر کے معنی کی تردید کی ہے علاوہ ازیں سماع مطلق سننے کو اور استماع توجہ کامل کے ساتھ سننے کو کہتے ہیں۔ تو آیت کا ترجمہ یہ ہوا کہ جب قراۃ پڑھی جاوے تو خوب متوجہ ہو کر سنو۔ اور بالکل چپ ہو جاؤ۔ اور امام رازی فرماتے ہیں اذا ثبت ھذا فنقول ان الاشتغال بالقرأة مما یمنع من الاستماع علمنا ان الامر بالاستماع یفید النھی عن القرأة آیت میں سکوت کے معنی حقیقی کا قرینہ فاستمعوا ہے اور حدیث سکوت میں معنی مجازی کا قرینہ ہے اس لئے معنی مجازی سکوت عن القرأة معنی مجازی لئے جاویں گے۔ فتح القدیر میں ہے وحاصل الاستدلال بالایۃ ان المطلوب امران الاستماع والسکوت فیعمل بکل منھما والاول یخص الجھریة والثانی لا یجری علی اطلاقہ فیجب السکوت عند القرأة مطلقا اور آیت فاقرؤا امتحابہ میں نازل ہوئی ہے اور تہجد فرادی فرادی ہے۔

تکبیر انتقالات

شیخین نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو تکبیر کہتے تھے پھر جب رکوع کرتے تکبیر کہتے پھر جب رکوع سے کھڑے ہوتے سمع اللہ لمن حمدہ کہتے پھر حالت قیام میں ربنا لک الحمد کہتے پھر جب (سجدہ کے لئے) جھکتے تو تکبیر کہتے پھر جب سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے پھر جب سجدہ کرتے تو تکبیر کہتے۔ پھر اسی طرح تمام نمازوں میں کرتے یہاں تک کہ اس کو ختم کر لیتے اور جب دو رکعت میں قعدہ کے بعد کھڑے ہوتے تب بھی تکبیر کہتے۔

ہیئت رکوع کا بیان

شیخین و احمد و ترمذی و ابوداؤد و ابن ماجہ و نسائی نے مصعب بن سعد سے روایت کی ہے کہ میں نے میرے والد کے بازو میں نماز پڑھی تو میں نے اپنی دونوں ہتھیلیوں میں تطبیق دی پھر ان دونوں کو پھر ان دونوں کو دونوں زانوں میں کیا تو میرے والد نے مجھکو منع کیا۔ اور کہا (پہلے) ہم اس کو کرتے تھے۔ پھر ہم اس سے منع کئے گئے اور حکم کئے گئے کہ ہم اپنے ہاتھوں کو گھٹنے پر رکھیں طبرانی نے کبیر اور اوسط میں ابی برزہ اسلمی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع کرتے تھے تو اگر آپ کی پشت پر پانی ڈالا جائے تو البتہ وہ ٹھہر جاوے۔

اعتدال کا بیان

شیخین نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے تو ایک شخص نے مسجد میں داخل ہو کر نماز پڑھی پھر آ کر آپکو سلام کیا۔ تو آپ نے سلام کا جواب دے کر فرمایا کہ لوٹ کر نماز دہرا لے کہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ پھر اس نے نماز پڑھ کر آ کر سلام کیا تو پھر آپ نے اسی طرح تین مرتبہ فرمایا تو اس نے کہا قسم ہے اس ذات

کی کہ جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا۔ اس سے عمدہ میں ادا نہیں کرسکتا ہوں اس لئے مجھکو سکھلا دیجئے تو آپ نے فرمایا کہ جب نماز کے لئے کھڑا ہو تو تکبیر کہہ پھر جو قرآن تجھکو آسان ہو پڑھ پھر رکوع اطمینان سے ادا کر پھر اعتدال کے ساتھ کھڑا ہو پھر اطمینان سے سجدہ کر ...... پھر اطمینان سے بیٹھ۔ پھر اسی طرح اپنی تمام نماز میں کر ....

رکوع اور سجود کی تسبیح

نسائی اور ترمذی اور ابو داؤد اور دارمی اور ابن ماجہ نے بسند صحیح حذیفہؓ سے روایت کی ہے اونہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑہی تو آپ نے رکوع کیا۔ اور رکوع میں آپ نے سبحان ربی العظیم اور سجدہ میں سبحان ربی الاعلےٰ کہا بزار اور طبرانی نے ابی بکرہ سے بسند حسن روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں سبحان ربی العظیم اور سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ تین بار کہتے تھے۔

رکوع سے اُٹھنے کا بیان

شیخین نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم اللھم ربنا لک الحمد کہو سو جس کا قول ملائکہ کے قول کے موافق ہوگا اُس کے گناہ ماتقدم بخشے جائیں گے۔

سجدے میں جانیکا بیان

ترمذی وابو داؤد وابن ماجہ ونسائی وابن خزیمہ وابن حبان وابن السکن نے وائل بن حجر سے روایت کی ہے اونہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ جب سجدہ کرتے تو اپنے دونوں زانو دونوں ہاتھوں سے پہلے رکھتے اور جب اُٹھتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو دونوں زانو سے پہلے اُٹھاتے تھے۔ ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔ طحاوی نے بسند صحیح علقمہ اور اسود سے روایت کی ہے ان دونوں نے کہا کہ ہم نے حضرت عمر سے محفوظ رکھا ہے کہ وہ اپنی نماز میں رکوع کے بعد اپنے دونوں زانوں پر گرتے تھے جیسا اونٹ گرتا ہے۔ اور اپنے دونوں زانوں کو اپنے دونوں ہاتھوں سے پہلے رکھتے تھے۔

ہیئت سجود کا بیان

ترمذی وابو داؤد وابن ماجہ ونسائی واحمد نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سجدہ میں اعتدال کرو۔ اور کوئی اپنے ہاتھوں کو کتے کی طرح زمین پر نہ بچھا دیوے شیخین نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سات اعضاء پر سجدہ کرنے کا حکم کیا گیا ہوں۔ پیشانی۔ ناک۔ دونوں ہاتھ۔ دونوں زانوں اور دونوں اطراف قدمیں۔ شیخین نے عبد اللہ بن بحینہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

جب نماز پڑھتے تھے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو کشادہ رکھتے تھے۔ حتیٰ کہ دونوں بغلوں کی سفیدی ظاہر ہو جاتی تھی ابوداؤد و ترمذی و ابن خزیمہ نے بسند صحیح ابن حمید سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تھے تو اپنی ناک اور پیشانی کو زمین پر ٹھہراتے تھے۔ اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں پہلوؤں سے علیحدہ رکھتے تھے اور اپنی دونوں ہتھیلی کو دونوں شانوں کے برابر رکھتے تھے۔

جلسہ کا بیان

مسلمؒ نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بائیں پاؤں کو بچھاتے تھے اور سیدھے پاؤں کو کھڑا رکھتے تھے۔ اور آپ شیطان کی بیٹھک (اکڑوں) بیٹھنے سے منع فرماتے تھے۔

جلسہ کی دُعا

ترمذی وغیرہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں سجدوں کے مابین فرماتے تھے اللھم اغفرلی وارحمنی واجبرنی واھدنی وارزقنی ابوداؤد کی روایت میں واجبرنی کی جگہ وعافنی ہے اور ابن ماجہ کی روایت میں واجبرنی واھدنی کی جگہ وارزقنی وارفعنی ہے اور صلوٰۃ لیل کی قید ہے۔ ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے اور بعضوں نے اس کو کامل ابوالعلا سے مرسل روایت کی ہے۔ اور کامل ابوالعلا کی ابن معین نے توثیق کی ہے اور دوسروں نے اس میں کلام کیا ہے نسائی نے ایک مرتبہ کہا کہ قوی نہیں ہے اور دوسری بار کہا کہ حرج نہیں۔ امام احمد نے بسند حسن ابو مالک اشعری سے روایت کی ہے کہ اونہوں نے اپنی قوم کو جمع کر کے کہا کہ اے قوم اشعری تم لوگ جمع ہو جاؤ اور اپنے بیوی بچوں کو بھی جمع کرو۔ کہ میں تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سکھلاؤں۔ پھر طویل حدیث میں ذکر کیا ہے کہ پھر سجدہ کیا پھر تکبیر کہی پھر سیدھے کھڑے ہو گئے۔ بخاری نے عکرمہ سے روایت کی ہے کہ میں نے مکہ میں ایک شیخ کے پیچھے نماز پڑھی۔ تو اونہوں نے ۲۲ تکبیریں کہیں۔ تو میں نے ابن عباس سے کہا کہ وہ احمق ہے تو اونھوں نے کہا کہ تجھ پر تیری ماں رووے۔ یہ تو ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ طبرانی نے کبیر میں اور بیہقی نے سنن کبریٰ میں بسند صحیح عبداللہ بن مسعود سے روایت کی ہے کہ وہ سجدے کے بعد کھڑے ہو جاتے تھے اور بیٹھتے نہیں تھے۔ پہلی اور تیسری رکعت میں علی صدور قدمیہا کھڑے ہو جاتے تھے اور نہیں بیٹھتے تھے۔ اور ابن ابی شیبہ نے ابن زبیرؓ سے بسند صحیح روایت کی ہے کہ جب وہ دوسرا سجدہ کرتے تھے تو اسی طرح اپنے قدموں کے سروں پر کھڑے ہو جاتے تھے۔

دوسری رکعت کا بیان

مسلمؒ نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم جب دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو قراۃ کو الحمد للہ رب العالمین سے شروع کرتے تھے اور سکتہ نہیں کرتے تھے۔

قعدہ کا بیان

مسلم نے عائشہ سے طویل حدیث میں روایت کی ہے کہ آپ ہر دو رکعت میں التحیات پڑھتے تھے اور اپنے بائیں پاؤں کو بچھا دیتے تھے اور سیدھے پاؤں کو کھڑا کرتے تھے۔ ابن اسیر جذری نے جامع الاصول میں بیان کیا ہے کہ ابوالجواز نے عائشہ اور ابن عباس اور ابن عمر و بن عاص سے سُنا ہے کہ سعید بن منصور و طحاوی نے بسند صحیح وائل بن حجر سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی پس جب آپ بیٹھے اور تشہد پڑھا تو آپنے بائیں پاؤں کو زمین پر بچھالیا اور اُس پر بیٹھے۔ نسائی نے بسند صحیح عبداللہ بن عمر سے روایت کی ہے کہ اونہوں نے کہا کہ نماز کی سنت سے یہ ہے کہ سیدھا پاؤں کھڑا کرے اور اُس کی انگلیوں کو قبلہ کی جانب رکھے اور بائیں پاؤں پر بیٹھے۔

التحیّات کا بیان

بخاری و مسلم نے عبداللہ سے طویل حدیث میں روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی نماز پڑھے تو کہے۔ التحیات للہ والصلوات والطیبات السلام علیك ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباداللہ الصٰلحین اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدًا عبدہٗ ورسولہٗ اور اسی طرح امام احمد اور نسائی نے بسند صحیح انہی سے روایت کی ہے اور اس کے بعد ہے پھر جو دعا پسند آوے اُس کو اختیار کر کے خدائے تعالٰی سے دعا کرے اور ترمذی نے کہا کہ عبداللہ بن مسعود کی حدیث بہت طریقہ سے مروی ہے اور وہ تشہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اصح الحدیث ہے اور اس پر اکثر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے تابعین کا عمل ہے ابو داود اور ترمذی نے عبداللہ سے روایت کی ہے کہ تشہد کا آہستہ پڑھنا سنت سے ہے۔ ترمذی نے اس کی تحسین کی ہے اور حاکم نے اس کی تصحیح کی ہے۔

اشارہ کا بیان

مسلم نے عبداللہ بن زبیر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب قعدہ کرتے تھے تو سیدھے ہاتھ کو سیدھی ران پر اور بائیں ہاتھ کو بائیں ران پر رکھتے تھے۔ اور اپنی انگلی سبابہ سے اشارہ کرتے تھے۔ اور اپنے انگوٹھے کو اپنی درمیان کی انگلی پر رکھتے تھے۔ ابوداود و ابن ماجہ و نسائی و احمد نے وایل بن حجر سے بسند صحیح روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کو دیکھا کہ ابہام اور وسطی سے حلقہ کیا اور ان دونوں کی قریب کی انگلی کو اُٹھایا۔

درود کا بیان

شیخین نے کعب بن عجرہ سے روایت کی ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم کو آپ پر سلام کرنے کا طریقہ تو اللہ تعالٰی نے سکھلایا پس آپ پر صلوٰۃ کس طرح پڑھیں تو آپ نے فرمایا کہو اللھم صلی علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انك حمید مجید اللھم بارك علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انك حمید مجید مگر مسلم نے دونوں جگہ علی ابراہیم ذکر نہیں کیا۔

درود کے بعد دعا کا بیان

مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی اخیر تشہد سے فارغ ہو تو اللہ تعالےٰ کے پاس چار چیز سے پناہ مانگے۔ عذاب جہنم عذاب قبر فتنہ مسیح دجال فتنہ محیاء و ممات سے۔
مسلم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو قرآن کی صورت کی طرح یہ دعا سکھلاتے تھے۔ اللھم انی اعوذ بک من عذاب جہنم و اعوذ بک من عذاب القبر و اعوذ بک من فتنۃ المحیاء والممات و اعوذ بک من شر مسیح الدجال مسلم نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشہد اور سلام کے مابین یہ دعا پڑھتے تھے۔ اللھم اغفرلی ما قدمت وما آخرت وما اسررت وما اعلنت وما اسرفت وما انت اعلم بہ منی انت المقدم وانت المؤخر لا الٰہ الا انت اور بخاری اور مسلم نے حضرت ابوبکر سے روایت کی ہے۔ کہ انہوں نے کہا کہ یارسول اللہ مجھکو نماز میں پڑھنے کی دعا تعلیم کیجیے۔ تو آپ نے فرمایا کہ کہو اللھم انی ظلمت نفسی ظلماً کثیراً ولا یغفر الذنوب الا انت فاغفرلی مغفرۃ من عندک وارحمنی انک انت الغفور الرحیم۔

سلام کا بیان

مسلم نے سعد سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنی سیدھی اور بائیں جانب سلام پھیرتے تھے۔ حتیٰ کہ آپ کے رخسار مبارک کی سپیدی دیکھی جاتی تھی۔ ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ و نسائی و احمد نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سیدھی اور بائیں جانب سلام پھیرتے تھے۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ حتیٰ کہ آپ کے رخسار مبارک کی سپیدی دیکھی جاتی تھی۔
ترمذی نے اس کی تصحیح کی ہے۔

نماز سے فارغ ہونیکا بیان

مسلم نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم (سلام کے بعد) سیدھی جانب پھر جاتے تھے۔ بخاری نے سمرہ بن جندب سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ صلعم جب نماز پڑھ لیتے تو آپ ہمارے سامنے متوجہ ہو جاتے تھے۔ بخاری اور مسلم نے عبداللہ بن مسعود سے روایت کی ہے کہ کوئی اپنی نماز سے اس طرح شیطان کا حصہ نکریوے کہ سیدھی جانب کو پھرنا لازمی سمجھے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بائیں جانب پھرتے بہت دیکھا۔

اذکار بعد نماز فجر کا بیان

ترمذی نے ابوامامہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ کون سی دعا زیادہ مسموع ہوتی ہے تو آپ نے فرمایا کہ آخر شب میں اور فرض نماز کے بعد امام احمد اور مسلم اور سنن اربعہ نے ثوبان سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوتے تو تین بار استغفار کرتے اور پڑھتے اللھم انت السلام و منک السلام و تبارکت یاذوالجلال والاکرام اور ابوداؤد اور نسائی کی روایت میں ہے کہ تین بار یہ پڑھتے استغفر اللہ

الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب علیہ بخاری اور مسلم اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن سنی نے مغیرہ بن شعبہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوتے تو سلام کے بعد فرماتے تھے۔ لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ لہٗ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کل شیئ قدیر اللّٰھم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا ینفع ذا الجد منک الجد مسلم اور ابوداؤد اور نسائی نے عبداللہ بن زبیر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے سلام کے بعد فرماتے تھے لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کل شیئ قدیر لا حول ولا قوۃ الا باللہ ولا نعبد الا ایاہ لہ النعمۃ والفضل ولہ الثناء الحسن لا الٰہ الا اللہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکافرون الحدیث۔ اور سلام کے بعد بلند آواز سے تکبیر کہیں گے جو روایت ابن عباس عمرو بن دینار عن ابی معبد سے مروی ہے تو مسلم شریف میں ہے کہ ابن ابی معبد نے عمرو بن دینار سے اس حدیث کو روایت کرنے کا انکار کیا۔ بخاری اور مسلم اور نسائی نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ہر نماز کے بعد سبحان اللہ تینتیس ۳۳ بار اور الحمد للہ تینتیس ۳۳ بار اور اللہ اکبر تینتیس ۳۳ بار اور سو پورا کرنے کو لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ لہٗ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کل شیئ قدیر کہے۔ تو اس کے سارے گناہ بخشدئے جائیں گے۔ اگرچہ دریا کی جھاگ کے برابر ہوں۔ اور مسلم و ترمذی و نسائی کی ایک روایت کعب میں یعنی اللہ اکبر چونتیس بار ہے اور امام احمد اور نسائی اور دارمی کی زید بن ثابت سے تسبیح اور تحمید اور تکبیر پچیس پچیس بار اور اس کے ساتھ تہلیل پچیس بار ملا کر سو بار آیا ہے۔ ترمذی اور نسائی نے ابوذر رضؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بعد صلوٰۃ صبح پاؤں موڑنے اور کلام کرنے سے پہلے دس مرتبہ کہے لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ لہٗ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو علیٰ کل شیئ قدیر کہے تو اس کے لئے دس حسنات لکھے جائیں گے اور اس کے گناہ مٹا دیئے جائیں گے۔ اور دس درجات بلند کئے جائیں گے اور اس روز ہر ایک مکروہات اور شیطان سے محفوظ رہے گا۔ اور اس روز بجز شرک کے اسے کوئی شئی لاحق ہو کر ہلاک نہ کریگی۔ اور امام احمد کی عبدالرحمٰن بن غنم سے روایت میں نماز مغرب کا بھی ذکر ہے۔ ابوداؤد اور نسائی اور ابن حبان نے مسلم بن حارث سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تم صلوٰۃ مغرب سے فارغ ہو تو سات مرتبہ کہو اللّٰھم اجرنی من النار سو اگر اس شب میں گذر جاؤ گے تو تمہارے جہنم سے بچاؤ لکھدیا جائیگا۔ اور صبح کی نماز کے بعد اسی طرح کہو سو جو اس روز مر جاؤ گے تو تمہارے لئے جہنم سے پناہ لکھدی جائے گی اور بخاری و ترمذی و نسائی نے سعد بن وقاص سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد از صلوٰۃ یہ کلمات تعوذ کہتے تھے اللّٰھم انی اعوذ بک من الجبن واعوذ بک من البخل واعوذ بک من ارذل العمر واعوذ بک من فتنۃ الدنیا ومن عذاب القبر ابوداؤد و احمد و نسائی نے معاذ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ اے معاذ واللہ میں تم کو دوست رکھتا ہوں اور وصیت کرتا ہوں کہ ہر نماز کے بعد اسے نہ چھوڑو۔ اللّٰھم اعنی علیٰ ذکرک وشکرک وحسن عبادتک ابوداؤد اور ترمذی اور ابی خزیمہ و حاکم ابن حبان نے فضالہ بن عبید سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب نماز پڑھ ہو تو اول اللہ سبحانہٗ کی حمد و ثنا بیان کرو پھر مجھپر درود پڑھو پھر جو چاہو دعا کرو اور امام احمد اور ابن ماجہ اور ابن سنی نے ام سلمہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد صلوٰۃ صبح فرماتے تھے اللّٰھم انی اسئلک علماً نافعاً و عملاً متقبلاً و رزقاً طیباً امام احمد اور بیہقی اور ابوداؤد و ترمذی و نسائی نے عقبہ ابن عامر سے روایت کی ہے کہ پیغمبر صلعم نے مجھکو حکم فرمایا کہ ہر نماز کے بعد معوذات پڑھ لیا کرو۔ نسائی اور ابن حبان اور ابن سنی نے ابی امامہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرض نماز کے بعد آیت الکرسی کا پڑھنا اُس کو جنت میں داخل ہونے سے بجز موت کے کوئی شے منع نہیں کریگی۔ اور سلام کے بعد بلند آواز سے تکبیر کہنے کی

ابن عباس کی روایت میں عمرو ابن دینار عن ابی معبد سے روایت کرتے ہیں اور مسلم میں ہے کہ ابی معبد انکار کرتے ہیں کہ میں نے عمرو سے روایت نہیں کی اور مسلم نے براء سے روایت کی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھنے میں سیدھے جانب ہونے کو پسند کرتے تھے۔ تاکہ آپ ہماری جانب متوجہ ہوں پھر میں نے آپ سے سنا کہ آپ یہ پڑھتے تھے۔ اللھم قنی عذابك یوم تبعث او تجمع عبادك۔

اذکار صبح و شام کا بیان

قال اللہ تعالیٰ و سبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس وقبل غروبها (پ ۱۶) سورہ طٰہٰ۔ وقال اللہ تعالیٰ و سبح بحمد ربك بالعشی والابكار پ ۲۴ سورہ مومن۔ وقال اللہ تعالیٰ و لا تطرد الذین یدعون ربهم بالغداة والعشی پ ۱۵ سورہ کہف۔ وقال اللہ تعالیٰ واذکر ربك فی نفسك تضرعا وخیفة دون الجهر من القول بالغدو والاصال ۵ پ ۹ سورہ اعراف قریب ختم ط مذکورہ بالا آیات سے صبح و شام ذکر و دعا و تسبیح و تحمید کا حکم ثابت ہوتا ہے۔ بخاری اور نسائی نے شداد ابن اوس سے اور ابو داؤد و حاکم و ابن حبان و ابن سنی نے ابی بریدہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص یہ سید الاستغفار (دلی) یقین سے دن کو پڑھے اور اس روز گذر جاوے تو جنتی ہوگا۔ اور جو شب کو پڑھے اور مر جاوے تو جنتی ہوگا۔ اللھم انت ربی لا الہ الا انت خلقتنی وانا عبدك وانا علی عهدك ووعدك ما استطعت واعوذ بك من شر ما صنعت ابوء لك بنعمتك علی وابوء بذنبی فاغفر لی فانه لا یغفر الذنوب الا انت بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور حاکم اور ابن حبان نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو صبح و شام سو سو بار سبحان اللہ وبحمدہ کہے تو قیامت میں اس سے کوئی افضل نہ آویگا۔ مگر ہاں جس نے اس سے زیادہ پڑھا اور طبرانی اور خرائطی اور اصبہانی کی روایت میں عن ابن عباس بھی ہے کہ جو صبح ہر روز سبحان اللہ وبحمدہ کہے اور سو بار کہے اس نے اپنے نفس کو اللہ سے خرید کر لیا۔ اور طبرانی نے کہ روایت ابو الدرداء میں ہے کہ جو ہر روز سو بار کہے اس کو دو ہزار نیکی کا ثواب ملیگا۔ اور امام احمد کی روایت میں پانچ ہزار ہے اور ابو داؤد کی روایت میں سبحان اللہ العظیم وبحمدہ ہے اور ابو داؤد و ترمذی اور ابن ماجہ اور احمد اور ابن حبان نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم صبح کو فرماتے تھے اللھم بك اصبحنا وبك امسینا وبك نحیی وبك نموت والیك النشور الا الخ مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ابی شیبہ نے عبد اللہ ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم شام کو فرماتے تھے امسینا وامسی الملك للہ والحمد للہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریك له له الملك وله الحمد وهو علی کل شیء قدیر اسئلك خیر ما فی هذه اللیلة وخیر ما بعدها واعوذ بك من شر ما فی هذه اللیلة و شر ما بعدها رب اعوذ بك من الکسل وسوء الکبر اعوذ بك من عذاب فی النار عذاب فی القبر اور صبح کو اس طرح فرماتے تھے اصبحنا واصبح الملك للہ الی آخرہ اور مسلم کی روایت میں ہے اللھم انی اعوذ بك من الکسل والهرم وسوء الکبر وفتنة الدنیا وعذاب القبر۔ مسلم اور سنن اربعہ اور طبرانی اور دارمی اور ابن سنی نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شام کو کہو اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق تو کوئی شئی تمکو ضرر نہ دیگی۔ اور ترمذی اور دارمی اور ابن سنی کی روایت میں مقل سے تین بار ہے اور طبرانی کی روایت میں صبح و شام نسائی اور ابن حبان اور حاکم اور ابن شیبہ اور ابو داؤد اور ترمذی نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے حضرت ابا بکر صدیق سے فرمایا کہ صبح وشام اور سونے کے وقت کہا کرو اللھم فاطر السموات والارض عالم الغیب والشھادۃ رب کل شیئ وملیکہ اشھد ان لا الہ الا انت اعوذ بک من شر نفسی ومن شر الشیطان وشرکہٖ۔ ابو داؤد نے ابو موسیٰ اشعری کی روایت میں اتنا زیادہ کیا ہے وان نقترف سوء علیٰ انفسنا او نجرہ الی مسلم اور ابن حبان اور حاکم اور ابن ابی شیبہ اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور نسائی نے عثمان سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ہر روز صبح وشام کو تین بار کہے بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہٖ شیئ فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم اس کو کوئی شے مضرنہ ہوگی۔ اور ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ اس کو ناگہانی بلا نہیں پہونچیگی۔ اور ترمذی نے لبسند حسن غریب ثوبان سے اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور حاکم اور احمد اور طبرانی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک خادم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو صبح وشام کو کہے رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد صلی اللہ علیہ وسلم نبیا تو اللہ تعالےٰ اس کو راضی کریگا۔ اور ابو داؤد کی روایت میں رسولا ہے اور ابن سنی اور امام احمد وابن شیبہ کی روایت میں تین بار ہے اور طبرانی کی روایت منذر میں لبسند حسن ہے کہ میں اس کا ضامن ہوں اس کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل کروں گا۔ ترمذی اور نسائی اور ابو داؤد نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو صبح وشام ایک بار اللھم انی اصبحت اشھدک واشھد حملۃ عرشک وملائکتک وجمیع خلقک بانک انت اللہ لا الہ الا انت وحدک لا شریک لک وان محمدا عبدک ورسولک کہے تو اللہ تعالیٰ اس کا ربع جہنم سے آزاد کردیگا اور جو دو بار کہے تو اس کا نصف اور جو تین بار کہے تو اس کا تین ثلث اور جو چار بار کہے تو اس کو پورا اللہ تعالےٰ جہنم سے آزاد کردے گا۔ اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ اس دن اور رات کے اس کے گناہ بخشدئے جائیں گے۔ نسائی اور ابو داؤد نے عبد اللہ ابن غنام سے اور ابن حبان اور ابن سنی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے صبح کہا اللھم ما اصبح لی من نعمۃ فمنک وحدک لا شریک لک الحمد ولک الشکر اس نے روز کا شکریہ ادا کیا اور جس نے شام کو کہا اس نے اس شب کا شکریہ ادا کیا۔ ترمذی اور دارمی نے معقل بن لیسار سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو صبح وشام میں تین بار اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم کہے پھر اخیر سورۂ حشر کی تین آئتیں پڑھے تو خدائے تعالےٰ اس پر ستر ہزار فرشتے مقرر کرتا ہے جو اس پر دن رات دعائے رحمت کرتے ہیں۔ اور جو اس دن رات میں مرجاوے تو شہید مرے گا۔ ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن ابی شیبہ وحاکم نے لبسند صحیح ابن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح وشام ان کلمات کو پڑھنے سے نہیں چھوڑتے تھے۔ اللھم انی اسئلک العافیۃ فی الدنیا والآخرۃ اللھم انی اسئلک العفو والعافیۃ فی دینی ودنیای واھلی ومالی اللھم استر عوراتی وآمن روعاتی اللھم احفظنی من بین یدی ومن خلفی وعن یمینی وعن شمالی ومن فوقی واعوذ بعظمتک ان اغتال من تحتی ابو داؤد اور ابن ماجہ نے ابن عیاش سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو صبح وشام کہے لا الہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کل شیئ قدیر اور ابن سنی کی روایت میں یحیی ویمیت وھو حی لا یموت زیادہ ہے تو اس کو اولاد اسمٰعیل علیہ السلام سے ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملیگا اور اس کے لئے دس نیکی لکھی جاوینگی اور اس سے دس گناہ مٹلئے جائیں گے۔ اور اس کے لئے دس درجہ بلند کیے جاویں گے اور اس روز شیطان سے محفوظ رہے گا۔ اور امام احمد اور نسائی اور طبرانی کی روایت میں مطلق دس غلام کا ذکر ہے اور ابو داؤد نے ابو مالک اشعری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نے فرمایا کہ صبح وشام یہ کہو اصبحنا واصبح الملک للہ رب العالمین اللھم انی اسئلک خیر ھذا الیوم فتحہ ونصرہ ونورہ وبرکتہ وھداہ واعوذ بک من شر ما فیہ وشر ما بعدہ۔ ابو داؤد

ونسائی اور ابن سنی نے ابو بکرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح و شام تین بار یہ کہتے تھے اللھم عافنی فی بدنی اللھم عافنی فی سمعی اللھم عافنی فی بصری لا الہ الا انت اللھم انی اعوذ بک من الکفر والفقر اللھم انی اعوذ بک من عذاب القبر لا الہ الا انت ابن سنی نسائی اور ابو داؤد نے بعض بنات رسول اللہ صلعم سے روایت کی ہے کہ آپ نے اُن سے فرمایا کہ صبح یہ کہو سبحان اللہ وبحمدہ لا قوۃ الا باللہ ماشاء اللہ کان ومالم یشأ لم یکن اعلم ان اللہ علی کل شیٔ قدیر وان اللہ قد احاط بکل شیٔ علما اس لئے کہ جو اسے صبح کہے گا تو وہ شام تک محفوظ رہیگا اور جو شام کو کہے تو وہ صبح تک حفاظت میں رہے گا۔

ابو داؤد نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو امامہ سے فرمایا کہ صبح و شام یہ کلام کہو تو خدائے تعالے تمہارے غم کو دور کردیگا۔ اور تمہارے قرض کو ادا کردیگا۔ اللھم انی اعوذ بک من الھم والحزن واعوذ بک من العجز والکسل واعوذ بک من الجبن والبخل واعوذ بک من غلبۃ الدین وقھر الرجال ابو داؤد و ابن سنی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو صبح و شام کہے فسبحان اللہ حین تمسون وحین تصبحون ولہ الحمد فی السموات والارض وعشیا وحین تظھرون یخرج الحی من المیت ویخرج المیت من الحی ویحی الارض بعد موتھا وکذالک تخرجون تو اُس دن اور رات میں جو (وظیفہ) فوت ہو اُس کا ثواب مل جاویگا۔

ابن سنی اور ابن احمد اور طبرانی نے عبد اللہ ابن ابزی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم صبح کو فرماتے تھے اصبحنا علی فطرۃ الاسلام وکلمۃ الاخلاص ودین نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم وعلی ملۃ ابراھیم علیہ السلام حنیفا مسلما وما انا من المشرکین اور ابن شیبہ نے عبد الرحمن بن ابی اوفیٰ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم صبح کو فرماتے تھے اصبحنا واصبح الملک للہ والحمد للہ والکبریاء والعظمۃ للہ والخلق والامر واللیل والنھار وما سکن فیھما للہ اللھم اجعل اول ھذا النھار صلاحا واوسطہ نجاحا وآخرہ فلاحا یا ارحم الراحمین ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن سنی نے روایت کی ہے عبد اللہ ابن خبیب سے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ صبح و شام تین بار قل ھو اللہ احد اور معوذتین بار پڑھو تو ہر ایک شے سے اس شے(؟) ورد میں کفایت کرینگی۔ ابن سنی نے ابراہیم سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ صبح و شام پڑھا کرو افحسبتم انما خلقناکم عبثا الی آخرہ ابن سنی نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح و شام یہ پڑھا کرتے تھے اللھم اسئلک من فجاءۃ الخیر واعوذ بک من فجاءۃ الشر۔ نسائی اور حاکم اور ابن سنی اور بزاز نے بسند صحیح انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فاطمہؓ کو فرمایا کہ صبح و شام کہو یا حی یا قیوم برحمتک استغیث فاصلح لی شانی کلہ ولا تکلنی الی نفسی طرفۃ عین ابن سنی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو صبح و شام تین بار یہ کہے کہ اللھم انی اصبحت منک فی نعمۃ وعافیۃ وستر فاتم نعمتک علی وعافیتک علی وسترک فی الدنیا والآخرۃ ۔ تو اللہ تعالے اُس پر نعمت ضرور پوری کریگا۔ طبرانی نے ابو درداء سے روایت کی ہے کہ جو صبح و شام دس بار مجھ پر درود شریف پڑھیگا اُس کو بروز قیامت میری شفاعت نصیب ہوگی۔ ابن سنی نے ابو داؤد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو صبح و شام سات بار کہے حسبی اللہ لا الہ الا ھو علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم اور ابو داؤد نے موقوف روایت کی ہے تو خدائے تعالے اس کے دنیا و آخرت کے غموں سے کافی ہوگا۔ بخاری اور مسلم اور ترمذی اور ابن ماجہ اور حاکم اور ابن حبان نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالے کے ننانوے نام ہیں جو احصا کریگا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ ابو داؤد نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صبح کی نماز سے طلوع آفتاب

تک ذاکرین خدا کے ساتھ بیٹھنا مجھکو اولاد اسمٰعیل سے چار غلام آزاد کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔

دن کے اعمال

اشراق کی نماز کا بیان

طبرانی نے ابی امامہ سے اور ترمذی نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جس نے باجماعت نماز فجر کی ادا کی پھر طلوع شمس تک بیٹھ کر ذکر خدا کرتا رہا پھر دو رکعت نماز ادا کی تو اُس کو پورا پورا حج وعمرہ کا ثواب ہوگا۔
ترمذی نے ابو دردا اور ابو ذر سے اور ابو داؤد اور نسائی نے نعیم ابن ہمار سے اور احمد نے ان سب سے حدیث قدسی میں روایت کی ہے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ اے ابن آدم میرے لئے شروع دن میں چار رکعتیں پڑھ لے تو میں اخیر روز تک تیرے لئے کافی ہو جاؤں گا۔ ابو داؤد نے معاذ بن انس جہنی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو صبح کی نماز سے فارغ ہو کر اپنی جائے نماز میں چاشت کی دو رکعت پڑھنے تک بیٹھ رہے تو اُس کے گناہ بخش دئے جاتے ہیں اگرچہ دریا کی جھاگ کے برابر ہوں۔

تسبیح وتحمید وتہلیل وتکبیر کی فضیلت

مسلم نے ابو ہریرہ اور ابو سعید سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگ بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرتے ہیں تو اُن کو فرشتے گھیر لیتے ہیں اور اُن کو رحمت ڈھانپ لیتی ہے اور اُن پر سکون نازل ہوتا ہے اور اللہ اُن کا اپنے پاس والے (فرشتوں) میں ذکر کرتا ہے۔ بخاری ومسلم وترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن ابی شیبہ نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو دن میں سو بار لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کل شیٔ قدیر کہے تو اُس کو دس غلام آزاد کرنے کا اجر ہوگا۔ اور اُس کے واسطے سو نیکیاں لکھدی جائیں گی۔ اور اُس کے سو گناہ مٹادئے جائیں گے۔ اور اُس روز شام تک اُس کی شیطان سے حفاظت ہو جاوے گی۔ اور بروز قیامت کوئی اُس سے افضل نہ آوے گا۔ مگر ہاں جس نے اُس سے زیادہ کہا ہو۔ مسلم نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر کا کہنا مجھکو ماطلعت علیہ الشمس (تمام دنیا) سے زیادہ محبوب ہے۔ مسلم اور ترمذی اور نسائی اور ابن حبان نے سعد بن وقاص سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ہر روز سو بار سبحان اللہ کہے اُس کے لئے ایک ہزار نیکی لکھی جائے گی اور ایک ہزار گناہ مٹا دئے جاوینگے۔
ترمذی نے بسند حسن غریب عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہٖ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو صبح وشام سو سو بار سبحان اللہ کہے تو وہ سو حج کرنیوالوں کی مانند ہوگا اور جو صبح وشام سو سو بار الحمد للہ کہے تو وہ سو گھوڑے فی سبیل اللہ پر سوار کرنے والے کے مثل ہوگا۔ اور جس نے صبح وشام سو سو بار لا الٰہ الا اللہ کہا تو وہ اولاد حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے سو غلام آزاد کرنے والے کے مثل ہوگا۔ اور جو صبح وشام سو سو بار اللہ اکبر کہے تو اُس روز اُس سے زائد عمل کرنیوالا اور کوئی نہ آوے گا۔ مگر ہاں جس نے اس کے برابر یا اس سے زیادہ کہا۔ بیہقی اور حاکم نے ابو ہریرہ سے اور طبرانی نے عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ ننانوے ۹۹ مرضوں کا علاج ہے ان سب

سے اسہل غم شدید ہے۔ بخاری اور مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو دن میں سوبار سبحان اللہ وبحمدہٖ کہے تو اُس کے تمام گناہ مٹا دئے جاتے ہیں۔ اگرچہ کفِ دریا کے برابر ہوں۔

اِستغفار کی فضیلت

مسلم نے اغرمزنی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو خدا کے پاس توبہ کرو کہ میں بھی دن میں سَو بار توبہ کرتا ہوں۔ امام احمد اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن حبان نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو استغفار کو لازم کرے تو اللہ تعالےٰ اُس کی ہر ایک مشکلات سے آسانی اور ہر ایک غم سے کشادگی کر دے گا۔ اور اُس کو ایسی جگہ سے رزق پہنچائیگا جو اُس کے وہم و گمان میں بھی نہ ہو۔ بخاری اور مسلم نے عائشہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بندہ (گناہ کا) اقرار کر کے خدا سے توبہ کرے تو خدائے تعالےٰ اُس کی توبہ قبول کرتا ہے۔

قرآن مجید کی فضیلت

مسلم نے ابوامامہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن مجید پڑھا کرو۔ کہ وہ روز قیامت شفاعت کریگا۔ ترمذی نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن مجید کا ایک حرف پڑھنا ایک نیکی ہے۔ اور ایک نیکی کی دس نیکی ملتی ہے میں نہیں کہتا کہ الم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے اور لام ایک حرف ہے۔ اور میم ایک حرف ہے۔ بخاری اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے ابن سعید سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورۂ فاتحہ قرآن مجید میں سب سے بڑے درجے کی صورت ہے اسی کا نام سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے۔ جو مجھکو دیا گیا ہے۔ مسلم اور ترمذی اور نسائی نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے گھروں کو مثل قبرستان کے نہ بناؤ۔ اور جس مکان میں سورہ بقرہ پڑھی جاتی ہے۔ شیطان وہاں سے بھاگ جاتا ہے۔ ترمذی اور حکم نے ابوہریرہ سے اور ابن حبان نے سہل ابن سعد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آیت الکرسی سب آیات قرآن کی سردار ہے۔ اور ترمذی اور دارمی نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو صبح و شام حم المومن الیہ المصیر تک اور آیۃ الکرسی پڑھے تو پورے دن اور رات اُس کی حفاظت کی جاویگی۔ ترمذی اور دارمی اور ابن حبان اور حاکم نے نعمان ابن بشیر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورہ بقر کی آخیر دو آئتیں آمن الرسول سے جس گھر میں تین شب پڑھی جاویں شیطان اُس کے قریب نہ ہوگا۔ بخاری اور مسلم نے ابومسعود سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورہ بقر کی آخیر کی دو آئتیں جو شب میں پڑھے تو وہ دونوں کے لئے (ہر برائی سے) کافی ہونگی۔ حاکم نے جابر سے روایت کی ہے کہ جب سورۂ انعام نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سبحان اللہ اس سورت نے فرشتوں سے آسمان کے کنارے بھر دئے۔

اور بیہقی اور حاکم نے ابوسعید سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس نے بروز جمعہ سورۂ کہف پڑھی اُس کے لیے دو جمعہ کے درمیان روشن ہو جاویگی۔ مسلم اور ابو داؤد اور نسائی اور ترمذی نے ابوالدردا

سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو سورہ کہف کی اول دس آئتیں حفظ کریگا وہ دجال سے محفوظ رہے گا۔ مسلم اور ابو داؤد اور نسائی کی ایک روایت میں ہے کہ جو اخیر کی دس آئتیں حفظ کریگا وہ فتنۂ دجال سے محفوظ رہیگا۔ ترمذی اور دارمی نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر چیز کا ایک قلب ہوتا ہے۔ اور قرآن کا قلب سورۂ یٰسین ہے تو جو سورۂ یٰسین پڑھے گا تو اللہ تعالےٰ اُس کے لئے دس قرآن کا (ثواب) لکھے گا۔ بخاری اور ترمذی اور نسائی نے عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورۂ فتح مجھکو ما طلعت الشمس سے زیادہ محبوب ہے سنن اربعہ اور حاکم اور ابن حبان نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورۂ تبارک کی تیس آئتیں انسان کے لئے وہاں تک شفاعت کرینگی کہ وہ بخش دیا جاوے اور امام احمد اور ترمذی اور دارمی نے جابر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الم تنزیل اور تبارک الذی بیدہ الملک پڑھے بغیر نہیں سوتے تھے۔ ترمذی نے ابن عباس اور انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورۂ اذا زلزلت الارض نصف قرآن کے برابر ہے اور قل ہو اللہ احد تہائی قرآن کے برابر ہے اور قل یا ایھا الکفرون ربع قرآن کے برابر ہے بیہقی نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الھاکم التکاثر ہزار آیت کے برابر ہے اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ابو سعید سے اور مسلم نے ابو الدرداء سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قل ھو اللہ احد تہائی قرآن کے برابر ہے۔ ترمذی اور دارمی نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ہر روز دو سو مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھے تو اُس کے پچاس برس کے گناہ مٹا دیے جائینگے قرض کے سوا۔ اور دارمی کی روایت میں پچاس بار ہے۔ مسلم اور ترمذی اور نسائی نے عقبہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج شب کو ایسی آئتیں نازل کی گئی ہیں کہ اُن کے مثل معلوم نہیں ہوئیں۔ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس۔

درود شریف کی فضیلت

ترمذی اور ابن حبان نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بروز قیامت سب لوگوں سے زیادہ میرے قریب وہ ہوگا جو مجھ پر درود زیادہ پڑھتا ہو۔ اور ترمذی نے علی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھپر درود نہ پڑھے وہ بخیل ہے۔ مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ جو مجھپر ایک بار درود پڑھے گا تو اللہ سبحانہٗ تعالےٰ اُس پر دس بار رحمت فرمادے گا۔ دارمی اور نسائی اور ابن حبان اور حاکم نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدائے تعالےٰ کی زمین میں پھرنے والے فرشتے ہیں۔ کہ میری اُمت کا مجھپر سلام پہنچاتے ہیں۔ نسائی اور ابن حبان اور حاکم اور بزاز اور طبرانی نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مجھپر ایک بار درود شریف پڑھے تو اللہ سبحانہٗ تعالےٰ اس پر دس بار رحمت نازل کرے۔ اور اُس کے دس گناہ معاف ہوں گے۔ اور اُس کے دس درجے بلند ہوں گے۔ اور نسائی اور طبرانی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اُس کے لئے دس نیکیاں لکھی جاوینگی۔
ترمذی نے حضرت عمر سے روایت کی ہے کہ دعا آسمان اور زمین کے مابین موقوف رہتی ہے۔ جب تک تمھارے نبی پر درود نہ پڑھو وہاں تک اُس میں سے کچھ بھی آسمان پر نہیں چڑھتی۔

صلوۃ ضحیٰ کا بیان

احمد اور ابن ماجہ نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ضحیٰ پر (ہمیشہ) محافظت کریگا تو اُس کے تمام گناہ بخش دیئے جاوینگے گو جھاگ سمندر کے برابر ہو۔ اور مسلم اور امام احمد نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی (اکثر) چار رکعتیں پڑھتے تھے۔ اور کبھی حسب مشیت ایزدی زیادہ بھی کرتے۔ بخاری اور مسلم نے امہانی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بروز فتح مکہ اُن کے گھر میں داخل ہو کر غسل کر کے ضحیٰ کی آٹھ رکعتیں نماز بہت ہلکی پڑھیں۔ ہاں رکوع اور سجود پورا فرماتے تھے۔ ترمذی اور ابن ماجہ نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو چاشت کی بارہ رکعت پڑھے تو اللہ تعالےٰ اُس کے لئے جنت میں سونے کا محل بنا دے گا۔

مسجد سے نکلنے کا بیان

مسلم اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے ابن حمید یا ابی اسید سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی مسجد سے نکلے تو اللھم انی اسئلک من فضلک کہے۔ اور ابن سنی اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ اور ابن حبان کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پہلے رسول اللہ پر سلام پڑھکر یہ کہے اللھم اعذنی من الشیطان الرجیم اور ابن سنی نے انس سے روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد سے نکلتے تو یہ فرماتے بسم اللہ اللھم صل علی محمد اللھم اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب فضلک اور ابن سنی نے ابوامامہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللھم انی اعوذبک من ابلیس وجنودہ مسجد کے دروازے پر کہے۔

اذن اور سلام کرنیکا بیان

قال اللہ تعالیٰ واذا حییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منہا اوردوھا وقال تعالےٰ لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا وتسلموا علیٰ اھلھا وقال تعالیٰ اذا بلغ الاطفال منکم الحلم فلیستاذنوا کما استاذن الذین من قبلھم بخاری اور مسلم نے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کون سا اسلام بہتر ہے آپ نے فرمایا کہ کھانا کھلانا اور پہچان اور غیر پہچان پر سلام کرنا۔ بخاری اور مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ سبحانہٗ نے روح آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا اور ان کے بدن کا طول ساٹھ گز تھا۔ پھر کہا جا کہ یہ بیٹھی ہوئی فرشتوں کی جماعت پر سلام کرو۔ پھر اُن کے جواب کو سنو۔ وہ تمھارے اور تمھاری اولاد کا تحیہ اور جواب ہے۔ تو آدم علیہ السلام نے السلام علیکم کہا تو انہوں نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا۔ تو جواب میں ورحمۃ اللہ زیادہ کہا۔ بخاری اور مسلم نے براء سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو سات اُمور کا حکم فرمایا۔ عیادت مریض۔ اتباع جنازہ۔ چھینکنے والے کو یرحمک اللہ کہنا۔ نصرت ضعیف۔ امداد مظلوم افشاء سلام۔ قسم کا پورا کرنا۔ مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بغیر ایمان کے جنت میں داخل نہ ہونگے۔ اور بلا آپس کی محبت کے ایمان کامل نہ ہوگا۔ کیا تمھیں آپس کی محبت بڑھانے کی

ترکیب تبلاؤں آپس میں سلام خوب ظاہر کرتے رہو ترمذی اور دارمی اور ابن ماجہ نے عبداللہ ابن سلام سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نے فرمایا کھانا کھلاؤ اور صلۂ رحمی کرو اور لوگ سوتے ہوئے ہوں تو تم نماز تہجد پڑھو۔ تو سلامتی سے جنت میں داخل ہو جاؤ۔ دارمی اور ابوداؤد اور ترمذی نے عمران بن حصین سے روایت کی ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر السلام علیکم کہکر بیٹھ گیا تو آپ نے اتنا جواب دیکر فرمایا کہ بیس نیکی ہے پھر تیسرا آکر السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہکر بیٹھ گیا تو آپ نے بھی ویسا ہی جواب دیکر فرمایا کہ چالیس نیکی ہے اور فرمایا کہ ایسے ہی فضائل ہوتے رہیں گے۔ ابن سنی نے انس سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر گذرتے ہوئے السلام علیکم یا رسول اللہ کہا تو آپ فرمایا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ ورضوانہ۔ بخاری اور مسلم نے عائشہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو فرمایا کہ یہ جبرئیل تمکو سلام کہتے ہیں تو میں نے کہا وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اور ابوداؤد نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جماعت میں سے ایک کا سلام کر دینا کافی ہے۔ اور بیٹھے ہوئے میں سے ایک کا جواب دینا کافی ہے۔ ابوداؤد نے ابی امامہ سے روایت کی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک بہتر وہی شخص ہے کہ جو سلام کی ابتدا کرتا ہے ابوداؤد نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی اپنے بھائی سے ملے تو سلام کرے پھر اگر درمیان میں درخت یا دیوار یا پتھر حائل ہو جائے تو پھر سلام کرے۔ مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہود اور نصاری کو ابتدائے سلام نکرو۔ الحدیث اور بخاری اور مسلم نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اہل کتاب تمپر سلام کرے تو اُس کے جواب میں صرف وعلیکم کہو۔ مسلم نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بچوں پر گذرے تو آپ نے اُن پر سلام کیا بخاری اور مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوار پیادہ پر اور پیادہ بیٹھے ہوئے پر اور تھوڑے زیادہ پر سلام کرے اور بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ چھوٹا بڑے پر سلام کرے ابوداؤد اور ترمذی نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مجلس میں پہونچے تو سلام کرے اور جب اُٹھے تو سلام کرے الحدیث ابن سنی نے عبداللہ ابن شبل سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سلام کا جواب دینا باعث ثواب ہے اور جو سلام کا جواب نہ دے وہ ہمارے طریقہ میں نہیں ہے۔ بخاری اور مسلم نے ابوموسی اور ابوسعید سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین بار اجازت چاہو اگر اجازت دے تو فبہا ورنہ لوٹ جاؤ۔ بخاری اور مسلم نے سہل ابن سعد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اجازت طلب کرنا نظر کی وجہ سے ہے ابوداؤد اور ترمذی نے کلکسے روایت کی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بغیر سلام داخل ہو گیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ لوٹ جاؤ۔ اور سلام علیکم کہکر اجازت لو کیا داخل ہوں۔ بخاری اور مسلم نے جابرؓ سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر دروازہ کھٹکھٹایا تو آپ نے فرمایا کہ کون ہے تو میں نے عرض کیا کہ میں ہوں تو آپ نے فرمایا میں تو میں ہوں گویا آپ نے اُس میں کہنے کو ناپسند فرمایا اور بخاری اور مسلم نے ابوموسی کی حدیث میں روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باغ کے کوئیں پر بیٹھے تھے تو ابابکر صدیقؓ نے آکر اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا کہ کون ہے کہا ابوبکر۔ پھر عمر فاروقؓ نے آکر اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا کہ کون ہے کہا عمرؓ۔ اسی طرح عثمان غنی نے کہا۔ ابوداؤد نے ابن عمر سے ایک قصہ میں روایت کی ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ہو کر آپ کے دست مبارک کو بوسہ دیا۔ اور ابوداؤد نے زارع سے روایت کی ہے کہ ہم (وفد عبدالقیس) اپنے کجاوے

سے جلدی کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست و پا مبارک کو بوسہ دیتے تھے۔ بخاری نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صاحبزادے ابراہیم کو لے کر بوسہ دیا۔ ترمذی نے عائشہ سے روایت کی ہے کہ زید بن حارث مدینے میں آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے حجرے میں تھے۔ تو انہوں نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ تو آپ نے کھڑے ہو کر اُن سے معانقہ کیا۔ اور چوما۔
ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے براء ابن عازب سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب دو مسلمان آپس میں ملکر مصافحہ کریں تو علیحدہ ہونے سے پہلے وہ دونوں بخش دئے جاتے ہیں۔ ابن سنی نے براء سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب دو مسلمان آپس میں ملکر مصافحہ کر کے اللہ تعالےٰ کی حمد بیان کریں اور مغفرت چاہیں تو اللہ تعالےٰ اُن دونوں کو بخش دیتا ہے۔ اور ابن سنی نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب دو بندے اللہ کے لئے آپس میں محبت رکھنے والے ایک دوسرے سے متوجہ ہو کر آپس میں مصافحہ کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھیں۔ تو علیحدہ ہونے سے پہلے اُن کے تمام اگلے پچھلے گناہ بخشدئے جاتے ہیں۔ ترمذی اور ابن ماجہ نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مریض کی اعادت کرے یا اپنے برادر فی اللہ کی زیارت کرے تو ایک منادی (فرشتہ) ندا کرتا ہے کہ تو خوش ہو اور تیرا چلنا اچھا ہو۔ اور تو نے جنت میں جگہ مقرر کرلی۔ اور بخاری اور مسلم نے ابوسعید سے ایک طویل حدیث میں روایت کی ہے کہ جب سعد آ کر مسجد کے قریب ہوئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو فرمایا کہ تم اپنے سردار کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔

گھر میں داخل ہونیکا بیان

قال اللہ تعالیٰ فاذا دخلتم بیوتا فسلموا علی انفسکم تحیۃ من عند اللہ مبارکۃ طیبۃ۔ ترمذی نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو فرمایا کہ اے فرزند جب تم اپنے اہل و عیال میں داخل ہو تو سلام کرلیا کرو۔ تم پر اور تمہارے اہل بیت پر برکت ہوگی۔ ابوداؤد نے ابومالک اشعری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی گھر میں داخل ہو تو کہے اللّٰھم انی اسئلک خیر المولج وخیر المخرج بسم اللہ ولجنا وبسم اللہ خرجنا وعلی اللہ توکلنا پھر اہل خانہ پر سلام کرے۔ ابوداؤد نے ابوامامہ باہلی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اپنے گھر میں سلام کے ساتھ داخل ہو تو اللہ اُس کا ضامن ہے۔ مسلم اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن سنی نے جابر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدمی گھر میں داخل ہونے اور کھانے کے وقت اللہ تعالےٰ کا ذکر کرے تو شیطان اپنے معاونین سے کہتا ہے کہ اب تم اس کے رہنے اور کھانے میں شریک نہیں ہو سکتے اور جب داخل ہونے اور کھانے کے وقت اللہ تعالےٰ کا ذکر نہ کرے تو کہتا ہے کہ اب تم اس کے کھانے میں شریک ہو سکتے ہو۔

کھانیکا بیان

مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی کو کھانے کی دعوت دی جائے تو قبول کرے اور ابوداؤد اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ خصوصاً شادی کا ولیمہ ہو اور مسلم اور

ابوداؤد اور نسائی کی روایت ابن عمر میں ہے کہ اگر روزہ دار ہو تو اُس کے ہاں نماز پڑھ لے اور ابن سنی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ اور ابو عوانہ کی روایت میں ہے کہ اُس کے لئے برکت کی دعا کر دیوے اور اگر بے روزہ ہو تو کھا لیوے اور بخاری اور مسلم اور ترمذی اور نسائی نے عمر ابن ابی سلمہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بسم اللہ کہو اور اپنے داہنے ہاتھ سے کھاؤ۔ اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔ ابوداؤد اور ابن ماجہ اور نسائی نے وحشی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب ملکر کھانا کھاؤ۔ اور اللہ سبحانہ و تعالےٰ کا نام لو تو تمکو اس میں برکت ہوگی۔ ابن حبان اور حاکم اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی نے عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی کھاوے تو اللہ تعالےٰ کا اُس کے شروع میں نام لیوے۔ اور اگر بھول جاوے تو یوں کہے بسم اللہ اولہ و آخرہ بخاری اور ابوداؤد ترمذی اور نسائی نے اور ابن حبان اور حاکم نے ابی امامہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانے سے فارغ ہوتے تو الحمد للہ حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ غیر مکفی ولا مودع ولا مستغنی عنہ ربنا فرماتے اور بخاری کی ایک روایت میں ہے الحمد للہ الذی کفانا وارونا غیر مکفی ولا مکفور اور سنن اربعہ اور ابن سنی نے ابو سعید سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانے سے فارغ ہوتے تو فرماتے تھے۔ الحمد للہ الذی اطعمنا و سقانا وجعلنا من المسلمین اور ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور حاکم اور ابن سنی نے معاذ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کھانا کھا کر کہوے الحمد للہ الذی اطعمنی ھذا ورزقنی من غیر حول منی ولا قوۃ تو اُس کے اگلے گناہ بخش دئے جائیں گے اور ابوداؤد اور ترمذی اور ابن سنی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کھانا کھاؤ تو کہو اللھم بارک لنا فیہ واطعمنا خیرا منہ اگر دودھ ہو تو کہو اللھم بارک لنا فیہ وزدنا منہ الحدیث مسلم اور ترمذی اور نسائی اور ابن سنی نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندہ کھانا کھا کر یا پانی پی کر اللہ کا شکر کرتا ہے تو اللہ تعالےٰ اُس سے خوش ہوتا ہے اور مسلم اور ترمذی اور نسائی اور ابن ابی شیبہ نے عبداللہ بن بسر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صاحب طعام کے لئے یہ دعا کی اللھم بارک لھم فیما رزقتھم فاغفر لھم وارحمھم اور مسلم کی روایت مقداد میں ہے اللھم اطعم من اطعمنی واسق من سقانی بخاری اور مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کھانے کا عیب بیان نہیں فرمایا۔ اگر پسند آیا تو کھا لیا اور اگر ناپسند ہوا تو چھوڑ دیا۔ اور مسلم کی ایک روایت میں ہے اگر ناپسند ہوا تو سکوت فرمایا ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے جابر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مجذوم کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ پیالے میں رکھ کر فرمایا کھاؤ۔ بسم اللہ ثقۃ باللہ وتوکلا علیہ بخاری اور مسلم نے ابوہریرہ اور ابی شریح سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اللہ اور روز قیامت پر ایمان لاوے وہ مہمان کی تعظیم کرے۔

نوافل ظہر کا بیان

ابوداؤد اور ابن ماجہ نے ابو ایوب سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ظہر سے پہلے چار رکعت ایک سلام سے پڑھے تو اُس کے لئے آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ امام احمد اور ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے ام حبیبہ سے اور ابن خزیمہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو قبل ظہر اور بعد ظہر چار رکعت پر محافظت کرے تو اُس کو اللہ تعالےٰ آگ پر حرام کر دیگا۔ ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث صحیح حسن غریب ہے۔

نوافل عصر کا بیان

امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد نے اور ابن خزیمہ و ابن حبان نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے اُس شخص پر رحم فرمائے جو چار رکعت قبل عصر پڑھا کرے۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور ابن حبان نے اس کی تصحیح کی ہے۔ امام بخاری اور مسلم نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صبح کی نماز کے بعد آفتاب بلند ہونے تک کوئی نماز نہیں ہے۔ قال اللہ تعالے فسبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس وقبل غروبها طلوع اور غروب شمس کے پہلے اپنے رب کی تسبیح کرو۔

نوافل اور اذکار مغرب کا بیان۔

ابو داؤد اور بیہقی نے اُم سلمہ سے روایت کی ہے کہ مجھکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان مغرب میں یہ کہنا سکھلایا اللھم ھذا اقبال لیلك وادبار نھارك اصوات دعاتك اغفرلی امام احمد نے عبد الرحمن بن غنم سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعد نماز مغرب کے پھرنے اور پاؤں موڑنے سے پہلے دس بار کہے لاالہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملك ولہ الحمد وھو علی کل شیئ قدیر الحدیث۔ ابو داؤد اور نسائی اور ابن حبان نے مسلم بن حارث سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعد نماز مغرب قبل کلام کرنے کے سات بار اللھم اجرنی من النار کہو۔ الحدیث ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ نے ابو ہریرہ سے اور طبرانی نے عمار بن یاسر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے نماز مغرب کی چھ رکعتیں پڑھیں کہ اُن کی مابین بُری بات نہیں کہی تو وہ بارہ برس کی عبادت کے برابر ہوگی۔ ابن سنی نے اُم سلمہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز مغرب سے فارغ ہوتے تو مکان میں داخل ہوکر دو رکعت نماز پڑھکر فرماتے یا مقلب القلوب ثبت قلوبنا علی دینك ترمذی نے عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی دو رکعت میں قل یا ایھا الکفرون اور قل ھو اللہ احد پڑھتے تھے۔

نوافل عشا کا بیان

ابو داؤد نے عائشہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ نماز عشا پڑھکر میرے گھر میں داخل ہوکر چار رکعت یا چھ رکعت نماز ادا کرتے تھے۔ طبرانی نے کبیر میں ابن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عشا کی نماز جماعت سے پڑھکر مسجد سے نکلنے سے پہلے چار رکعت پڑھے تو اُس کو لیلۃ القدر کے برابر ثواب ہوگا۔

تراویح کا بیان

بخاری اور مسلم وغیرہ نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات جوف شب میں

نکل کر مسجد میں نماز پڑھی - اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی - پھر صبح لوگوں نے بیان کیا تو (دوسری شب) اُس سے زیادہ جمع ہوگئے اور لوگوں نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی - پھر صبح کو لوگوں نے اس کا ذکر کیا تو تیسری شب مسجد میں بہت سے لوگ جمع ہوگئے پھر آپ نے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی - پھر چوتھی شب کو تو مسجد لوگوں سے تنگ ہوگئی - (تو آپ نہیں نکلے) حتیٰ کہ صبح کی نماز کے لئے نکلے پھر آپ نے نماز صبح ادا کر کے لوگوں کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا - بعد حمد و صلوٰۃ کے تمھارا ہونا مجھپر مخفی نہیں تھا مگر میں نے تمپر (اس نماز کے فرض ہوجانے سے اندلیشہ کیا پھر تو تم اس کے ادا سے عاجز رہتے - پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی - اور امر اسی پر رہا - بیہقی نے لبسند صحیح سائب بن یزید سے روایت کی ہے کہ لوگ رمضان میں حضرت عمر کے زمانے میں بیس رکعت کے ساتھ قیام کرتے تھے اور سو آیت پڑھتے تھے - اور حضرت عثمان کے زمانہ میں شدت قیام کی وجہ سے اپنے عصاؤں پر سہارا لیتے تھے -

بخاری اور مسلم نے زید بن ثابت سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں (اعتکاف کیلئے) چٹائی کا حجرہ بنایا - کہ اُس میں چند راتیں نمازیں پڑھی - یہاں تک کہ بہت لوگ آپ پر جمع ہوگئے - پھر ایک شب آپ کی آواز معلوم نہیں ہوئی تو لوگوں نے گمان کیا کہ شاید آپ سو گئے - تو لوگ کھنکارنے لگے تاکہ آپ نکلیں تو آپ نے فرمایا کہ مجھکو تمھارا فعل معلوم ہوتا رہا مگر تم پر اس نماز کے فرض ہوجانے کا مجھکو اندلیشہ ہوا اور اگر تمپر فرض ہوجاوے تو تم قائم نہ رکھ سکو گے پس تم اپنے گھروں میں نماز پڑھ لیا کرو - اس واسطے کہ انسان کی فرض کے سوا افضل نماز گھر میں ہوتی ہے - مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیام رمضان کی ترغیب دیتے تھے - بغیر تاکیدی حکم کے پس فرماتے تھے کہ جو رمضان میں ایمان و احتساب کے قیام کرے تو اُس کے اگلے گناہ بخشدئے جائیں گے - پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی اور امر اسی طرح پر رہا پھر خلافت ابوبکر میں اور شروع خلافت عمر میں بھی اسی طرح رہا - ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے ابوذر سے روایت کی ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے پس آپ نے کسی وقت مہینے میں ہمارے ساتھ قیام نہیں فرمایا - یہاں تک کہ جب سات راتیں باقی رہیں تو آپ نے ہمارے ساتھ تہائی شب تک قیام کیا - پھر چھٹی شب میں قیام نہیں کیا - پھر پانچویں شب میں نصف شب تک قیام کیا تو ہم نے عرض کیا کہ اگر اس سے زیادہ قیام کرتے تو اچھا تھا تو آپ نے فرمایا کہ جب کوئی امام کے ساتھ نماز پڑھکر فارغ ہو تو اُس کو قیام لیل کا ثواب ملتا ہے پھر چوتھی شب قیام نہیں کیا پھر جب تیسری شب ہوئی تو اپنے اہل و عیال اور سب لوگوں کو جمع کر کے ہمارے ساتھ قیام کیا - یہاں تک کہ ہمیں سحری فوت ہوجانے کا اندلیشہ ہوا - پھر آپ نے باقی مہینہ قیام نہیں کیا - بخاری نے عبدالرحمن بن عبدالقاری سے روایت کی ہے کہ اُس نے کہا کہ میں ایک شب حضرت عمر بن خطاب کے ساتھ مسجد کی جانب نکلا تو لوگ متفرق نماز پڑھ رہے تھے کوئی اکیلا پڑھ رہا تھا کوئی چند آدمی کے ساتھ تو حضرت عمر نے فرمایا کہ میں اگر اُن کو ایک قاری پر جمع کردوں تو اچھا ہووے - پھر آپ نے اس کا عزم کر کے اُن کو ابی بن کعب پر جمع کر دیا - پھر میں دوسری شب اُن کے ساتھ نکلا اور لوگ اپنے قاری کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے تو آپ نے فرمایا کہ یہ اچھا نیا طریقہ ہے - اور جو سونے کے بعد نماز پڑھ ہو تو وہ اُس سے افضل ہے - ابن تیمیہ نے منہاج السنہ میں لکھا ہے کہ اُس کا نام بدعۃ باعتبار معنے لغوی کے کہا ہے - یعنے جو فعل نیا کیا جاوے اور یہ بدعت شرعی نہیں ہے اس لئے کہ بدعت شرعی تو وہ ہے جو بغیر دلیل شرعی کے کیا جاوے وہ ضلالت ہے بیہقی نے سائب سے روایت کی ہے کہ صحابہ حضرت عمر کے زمانہ میں بیس رکعت رمضان میں پڑھتے تھے اور بیہقی نے شتیر سے روایت کی ہے اور وہ حضرت علی کے اصحاب سے ہیں - کہ وہ لوگوں کی امامت کرتے تھے تو پانچ تراویح پڑھتے تھے - اور نیز بیہقی نے تخریج

کی ہے۔ کہ لوگ حضرت عمر کے زمانے میں بیس رکعت پڑھتے تھے۔ اور حضرت عثمان اور حضرت علی کے زمانے میں بھی اسی طرح بیس رکعت پڑھتے تھے۔ ابن ماجہ نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بڑی جماعت کی تابعداری کرو۔ اس لئے کہ جو اس سے علیحدہ ہو وہ آگ میں داخل ہوگا۔

تحیۃ الوضو کا بیان

بخاری اور مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال سے فرمایا کہ اے بلال مجھکو ایسے عمل کی خبر دو جو تم نے اسلام میں زیادہ امید کا عمل کیا ہو۔ اس لئے کہ میں نے تمھارے جوتے کی آواز جنت میں اپنے سامنے سنی تو اونہوں نے کہا کہ میں نے اپنے خیال میں کوئی ایسا امید کا عمل بجز اس کے نہیں کیا کہ جب میں نے دن یا رات میں کسی وقت بھی کوئی وضو کیا تو اس وضو سے میں نے اتنی نماز پڑھی جو میرے لئے مقدر تھی۔

نماز استخارہ کا بیان

بخاری اور ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ نے جابر سے روایت کی ہے ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کی سورت کی طرح استخارہ تعلیم فرماتے تھے۔ کہ جب کوئی شخص کسی کام کرنے کا قصد کرے تو دو رکعت نماز فرض کے سوا پڑھے۔ پھر کہے اللھم انی استخیرک بعلمک واستقدرک بقدرتک واسئلک من فضلک العظیم فانک تقدر ولا اقدر وتعلم ولا اعلم وانت علام الغیوب اللھم ان کنت تعلم ان ھذا الامر خیر لی فی دینی ومعاشی وعاقبۃ امری فاقدرہ ویسرہ لی ثم بارک لی فیہ وان کنت تعلم ان ھذا الامر شر لی فی دینی ومعاشی وعاقبۃ امری فاصرفہ عنی واصرفنی عنہ واقدر لی الخیر حیث کان ثم ارضنی بہ اور اپنی حاجت کا نام لیوے۔

نماز توبہ کا بیان

ترمذی نے بسند حسن اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن حبان اور ابن ماجہ نے حضرت ابوبکر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی مسلمان گناہ کرے تو وضو کرکے کھڑے ہو کر نماز پڑھکر اللہ تعالے سے استغفار کرے تو اللہ تعالے اس کو بخشدیگا۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی والذین اذا فعلوا فاحشۃ او ظلموا انفسھم ذکروا اللہ واستغفروا لذنوبھم ومن یغفر الذنوب الا اللہ اور ابن خزیمہ کی روایت میں دو رکعت ہے۔

نماز حاجت کا بیان

ترمذی اور ابن ماجہ نے عبداللہ بن ابی اوفی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی کو اللہ کی طرف یا اور کسی کی طرف کوئی حاجت ہو تو چاہیئے کہ اچھا وضو کرکے دو رکعت نماز پڑھے پھر اللہ کی حمد و ثنا کرکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھکر یہ کہے لا الہ الا اللہ الحلیم الکریم سبحان اللہ رب العرش الکریم والحمد للہ رب العالمین اسئلک موجبات رحمتک وعزائم مغفرتک والغنیمۃ من کل بر والسلامۃ من کل اثم لا تدع لی ذنبا الا غفرتہ

ولا ھما الا فرجۃ ولا حاجۃ ھی لک رضا الا قضیتھا یا ارحم الراحمین ابن ماجہ میں ہے کہ پھر اپنی دنیا و آخرت کا سوال جو چاہے کرے۔

امام مسلم اور ترمذی نے بسند حسن صحیح غریب اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ اور حاکم نے علی شرط بخاری عثمان بن حنیف سے روایت کی ہے کہ ایک نابینا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ آپ اللہ تعالےٰ سے دعا کیجئے کہ میری آنکھ کھل جائے۔ تو آپ نے فرمایا کہ جا وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھکر کہہ اللھم انی اسئلك و اتوجہ الیك بنبی محمد نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ الی ربی بك ان یکشف لی عن بصری اللھم شفعہ فی و شفعنی فی نفسی تو وہ لوٹا اور اللہ تعالےٰ نے اُس کی بینائی کھولدی اور ترمذی کی روایت میں دو رکعت نماز کا ذکر نہیں ہے بلکہ یہ ہے کہ اچھا وضو کر کے یہ دعا کرے اور طبرانی نے اُس کے اول میں ایک قصہ ذکر کیا ہے کہ ایک شخص حضرت عثمان کے پاس اپنی کسی حاجت کے لئے آیا کرتا تھا اور حضرت عثمان اُس کے جانب متوجہ نہیں ہوتے تھے تو اُس شخص نے عثمان بن حنیف سے ملکر اس کی شکایت کی۔ تو عثمان بن حنیف نے اُس سے کہا کہ جاکر وضو کر کے مسجد میں آکر دو رکعت نماز پڑھکر یہ کہہ اللھم انی اسئلك و اتوجہ الیك نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ بك الی ربی فیقضی حاجتی اور اپنی حاجت کا نام لے۔ تو اُس شخص نے جاکر کیا۔ پھر حضرت عثمان کے دروازہ پر آیا تو دربان نے اُس کا ہاتھ پکڑکر حضرت عثمان پر داخل کیا تو حضرت عثمان نے اُسے اپنے ساتھ فرش پر بٹھا کر اُس کی حاجت دریافت کی تو اُس نے اپنی حاجت بیان کی تو آپ نے اُس کی حاجت برا ری کر دی۔ اور کہا کہ ابتک تم نے اپنی حاجت بیان نہیں کی اب تمھیں کوئی حاجت ہو تو ہمارے پاس آنا۔ تو وہ شخص آپ کے پاس سے نکلکر عثمان بن حنیف سے ملا اور کہا کہ جزاک اللہ خیرا۔ تمھاری سفارش کرنے سے حضرت عثمان میرے جانب متوجہ ہوئے تو انہوں نے کہا واللہ میں نے اُن سے بات نہیں کی لیکن میں نے ایک نابینا کو دیکھا اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی شکایت کی تو آپ نے اُسے یہ تعلیم کی طبرانی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اصبہانی نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی میں تمھیں ایسی دعا سکھلاؤں کہ جب تمھیں کوئی رنج یا فکر پہونچے تو اُس کے ساتھ اپنے رب سے دعا کرو۔ تو اللہ کے حکم سے قبول کی جاوے اور تمھاری مشکل کشائی ہو وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھکے خدا کی حمد و ثنا کر کے اپنے نبی پر درود پڑھکے اپنے اور تمام مسلمان مرد اور عورت کے لئے استغفار کر کے کہو۔ اللھم انت تحکم بین عبادك فیما کانوا فیہ یختلفون لا الہ الا اللہ العلی العظیم لا الہ الا اللہ الحلیم الکریم سبحان اللہ رب السموات السبع و رب العرش العظیم الحمد للہ رب العالمین اللھم کاشف الغم مفرج الھم مجیب الدعوات المضطرین اذا دعوك رحمن الدنیا والاخرۃ و رحیمھما فارحمنی فی حاجتی ھذا بقضائھا و انجاحھا رحمۃ تغنینی بھا عن رحمۃ من سواك حاکم نے عبداللہ بن مسعود سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رات یا دن میں بارہ رکعت پڑھو اور ہر دو رکعت پر تشہد پڑھو۔ اور جب اپنی اخیر رکعت میں تشہد پڑھو تو اللہ کی حمد و ثنا کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھو۔ اور سجدہ میں جاکر سورہ فاتحہ سات بار اور آیۃ الکرسی سات بار اور لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملك ولہ الحمد وھو علی کل شئ قدیر دس بار کہو۔ اللھم انی اسئلك بمعاقد العز من عرشك و منتھی الرحمۃ من کتابك و اسمك الاعظم و جدك الاعلی و کلماتك التامۃ۔ پھر اپنی حاجت مانگ کر سر اٹھا کر داہنے بائیں سلام پھیردو۔ اور بیوقوفوں کو یہ مت سکھلاؤ کیونکہ وہ اس سے دعا کریں گے۔ تو قبول ہو جاوے گی۔ اور حاکم نے کہا کہ بیشک میں نے اسے مجرب پایا۔

صلوٰۃ تسبیح کا بیان

ابوداؤد اور ابن ماجہ اور بیہقی اور ابن خزیمہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس سے فرمایا کہ اے میرے چچا کیا میں تمکو عطا نکروں کیا میں تمکو خبر نہ دوں کیا میں تمکو دس باتیں نہ جتاؤں کہ جب تم اس کو کرلو خدائے تعالیٰ تمھارے اول و آخر نئے اور پرانے ظاہر اور پوشیدہ سب گناہ بخشدیوے۔ وہ یہ ہے کہ چار رکعت نماز پڑھو۔ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ اور کوئی سورت پڑھکر قیام میں پندرہ بار سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر کہو پھر رکوع میں دس بار پھر رکوع سے سر اٹھا کر دس بار پھر سجدہ میں دس بار پھر سجدے سے بیٹھکر دس بار پھر دوسرے سجدے میں دس بار پھر سجدے سے سر اٹھاکر دس بار یہ ہر رکعت میں پچھتر بار ہے۔ اسی طرح چاروں رکعتوں میں کرو۔ اگر ہو سکے تو ہر روز ورنہ ہر جمعہ میں ورنہ ہر مہینے میں ورنہ ہر برس میں ایک بار کرو۔ ورنہ عمر بھر میں ایک بار تو کرلو۔

ترمذی میں ہے کہ عبد اللہ بن مبارک نے کہا کہ تکبیر تحریمہ کہکر ثنا سبحانک اللھم اخیر تک پڑھکر سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر پندرہ بار کہے۔ پھر اعوذ اور بسم اللہ اور سورۂ فاتحہ اور کوئی سورۂ پڑھکر وہی تسبیح دس بار کہے۔ پھر رکوع میں دس بار کہے پھر رکوع سے اٹھکر دس بار کہے۔ پھر سجدے میں دس بار کہے۔ پھر سجدے سے اٹھکر دس بار کہے۔ تو یہ پچھتر مرتبہ ہے۔ اسی طرح چار رکعت پڑھے ہر رکعت کے شروع میں پندرہ بار کہے پھر قرأت پڑھ کے دس بار کہے (تو یہ تین سو بار ہوا) اور کہا کہ رکوع میں سبحان ربی العظیم کے بعد کہے۔ اور سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ کے بعد کہے۔ اور عبد اللہ بن مبارک نے کہا اگر اس میں سہو ہو جاوے تو دونوں سجدہ سہو میں یہ تسبیح نکہے۔ اس لئے کہ یہ تسبیح تین سو بار ہے کتاب ترغیب و ترہیب میں ہے کہ جلسۂ استراحت میں تسبیح نہ کہے اور بیہقی نے ابن عمر سے بھی اسی طرح حدیث روایت کی ہے جس طرح ترمذی نے عبد اللہ بن مبارک سے روایت کی ہے اور طبرانی نے اوسط میں ابن عباس سے حدیث روایت کرکے اخیر میں آپ نے فرمایا جب فارغ ہو تو بعد تشہد کے قبل سلام کے کہو اللھم انی اسئلك توفیق اہل الھدیٰ و اعمال اہل الیقین و مناصحۃ اہل التوبۃ و عزم اہل الصبر و جد اہل الخشیۃ و طلب اہل الرغبۃ و تعبد اہل الورع و عرفان اہل العلم حتیٰ اخافک اللھم انی اسئلک مخافۃ تحجزنی عن معاصیک حتیٰ اعمل بطاعتک عملاً استحق بہ رضاک و حتی اصبحک بالتوبۃ خوفاً منک حتی اخلص لک النصیحۃ حیاء لک و حتیٰ اتوکل علیک فی الامور کلھا و حسن ظن بک سبحان خالق النور۔

شب کے اعمال کا بیان

مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے گھروں کو مثل قبرستان کے نہ بناؤ۔ سو جس گھر میں سورہ بقر پڑھی جاتی ہے وہاں سے شیطان بھاگتا ہے بخاری اور مسلم نے ابو مسعود سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورہ بقر کی اخیر کی دو آیتیں جو شب میں پڑھے تو وہ دونوں اس کے حق میں کافی ہیں۔ مسلم نے ابو درداء سے اور بخاری نے ابو سعید سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا کوئی ہر شب میں تہائی قرآن پڑھنے سے عاجز ہے تو لوگوں نے عرض کیا کہ (ہر شب میں) تہائی قرآن کس طرح پڑھ سکتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ قل ھو اللہ احد تہائی قرآن کے برابر ہے۔ مسلم نے عقبہ بن عامر سے

روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج شب میں قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس جیسی کسی سورت کا نزول نہیں دیکھا گیا۔ ترمذی اور دارمی نے نعمان بن بشیر سے روایت کی ہے کہ سورہ بقر کے آخیر کی دو آیتیں جس گھر میں تین شب پڑھی جاویں گی شیطان اُس کے قریب نہو گا۔ امام احمد اور ترمذی اور دارمی نے جابر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الم تنزیل اور تبارک الذی بیدہ الملک پڑھے بغیر نہیں سوتے تھے۔ دارمی نے عثمان بن عفان سے روایت کی ہے کہ اونہوں نے کہا کہ جو شب میں آل عمران کا اخیر پڑھے تو اُس کے لئے قیام اللیل (کا ثواب) لکھا جاتا ہے۔ بیہقی نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ہر شب میں سورۂ واقعہ پڑھے گا اُس کو کبھی فاقہ نہ پہونچیگا۔ امام احمد اور نسائی نے تمیم سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شب میں سو آیتیں پڑھے وہ غافلین سے نہیں لکھا جاویگا۔ دارقطنی اور ابن حبان نے جندب سے اور بیہقی نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شب میں سورۂ یٰسین پڑھے وہ بخشدیا جائیگا۔

سونیکا بیان

ابن حبان نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شب کو باوضو سو وے تو ایک فرشتہ اُس کے کپڑے کے اندر شب باش کرتا ہے۔ پھر جب وہ بیدار ہوتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے کہ اے اللہ تو اپنے فلاں بندے کو بخشدے اس لئے کہ وہ باوضو سویا ہے ابوداؤد و احمد نے معاذ بن جبل سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان باوضو سوتا ہے پھر جب شب میں بیدار ہو کر جو کچھ اللہ سے دنیا و آخرت کی بہتری مانگتا ہے تو اللہ تعالے اُس کو عطا فرماتا ہے بخاری نے حذیفہ سے اور مسلم نے براء سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب شب کو اپنے بستر پر آتے تو اپنے ہاتھ کو اپنے رخسارے کے نیچے رکھتے پھر یہ فرماتے باسمك اللهم احياء واموت بخاری اور مسلم نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی اپنے بستر پر آوے تو اپنی چادر سے اُسے جھاڑ لیوے اس لئے کہ اُس کو معلوم نہیں کہ اپنے پیچھے اس پر کیا چھوڑا۔ پھر کہے باسمك ربی وضعت جنبی وبك ارفعه ان امسكت نفسی فارحمها وان ارسلتها فاحفظها بما تحفظ به عبادك الصالحين۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اپنے سیدھے پہلو پر لیٹے۔ بخاری اور مسلم نے عائشہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر آتے تو ہر شب میں اپنی دونوں ہتیلی جمع کر کے اُس میں قل هو الله احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھکر اُس میں دم کر کے اُن دونوں کو اپنے بدن پر جہاں تک ممکن ہوتا ملدیتے۔ سر اور منہ اور بدن کے سامنے حصہ سے شروع کرتے اسی طرح تین بار کرتے تھے۔ بخاری اور مسلم و ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ نے براء بن عازب سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم اپنی خوابگاہ کو آؤ تو نماز کے وضو کی طرح وضو کرو پھر اپنے داہنے پہلو پر لیٹو۔ پھر کہو اللهم اسلمت نفسی اليك ووجهت وجهی اليك وفوضت امری اليك والجأت ظهری اليك رغبة ورهبة اليك لا ملجأ ولا منجأ منك الا اليك آمنت بكتابك الذی انزلت وبنبيك الذی ارسلت پس اگر تم اس شب میں گذر جاؤ تو فطرت (اسلام) پر مروگے۔ اور اس کو اخیر میں کہو اور بخاری اور ترمذی کی ایک روایت میں ہے۔ اور اگر صبح کروگے تو بہتری کو پہونچوگے۔ ابوداؤد اور ترمذی نے حذیفہ اور احمد نے براء بن عازب سے روایت کی ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سونے کا ارادہ کرتے تو اپنے داہنے ہاتھ کو اپنے رخسار کے نیچے رکھتے پھر فرماتے اللھم قنی عذابك یوم تبعث عبادك تین بار فرماتے۔ مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی ونسائی وابن ماجہ نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر آتے تو فرماتے تھے اللھم رب السموات ورب الارض ورب العرش العظیم ربنا ورب کل شیئ فالق الحب والنوی منزل التوراۃ والانجیل والفرقان اعوذبك من شر کل ذی شر انت اٰخذ بناصیتہ انت الاول فلیس قبلك شی وانت الاٰخر فلیس بعدك شیئ وانت الظاہر فلیس فوقك شیئ وانت الباطن فلیس دونك شیئ اقض عنا الدین واغننا من الفقر نسائی اور ابن حبان نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی اپنے بستر پر آکر کہوے لا الہ الا اللہ وحدہٗ لا شریك لہ الملك ولہ الحمد وھو علی کل شیئ قدیر سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر تو اس کے تمام گناہ بخشدئے جائیں گے۔ اگرچہ دریا کی جھاگ کے برابر ہوں۔ اور نسائی کی روایت میں۔۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ ہے ابوداؤد اور نسائی نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خوابگاہ کے وقت فرماتے تھے اللھم انی اعوذ بوجھك الکریم وکلماتك التامۃ من شر ما انت اٰخذ بناصیتہ اللھم انت تکشف المغرم والماثم اللھم لا یھزم جندك ولا یخلف وعدك ولا ینفع ذا الجد منك الجد سبحانك اللھم وبحمدك مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر آتے تھے تو فرماتے تھے الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا وکفانا واٰوانا فکم ممن لا کافی لہ ولا مؤوی ابوداؤد نے ابوالازھر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شب کو جب اپنی خوابگاہ پر آتے تو فرماتے تھے بسم اللہ وضعت جنبی اللھم اغفرلی ذنبی واخسئ شیطانی وفك رہانی واجعلنی فی الندی الاعلی بزار نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم اپنے پہلو کو بستر پر رکھو تو فاتحۃ الکتاب اور قل ھو اللہ احد پڑھو تو موت کے سوا ہر چیز سے امن میں رہو گے۔ ابوداؤد اور ترمذی ونسائی وابن حبان وحاکم نے باسناد صحیح نوفل سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو فرمایا کہ قل یا ایھا الکفرون کو پڑھکر اس کے ختم پر سو۔ اس لئے کہ وہ شرک سے براءۃ (دینے والا) ہے ابوداؤد نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شب کو جب اپنے خوابگاہ پر آتے تو فرماتے تھے الحمد للہ الذی کفانی واٰوانی واطعمنی وسقانی والذی من علی فافضل والذی اعطانی فاجزل الحمد للہ علی کل حال اللھم رب کل شیئ وملیکہ واِلٰہ کل شیئ اعوذبك من النار۔ ترمذی نے بسند حسن غریب ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اپنے بستر پر آتے وقت کہے استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ تین بار تو اللہ تعالےٰ اس کے تمام گناہ بخشدیگا۔ اگرچہ دریا کے جھاگ اور درختوں کے پتے کی گنتی اور جنگل کی ریتی اور دنیا کے دنوں کے شمار کے برابر ہوں مسلم نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اپنے خوابگاہ پر آؤ تو کہو اللھم انت خلقت نفسی وانت توفاھا لك مماتھا ومحیاھا ان احییتھا فاحفظھا وان امتھا فاغفرلھا اللھم اسئلك العافیہ ابوداؤد اور ترمذی اور دارمی نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق سے فرمایا کہ جب صبح اور شام کرو اور جب اپنی خوابگاہ پر آؤ تو کہو اللھم فاطر السموات والارض عالم الغیب والشھادۃ رب کل شیئ وملیکہ اشھد ان لا الہ الا انت اعوذبك من شر نفسی ومن شر الشیطان وشرکہ امام احمد نے باسناد حسن عبداللہ بن عمرو سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو سکھلاتے تھے اللھم فاطر السموات والارض عالم الغیب والشھادۃ انت رب کل شیئ والہ کل شیئ اشھد ان لا الہ الا انت اعوذبك من الشیطان وشرکہ

واعوذ بك ان اقترف علی نفسی سوءا او اجرہ الی مسلم ۔ جب سونے کا ارادہ کرے تو کہوے ۔ ابن سنی نے ابوامامہ
سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو اپنے بستر پر (وضو سے) پاک ہو کر آوے اور اللہ کا ذکر نیند
آنے تک کرتا رہے ۔ تو شب میں کسی وقت بھی کروٹ پھراتے وقت اللہ عزوجل سے دنیا اور آخرت کی بہتری کا سوال کرے
تو خدائے تعالےٰ وہ اُس کو عطا فرمادیگا ۔ ابن سنی نے عائشہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے
بستر پر آتے تو فرماتے تھے ۔ اللھم متعنی بسمعی وبصری واجعلھما الوارث منی وانصرنی علی عدوی وارنی
منہ ثاری اللھم انی اعوذ بك من غلبة الدین ومن الجوع فانہ بئس الضجیع بخاری اور مسلم و ابوداؤد و ترمذی
نے حضرت علی سے ایک طویل حدیث میں روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اور حضرت فاطمہ کو فرمایا کہ جب
تم اپنے خوابگاہ پر آؤ تو سبحان اللہ تینتیس بار اور الحمد للہ تینتیس بار اور اللہ اکبر ۳۴ بار کہا کرو تو یہ تمہارے لئے خادم سے
بہتر ہے ۔ بخاری و ابن خزیمہ نے ابوہریرہ اور ترمذی نے ابوایوب سے ایک طویل حدیث میں روایت کی ہے کہ جب شیطان
نے اُس سے کہا کہ جب تم اپنے بستر پر آؤ تو آیت الکرسی اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم اخیر آیت تک پڑھ لیا کرو تو خدائے
تعالےٰ کی طرف سے تم پر ہمیشہ ایک نگہبان رہیگا ۔ اور شیطان صبح تک تمہارے نزدیک نہ ہوگا ۔ تو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُس جھوٹے نے سچ کہا ۔ ترمذی نے بسند غریب انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ جو کوئی سونے کا ارادہ کرے تو داہنے پہلو پر لیٹے پھر سو بار قل ھو اللہ پڑھے تو قیامت کے روز اللہ تعالےٰ
اُس کو کہے گا کہ اے میرے بندے میری جنت کے سیدھی طرف میں داخل ہو ابوداؤد اور ترمذی اور ابن سنی نے
عمر ابن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کو نیند کی گھبراہٹ کیلئے یہ کلمات
سکھلاتے تھے اعوذ بکلمات اللہ التامات من غضبہ ومن شر عبادہ ومن ھمزات الشیاطین وان یحضرون

شب کو بیدار ہونیکا بیان

ابن سنی نے عائشہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریك لہ
شب کو بیدار ہوتے وقت کہے ۔ لہ الملك ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر تو اللہ تعالےٰ اُس کے تمام گناہ بخش
دیتا ہے اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہو ۔

بخاری و ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ نے عبادہ بن صامت سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ جو شب کو بیدار ہو کر کہے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریك لہ لہ الملك ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر ۔
سبحان اللہ والحمد للہ و لا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ اللھم اغفر لی جو دعا کرے قبول کی
جاوے پھر اگر وضو کر کے نماز پڑھے تو اُس کی نماز قبول ہوگی ۔

ابوداؤد نے عائشہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شب کو بیدار ہوتے تھے تو فرماتے تھے ۔ لا الہ الا انت
سبحانك اللھم استغفرك لذنبی واسالك رحمتك اللھم زدنی علما ولا تزغ قلبی بعد اذ ھدیتنی وھب لی
من لدنك رحمۃ انك انت الوھاب ابن سنی نے عائشہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب شب
کو بیدار ہوتے تھے تو فرماتے تھے لا الہ الا اللہ الواحد القھار رب السموات والارض وما بینھما العزیز الغفار ۔
ابن سنی نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نیند سے بیدار ہو کر کہوے

الحمد للہ الذی خلق النوم و الیقظہ الحمد للہ الذی بعثنی سالما سویا اشہد ان اللہ یحی الموت و ھو علی کل شئ قدیر۔ تو اللہ کہتا ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا۔ ابو داؤد نے عائشہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب شب کو بیدار ہوتے تھے تو تکبیر دس بار کہتے۔ اور الحمد للہ دس بار اور سبحان اللہ وبحمدہ دس بار اور سبحان الملک القدوس دس بار اور استغفار دس بار۔ اور تہلیل دس بار اور اللھم انی اعوذ بک من ضیق الدنیا وضیق یوم القیامۃ دس بار کہتے تھے۔ پھر نماز شروع کرتے تھے۔

بخاری اور مسلم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب شب کو بیدار ہوتے تھے تو دعا کرتے تھے اللھم لک الحمد انت قیم السموات والارض ومن فیھن ولک الحمد انت ملک السموات والارض ومن فیھن ولک الحمد انت الحق ووعدک الحق ولقائک حق وقولک حق والجنۃ حق والنار حق والنبیون حق ومحمد حق والساعۃ حق اللھم لک اسلمت وبک امنت وعلیک توکلت والیک انبت وبک خاصمت والیک حاکمت فاغفر لی ما قدمت وما اخرت وما اسررت وما اعلنت وما انت اعلم بہ منی انت المقدم وانت المؤخر لا الہ الا انت ولا الہ غیرک مسلم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوکر بیدار ہوتے تو مسواک اور وضو کرکے ان فی خلق السموات والارض کو اخیر سورۃ تک پڑھا پھر کھڑے ہوکر دو رکعت نماز پڑھی کہ اس میں قیام اور رکوع اور سجود دراز کیا۔ پھر فارغ ہوکر آرام کیا یہاں تک کہ خراٹا لیا۔ اسی طرح تین بار کیا کہ ہر بار مسواک اور وضو اور آیات مذکورہ پڑھتے تھے۔ پھر تین رکعت وتر پڑھی۔

خواب دیکھنے کا بیان

بخاری نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اچھا خواب دیکھے وہ اللہ کی طرف سے ہے اس پر اللہ کا شکر کرے اور اس کو بیان کرے اور ایک روایت میں ہے کہ اپنے دوست سے بیان کرے اور جو برا خواب دیکھے وہ شیطان کی جانب سے ہے تو اس کی برائی سے پناہ مانگے۔ اور اس کا کسی سے ذکر نہ کرے وہ اس کو ضرر نہ دیگا۔ مسلم نے جابر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی برا خواب دیکھے تو اپنے بائیں جانب تین بار تھوکے اور تین بار شیطان سے پناہ مانگے اور اپنے اس جانب سے پھر جاوے

تہجد کا بیان

بخاری اور مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ سبحانہ اخیر تہائی رات میں پہلے آسمان پر نزول فرما کر کہتا ہے کہ جو مجھ سے دعا کرے میں اس کی دعا قبول کروں۔ جو مجھ سے مانگے میں اسے دوں جو مجھ سے مغفرت چاہے میں اسے بخشدوں۔ مسلم نے عائشہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم شب کو تیرہ رکعت نماز پڑھتے تھے۔ اس میں وتر اور صبح کی دو رکعت سنت ہوتی تھی۔ مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی شب کو کھڑا ہو تو پہلے دو ہلکی رکعت سے شروع کرے۔ بخاری نے عائشہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شب میں سات اور نو اور گیارہ رکعت فرض کی سنت کے سوا پڑھتے تھے۔ مسلم نے عائشہ سے

روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب شب کو کھڑے ہو کر نماز شروع کرتے تو فرماتے تھے اللھم رب جبرئیل و میکائیل واسرافیل فاطر السموات والارض عالم الغیب والشھادۃ انت تحکم بین عبادک فیما کانوا فیہ یختلفون اھدنی لما اختلف فیہ من الحق باذنک انک تھدی من تشاء الی صراط المستقیم۔ بخاری نے عبادہ بن صامت سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شب کو بیدار ہو کر کہے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیٔ قدیر سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ پھر کہے رب اغفرلی پھر دعا کرے تو اُس کی دعا قبول کی جاویگی۔ پھر اگر وضو کرکے نماز پڑھے تو اُس کی نماز قبول ہوگی۔ بخاری اور مسلم و مالک و ابوداؤد و نسائی و ابن ماجہ و ابن خزیمہ نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی سوتا ہے تو شیطان اُس کی گدی پر تین گرہیں لگاتا ہے کہ ہر ایک گرہوں پر مارتا ہے کہ بڑی رات تک سورہ۔ پس اگر بیدار ہو کر اللہ کا ذکر کرتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے پھر اگر وضو کرتا ہے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے۔ پھر اگر نماز پڑھتا ہے تو تیسری گرہ کھل جاتی ہے۔ تو خوش اور پاکیزہ نفس سے صبح کرتا ہے ورنہ سست بُرے نفس سے صبح کرتا ہے۔ بخاری و مسلم و نسائی و ترمذی نے مغیرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں تک قیام فرماتے تھے کہ آپ کے دونوں پاؤں مبارک ورم کر آتے تھے۔ تو آپ سے کہا گیا کہ آپ کے اگلے پچھلے گناہ تو معاف کر دئے گئے ہیں آپ یہ کس لئے کرتے ہیں۔ تو کہا کہ کیا میں شکر گذار بندہ نہ بنوں ترمذی نے ابی امامہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تہجد پڑھنے والے نیکوں کا طریقہ ہے اور وہ تمہارے لئے اپنے رب سے نزدیک کرنیوالی اور برائیوں کو مٹانے والی اور گناہوں سے باز رکھنے والی ہے۔ ابوداؤد اور نسائی نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ اُس شخص پر رحم فرماوے جو رات کو کھڑے ہو کر نماز پڑھے۔ اور اپنے اہل کو نماز کے لئے جگادے۔ اگر وہ نہ جاگے تو اُس کے منہ پر پانی چھڑکے۔

دعا کا بیان

ترمذی نے ابو امامہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ کونسی دعا زیادہ مسموع ہے تو آپ نے فرمایا کہ درمیان کی اخیر شب۔ اور فرض نماز کے بعد مسلم نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ کے گناہ اور قطع رحم کے سوا باقی دعائیں قبول کی جاتی ہیں جبتک جلدی نہ کرے عرض کیا گیا کہ جلدی کیا چیز ہے تو آپ نے فرمایا کہے میں نے دعا کی اور قبول ہوتے کو نہیں دیکھتا اس لئے افسوس کرکے دعا چھوڑ دے۔ ترمذی نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبولیت کے یقین سے خدا تعالے سے دعا کرو۔ اور سمجھ لو کہ خدا تعالے غافل دل سے دعا قبول نہیں کرتا۔ ترمذی نے جابر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی دعا کرتا ہے تو اللہ تعالے اُس کے سوال کو (یا تو) پورا کرتا ہے (یا) اُس کے جیسی کسی برائی کو اُس سے باز رکھتا ہے۔ (ہاں) جب تک کسی گناہ یا قطع رحم کی دعا نہ کرے۔

ابوداؤد نے مالک بن یسار سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے سے باطن کف سے سوال کرو۔ اور ظاہر کف سے سوال نکرو۔ اور ابن عباس کی ایک روایت میں اس کے بعد ہے کہ جب دعا سے فارغ ہو تو ان ہتھیلیوں کو اپنے چہرہ پر مل لو۔ ترمذی اور ابوداؤد اور بیہقی نے سلمان سے روایت کی ہے

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ جب اپنے دونوں ہاتھ خدا تعالےٰ کی طرف اٹھاتا ہے تو اس کو خالی لوٹانے سے وہ شرماتا ہے۔ ترمذی نے عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا میں دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے تو ان دونوں کو منہ پر ملے بغیر نہیں رکھدیتے تھے۔ ترمذی اور ابوداؤد نے عبداللہ بن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غائب کی غائب کے لئے دعا سب سے جلدی قبول ہوتی ہے ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین دعائیں بیشک قبول ہوتی ہیں والد کی مسافر کی مظلوم کی دعا۔ بیہقی نے سہل بن سعد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا میں اپنی انگلیوں کو اپنے دونوں شانوں کے برابر رکھتے تھے ابوداؤد نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ اونہوں نے کہا کہ دعا یہ ہے کہ تم اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں شانوں کے برابر یا اس کے قریب تک اٹھاؤ۔ الحدیث۔

جمعہ کا بیان

مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جن دنوں پر آفتاب طلوع ہوتا ہے سب میں روز جمعہ بہتر ہے اس میں آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے۔ اس دن میں جنت میں داخل کئے گئے اور اس میں اس سے نکالے بھی گئے۔ اور قیامت بھی جمعہ کے دن قائم ہوگی۔

بخاری و مسلم ونسائی و ابن ماجہ نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم جمعہ کا ذکر کرکے فرمایا کہ اس میں ایک ساعت ہے کہ جو مسلمان بندہ کھڑے ہوکر نماز پڑھتے ہوئے اس کی موافقت کرے۔ اللہ تعالےٰ اسے جو مانگے اس کو وہ عطا کریگا۔ الحدیث۔

مسلم و ابوداؤد نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ساعت امام کے خطبہ کے لئے بیٹھنے کے وقت سے ختم نماز تک ہے۔ امام احمد نے بسند صحیح ابوسعید اور ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ میں ایک ساعت ہے جو مسلمان بندہ اس کو پاکر اس میں اللہ سے جو مانگے اس کو وہ دیوے گا۔ تو اس کو عصر کے بعد اخیر ساعتوں میں ڈھونڈو۔

ترمذی نے انس سے اور طبرانی نے ابن سعید سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن جس ساعت میں دعا قبول ہونے کی امید ہے اس کو عصر کے بعد سے آفتاب غروب تک تلاش کرو۔ امام احمد نے ابوداؤد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے روز مجھپر بہت درود پڑھو۔ کہ اس وقت فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ اور جب مجھ پر کوئی درود پڑھتا ہے تو وہ مجھ پر فارغ ہونے تک کردیا جاتا ہے۔ الحدیث امام احمد و ترمذی نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو روز جمعہ یا شب جمعہ گذرے تو اللہ تعالےٰ اسے فتنہ قبر سے محفوظ رکھتا ہے۔

مسلم نے عبداللہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے ارادہ کیا کہ ایک شخص کو نماز پڑھانے کے لئے حکم کردوں پھر جو لوگ کہ جمعہ سے پیچھے رہتے ہیں ان کے گھروں کو جلادوں امام مسلم نے ابن عمر اور ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر فرمایا کہ لوگ جمعہ کے چھوڑنے سے باز رہیں ورنہ اُن کے دلوں پر مہر کردی جائے گی۔ تو پھر غافلوں سے ہو جائیں گے۔

جن پر جمعہ واجب نہیں اُن کا بیان

ابو داؤد نے مرسل بسند جید طارق بن شہاب سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر ایک مسلمان پر جمعہ واجب ہے سوا چار شخصوں کے غلام - عورت - بچہ - بیمار - نووی نے کہا کہ طارق بن شہاب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے اور آپ سے سُنا نہیں ہے تو یہ صحابی کی مرسل ہوئی اور صحابی کی مرسل حجۃ ہے اور حدیث علی شرط شیخین صحیح ہے عراقی نے کہا کہ جب اس کی صحبت ثابت ہوچکی تو یہ حدیث صحیح ہے ہاں صحابی کی مرسل ہے - اور وہ جمہور کے نزدیک حجۃ ہے - بخاری اور مسلم نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ لوگ مدینے کے باہر کی بستیوں اور شرقی دیہاتوں سے باری باری سے جمعہ کو آتے تھے - الحدیث حافظ نے فتح میں کہا کہ اگر اُن پر جمعہ ہوتا تو نوبت بنوبت نہ آتے - بلکہ سب حاضر ہوتے - مسدد نے اپنی مسند کبیر میں حمید سے روایت کی ہے کہ حضرت انس اپنے قصر میں کبھی جمعہ پڑھتے کبھی نہیں پڑھتے - بخاری نے اس کو تعلیقاً ذکر کیا ہے اور اُس میں اتنا زیادہ ہے کہ وہ (بصرہ) سے دو فرسخ پر زاویہ میں تھے - امام مالک اور بخاری نے کتاب الاضاحی میں ابو عبید سے روایت کی ہے اونہوں نے کہا میں حضرت عثمان کے ساتھ عید میں حاضر ہوا تو آپ نے نماز سے فارغ ہو کر خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ آج تمہارے لئے دو چند جمع ہو گئی ہے تو عالی (بستی) والے چاہے تو جمع کا انتظار کرے اور جو لوٹنا چاہے تو میں نے اُس کو اجازت دیدی ہے - ابوبکر بن ابی شیبہ نے حضرت حذیفہ سے روایت کی ہے کہ اونہوں نے کہا کہ اُس گاؤں والوں پر جمعہ نہیں ہے - جمعہ تو مدائن جیسے شہر والوں پر ہے - بیہقی نے امام شافعی سے . . . . روایت کی ہے کہ سعید بن زید اور ابوہریرہ چھ میل سے کم سجوہ میں تھے جمعہ میں (کبھی) حاضر ہوتے اور کبھی جمعہ چھوڑ دیتے - مسلم نے جابر بن عبد اللہ سے روایت کی ہے ایک طویل حدیث میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں بطن وادی میں آکر خطبہ پڑھا - پھر اذان و تکبیر کہکر ظہر کی نماز پڑھی - پھر تکبیر کہکر عصر کی نماز پڑھی - اور اُن دونوں کے درمیان کوئی نماز نہیں پڑھی - بیہقی نے معرفۃ السنن والآثار میں اور ابن قیم نے زاد المعاد میں اور امیر یمانی نے منسک الحج میں کہا کہ وہ جمعہ کا روز تھا اور ابن تیمیہ نے اپنے رسالہ مناسک الحج میں اور ابن قیم نے زاد المعاد میں اور امیر یمانی نے اپنے رسالہ مناسک الحج میں کہا کہ آپ کے ساتھ اہل مکہ نے باوجود مقیم ہونے . . . کے نماز ظہر پڑھی اور شاہ ولی اللہ صاحب نے مصفا میں کہا کہ مسافر پر جمعہ اگرچہ واجب نہیں ہے مگر جائز ہے اور عرفہ میں بڑی جماعت جمع تھی - اور آپ نے نماز سے پہلے خطبہ پڑھا - اور جمعہ باوجود خیر کثیر ہونے کے اس لئے چھوڑ دیا کہ عرفہ جنگل ہونے کی وجہ سے جمعہ کا محل نہیں ہے - امام بخاری و نسائی و طبرانی نے سلمان سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بروز جمعہ غسل کرے اور حتی الوسع پاکی حاصل کرے اور کوئی تیل یا اگر کی خوشبو لگائے - تو پھر نکلے - اور دو شخصوں کے مابین تفریق نکرے - پھر نماز مقررہ ادا کرے - پھر امام کے کلام کرنے تک سکوت کرے - تو اُس کے لئے پچھلی جمعہ تک کے گناہ بخشدئے جائیں گے - مسلم نے عقبہ بن عامر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان اچھا وضو کر کے دو رکعت نماز پورے دل و منہ سے متوجہ ہو کر پڑھے - تو اُس کے لئے جنت واجب ہے -

ترمذی نے عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی ہے کہ وہ جمعہ سے پہلے چار رکعت اور جمعہ کے بعد چار رکعت پڑھتے

تھے امام ابن عمر و ابوہریرہ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر فرمایا کہ جو غسل کرکے جمعہ کو آکر مقررہ نماز پڑھکر امام کے خطبہ سے فارغ ہونے تک سکوت کرے پھر اُس کے ساتھ نماز پڑھے تو اُس کے پچھلے جمعہ تک اور تین روز زیادہ گناہ کے بخشدئے جائیں گے۔ بخاری اور مسلم نے وابن ماجہ وابن خزیمہ نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بروز جمعہ فرشتے مسجد کے دروازے پر ٹھہرتے ہیں اور پہلے پہل آنے والوں کو لکھتے ہیں تو جو اول وقت میں آوے اُس کو ایک اونٹ کی قربانی کے برابر ثواب ملتاہے اور اُس کے بعد والے کو گائے کے برابر پھر مینڈھے کے برابر پھر مرغی کے برابر پھر جب امام خطبہ کے لئے نکلتاہے تو اپنے صحیفے لپیٹ کر ذکر سنتے ہیں۔

بخاری ومسلم وابوداؤد وترمذی ونسائی وابن ماجہ وابن خزیمہ نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بروز جمعہ امام خطبہ پڑھتے وقت امام کو خطبہ پڑھتے وقت اگر تونے اپنے ہمسایہ کو چپ رہ کہا تو تونے بھی لغو کام کیا۔ امام مسلم نے جابر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بروز جمعہ کوئی اپنے بھائی کو اس کی جگہ سے ہٹاکر خود وہاں نہ بیٹھے ابوداؤد نے ابوہریرہ وابوسعید سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بروز جمعہ غسل کرکے اپنے اچھے کپڑے پہن کر اور اگر میسر ہو تو خوشبو لگاکر جمعہ میں آوے اور لوگوں کی گردنوں پر نہ پھلاندے۔ پھر مقررہ نماز پڑھے پھر خطبے کے لیے امام کے نکلنے سے لیکر نماز سے فارغ ہونے تک چپ رہے۔ تو اُس کے پچھلے جمعہ تک گناہوں کا کفارہ ہو جائیگا۔ ابن سنی نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو جمعہ کے روز صبح کی نماز سے پہلے تین مرتبہ استغفر اللہ الذی لاالٰہ الاھو الحی القیوم واتوب علیہ کہے تو اُس کے تمام گناہ بخشدئے جائیں گے۔ اگرچہ کف دریا کے برابر ہوں۔ (کتاب الاذکار)

امام بخاری نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آفتاب ڈھلنے کے بعد جمعہ کی نماز پڑھتے تھے۔ بخاری نے سائب بن یزید سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر کے زمانے میں جمعہ کے روز پہلی اذان جب امام منبر پر بیٹھتا تھا تب ہوتی تھی۔ اور حضرت عثمان کے زمانہ میں جب لوگ زیادہ ہو گئے تو زورا پر تیسری اذان زیادہ کی گئی۔ مسلم نے جابر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دو خطبہ ہوتے تھے اور دونوں کے مابین جلوس فرماتے تھے۔ کہ اُن خطبوں میں قرآن مجید پڑھتے تھے۔ اور لوگوں کو نصیحت فرماتے تھے اور آپ کی نماز اور خطبہ درمیانی ہوتا تھا۔ مسلم نے عمار بن یاسر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لمبی نماز اور چھوٹا خطبہ انسان کی سمجھداری کی علامت ہے تو نماز طویل اور خطبہ کوتاہ پڑھا کرو۔

مسلم نے عمر بن حریث سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا۔ اور آپ پر سیاہ عمامہ تھا کہ اُس کے دونوں کنارے شانوں کے درمیان چھوڑے تھے۔ ابوداؤد نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذان کے ختم تک ممبر پر خطبے کیلئے بیٹھتے تھے۔ پھر جب اذان ختم ہوتی تھی تو کھڑے ہوکر خطبہ پڑھتے تھے پھر بیٹھتے تھے اور کلام نہیں کرتے۔ پھر کھڑے ہوکر خطبہ پڑھتے تھے دارقطنی نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو جمعہ سے ایک رکعت پاوے تو اُس کے ساتھ دوسری ملالیوے اور جس کی دونوں رکعت فوت ہو جاویں تو وہ چار رکعت ظہر کی پڑھ لیوے۔

بخاری اور مسلم نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز جمعہ کے بعد فارغ ہوکر اپنے مکان میں دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔ مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں

سے جب کوئی نماز جمعہ پڑھ لے تو اُس کے چار رکعت نماز پڑھنا چاہیئے ترمذی نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ
اونہوں نے جمعہ کے بعد دو رکعت پڑھی پھر چار رکعت پڑھی نسائی اور بیہقی اور حاکم نے باسناد صحیح ابوسعید خدری
سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو جمعہ کے روز سورۂ کہف پڑھے تو اُس کے لئے دو جمعہ
کے درمیان تک روشن کر دیا جاتا ہے۔

باب نماز عیدین کا بیان

مسلم نے جابر بن سمرہ سے روایت کی ہے اونہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک دو مرتبہ
سے زیادہ عیدین کی نماز بلا اذان و اقامت پڑھی ہے۔ بخاری و مسلم نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم اور ابا بکر اور عمر عیدین کی نماز خطبے سے پہلے پڑھتے تھے۔ بخاری اور مسلم نے ابن عباس سے روایت
کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید و فطر میں دو رکعت نماز پڑھی نہ اُس سے پہلے کوئی نماز پڑھی نہ اُس
سے بعد کوئی نماز پڑھی۔ بخاری نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید فطر میں طاق کھجوریں
کھا کر عیدگاہ میں تشریف لے جاتے تھے۔ بخاری نے جابر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید کے روز
آمد و رفت کی راہ میں اختلاف کرتے تھے۔

بخاری و مسلم نے جندب سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے نماز عید سے پہلے قربانی
کی تو چاہیئے کہ وہ اُس کی جگہ پر دوسری (بعد عید) کے ذبح کرے اور جس نے ہماری نماز پڑھنے تک ذبح نہیں کیا
وہ اللہ کے نام پر ذبح کرے۔ ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی نے بریدہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم عید فطر میں کھائے بغیر نہیں نکلتے تھے۔ اور عید اضحیٰ میں نماز بغیر نہیں کھاتے تھے۔ ابوداؤد نے سعید بن العاص
سے روایت کی ہے اُس نے کہا کہ میں نے ابوموسیٰ اور حذیفہ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز اضحیٰ اور
فطر میں کس طرح کرتے تھے تو ابوموسیٰ نے کہا کہ آپ صلوٰۃ جنازہ کی طرح چار تکبیریں کہتے تھے۔ تو حذیفہ نے کہا کہ
اونہوں نے سچ کہا۔ ابوداؤد نے براء سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں عید کے
روز کمان دیگئی تو اس پر آپ نے خطبہ پڑھا۔ امام شافعی نے عطا سے مرسل روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم جب خطبہ پڑھتے تھے تو اپنے نیزے سے سہارا لیتے تھے۔

بخاری اور مسلم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باہر نکل کر عید کی نماز پڑھی۔
پھر خطبہ پڑھا۔ پھر عورتوں کے پاس آکر اُن کو وعظ و نصیحت کی۔ ابوداؤد نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے
کہ لوگوں کو ایک عید میں بارش پہنچی اس لئے آپ نے اُن کو عید کی نماز مسجد میں پڑھائی۔

امام شافعی نے ابوالحویرث سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن حزم کو بحران میں اس
طرح خط لکھا کہ عید اضحیٰ کو جلدی پڑھو اور عید فطر کو تاخیر سے پڑھو اور لوگوں کو نصیحت کرو۔ امام احمد و ابن خزیمہ
و ابن حبان نے ام حمید سے روایت کی ہے کہ اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر
عرض کی یا رسول اللہ میں آپ کے ساتھ نماز پڑھنا چاہتی ہوں۔ تو آپ نے فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ تمکو میرے
ساتھ نماز پڑھنا پسند ہے (مگر) تمکو تمہیں اپنے گھر کے اندر کے چھوٹے کمرے میں نماز پڑھنا گھر کے دالان میں نماز
پڑھنے سے بہتر ہے۔ اور گھر کے بڑے حجرے میں نماز پڑھنا گھر کے دالان میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور گھر کے دالان

میں نماز پڑھنا اپنی قوم کی مسجد میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ اور اپنی قوم کی مسجد میں نماز پڑھنا میری مسجد میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ تو اُن کے لئے اُن کے گھر کے اندر اخیر تاریک کمرے میں نماز کی جگہ مقرر کی گئی۔ اور وہ مرتے تک اُس کے اندر نماز پڑھتی رہیں۔ امام احمد اور طبرانی نے کبیر میں ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں کی بہترین مسجد اُن کے گھروں کے اندر کے چھوٹے کمرے کے تہ خانے ہیں۔ طبرانی نے اوسط میں ابن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت جب اپنے گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اُسے جھانک لیتا ہے۔ اور بیشک عورتیں اللہ تعالےٰ سے زیادہ قریب اپنے گھروں کے اندر کے چھوٹے کمرہ میں ہوتی ہیں۔ ترمذی نے بسند حسن غریب اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے عبداللہ بن مسعود سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت پوری از سر تا پا تمام شرمگاہ قابل ستر ہے جب وہ (باہر) نکلتی ہے تو شیطان اُسے جھانک لیتا ہے۔

(ضمیمہ)

چونکہ آجکل گاؤں میں نماز جمعہ کی بابت عوام حنفیہ میں اختلاف ہو رہا ہے لہذا خود مذہب احناف کی معتبر کتابوں سے اس کا واضح بیان کر دینا زیادہ مناسب ہوگا۔ مدارس اسلامیہ عربیہ حنفیہ میں علم فقہ کی پہلی کتاب نور الایضاح پڑھائی جاتی ہے۔ اُس کے صفحہ ۱۱۵ میں ہے صحت جمعہ کے لئے چھ شرطیں ہیں (پہلی) شہر یا فنائے شہر اور بیشتر بجائے اُس کے منیۃ المصلی پڑھائی جاتی تھی۔ چونکہ اُس میں صرف کتاب الطہارۃ اور صلوٰۃ پنجگانہ کا ذکر ہے باقی صلوٰۃ جمعہ و عیدین و جنازہ وغیرہ کا اُس میں ذکر نہیں ہے لہذا بجائے اصل کتاب کے اُس کی ایک شرح معتبر مسمی بکبیری کی عبارت متعلقہ جمعہ کے نقل کرتا ہوں کبیری صفحہ ۵۱۰ میں ہے ادائے جمعہ کی مثل وجوب جمعہ کے نیز چھ شرطیں ہیں۔ پہلی شرط شہر یا فنائے شہر ہے پس ہمارے نزدیک گاؤں میں جمعہ جائز نہیں حضرت علی و حذیفہ و عطا، و حسن و نخعی و مجاہد و ابی سیرین و ثوری و سحنوی کا بھی یہی مذہب ہے بخلاف تینوں اماموں کے اس واسطے کہ ابن ابی شیبہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ شہر کے بغیر صلوٰۃ جمعہ اور تشریق اور عید الفطر اور عید اضحیٰ کی نماز نہیں ہوتی۔ ابن حزم نے محلی میں اس حدیث کی تصحیح کی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی یہ حدیث مروی ہے مگر وہ ضعیف ہے لیکن ایسے معاملات میں حدیث موقوف بھی حکم میں مرفوع کے ہے اس واسطے کہ یہ عبادہ کی شرطوں میں سے ہے۔ اور وہ واضح کے احکام سے ہے اور رائے کو اس میں دخل نہیں اور جو حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے بعد جو پہلا جمعہ ہوا وہ بحرین کے جواثا قریہ میں ہوا۔ یہ شہر ہونے کے منافی نہیں ہے اس لئے کہ صدر اول نے شہر پر قریہ کا اطلاق کیا اس لئے اُن کے عرف میں شہر کو قریہ کہا جاتا ہے اور یہ قرآن مجید کا لغت ہے۔ دیکھو خدا تعالےٰ فرماتا ہے اصحاب قریہ کی مثال بیان کر۔ یعنے شہر انطاقیہ کی۔ (اور دوسری جگہ ہے) اُن لوگوں نے کہا کہ یہ قرآن دو قریہ میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں نہیں نازل ہوا اور مراد اس سے مکہ اور طائف ہے (حالانکہ یہ شہر ہیں) اور صحاح میں ہے کہ جواثا بحرین میں قلعہ ہے اور وہ شہر ہے جیسا کہ مصر کی تفسیر میں آئے گا۔ یہاں تک کہ آگے چل کر فرماتے ہیں کہ اب حدیث علی کرم اللہ وجہہ کا کوئی معارض و مقابل نہیں رہا۔ اس واسطے کہ صحابہ نے جب بہت سے شہر فتح کئے تو یہ منقول نہیں ہے کہ اونہوں نے کسی جگہ بھی سوا شہروں کے جمعہ و منبر قائم کئے ہوں پھر آگے مصر کی تفسیر بیان کی ہے جو اُس کے موقع پر انشاءاللہ نقل کی جاوے گی۔ دوسری کتاب جو فن فقہ میں پڑھائی جاتی ہے وہ قدوری ہے اس میں ہے

صفحہ ۲۱ جمعہ صحیح نہیں ہوتا سوا شہر یا شہر کی عیدگاہ کے اور گاؤں میں جمعہ جائز نہیں اور اوس کی شرح جوہر نیرہ صفحہ ۱۰۶ میں ہے۔ مصنف نے کہا کہ جمعہ شہر کے سوا صحیح نہیں بسبب قول علیہ السلام کے کہ جمعہ اور تشریق اور اضحیٰ شہر کے سوا نہیں ہوتا قول ماتن کا یا شہر کی عیدگاہ میں اس واسطے کہ وہ حکم میں شہر کے ہے اور یہ حکم عیدگاہ پر منحصر نہیں ہے بلکہ تمام فناء شہر میں جمعہ جائز ہے۔ اور ان لوگوں نے اس کا اندازہ کیا ہے۔ منتہا صوت واذان کے ساتھ جمعہ شہر کے سوا صحیح نہیں اس واسطے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے کہ جمعہ اور تشریق اور اضحیٰ اور فطر شہر کے سوا جائز نہیں یا شہر کی عیدگاہ میں اس لئے کہ وہ شہر کے تابع ہے اور گاؤں میں جائز نہیں اس کی وجہ ہم نے بیان کردی اگر تو کہے کہ اوپر مصنف کی شہر کی قید سے خود معلوم ہوگیا کہ شہر کے سوا جمعہ جائز نہیں تو پھر اس قول کی حاجت نہیں کہ گاؤں میں جائز نہیں میں کہتا ہوں کہ اس کی اہتمام شان کے لئے اس کو ذکر کیا یا امام شافعی کے رد کرنے کی تصریح منظور ہے تیسری کتاب کنز الدقائق پڑھائی جاتی ہے اس کے صفحہ ۴۸ میں ہے ادائے جمعہ کے لئے شہر ہونا شرط ہے اور اس کی شرح عینی صفحہ ۱۴۴ میں ہے جمعہ کے لئے شہر ہونا شرط ادا ہے پس گاؤں میں جمعہ جائز نہیں اور روائی نہیں ہے بسبب قول علی رضی اللہ عنہ کے کہ جمعہ اور تشریق اور صلوۃ فطر اور صلوۃ اضحیٰ شہر کے سوا جائز نہیں اور نیز اسی کی شرح بحر الرائق جلد ثانی صفحہ ۱۵۱ میں ہے یعنی صحت جمعہ کے لئے شرط یہ ہے کہ شہر میں ادا کی جائے یہاں تک کہ گاؤں میں جمعہ صحیح نہیں اور بسبب قول علی رضی اللہ عنہ کے روائی نہیں کہ جمعہ اور تشریق اور صلوۃ فطر اور اضحیٰ شہر کے سوا جائز نہیں اس حدیث کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے کہ ابن حزم نے اس کی تصحیح فرمائی ہے اور ان کا قول بوجہ پیشوا اور امام ہونے کے کافی ہے اور جب شہر کے سوا صحیح نہیں تو شہر کے سوا دوسرے لوگوں پر جمعہ واجب بھی نہیں اور چوتھی کتاب شرح وقایہ پڑھائی جاتی ہے اوس کے صفحہ ۵۸ میں ہے ادائے جمعہ کے لئے شہر یا فنائے شہر شرط ہے اگے شہر کی تفسیر لکھی ہے جو اس کے موقع پر نقل کی جاوے گی انشاء اللہ تعالیٰ اولاسی کے ترجمہ نور الہدایہ صفحہ ۱۵۴ میں ہے اور جمعہ کی ادا کے واسطے بھی شرطیں ہیں یہ کہ شہر ہووے یا شہر کا کنارہ آگے چلکر فائدہ میں لکھتے ہیں اور فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ کہ نہیں جمعہ ہے اور تشریق اور عید فطر اور اضحیٰ مگر شہر جامع میں اور مثل اوس کے مروی ہے حذیفہ سے اخراج کیا اس کا ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور صحیح کیا اس کو ابن حزم نے اور اسناد اس کی یہ ہے اور یہ اسناد صحیح ہے اور جو روایت کیا اوس کو ابن عباس نے اول جمعہ جو پڑھا بعد جمعہ کے مسجد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تھا ایک قریہ یعنی گاؤں میں کچھ اس کے مخالف نہیں کیونکہ قریہ کا اطلاق عرب کے عرف میں شہر پر ہوتا ہے اور شاہد ہے اس کا کلام اللہ تعالیٰ کا اور اس جگہ قریتین سے مراد مکہ اور طائف ہے اور نہیں شک ہے اس بات میں کہ مکہ شہر ہے اور ہدایہ میں اس حدیث کو رفع کیا ہے لیکن مرفوع نہیں پائی گئی واللہ اعلم پانچویں کتاب ہدایہ پڑھائی جاتی ہے اس کے صفحہ ۱۵ میں ہے جمعہ شہر یا شہر کی عیدگاہ کے سوا صحیح نہیں اور جمعہ گاؤں میں جائز نہیں بسبب قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ جمعہ اور تشریق اور عید فطر اور عید الضحیٰ ہر شہر کے سوا نہیں ہوتا۔ اور اسی کی شرح فتح القدیر صفحہ ۲۵۷ میں ہے مصنف نے اس حدیث کو مرفوع بیان کیا اور ابن ابی شیبہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر موقوف روایت کیا ہے کہ جمعہ اور تشریق اور صلوۃ فطر اور صلوۃ اضحیٰ شہر کے سوا نہیں ہوتا اور اس حدیث کو ابن حزم نے صحیح کہتا ہے۔

اور عبد الرزاق نے عبد الرحمٰن سلمہ سے روایت کیا ہے اور انہوں نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا تشریق اور جمعہ شہر کے سوا نہیں ہوتا اور آپ کا قول بوجہ پیشوا اور امام ہونے کے کافی ہے اور جو حضرت ابن عباس نے روایت کی ہے کہ پہلا جمعہ جو پڑھا گیا مسجد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے بعد وہ جواثا میں تھا جو بحرین میں ایک قریہ ہے سو قرن اولیٰ کا اس کو قریہ کے ساتھ مسمیٰ کرنا شہر ہونے کے منافی نہیں ہے اس واسطے کہ ... ان کے عرف

میں اس شہر کو قریہ کہا جاتا تھا۔ اور یہ خود قرآن میں واقع ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ قرآن دو قریہ میں سے ایک بڑے شخص پر کیوں نہیں نازل کیا گیا۔ یعنی مکہ اور طائف اور مکہ کے شہر ہونے میں کچھ شک نہیں اور صحاح میں ہے کہ جواثا بحرین کا قلعہ ہے سو وہ شہر ہے اس واسطے کہ شہر اون پر حاکم ہونے سے خالی نہیں اور اسی طرح مبسوط میں کہا ہے کہ جواثا بحرین میں شہر ہے کیوں نہ ہو قلعہ کسی شہر پناہ ہی میں ہوتا ہے اور جو ہم نے کہا وہ غادہ اسی طرح ہونے سے خالی نہیں ہوتا اور جو عبد الرحمن بن کعب سے مروی ہے وہ اپنے باپ کعب بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ اونہوں نے کہا پہلا جمعہ ہم کو اسعد بن زرارہ نے زمین بنی بیاضہ میں پڑھایا اور کعب جب اذان سنتے تھے تو اسی لئے اسعد پر دعائے رحمت کرتے تھے۔ تو میں نے پوچھا۔ تم کتنے آدمی ہوتے تھے تو کہا کہ چالیس تھے۔ سو یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ میں تشریف لانیسے پہلے کا واقعہ ہے اس کو بیہقی وغیرہ اہل علم نے ذکر کیا ہے تو یہ حجت نہیں ہو سکتا اس واسطے کہ یہ فریضۃ جمعہ کے بیشتر کا واقعہ ہے اور نیز اس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو۔۔۔ علم نہیں تھا۔ جیسا کہ قصہ میں مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ یہودیوں کے لئے ایک دن ہے کہ ہر ہفتہ میں اوس میں جمع ہوں اور نصاریٰ کے لئے بھی ایک روز ہے تو ہم بھی ایک روز مقرر کریں جس میں جمع ہو کر خدائے تعالیٰ کا ذکر کریں اور نماز پڑھیں تو انہوں نے کہا کہ ہفتہ کا روز یہودیوں کے لئے ہے اور شنبہ نصاریٰ کے لئے تو ہم اوس کو جمعہ کا روز مقرر رکھیں۔ تو وہ ایک مسجد میں جمع ہوئے اور اون کو نماز پڑھائی اور نصیحت فرمائی اور اس کا نام یوم جمعہ رکھا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ میں تشریف لانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسبارہ میں حکم نازل فرمایا سواب تو اس وقت یاد کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تراویح چھوڑ دینے کو جب وہ لوگ تیسری شب کو جمع ہوئے اس خوف سے کہ یہ ان پر فرض نہ ہو جائے اور اگر تسلیم کر لیا جاوے (تو ہم کہینگے) وہ پتھریلی زمین فنائے مصر سے تھی اور فنا شہر کے حکم میں ہے سواب حدیث علی رضی اللہ عنہ کی معارضہ سے سالم ہو گئی۔ پھر واجب ہے کہ یہ حدیث بلاغ پر محمول کی جاوے اس واسطے کہ کتاب اللہ سے جب علی العموم جمعہ فرض ہونا ثابت ہوا پھر اون کا بعض جگہ سے پیش دستی کرنا سماع بغیر نہیں ہوتا اس واسطے کہ اس میں اور باقی نمازوں میں یہ فرق خلاف قیاس ہے اور شورش کے مٹانے کے لئے۔ اللہ تعالیٰ کا قول یہ بس ہے کہ تم سعی کرو ذکر اللہ کی طرف یہ قول بالاتفاق مطلق نہیں اس واسطے کہ صحرا میں جمعہ قائم کرنا بالاجماع جائز نہیں اور نہ اون کے نزدیک ہر ایک گاؤں میں بلکہ یہ شرط ہے اہل قریہ گرمی اور جاڑے میں وہاں سے نجاویں پس اس میں جگہ کی خصوصیت اجماعاً عام اور ہے تو خاص قریہ مقدر ہوا اور ہم نے شہر مقدر مانا اور یہ تقدیر حدیث علی کے زیادہ لائق ہے اور اگر اس کا کسی اور کے فعل کے ساتھ معارضہ کیا جاوے تو حضرت علی اس پر مقدم ہونگے اور کس طرح ہو ہم نے جو ذکر کیا اوس کا کوئی معارض محقق نہیں ہوا اور اس لئے کسی صحابی سے منقول نہیں ہے کہ انہوں نے جب ملک فتح کئے تو منبر اور جمعہ قائم کرنے میں شہروں کے سوا گاؤں میں مشغول ہوئے ہوں اگر ایسا ہوتا تو ضرور منقول ہوتا خواہ بطریق آحاد ہی سہی اب میں مذہب حنفیہ کے معتبر و مستند فتاوے کی عبارتیں نقل کرتا ہوں چنانچہ درمختار صفحہ ۳۵ میں ہے صحت جمعہ کیلئے سات شرطیں ہیں پہلی شرط شہر ہے آگے شہر کی تعریف ہے جو دوسری فصل میں انشاء اللہ تعالیٰ نقل کروں گا اور فتاوے عالمگیری صفحہ ۱۴۲ میں ہے ادائے جمعہ کے لئے چند شرطیں ہیں۔۔۔۔ بعض اون میں سے شہر ہے اسیطرح کافی میں ہے اور مراقی الفلاح صفحہ ۳۳۹ میں ہے اور شرط ہے

شہر میں مقیم ہونا اس سے گاؤں کا رہنے والا نکل گیا بسبب قول علیہ السلام کے کہ جمعہ حق ہے واجب ہر ایک مسلمان پر جماعت سے مگر چار شخصوں پر غلام یا عورت یا بچہ یا بیمار اور بخاری میں ہے مگر بچہ یا غلام یا مسافر پر واجب نہیں، اور بسبب قول علیہ السلام کے کہ جمعہ اور تشریق اور صلوٰۃ فطر اور اضحی شہر کے سوا صحیح نہیں اور کسی صحابی سے منقول نہیں کہ جب انہوں نے شہر فتح کئے تو منبر اور جمعہ قائم کرنے میں سوا شہر کے مشغول ہوئے ہوں نہ گاؤں میں اور اگر ایسا ہوتا تو ضرور منقول ہوتا خواہ بطریق آحاد ہی ہا ہی... پس شہر میں مقیم ہونا ضرور ہے۔ اور اسی کی شرح طحطاوی میں ہے اس ذکر سے ظاہراً یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث مرفوع ہے، اور یہی ابویوسف نے املا میں اور محمد نے اصل میں ذکر کیا ہے اور ابن ابی شیبہ نے موقوف روایت کی ہے اور اس جیسے موقوف مرفوع کے حکم میں ہے اور کمال نے کہا کہ حضرت علی کا قول بوجہ پیشوا ہونے کے کافی ہے آگے چل کر فرماتے ہیں اور اسی طرح منقول نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ہو مدینہ کے گاؤں میں جمعہ قائم کرنے کا باوجود بہت سے گاؤں ہونے کے اور فتاوے قاضیخان صفحہ ۸۴ میں ہے جمعہ آزاد عاقل بالغ شہر کے رہنے والے مردوں پر فرض ہے اور رسائل ارکان صفحہ ۱۱۳ میں ہے پھر ادائے جمعہ کے لئے چند شرطیں ہیں بعض ان میں سے شہر ہے اسواسطے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے لے کر اس وقت تک اسی طرح عمل درآمد جاری ہے کہ بدوی لوگ اور چھوٹے گاؤں والے جمعہ نہیں پڑھتے تھے اور فتاوی مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی جلد اول صفحہ ۳۷۱ میں ہے استفتاء کیا فرماتے ہیں علمائے احناف رحم کرے اللہ آپ لوگوں پر اس قول میں صاحب قدوری کے کہ نہیں صحیح ہوتی ہے ادائے نماز جمعہ مگر مصر جامع میں، اور نہیں صحیح ہوتی گاؤں میں آیا یہ صحیح اور موافق اصول مقررہ حضرات حنفیہ کے ہے، اور ہم مقلدین حنفیہ کو عمل کرنا اس قول پر لازم ہے یا نہیں۔ الجواب قول مذکور صاحب قدوری کا مطابق اصول مذہب حنفی کے ہے اور فقہا حنفیہ کا بالتمام اس پر اتفاق ہے اس واسطے جمہور مصنفین حنفیہ اس پر چلے ہیں اس کے بعد آپ نے شرح درمختار اور شرح منیۃ المصلی کبیری اور طحطاوی اور عینی شرح بخاری کی عبارتیں نقل کی ہیں اسکے بعد لکھا ہے بلکہ واسطے صحت جمعہ کے مخصوص مکان کا ہونا بالاجماع مراد ہے کیونکہ جائز نہیں جمعہ جنگل اور میدان میں بالاتفاق اسلئے امام شافعی کے نزدیک ادائے جمعہ صحیح نہیں سوائے ایسے گاؤں کے جہاں چالیس مرد آزاد مکلف بستے ہوں اور امام احمد کے نزدیک بھی ایسا ہی ہے اور امام مالک کے پاس صحت ادائے جمعہ کے لئے وہ جگہ شرط ہے جہاں ملا ہوا بستی اور مسجد اور بازار ہو اس پر عبارت میزان شعرانی کی نقل کی ہے پھر لکھا ہے اور آیت وجوب جمعہ بھی کچھ مطلق نہیں یعنی ہر جگہ میں جائز ہونے کا حکم شامل نہیں جیسا مذکور کبیری میں ہے اس پر عبارتیں کبیری اور مراقی الفلاح اور طحطاوی کی نقل میں بھی لکھتے ہیں اور جب اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے علمائے احناف کے پاس بالاتفاق واسطے صحت ادائے جمعہ کے مصر شرط ہے اس لئے حکم دیدیں سبب عدم جواز جمعہ کا گاؤں میں کیونکہ انتفائے شرط سے انتفائے مشروط لازم آتا ہے اس پر عبارت طحطاوی اور دارالمختار کی نقل کی ہے پھر لکھا ہے پھر جب ثابت ہوا اور ظاہر ہے کہ قول صاحب قدوری کا مطابق مذہب حنفی کے ہے اور پیروی کی ہے اس کی جمہور فقہائے محققین نے اور ترجیح دی ہے اسکو اور ہر کے طبقہ والے مرجحین نے بلکہ کسی فقہ مذہب حنفی نے اشتراط مصر برائے صحت ادائے جمعہ کا انکار نہیں کیا۔ تو لازم ہے مقلدین پر عمل کرنا ساتھ اس قول کے جیسا کہ فرمایا سید محمد امین نے... دارالمختار میں اور جو مقلد خلاف اس کے کرے وہ حکم اس کا جائز نہیں کما فی الدر المختار فقط کتبہ الفقیر الحقیر الراجی لطف ربہ الحق محمد عبدالواحد الحنفی اس پر مولوی عبدالحی صاحب تحریر فرماتے ہیں فی الواقع آیت فرضیت جمعہ بالاجماع مخصص ہے پس تقیید اس کی بحدیث اولیٰ ہے اور حنفیہ نے حدیث علی رضی اللہ عنہ کو کہ مروی ہے مرفوعاً و موقوفاً والوقف اصح اور اس باب میں حکم مرفوع کا رکھتی ہے مخصص ٹھیرائی اور مجرد رائے تخصیص نہیں اور اس مذہب میں کسی طرح کی مخالفت اصول کی نہیں ہے۔ تفصیل اس کی فتح القدیر حاشیہ ہدایہ و بنایہ شرح ہدایہ العینی وغیرہ میں موجود ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات

محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی استفتاء کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں قریٰ
میں جمعہ واجب ہے یا نہیں اور اگر واجب نہیں ہے تو اوس کا کیا جواب ہے کہ آیہ کریمہ اذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ
فاسعوا الی ذکر اللہ مطلق ہے ہوالمصوب جواب سوال اول حنفیہ کے نزدیک جمعہ قریٰ میں واجب نہیں
اور شافعیہ وحنابلہ قائل وجوب کے ہیں بسند حدیث بخاری وغیرہ کے کہ عصر نبوی میں جواثا میں کہ ایک قریہ
تھا جمعہ قائم کیا گیا اور حنفیہ اس کو مصر کہتے ہیں اور اپنا استناد قول علی رضی اللہ عنہ کے لاجمعۃ الا فی مصر
کہ بسند صحیح مروی ہے کرتے ہیں اس وجہ سے کہ قول صحابی مالا یدرک بالرای حکم مرفوع میں ہے اور بدون
اطلاع حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے امور کو بیان کرنا ممکن نہیں عینی بنایہ شرح ہدایہ میں
لکھتے ہیں اور حافظ ابن حجر عسقلانی درایہ فی تخریج احادیث الہدایہ میں لکھتے ہیں اور عینی شرح ہدایہ میں بعد نقل
اس حدیث کے کہتے ہیں اور آیت فاسعوا الی ذکر اللہ کا اطلاق باب اسکنہ میں غیر مسلم ہے اجماعًا ورنہ
جواز جمعہ صحرا میں لازم آوے گا اور اس کا کوئی قائل نہیں ہوا پس اجماعًا یہ آیت مخصص ساتھ بعض اماکن کے ہے۔
اور تخصیص ساتھ حدیث علی مرتضےٰ کے انسب ہے اس کے بعد فتح القدیر کی عبارت مذکور بالاالقل کی ہے پس
نحن فیہ میں تخصیص اطلاق قرآن ساتھ خبر آحاد کے نہیں کی بلکہ تعیین ایک امر مبہم کی واللہ اعلم بالصواب
حررہ الراجی غفور ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی اب ان تمام عبارات
اور فتاوے سے یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ گیا کہ فقہائے احناف کے نزدیک بالاتفاق جمعہ کے لئے شہر شرط
ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں اب کسی عالم حنفی کا اس کے خلاف بیان کرنا اوس کے خود عدم تقلید مذہب
حنفی پر دال ہے جو خود در پردہ غیر مقلد ہوکر عوام مقلدین کو بہکاتا ہے کیونکہ غیر مقلدین کے نزدیک ہر جگہ حتی کہ صحرا میں بھی
جمعہ جائز ہے جو اجماع کے جیسا کہ معلوم ہوا بالکل مخالف ہے اب رہے ان کے شبہات واعتراضات تو بعض کے
جواب تو خود مذکورہ بالا سے معلوم ہوگئے اور بعض کے جواب انشاء اللہ اخیر میں تحریر کردوں گا۔ اب جاننا چاہئے کہ مصر کے
کہتے ہیں تو مصر کے معنی لغت میں شہر کے ہیں اور چونکہ شہر کے چھوٹے بڑے ہونے میں اختلاف ہوتا ہے اس لئے ہر
ایک فقہا نے اپنے اپنے زمانے کے موافق شہر کی عبارات وعلامات بیان کیں اسیوجہ سے شہر کی تعریف میں فقہا کے اقوال
میں اختلاف نظر آتا ہے ورنہ شہر کی حد حقیقی میں کوئی اختلاف نہیں یہ تمام تفاسیر برسم عام ہے
جس وقت سلطنت اسلامیہ کا غلبہ ہوا اور اکثر ممالک پر تسلط ہوا حتی کہ اکثر شہروں میں قاضی ومفتی قائم
ہوگئے اور تمام جگہ حدود وقصاص جاری ہونے لگے تو فقہا نے شہر کی تعریف میں یہ عبارات وعلامات داخل
کردیئے علی ہذا جنہوں نے اپنے اپنے زمانے کے مصر کی جو جو علامات مشاہدہ کئے تفہیم عوام کے لئے اس کے
ساتھ تعریف فرمائی کہ جب اکثر شہروں اور بڑے قصبوں میں متعدد مساجدیں تعمیر ہوگئیں اور اسلامی..
آبادی بڑھتی گئی تو بعض فقہا نے یہی حد بیان کردی کہ مالا یسع اکبر مساجدہ اہلہ المکلفین ۔
یعنی شہر وہ ہے جہاں اکبر مساجد میں وہاں کے اہل مکلف نہ سماسکیں۔ اب جس وقت کہ اسلامی
سلطنتیں مٹنے لگیں بلکہ خود ممالک اسلامیہ میں یہ کمزوری پیدا ہونے لگی کہ شہر مکہ حدود وقصاص..
جاری کرنے میں زوال آنے لگا تو متاخرین فقہانے اسی اخیر علامت شہر کو جو قائم رہ گئی ہے بجائے خود
تعریف مصر میں داخل کرکے اسی پر فتویٰ دے دیا چنانچہ میں مختلف فتاوے سے باقی اختلافات
کو چھوڑ کر صرف مفتی بہ قول نقل کرتا ہوں فتاوے مولوی عبد الحی صاحب لکھنوی جلد اول صفحہ ۱۲۵ میں

ہے استفتا کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ تعریف صحیح مصر کی کیا ہے اگر
یہ ہے کہ اوس جگہ کے رہنے والوں سے اکبر مساجد بھر جاوے تو رہنے والوں میں بعض لوگ ایسے ہیں کہ ان پر
جمعہ واجب نہیں مثل صبی ومرأۃ اور اعمی وکافر وغیرہ کے اون لوگوں کا اعتبار ہوگا یا نہیں بینوا بالتفصیل
بحوالۃ الکتب توجروا من اللہ الجلیل نعم الثواب ھوالمصوب. مصر کی تعریف میں فقہا کا اختلاف
واقع ہے اور مختار اکثر فقہا اور مفتی بہ نزدیک جمہور اور متاخرین کے تعریف مصر میں یہی ہے کہ اوس
جگہ کے رہنے والوں کو اکبر مساجد اوس جگہ کی کافی نہو اور مراد اون لوگوں سے وہ لوگ ہیں جن پر جمعہ
فرض ہے اور صبی اور کافر وغیرہ جو مکلف جمعہ کے ساتھ نہیں ہے خارج از بحث ہیں ہرچند شرح مختصر وقایہ
میں لکھتے ہیں۔ اس کے بعد مختلف روائتیں اور اقوال نقل کرکے لکھا ہے اور تنویر الابصار اور درمختار میں ہے اور بحر الرائق
میں ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ... ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی اور
امام ابو یوسف کی روایت میں ہے کہ شہر وہ جگہ ہے جس میں وہاں کے اتنے رہنے والے ہوں کہ اون کی بڑی
مسجد میں نہ سما دیں ہدایہ میں ہے بلخی یہی مختار ہے اور اسی پر اکثر مشائخ نے فتویٰ دیا ہے جب انہوں نے اہل زماں
اور حاکموں کا فساد دیکھا آگے چلکر لکھتے ہیں یعنی ہمارے مذہب میں فتوے کے قابل بلخی کے مختار روایت نقل کرتے
ہیں اور درمختار صفحہ ۸۳۵ میں ہے یعنی شہر وہ ہے کہ اون کی بڑی مسجد میں وہاں کے مکلفین بالجمعہ سمانہ سکیں
اور اسی پر اکثر فقہا کا فتویٰ ہے احکام میں سستی ظاہر ہونے کے سبب سے اور شرح وقایہ صفحہ ۱۸۹ میں ہے یعنی شہر وہ ہے
جہاں سب سے بڑی مسجد میں اہل شہر نہ سما سکیں اور ابو یوسف سے مروی ہے کہ شہر وہ ہے جہاں کی بڑی مسجد میں صلوات
خمسہ کے لئے وہاں کے لوگ اگر جمع ہوں تو نہ سما سکیں اور اسی پر اکثر فقہا کا فتویٰ ہے اور ابو شجاع نے کہا کہ اس
باب میں جو کہا گیا سب سے یہ بہت اچھا ہے اور ولوجیہ میں ہے کہ یہی صحیح ہے اور رد المختار جلد اول صفحہ ۸۳۶ میں ہے
یعنی قہستانی سے مروی ہے کہ قصبے اور بڑے گاؤں جن میں بازار ہوں جمعہ فرض ادا ہو جائے گا اور کبیر صفحہ ۵۱۲ میں
ہے یعنی شہروں اور قصبوں میں جواز جمعہ میں کچھ شک نہیں ہے اس سے ثابت ہوا کہ قصبہ اور بڑے گاؤں میں جمعہ ادا ہو جاتا
ہے کیونکہ وہ بھی شہر کے حکم میں ہے اور عرف عام اور عرف سرکار جہاں دو تین ہزار آدمی کی آبادی ہو اوس کو قصبہ کہتے ہیں
تو جہاں اتنی مردم شماری ہو وہاں بھی باعتبار قصبہ ہونے کے فتاوی شامی کے موافق جمعہ جائز ہوگا اور ایسے چھوٹے گاؤں
میں جن پر عرف میں کسی طرح قصبہ کا اطلاق نہیں آتا وہاں جمعہ مذہب حنفی کے موافق بالاتفاق صحیح نہ ہوگا۔ اب
رہی دوسری شرط جمعہ کے لئے جو سلطان یا نائب سلطان کی لکھی ہے سو چونکہ عوام اور کم فہموں میں اس کے متعلق یہی کج
فہمی ہو رہی ہے لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اوس کی بھی تحقیق کتب معتبرہ سے کر دی جائے چونکہ جمعہ کے لئے جماعت
اور وقت بالاتفاق شرط ہے اور جب جمعہ ایک اعظم شعائر اسلام سے ہے اور مسلمانوں کی عید ہے تو ہر شخص
تقدیم اور تقدم میں نزاع کرے گا اور شاید یہاں تک نوبت پہونچے کہ جمعہ کا وقت فوت ہو جاوے اسی لئے فقہا
نے ادائے جمعہ کے لئے سلطان یا نائب کی شرط لگائی تاکہ تقدیم اور تقدم میں نزاع ہو اور اس نزاع میں جمعہ فوت
نہ ہو جاوے فتاوی مولوی عبد الحی صاحب جلد سوم صفحہ ۶۱ میں ہے سوال بسبب نبودن ولایت اسلام ودین دیار عالم
متورع کہ مردم اورا مرجع امور خود ہا کردہ باشند در اقامت جمعہ وخطبہ وامثال ذالک حکم قاضی دارد یا نہ جواب دارد
آگے بحر الرائق اور درمختار اور عالمگیری کی عبارت نقل کی ہے انتہا اور درمختار صفحہ ۸۳۶ میں ہے اگر مر جاوے
والی یا نہ حاضر ہو بوجہ فتنہ کے اور جس کو اقامت جمعہ کا حق ہے ایسا شخص بھی نہ پایا جاوے تو تمام لوگ اپنے لئے

ایک خطیب ضرورت کے سبب سے مقرر کریں۔ حالانکہ اوس جگہ امیر اور قاضی نہو باوجود دیگر جمعہ اون
شہروں میں بھی صحیح ہے جسپر کفار کا غلبہ ہے اور کبیرہ صفحہ ۵۱۳ میں ہے دوسری شرط جمعہ میں امام کے ہونے کے
لئے سلطان یا نائب سلطان ہے بسبب قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ جس نے جمعہ ترک کیا
اور اس کے لئے امام عادل یا جائز موجود ہو تو خدائے تعالی اوس کے متفرقات و پریشانیات کو جمع نہ کرے
اور اوس کے کام میں برکت ندے وے اس کو ابن ماجہ وغیرہ نے روایت کیا ہے سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے جمعہ کے لئے امام عادل یا جائز شرط ٹھہرائی اور مراد اس سے سلطان ہے اس واسطے کہ اوس کے تارک کے
لئے وعید فرمائی اور حسن بصری نے فرمایا چار چیزوں میں سلطان کی ضرورت ہے اور اس میں سے ایک جمعہ ہے
اور حبیب بن ثابت نے کہا کہ جمعہ امیر کے سوا نہیں ہوتا اور یہی اوزاعی کا بھی قول ہے اور ابن المقدر نے فرمایا
کہ اس طرح سنت جاری ہے کہ جمعہ کو سلطان قائم کرتا ہے یا جس کو سلطان نے جمعہ کا حکم کیا ہے اور جب یہ نہ
ہو تو وہ لوگ ظہر پڑھ لیں اور اس واسطے کہ جمعہ جماعت عظیم کے ساتھ قائم کیا جاتا ہے کیونکہ جمعہ مساجد وغیرہ
میں جماعت متفرقہ کا جامع ہوتا ہے تو کبھی تقدیم اور تقدم اور تعجیل و تاخیر میں جھگڑا واقع ہوتا ہے تو ضرور
ایسے شخص کی ضرورت ہے جس کو عام ولایت اور عمدہ بات حاصل ہوتا کہ عداوت اور فتنہ تک پہونچانے
والے جھگڑوں کو قطع کردے بلکہ اکثر اوس میں جمعہ بھی فوت ہوجاتا ہے اور اسی کے موافق سلف صحابہ اور بعد
والے عمل کرتے رہے۔ یہاں تک کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے محاصرہ میں اون کے حکم سے حضرت
علی نے جمعہ پڑھایا پھر آگے چلکر لکھا ہے یعنے پھر اگر سلطان یا نائب نہو اور لوگ ایک شخص پر مجتمع
و متفق ہوجاویں اور وہ اون کو جمعہ پڑھاوے تو وہ جائز ہے بوجہ ضرورت کے ہاں ان میں سے کسی کے
ہوئے بلا اوس کے اذن کے درست نہیں اس لئے کہ یہاں ضرورت نہیں ہے اور وہاں ضرورت تھی اور بحر الرائق
صفحہ ۱۵۵ میں ہے یعنی صحت جمعہ کے لئے سلطان اس لئے شرط ہے کہ جمعہ ایک جماعت عظیم سے ادا کیا جاتا ہے۔
اور کبھی تقدیم اور تقدم میں اور کبھی دوسرے میں نزاع واقع ہوتا ہے تو سلطان کی بوجہ اس کے کمال حکومت کی
ضرورت ہوگی پھر آگے چل کر لکھا ہے یعنی اگر وہاں نہ قاضی نہ خلیفہ ہو اور لوگ ایک شخص کے آگے کرنے پر مجتمع
ہوگئے تو ضرورت کے سبب سے جائز ہے اور فتاوی عالمگیری صفحہ ۱۴۴ میں ہے یعنی جن ملکوں پر کفار حاکم ہوں تو
مسلمانوں کو جمعہ قائم کرنا جائز ہے اور قاضی مسلمانوں کی رضامندی سے قاضی ہوسکتا ہے اور مسلمانوں پر واجب
ہے کہ مسلمان حاکم کی تلاش کرتے رہیں اسی طرح معراج الدرایہ میں ہے اور قاضیخان صفحہ ۵۸ میں ہے اور اگر اوس جگہ
قاضی اور خلیفہ موجود نہو اور لوگ ایک شخص کے مقدم کرنے پر راضی ہوگئے تو بسبب ضرورت کے جائز ہے ان عبارتوں
سے معلوم ہوگیا کہ سلطان کی شرط صرف بوجہ نزاع کے ہے اور جب حاکم مسلمان نہو تو اگر سب لوگ کسی ایک شخص پر راضی
ہوکر اوس کو اپنا امام بنا دیویں اور اوس میں کوئی نزاع واقع نہو تو اس سے ضرور جمعہ درست ہوجاوے گا۔ تو اب ثابت ہوگیا
کہ اس ملک ہندوستان میں بھی باوجود سلطان نہونے کے تمام شہروں اور قصبوں میں حنفی مذہب میں جمعہ درست ہے۔
البتہ چھوٹے گاؤں میں جائز نہیں اس میں کسی کا اختلاف نہیں اور درمختار صفحہ ۵۴۲ میں ہے یعنی جب یہ لوگ نہوں
تو بوجہ ضرورت کے جائز ہے اور در المختار میں ہے یعنی اگر والی کافر ہو تو مسلمانوں کو جائز ہے جمعہ قائم کرنا
اور مسلمانوں کی رضامندی سے قاضی مقرر ہوجاوے گا۔ اور اس موقع پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مسئلہ احتیاط الظہر
اور تعدد جمعہ کی بھی تحقیق کردی جاوے کبیری صفحہ ۵۱۲ میں ہے یعنی تعدد جمعہ اور مصر کی تعریف میں اختلاف ہونیکے

سبب سے فقہاء نے کہا کہ جس جگہ جواز جمعہ میں شک واقع ہو تو ضرور ہے کہ چار رکعت نماز پڑھ لیوے اور ظہر کی نیت کرے تاکہ اگر جمعہ اپنے موقع پر نہ واقع ہوا ہو تو وقتیہ فرض اسکے ذمہ سے یقیناً نکل جاوے گا اسی طرح کافی میں ہے فتاوے حجیہ میں ہے کہ یہ احتیاط الظہر بڑے گاؤں میں ہے لیکن شہر والوں میں تو جواز جمعہ میں کوئی شک نہیں ہے تو فرض ظہر کی اعادہ کی بھی ضرورت نہیں پھر آگے چل کر صفحہ ۱۳ میں ہے یہ ضرور ہے کہ جو بعد جمعہ کے چار رکعت ظہر کی نیت سے پڑھی جاتی ہے ہمارے ملکوں میں اوس میں بعد فاتحہ کے سورۃ بھی پڑھے اور بحر الرائق صفحہ ۱۴۴ میں ہے یعنی ایک شہر میں مواضع کثیرہ میں جمعہ صحیح ہے۔ اور یہی قول امام صاحب اور محمد کا ہے اور یہی صحیح تر ہے آگے چل کر لکھا ہے اور امام سرخسی نے ذکر کیا کہ صحیح مذہب حنفیہ سے یہ ہے کہ ایک شہر میں دو مسجد یا اکثر میں جمعہ قائم کرنا جائز ہے اور اسی کو ہم لیتے ہیں اور صفحہ ۱۵۳ میں۔ ہے اور جب انسان پر شہریت مشتبہ ہوجاوے تو ضرور ہے کہ بعد جمعہ کے چار رکعت پڑھے اور نیت کرے آخر ظہر کی کہ میں نے وقت اس کا پایا اور اب تک ادا نہ کیا تو اگر جمعہ صحیح نہ ہوگا تو اس کی ظہر واقع ہوگی ورنہ نفل ہوجاوے گی اور فتح القدیر صفحہ ۲۵۸ میں ہے جب انسان پر شہر ہونا مشتبہ ہوجاوے تو لائق ہے کہ بعد جمعہ کے چار رکعت نماز پڑھے اور نیت کرے آخر فرض کی کہ میں نے اوس کا وقت پایا اور اب تک ادا نہ کی تو اگر جمعہ صحیح نہ ہوگا تو ظہر ہوجاوے گی ورنہ نفل ہوگی۔ اور فتاوی عالمگیری صفحہ ۱۴۳ میں ہے اور ایک شہر میں بہت سی جگہ جمعہ ادا ہوسکتا ہے یہی قول امام صاحب اور امام محمد کا ہے اور یہی زیادہ صحیح ہے۔ اور امام سرخسی نے ذکر کیا کہ امام صاحب کے مذہب سے یہی صحیح ہے اور اسی کو ہم لیتے ہیں اور اسی طرح بحر الرائق میں ہے پھر جس جگہ جواز جمعہ میں شک واقع ہو شہر وغیرہ میں شک ہونے کی وجہ سے اور وہاں کے لوگ جمعہ قائم کریں تو لائق ہے کہ بعد جمعہ کے چار رکعت نماز ظہر کی نیت سے پڑھ لے وے تاکہ اگر جمعہ ادا نہ ہوگا تو فرض وقتیہ کے ذمہ سے تو خارج ہوجاوے گا۔ اور اسی طرح کافی اور محیط میں ہے پھر انہوں نے اوس کی نیت میں اختلاف کیا ہے تو کہا گیا ہے کہ آخر ظہر کی جو اوس کے ذمہ ہے ادا نہ نیت کرے احتیاط یہ ہے کہ کہوے کہ میں نے آخر ظہر کی نیت کی جس کا وقت پایا اور اب تک ادا نہیں کی اسی طرح قنیہ میں ہے فتاوے آہو میں ہے کہ ہمارے ملکوں میں جو چار رکعت بعد جمعہ کے پڑھی جاتی ہے لائق ہے کہ اس میں فاتحہ اور سورۃ پڑھے اسی طرح تاتارخانیہ میں ہے۔ اور رسائل الارکان صفحہ ۱۱۸ میں ہے اور مریض وغیرہ معذوروں کو جمعہ کے دن ظہر جماعت سے پڑھنا مکروہ ہے اور گاؤں والوں کو ظہر کی جماعت میں کچھ حرج نہیں اس واسطے کہ جمعہ شہر میں جماعتوں کا جامع ہے تو اگر معذور لوگ ظہر جماعت سے پڑھیں گے تو کبھی دوسرے لوگ بھی اون کے ساتھ شامل ہوجاویں گے تو جمعہ کی جماعت میں خلل واقع ہوگا پھر آگے چل کر لکھا ہے اور امام محمد نے کہا اور اسی کو امام صاحب سے بھی روایت کیا ہے اور یہی روایت مختار ہے اور اسی پر فتوی ہے کہ مطلقاً دو یا زیادہ متعدد جمعہ جائز ہے اور مجموع الفتاوی صفحہ ۳۳۸ میں ہے **استفتا** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جمعہ کے روز بعد فرض کے چار[۲] رکعت آخری ظہر اس نیت سے پڑھے کہ یہ چار رکعت بھی فرض ہے اور جو کوئی اوس کے پڑھنے کو منع کرے یا فرض کہنے کو منع کرے تو اس منع کرنے والے کو گدھا اور گمراہ اور لامذہب کہے تو اس کے لئے کچھ گناہ ہے یا نہیں بینوا توجروا ہو المصوب اگرچہ اس مسئلے میں جواز و عدم جواز میں چار رکعت آخری ظہر کے علما کا بہت سا اختلاف ہے لیکن صاحب رد المختار نے بعد رد و قدح بہت

کے پڑھنا آخری ظہر کا خوب تحقیق سے ثابت کیا ہے بلکہ وقت ثابت ہونے شک واشتباہ جمعہ کے صحیح ہونے میں واجب لکھا ہے جیسا کہ کہا اور واجب عمل میں حکم فرض کا رکھتا ہے اور اطلاق فرض کا بھی اوس پر صحیح ہے جیسا کہ وتر کی نماز عمل میں فرض ہے اور اعتقاد میں واجب کہا صاحب مذکور نے تو اس راہ سے اگر ان چار رکعت واجب کو بھی فرض کہے اور فرض کی نیت سے پڑھے تو درست ہے اور منع کرنا درست نہیں ہاں فرض علمی اور عملی جانے تو منع کرنے والے کو گدھا اور گمراہ اور لامذہب کہنا درست نہیں کما لا یخفیٰ اور چونکہ نیت بھی آخری ظہر کی عوام الناس بلکہ بعض خواص بھی بہت اختلاف کرتے ہیں اس واسطے لکھتا ہوں کہ حق یہ ہے کہ فرض کی نیت سے ادا کرے تا جمعہ صحیح ہونے کی صورت میں ظہر کے فرض سے خلاصی پاوے اور یہی مقتضا دلیلوں کا ہے جو اوس میں لکھا ہے بلکہ تصریح لفظ فرض کی بھی اوس نے فتح سے نقل کی ہے جیسا کہ کہا پس حاصل یہ ہے کہ جس جگہ جمعہ کے صحیح ہونے میں شک واقع ہوئے جیسا اکثر دیہات وقریہ میں بنگالہ کے اوس میں کوئی تعریف مصر کی بخوبی نہیں پائی جاتی ہے اور بے ضرورت کے ایک ایک بستی میں دو تین جگہ خالی ضد یا دل سے جمعہ پڑھتے ہیں تو وہاں آخری ظہر چار رکعت پڑھنا واجب ہے اور نیت فرض کی بھی کیا چاہئے تاکہ فرض سے ظہر کے خلاصی پاوے اور بہتر یہ ہے کہ بعد فرض جمعہ کے دس رکعت نماز اس ترتیب سے پڑھے کہ چار رکعت سنت بعد الجمعہ کے پھر چار رکعت فرض آخری ظہر کے پھر دو رکعت سنت اس وقت کو ادا کرے تاکہ ظہر پورا پورا بلا کم وکاست ادا ہو جاوے اور ہر ایک چار رکعت میں آخری ظہر کے سورہ فاتحہ کے ساتھ کوئی سورہ بھی ملاوے کیونکہ اگر یہ فرض میں داخل ہوئی تو ختم سورہ سے ہرج نہیں وگرنہ نفل بے سورہ کے درست نہوگا جیسا کہ اوس کی رد المحتار میں تصریح کی ہے حرره الراجی الی اللہ الصمد محمد عبد الحلیم انعام الدین احمد عفی عنہ عبد الکریم وتجاوز عن سیئاتہ بفضلہ العمیم الجواب صحیح والمجیب نجیح حرره الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز عن ذنبہ الجلی والخفی ،

ان عبارات اور فتاوے سے یہ بات معلوم ہوئی کہ بنا بر صحیح مذہب کے تعدد جمع جائز ہے اور شہر اور قصبات میں بلاشبہ جمعہ درست ہے وہاں احتیاط الظہر پڑھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہاں جس قریہ پر باعتبار مفتی بہ قول فقہا کے مصر کا اطلاق ہونے میں شک واقع ہو وہاں بعد جمعہ کے ظہر احتیاطاً فرادی فرادی بلا جماعت پڑھے اور جس گاؤں پر کسی طرح بھی مصر کی تعریف صادق نہ آتی ہو وہاں جمعہ نہ پڑھنا چاہئے اور ظہر باجماعت ادا کرنے تاہم اگر وہاں کے لوگ اپنی قدیمی رسم سے جمعہ نہ چھوڑیں تو بعد جمعہ کے ظہر باجماعت ضرور ادا کریں تاکہ عہدہ فرض وقت سے سبکدوش ہو جائیں اب احتیاط الظہر میں دو شبہے باقی رہ گئے اوس کا جواب دینا ضرور ہے پہلا شبہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ احتیاط الظہر ثابت نہیں اور حدیث شریف میں آیا ہے من احدث فی امرنا ہذا ما لیس فیہ فہو رد۔ پھر احتیاط الظہر کیسے جائز ہو گا چہ جائیکہ واجب ہو اس کا جواب یہ ہے کہ جب ادلہ میں خلل واقع ہو اگرچہ اوس میں کی ایک دلیل کمزور بھی ہو تو جمع کرنا درمیان ادلہ کے اور ہر ایک کے مقتضیات پر احتیاطاً عمل کرنا مشروع اور مسنون ہے جیسا کہ صحاح میں مروی ہے کہ جب سعد بن ابی وقاص اور عبد بن زمعہ نے زمعہ کی لونڈی کے بچہ پر نزاع کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باعتبار قاعدہ شرعیہ الولد للفراش اوس بچہ کو زمعہ کا قرار دیا مگر بوجہ مشابہت عتبہ بن ابی وقاص کے آپ نے اپنی زوجہ مطہرہ سودہ بنت زمعہ کو اوس سے حجاب کرنے کا حکم فرمایا تو اسی کے مثل ظہر احتیاطی کا حکم ہے تو جب ظہر احتیاطی کی اصل سنت سے نکل آئی تو اوس کا پڑھنا حدیث مذکور کے خلاف نہ ہوگا اور اس سے زیادہ ظاہر یہ ہے کہ جب مقدور رکعات میں شک واقع ہو تو عقل پر بنا کا حکم ہے۔

دوسرا شبہ یہ ہے کہ اس قسم احتیاط الظہر کا حکم امام صاحب سے بھی منقول ہے یا نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ:۔

امام صاحب ماء مشکوک کے وقت میں جمع بین الوضو والتیمم کا حکم دیتے ہیں تو گویا یہ احتیاط الظہر میں امام صاحب کے قواعد سے ماخوذ ہوا اور حسب تصریح فقہا یہ بھی معناً آپ کی طرف منتسب ہوگا اور صریحاً منقول ....

نہونا کچھ نقصان نہیں اس لئے کہ اس وقت شروط جمعہ میں شک واقع نہ ہوا تھا اس لئے اس کی ضرورت نہ ہوئی۔

ماہ محرم کی فضیلت

قال اللہ عزوجل ان عدۃ الشھور عند اللہ اثنا عشر شھرا فی کتاب اللہ یوم خلق السموات والارض منھا اربعۃ حرام ذالک الدین القیم فلا تظلموا فیھن انفسکم۔ اللہ سبحانہ تعالے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالے کے نزدیک مہینوں کی گنتی کتاب اللہ میں بارہ مہینوں کی ہے جس روز سے اس نے آسمان وزمین پیدا کئے ان میں سے چار مہینے حرمت وعزت کے ہیں۔ یہی مضبوط دین ہے تو ان مہینوں میں (خصوصًا) تم اپنے نفسوں پر ظلم مت کرو۔ ترمذی نے بسند حسن غریب طلحہ بن عبید اللہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب چاند دیکھتے تو فرماتے تھے اللھم اھلہ علینا بالامن والایمان والسلامۃ والسلام ربی وربک اللہ ابوداؤد نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب چاند دیکھتے تو فرماتے ہلال خیر ورشد ۳ بار آمنت بالذی خلقک (۳) بار الحمد للہ الذی ذھب بشھر کذا وجاء بشھر کذا البخاری اور مسلم نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ قریش زمانہ جاہلیت میں عاشورا کا روزہ رکھتے تھے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کے روزہ کا حکم فرمایا تھا۔ یہاں تک کہ جب رمضان فرض ہوا تو آپ نے فرمایا کہ جو چاہے اس کا روزہ رکھے۔ اور جو چاہے نہ رکھے۔

بخاری اور مسلم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو آپ نے یہود کو عاشورا کا روزہ رکھتے ہوئے دیکھا۔ تو آپ نے فرمایا یہ کیا ہے تو اونہوں نے کہا کہ یہ اچھا روز ہے کہ اس میں اللہ تعالے نے حضرت موسی علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو اُن کے دشمن (فرعون) سے نجات دی۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے اس کا روزہ رکھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ میں تم سے موسیٰ علیہ السلام کا زیادہ حقدار ہوں تو آپ نے اس کا روزہ رکھا اور اُس کے روزہ کا حکم دیا۔

مسلم نے جابر بن سمرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عاشورا کے روز حکم کرتے تھے اسی پر ہمیں برانگیختہ کرتے اور اُس کا عہد لیتے تھے۔ پھر جب رمضان فرض ہوا تو آپ نے نہ حکم کیا اور نہ اُس سے منع کیا۔ اور نہ اُس کا عہد لیا۔ بخاری اور مسلم نے عبد اللہ بن موسیٰ سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ آپ کسی دن کے روزہ کا اس طرح قصد کرتے ہوں کہ اس کی دوسرے دلو نپر فضیلف ہو بجز اس کے یوم عاشورا اور ماہ رمضان کے۔ ترمذی نے ابو قتادہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یوم عاشورا کے روزے کا میں اللہ تعالے سے امید رکھتا ہوں کہ وہ پہلے سال کا کفارا کر دے۔ ترمذی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورے کا روزہ رکھا اور اُس کے روزے کا حکم کیا تو لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس روز کی یہود اور نصاریٰ تعظیم کرتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا جب آئندہ سال ہو سکا تو انشاء اللہ تعالے میں نویں روز روزہ رکھوں گا تو آئندہ سال آنے سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی۔ رزین نے ابن عطا سے روایت کی ہے کہ اونہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چار چیز کو نہیں چھوڑتے تھے عاشورا اور ذی الحجہ کے دس روز کے روزے (مراد نو روزہ ہے) اور ہر مہینے میں تین روز (ایام بیض) اور فجر سے پہلے دو رکعت (سنت) مسلم اور ابوداؤد نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ فرض کے

بعد کون سی نماز ایسی افضل ہے تو آپ نے فرمایا کہ شب کی نماز (تہجد) اور ماہ رمضان کے بعد کون سے روزے افضل ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ اللہ کے مہینے محرم کے روزے ترمذی نے حضرت علی رضی اللہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اگر تم ماہ رمضان کے بعد روزہ رکھنا چاہو تو ماہ محرم کا روزہ رکھو اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے۔ اُس میں ایک ایسا روزہ ہے کہ اُس میں اللہ نے ایک قوم کی توبہ قبول کی اور اُس میں دوسرے کی بھی توبہ قبول کریگا۔ امام احمد نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یوم عاشورا کا روزہ رکھو۔ اور اُس میں یہود کی مخالفت کرو۔ اور اُس سے ایک روز پہلے اور ایک روز بعد میں روزہ رکھو اور اُس روز میں انبیا علیہم السلام روزہ رکھتے تھے۔ تو تم بھی اُس کا روزہ رکھو اور حاکم اور بیہقی اور دیلمی نے روایت کی ہے کہ جو عاشورا کو سرمہ اثمد لگا دے تو اس کی آنکھ کبھی آشوب نہیں کریگی۔ پھر کہا کہ یہ حدیث منکر ہے اس لئے ابن جوزی اُس کو موضوعات میں لائے ہیں۔ حافظ اسلام زین العراق نے اپنی امالی میں بیہقی سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو عاشورا کے روز اپنے اہل وعیال پر وسعت کرے تو اللہ تعالیٰ اُس پر تمام سال وسعت کریگا۔ پھر اُس کے بعد کہا کہ اس حدیث کی سند میں ضعف ہے۔ لیکن ابن حبان کی رائے پر یہ حدیث حسن ہے اور ابن حبان کے طریق کی حافظ ابو الفضل محمد بن ناصر نے تصحیح کی ہے۔ ہاں اُس میں دوسری زیادتی منکر ہے اور بیہقی کے کلام سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ توسع کی حدیث ابن حبان کے سوا دوسروں کی رائے پر بھی حسن ہے اس لئے کہ اُس نے صحابہ کی ایک جماعت سے اس حدیث کو کئی طریقوں سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ پھر کہا یہ سندیں اگرچہ ضعیف ہیں لیکن تعدد طرق سے اسمیں قوت پیدا ہو گئی۔ اور جو ابن تیمیہ نے اس حدیث کا انکار کیا ہے یہ اُس کا وہم ہے اور امام احمد کے قول غیر صحیح سے مراد صحیح لذاتہ ہے اس سے حسن لغیرہ کی نفی نہیں ہوتی اور حسن لغیرہ سے حجت پکڑ سکتے ہیں۔ جیسا کہ علم حدیث میں بیان کیا گیا ہے طبرانی اور بیہقی نے ابو سعید سے اور نیز بیہقی نے جابر اور ابو ہریرہ سے اور ابو الشیخ نے ابن مسعود سے وسعت کی حدیث روایت کی ہے مگر سب کی سندیں ضعیف ہیں۔ لیکن بعض کو بعض کے ساتھ ملنے سے قوت حاصل ہو جاویگی۔ بلکہ عراقی نے اپنے امالی میں کہا ہے کہ ابو ہریرہ کی حدیث کے بعض طرق کی حافظ ابن ناصر نے تصحیح کی ہے۔ اور ابن جوزی نے سلیمان بن ابو عبید اللہ کے طریق سے اُس کو موضوعات میں ذکر کیا ہے اور کہا کہ سلیمان مجہول ہے مگر ابن حبان نے اُس کو ثقات میں ذکر کیا ہے اور ابن حبان کی رائے پر یہ حدیث حسن ہے بلکہ ابن حبان نے کہا کہ اس کا دوسرا طریق جو ابن عبد اللہ نے استیعاب میں ابو زبیر کی جابر سے تخریج کی ہے وہ علی شرط مسلم ہے اور یہ سب طریق سے اصح ہے۔ اور نیز دارقطنی نے افراد میں اس کو بسند جید حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے موقوف روایت کیا ہے اور ابن جوزی نے حدیث ابن مسعود کی راوی ہیصم بن شداخ کے مجہول ہونے میں جو عقیل کے قول پر اعتماد کیا ہے تو وہ مجہول نہیں ہے اس لئے کہ اُس کو ابن حبان نے ثقات وضعفا میں ذکر کیا ہے۔ اور اول محرم کے نو روزہ کی فضیلت میں ابو نعیم نے انس سے جو حدیث روایت کی ہے اُس کو شیخ امام حافظ علی بن محمد بن العراق نے تنزیہ الشریعہ فی احادیث الموضوعہ میں نقل کرکے کہا ہے کہ اُس میں موسیٰ طویل آفت ہے۔ اور دوسری حدیثیں جو یوم عاشورا کے روزے کی فضیلت ساٹھ برس کے برابر اور دس ہزار فرشتے اور دس ہزار حاجی اور عمرہ کرنے والے اور دس ہزار شہید اور ساتوں آسمان کا اجر اور یوم عاشورا میں بھوکے کو کھلانا گویا تمام فقراء اُمت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کھلایا اور یوم عاشورا میں یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنا اُس کے ہر ایک بال کے برابر جنت میں درجہ بلند ہونا اور آسمان اور زمین اور قلم ولوح اور حضرت جبرئیل

اور حضرت آدم اور حضرت ابراہیم علیہم السلام کا یوم عاشورا میں پیدا ہونا اور اسی روز میں اُن کا آگ سے نجات پانا اور اُس روز میں اسمٰعیل علیہ السلام کا فدیہ ہونا اور فرعون کا غرق ہونا اور ادریس علیہ السلام کا آسمان پر اُٹھایا جانا اور آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہونا اور داؤد علیہ السلام کا گناہ معاف ہونا اور اللہ کا عرش پر مستوی ہونا اور اس روز میں قیامت قائم ہونا یہ سب موضوع ہے۔ اس کو ابن جوزی نے ابن عباس سے روایت کی ہے اس میں حبیب بن حبیب آفت ہے اسی طرح جو دوسری حدیث میں اس سے زیادہ اسی روز میں حضرت نوح علیہ السلام کا کشتی سے نکلنا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل ہونا اور یوسف علیہ السلام کا قید سے نکلنا اور یعقوب علیہ السلام کی بینائی کا لوٹنا اور ایوب علیہ السلام سے بلا کا دفع ہونا اور یونس علیہ السلام کا مچھلی سے نکلنا اور دریا کا بنی اسرائیل کے لئے پھٹنا۔ اور رسول اللہ کا گناہ ماتقدم و ماتاخر کا معاف ہونا اور قوم یونس علیہ السلام کی توبہ قبول ہونا اور اُس دن کا روزہ چالیس برس کا کفارہ ہونا اور دنیا میں اول روز عاشورہ ہونا اور اُس روز پہلی بارش ہونا اور اُس کا روزہ صوم دہر ہونا۔ اور اُس روز انبیا علیہ السلام کا روزہ ہونا۔ اور شب عاشورا کا زندہ کرنا گویا ساتوں آسمانوں کی عبادت کے برابر ہونا اور چار رکعت پڑھنا ہر ایک رکعت میں بعد الحمد کے پچاس پچاس بار اخلاص پڑھنا اُس کے پچاس گذشتہ سال اور پچاس آئندہ سال کے گناہوں کا معاف ہونا اور اُس کے لئے ملاء اعلیٰ میں نور کے ہزار منبر بننا اور ایک گھونٹ پانی پلانا گویا اُس نے ایک پلک خدا کی نافرمانی نہیں کی۔ اور ایک غریب گھر والوں کا پیٹ بھرنا۔ چمکن بجلی کی طرح پل صراط سے پار ہونا اور صدقہ کرنا۔ گویا اُس نے کوئی سائل رد نہیں کیا اور اُس روز غسل کرنے سے کبھی بیمار نہ ہونا اور سرمہ لگانے سے پوری سال آنکھ آشوب نکرنا۔ اور یتیم کے سر پر ہاتھ پھرانا گویا تمام اولاد آدم کے یتیموں سے احسان کرنا اور مریض کی عیادت کرنا گویا تمام اولاد آدم کی اعادت کرنا۔ ان سب کو ابن جوزی نے موضوعات میں ذکر کیا ہے۔ اگرچہ اُس کے راوی ثقات ہیں مگر بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ بعضے متاخرین نے اُس کو وضع کرکے یہ سند لگادی باقی اُس روز میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت واقع آپ کے لئے باعث رفع درجات اور ہمارے لئے مصیبت عظمیٰ ہے۔ ہمیں اُس روز امتثالاً لامر اللہ وانا الیہ راجعون پڑھنا چاہیئے۔ تاکہ ہم خدا تعالےٰ کے وعدہ اولئك علیهم صلوات من ربهم ورحمة واولئك هم المهتدون میں داخل ہو جائیں۔ اس کے علاوہ اہل شیعہ کی طرح اُس میں بدعتوں مثل گریہ و نوحہ اور پیٹنے اور پھٹے کپڑے پہننا۔ وغیرہ سے بچنا چاہیئے اس لئے کہ اگر یہ عبادت ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا روز اُس سے زیادہ غم و رنج کرنے کا مستحق ہے اور اہل خوارج کی طرح اُس روز خوشی کرنا جیسے سرمہ لگانا۔ اور نئے کپڑے پہننا اور مختلف غلہ پکانا وغیرہ بدعات سے بھی بچنا چاہیئے۔ اس لئے کہ اس بارے میں کوئی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور صحابہ سے اور ائمہ اربعہ وغیرہم سے منقول نہیں ہے۔

صرف اُس روز روزہ رکھنا صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ اور حدیث وسعت کی اصل ہے اگرچہ ضعیف اور تعدد طرق سے درجہ حسن کو پہونچ گئی ہے۔ باقی سب بے اصل ہے جیسا کہ اوپر معلوم ہوا۔ ہاں امام حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ حدیثیں مروی ہیں۔ جیسا کہ ابن سعد نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو جبرئیل علیہ السلام نے خبر دی کہ حسین فرات کے کنارے قتل کئے جائیں گے۔

ابن سعد اور طبرانی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد میرے فرزند حسین زمین طف (یعنی کوفہ کے نزدیک ایک جگہ کا نام ہے) میں قتل کئے جائیں گے۔ اور مجھ کو

اس کی مٹی لادی ہے اور مجھکو خبر دی ہے کہ وہاں اُن کا مرقد ہوگا۔ ابوداؤد اور حاکم نے ام فضل سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میرے اس فرزند حسین کو قتل کریگی۔ اور مجھکو وہاں کی سرخ مٹی لادی ہے ابن سعد نے ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھکو جبرئیل نے خبر دی ہے کہ میرا بیٹا زمین فرات میں قتل کیا جاویگا تو میں نے جبرئیل سے کہا کہ مجھکو اُن کے مقتل کی مٹی دکھلاؤ تو وہ اُس کو لائے بس یہ وہ مٹی ہے۔ بغوی اور ابن بکی اور باوردی اور ابن منده اور ابن عساکر نے انس بن الحارث سے روایت کی ہے کہ یہ میرا فرزند حسین زمین عراق میں قتل کیا جائیگا۔ کہ جسکو کربلا کہا جاتا ہے۔ بغوی نے کہا کہ اس کے سوا دوسرے نے اس کی روایت نہیں کی۔ اور ابن بکی نے کہا کہ اس حدیث کی اس کے سوا اور کوئی وجہ نہیں اور انس کی اس کے سوا اور کوئی روایت معلوم نہیں ہوتی۔ طبرانی میں کبیر میں حضرت عائشہ اور ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ جبرئیل ہمارے ساتھ گھر میں تھے۔ تو اونہوں نے کہا کیا آپ اُن کو دوست رکھتے ہیں تو میں نے کہا (دنیا میں تو) ہاں تو اونہوں نے کہا کہ آپ کی اُمت اُن کو ایسی زمین میں قتل کریگی جس کو کربلا کہا جاتا ہے پھر جبرئیل نے وہاں کی مٹی لاکر مجھکو دکھلائی ابن عساکر نے ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ جبرئیل نے مجھکو خبر دی کہ یہ آپ کا فرزند قتل کیا جائیگا اور اس کے قاتل پر اللہ کا غضب بہت سخت ہے۔ ابن سعد نے ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ جبرئیل نے مجھکو حسین کے جلائے قتل کی مٹی دکھلائی۔ سو اس کے خون بہانے والے پر اللہ کا غضب بہت سخت ہے سوائے عائشہ قسم اُس ذات کی کہ جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے البتہ یہ بات مجھے غمگین کرتی ہے تو میری اُمت میں ایسا کون ہے جو میرے بعد حسین کو قتل کرے گا۔ طبرانی نے عائشہ سے روایت کی ہے کہ جبرئیل نے میرے پاس آکر مجھے خبر دی کہ میری اُمت میرے بیٹے کو قتل کریگی۔ تو میں نے کہا کہ مجھکو اُس کی مٹی دکھلاؤ۔ تو مجھے سرخ مٹی دکھلائی حاکم نے زینب بنت جحش سے روایت کی ہے کہ اللہ نے میری طرف وحی کی کہ میں نے حضرت یحییٰ بن زکریا کے بدلے ستر ہزار قتل کئے۔ اور میں آپ کے لڑکے کے بدلہ ستر ستر ہزار قتل کروں گا۔ امام احمد اور ابو یعلی وابن سعد و طبرانی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جبرئیل پہلے سے میرے پاس کھڑے تھے سو کہنے لگے کہ حسین فرات کے کنارے قتل کئے جائیں گے۔ کیا آپکو وہاں کی مٹی سونگھاؤں میں نے کہا ہاں تو اپنا ہاتھ بڑھا کر ایک مٹھی مٹی لاکر مجھکو دی تو میں میری آنکھ بہلنے سے قابو نہ رکھ سکا۔ ابو عساکر نے ام سلمہ اور ام فضل سے اور ابن سعد نے عائشہ سے اور ابو یعلی نے زینب ام المومنین سے روایت کی ہے کہ گویا کہ میں چتکبرے کتے کو دیکھتا ہوں کہ میرے اہل بیت کے خون کو منہ ڈالکر پیتا ہے۔ ترمذی نے انصار کی ایک عورت سلما سے روایت کی ہے کہ میں اُم سلمہ کے پاس آئی تو وہ رو رہی تھیں۔ تو میں نے کہا کہ کیوں روتی ہو تو کہا کہ میں نے ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ کے سر اور ریش مبارک پر غبار ہے تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا حال ہے تو فرمایا کہ میں ابھی حسین کے قتل میں گیا تھا۔ بخاری نے انس سے روایت کی ہے کہ عبید اللہ بن زیاد کے پاس (امام) حسین کا سر لاکر طشت میں رکھا گیا۔ تو لکڑی سے اُس کو کریدنے لگا اور اُس نے آپ کے حسن کے بارے میں کچھ کہا تو میں نے کہا واللہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے زیادہ مشابہ ہیں اور آپ وسمہ کا خضاب کئے ہوئے تھے۔

ترمذی نے انس سے روایت کی ہے کہ میں ابن زیاد کے پاس تھا کہ (امام) حسین کا سر لایا گیا۔ تو وہ چھڑی سے آپ کی ناک میں مارنے لگا اور کہنے لگا کہ میں نے اس جیسا حسین نہیں دیکھا۔ تو میں نے کہا کہ آپ بیشک رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے زیادہ مشابہ ہیں۔ ترمذی نے عمارہ بن عمر سے روایت کی ہے کہ جب عبداللہ بن زیاد اور اُس کے ساتھیوں کے سر لائے گئے تو میں مسجد کا صحن کا قصد کر کے اُن تک پہنچ گیا اور وہ لوگ یہ کہہ رہے تھے وہ آیا تو میں نے دیکھا کہ یکایک ایک سانپ آکر عبداللہ بن زیاد کے نتھنے میں گھس گیا۔ پھر تھوڑی دیر ٹھہر کر پھر نکل کر چلا گیا۔ یہاں تک کہ غائب ہو گیا۔ پھر اونہوں نے کہا کہ وہ آیا پھر اُس نے اسی طرح دو یا تین مرتبہ کیا۔ سیوطی نے تاریخ الخلفاء اور بیہقی نے دلائل میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ میں نے دوپہر کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا پراگندہ بال غبار آلودہ اور آپ کے ہاتھ میں بوتل ہے کہ اُس میں خون ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یہ کیا ہے تو فرمایا یہ حسین اور اُن کے ساتھیوں کا خون ہے آج میں اس کو لیتا رہا سو میں نے اُس روز کو گن رکھا۔ تو اُس روز اُن کو مقتول پایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ابو نعیم نے دلائل میں ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ میں نے جنوں سے سنا کہ وہ امام حسین (رضی اللہ عنہ) پر نوحہ کرتے تھے۔ ابو یعلی نے بسند ضعیف ابو عبیدہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمت ہمیشہ انصاف کے ساتھ قائم رہے گی۔ یہاں تک کہ بنی امیہ میں سے پہلا شخص اُس میں رخنہ ڈالے گا جس کو یزید کہا جاتا ہے اور رویانی نے اپنی مسند میں ابو درداء سے روایت کی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اُمیہ میں سے ایک پہلا شخص میرے طریقے کو بدل ڈالے گا۔ جسے یزید کہا جاتا ہے۔ اور چونکہ امام حسن اور حسین رضی اللہ عنہما دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے فرزند ہیں لہذا دونوں کے فضائل و شہادت کا مختصر ذکر کرتا ہوں۔

امام احمد اور طبرانی نے کبیر میں اور دارقطنی نے افراد میں اور حاکم و بیہقی وابن عساکر نے حضرت علی سے روایت کی ہے کہ جب امام حسن پیدا ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف لا کر فرمایا کہ مجھکو میرا فرزند دکھلاؤ۔ تم نے اُس کا کیا نام رکھا ہے۔ تو میں نے عرض کیا میں نے اُس کا نام حرب رکھا ہے آپ نے فرمایا بلکہ اُس کا نام حسن ہے پھر جب امام حسین پیدا ہوئے تو حضور نے ارشاد فرمایا بلکہ وہ حسین ہے۔ پھر جب تیسرے متولد ہوئے تو حضور نے فرمایا کہ مجھکو میرا فرزند دکھلاؤ تم نے اُس کا کیا نام رکھا ہے تو میں نے کہا حرب تو آپ نے فرمایا بلکہ وہ محسن ہے۔

الحدیث نسائی نے حذیفہ سے اور ابن ماجہ نے ابن عمر سے اور طبرانی نے کبیر میں حضرت، اور جابر و براء و اسامہ و مالک نے جویرث سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حسن اور حسین جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔ اور ابن ماجہ میں اتنا زیادہ ہے کہ اُن کے والد اُن سے بہتر ہیں۔ اور حاکم اور ابن حبان میں ہے سوائے دو خالہ زاد بھائی حضرت عیسٰی بن مریم اور حضرت یحیٰی بن زکریا علیہ السلام کے ابن عساکر وغیرہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ان دونوں سے محبت رکھی اُس نے بیشک مجھ سے محبت رکھی۔ اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اُس نے مجھ سے بغض رکھا۔

بخاری نے انس سے روایت کی ہے کہ اونہوں نے کہا کہ حسین بن علی سے زیادہ کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ نہیں تھا۔ اور ترمذی نے بسند صحیح حضرت علی سے روایت کی ہے کہ امام حسن سینے سے سر تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مشابہ تھے۔ اور امام حسین اُس سے نیچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مشابہ ہیں۔ اور امام حسن کی وفات ۴۹ھ شروع ربیع الاول یا اخیر صفر میں ہوئی ہے اور آپ کو آپ کی زوجہ جعدہ بنت اشعث بن قیس نے یزید کے بہکانے سے زہر دیا۔ اور اس پر یزید نے اُس سے نکاح کرنے کا اقرار کیا تھا۔ تو حضرت امام حسن نے چالیس روز بیمار رہ کر شہادت پائی۔ پھر جعدہ نے یزید سے اپنے عہد کا ایفا چاہا تو اُس نے کہا کہ میں تجھے

امام حسن کیلئے پسند نہیں کرتا تھا تو اپنے لئے کس طرح پسند کروں تو وہ خسر الدنیا والاخرہ سے ہوگئی اور آپ کے دستوں میں آنتیں کٹ کٹ کر گرنے لگیں۔ اور آپ کی وفات کے وقت امام حسین نے آکر فرمایا اے میرے بھائی آپ کے ساتھ یہ کس نے حرکت کی تو فرمایا کیا تم اُس کو قتل کرنا چاہتے ہو کہا ہاں۔ فرمایا جو میرے گمان میں ہے اگر اُس نے یہ کام کیا تو اللہ تعالےٰ انتقام لینے والا ہے اور جسپر میرا گمان ہے وہ حقیقت میں نہیں ہے تو میں نہیں چاہتا کہ ایک بیگناہ کو تم قتل کرو۔ پھر فرمایا مجھکو کئی بار زہر دیا گیا مگر اس وقت بہت سخت ہے اور آپ کی عمر ساڑھے پینتالیس سال میں کچھ دن کم ہے۔ اور آپ کی ولادت پندرہویں شعبان ۳ھ میں ہے اور بعض روایت میں رمضان ہے واللہ عالم۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا ذکر

جب یزید ۶۰ھ ماہ رجب میں تخت نشین دمشق ہوا تو اُس نے سب ملکوں میں اپنی بیعت کیلئے لکھا اور مدینہ کے عامل ولید بن عقبہ کو بھی امام حسین علیہ السلام سے بیعت لینے کے لئے لکھا تو چونکہ یزید فاسق شرابی ظالم تھا لہذا امام حسین نے اُس کی بیعت سے انکار کیا اور امام حسین ۴ ماہ رمضان کو روانہ ہو کر مکہ میں آکر ٹھہرے جب اہل کوفہ کو یہ خبر پہنچی تو ایک بڑی جماعت نے متفق ہو کر امام حسین کو اپنے ہاں بلانے کے لئے لکھا۔ بہت سے خطوط لکھے۔ کہ آپ ہمارے ہاں تشریف لادیں ہم آپ کی جان ومال سے امداد کریں گے یہاں تک کہ تمام جماعت کی طرف سے تقریباً ڈیڑھ سو خطوط پہونچے۔ تو بیشتر مجبوراً امام حسین نے اپنے چچیرے بھائی مسلم بن عقیل کو وہاں روانہ کیا اور اُن کی حمایت کی تاکید کی۔ جب مسلم کوفہ پہونچے تو مختار بن عبید کے مکان میں فروکش ہوئے۔ اور بارہ ہزار سے زیادہ لوگوں نے مسلم کے ہاتھ پر امام حسین سے بیعت کی اور یزید کی طرف سے والی کوفہ نعمان بن بشیر کو اس کی اطلاع ہوئی تو چونکہ یہ صحابی تھے لہذا اونہوں نے لوگوں سے زیادہ تعرض نکیا۔ تو مسلم بن یزید حضرمی اور عمارہ بن ولید بن عقبہ نے مسلم کی خبر اور اہل کوفہ کا میلان اور نعمان بن بشیر کا تغافل یزید کو لکھ بھیجا۔ تو یزید نے نعمان کو برطرف کر کے اُس کی جگہ عبید اللہ بن زیاد والی بصرہ کو کوفہ کا والی مقرر کیا۔ تو وہ بصرہ سے کوفہ میں شب کے وقت براہ صحرا اہل حجاز کے لباس میں امام حسین کی صورت میں داخل ہوا تو لوگوں نے تاریکی شب میں اُس کا سلام اور مرحبا یا ابن رسول اللہ خوش آمدید سے خوب استقبال کیا۔ تو خاموشی سے دار الامارۃ میں پہنچا۔ پھر صبح کو لوگوں کو جمع کر کے یزید کا حکمنامہ پڑھکر سنایا۔ اور سب کو یزید کی مخالفت سے خوب ڈرایا اور مسلم بن عقیل کی جماعت میں تفرقہ ڈالدیا۔ تو مسلم ہانی بن عروہ کے مکان میں چھپ گئے تو عبید اللہ نے محمد بن اشعث کو فوج لیکر ہانی کے گھر پر روانہ کیا۔ تو وہ ہانی کو گرفتار کر لایا۔ تو اُس نے ہانی اور دوسرے روساء کوفہ کو اپنے محل میں قید کر دیا۔ جب مسلم کو اس کی خبر ہوئی تو اونہوں نے اپنی جماعت کو پکارا۔ تو تقریباً چالیس ہزار آدمی جمع ہو کر محل کو گھیر لیا۔ تو عبید اللہ نے اپنے قیدی روساء کوفہ سے کہا کہ تم ان لوگوں کو سمجھا کر مسلم کی رفاقت سے پھیر دو۔ تو اُن کے سمجھانے سے سب متفرق ہو گئے۔ اور شام تک مسلم کے پاس صرف پانچسو آدمی رہ گئے۔ اور شب میں تو وہ بھی چلدیئے۔ اور مسلم تنہا رہ گئے۔ تو وہاں سے چلکر ایک عورت کے گھر آکر پانی مانگا تو اُس نے پانی پلا کر آپ کو اپنے گھر میں رکھا اُس کے بیٹے نے محمد بن اشعث کو خبر دیدی اُس نے عبید اللہ کو اطلاع دیدی سو عبید اللہ نے کوتوال عمرو بن حریث اور محمد بن اشعث کو بھیجا تو اونہوں نے مکان گھیر لیا تو مسلم نکلکر تلوار سے لڑنے لگے۔ تو محمد بن اشعث نے امن دیکر عبید اللہ کے پاس لے گیا۔ تو اُس نے اُن کی گردن کاٹ کر لوگوں کے سامنے ڈالدی

اور ہانی کو سولی دیدی اور عبید اللہ نے مسلم کے دونوں لڑکے محمد اور ابراہیم کو بھی قتل کر دیا۔ اسی روز ذی الحجہ ۳ تاریخ ۶۰ھ کو حضرت امام حسین مکہ سے کوفہ کے لئے اس لئے روانہ ہوئے کہ مسلم بن عقیل نے آپ کو تشریف آوری کا خط لکھا تھا جب آپ نکلنے لگے تو ابن عباس اور ابن عمر اور جابر اور ابو سعید اور ابو واقد نے آپ کو ہر چند روکا۔ مگر آپ نے انکار کر کے فرمایا کہ میں نے اپنے والد سے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مینڈھے کے سبب سے مکہ کی بیحرمتی ہوگی۔ تو میں وہ مینڈھا بننا نہیں چاہتا اور اپنے اہل و عیال اور خادم و غلام سب ملا کر بیاسی آدمی کے ہمراہ مکہ سے روانہ ہوئے تو راستہ ہی میں مسلم کا شہید ہونا اور اُن کی سب جماعت کا متفرق ہو جانا سنکر واپس لوٹنا چاہا تو مسلم کے بھائیوں نے کہا واللہ ہم بدلے لئے ہوئے بغیر واپس نہیں ہوں گے۔ یا شہید ہو جاویں گے۔ تو امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ پھر تمھارے بعد جینے میں کیا فائدہ اور چلنا شروع کیا۔ جب کوفہ دو منزل رہ گیا تو حر بن یزید الریاحی ابن زیاد کے ایک ہزار ہتھیار بند سواروں کے ساتھ پہونچکر امام حسین سے کہنے لگا کہ مجھکو ابن زیاد نے بھیجا ہے کہ آپ کو اُن کے پاس بغیر لے جائے نہ چھوڑوں گا۔ مگر واللہ میں خود بھی اس امر کو پسند نہیں کرتا۔ تو امام حسین نے فرمایا کہ اہل کوفہ کے بہت سے خطوط و پیام کے بعد میں یہاں آیا ہوں تم بھی اونہی میں سے ہو اگر تم اپنے اقرار پر قائم ہو تو میں وہاں چلوں ورنہ پلٹ جاؤں۔ تو حُر نے کہا واللہ مجھکو اُن خطوط کی خبر نہیں اور میں بغیر آپ کو لئے ہوئے کوفہ نہیں جا سکتا جب باہم گفتگو زیادہ ہوئی تو امام حسین کوفہ کی راہ سے پلٹ کر محرم کی دوسری تاریخ سنہ ۶۱ھ میں مقام کربلا میں اُتر کر اس جگہ کا نام دریافت کیا تو کہا گیا اسے کربلا کہتے ہیں۔ تو فرمایا یہی رنج و بلا کی جگہ ہے وہیں سب نے اپنا اسباب رکھا۔ اور حر بھی اپنے لشکر سمیت آپ کے سامنے ٹھہرا۔ پھر ابن زیاد نے امام حسین کو یزید کی بیعت کے لئے ایک خط لکھا تو آپ نے اُسے پڑ کر پھینک دیا۔ اور قاصد سے کہا میرے پاس اس کا کچھ جواب نہیں جب ابن زیاد کو اس کی خبر ہوئی تو غصہ ہو کر فوج کشی کی۔ اور رَے کے والی عمرو بن سعد کو اس کا سپہ سالار کرنا چاہا۔ تو اس نے آپ کے مقابلہ سے پہلو تہی کرنی چاہی۔ تو ابن زیاد نے اُس سے کہا یا جاؤ یا رَے کی حکومت چھوڑ کر گھر میں بیٹھ جاؤ۔ تو وہ حکومت رَے کی وجہ سے لشکر لے کر آپ کے مقابلہ کو نکلا۔ پھر ابن زیاد تھوڑا تھوڑا لشکر بھیجتا رہا۔ یہاں تک کہ بائیس ہزار سوار اور پیادہ عمرو ابن سعد کے پاس جمع ہو گئے۔ اور دریائے فرات کے کنارے اُتر کر امام حسین والوں سے پانی روکدیا اور آپ کے مقابلہ کے لئے اکثر وہی لوگ تھے جنہوں نے آپ کو خطوط لکھکر بیعت کیلئے بلوایا تھا۔ جب آپ کو اُن کے مقاتلہ کا یقین ہو گیا تو اپنے اطراف ایک خندق سی کھودکر قتال کے لئے اُس کا ایک راستہ رکھا۔ اور ابن سعد کا لشکر قتال کرنے لگا۔ اور امام حسین کے ہمراہیوں میں سے یکے بعد دیگرے شہید ہونے لگے۔ جب پچاس سے زائد شہید ہو چکے تو آپ نے پکار کر فرمایا کیا کوئی لوجہ اللہ ہماری فریاد رسی کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کو بچا وے۔ تو حر بن یزید الریاحی سوار ہو کر آپ کے روبرو حاضر ہو کر کہنے لگا۔ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند میں سب سے پہلے آپ کے مقابلہ کے لئے آیا تھا۔ اور اب میں آپ کے گروہ میں آگیا ہوں آپ مجھکو حکم کیجئے تاکہ میں آپ کی حمایت میں شہید ہو کر آپ کے نانا کی شفاعت حاصل کروں۔ یہ کہکر عمرو بن سعد کے لشکر پر حملہ کر کے خوب لڑ کر وہ اور اُن کا بھائی اور بیٹا اور غلام شہید ہو گئے۔ پھر خوب زور کی جنگ ہونے لگی۔ یہاں تک کہ آپ کے تمام ہمراہی اور آپ کے فرزند اور برادر اور چچیرے بھائی سب شہید ہو گئے۔ اور آپ تن تنہا رہ گئے۔ تو برہنہ تلوار ہاتھ میں لئے خوب قتال کرتے رہے۔ جو سامنے آتا اُسے قتل کر ڈالتے یہاں تک کہ آپ نے بہت سے قتل کئے جب آپ بہت زخمی ہو گئے اور آپ

پر ہر جانب سے تیر برسنے لگے۔ تو شمر ذی الجوشن سکونی آپ کے اہل بیت کے خیمے کے سامنے آگیا تو آپ نے پکار کر کہا اے گروہ شیطان میں تم سے لڑتا ہوں تم اہل بیت سے کیوں تعرض کرتے ہو۔ عورتیں تو تم سے نہیں لڑتیں تو شمر نے اپنے آدمیوں سے کہا عورتوں کو چھوڑ کر اسی کو لو تو وہ سب تیر و نیزے لے کر آپ پر ٹوٹ پڑے تو آپ شہید ہو کر زمین پر گر پڑے آپ کا سر مبارک نصر بن خرشہ کاٹنے لگا جب وہ نہ کاٹ سکا تو خولی بن یزید نے اتر کر کاٹا اور ایک روایت میں ہے کہ جب کسی شقی ازلی کا تیر آپ کے تالو مبارک میں لگا تو آپ گھوڑے پر سے گر پڑے۔ تو شمر نے آپ کے چہرہ مبارک پر تلوار ماری۔ اور سنان بن انس نخعی نے آپ کو نیزہ مارا۔ اور خولی بن یزید نے اتر کر آپ کا سر مبارک کاٹنا چاہا تو اس کا ہاتھ کانپنے لگا۔ تو اس کے بھائی شبل بن یزید نے اتر کر آپکا سر مبارک کاٹ کر اپنے بھائی خولی بن یزید کو دیا۔ پھر اہل بیت کے خیمے میں گھس کر بنی ہاشم کے ۱۲ لڑکے اور سب عورتوں کو قید کر لیا۔ اور عمرو بن سعد اور شمر نے سواروں کو حکم دیا تو انہوں نے اپنی لاش مبارک کو روندا۔ اور آپ کے سر مبارک کو شیر بن مالک اور خولی بن یزید کے ہمراہ ابن زیاد کے پاس بھیجدیا اور امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حضرت علی کے پانچوں فرزند عباس اور عثمان اور محمد اور عبداللہ اور جعفر شہید ہوئے۔ اور امام حسن کے چار فرزند قاسم اور عبداللہ اور عمر اور ابو بکر شہید ہوئے۔ اور خود آپ کے دو صاحبزادے ایک علی اکبر آپ کے روبرو خوب لڑ کر شہید ہوئے اور دوسرے چھوٹے صاحبزادے عبداللہ آپ کی گود مبارک میں کسی بدبخت کے تیر لگنے سے شہید ہو گئے۔ اور آپ کے ہمراہ عبداللہ بن جعفر کے دو لڑکے محمد اور عون اور عقیل بن ابی طالب کے تین لڑکے عبداللہ اور عبدالرحمن اور جعفر شہید ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔ آپ محرم کی دسویں تاریخ یوم عاشورہ ۶۱ھ کو چھپن برس اور پانچ مہینہ اور پانچ دن کی عمر میں شہید ہوئے اور ابن زیاد کے حکم سے آپ کا سر مبارک کوفہ کے کوچوں میں پھرا کر آپ کے اور تمام شہداؤں کے سروں کو اور اہل بیت کے قیدیوں کو شمر ذی الجوشن کے ہمراہ دمشق میں یزید کے پاس بھیجدیا۔ پھر یزید آپ کے سر مبارک اور اہل بیت کو آپ کے صاحبزادے امام زین العابدین کے ہمراہ مدینہ کو روانہ کر دیا۔ ابن عساکر نے محمد بن عمرو بن حسن سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ ہم امام حسین کے ہمراہ کربلا کی نہر پر تھے تو آپ نے شمر ذی الجوشن کو دیکھ کر فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ایک چتکبرے کتے کو دیکھتا ہوں کہ میرے اہل بیت میں منہ ڈالتا ہے۔ اور شمر کوڑھی تھا۔

بیہقی اور ابو نعیم نے بصرہ ازدیہ سے روایت کی ہے کہ جب امام حسین شہید ہوئے تو آسمان سے خون برسا۔ صبح ہمارے مٹکے اور گھڑے اور ہمارے تمام برتن خون سے بھرے ہوئے تھے۔ بیہقی اور ابو نعیم نے زہری سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ مجھکو یہ خبر پہنچی ہے کہ جس روز امام حسین شہید ہوئے بیت المقدس کا جو پتھر اٹھایا جاتا تھا اس کے نیچے تازہ خون ہوتا تھا۔ بیہقی نے جمیل بن حمرہ سے روایت کی ہے کہ امام حسین کی شہادت کے روز جن لوگوں نے آپ کے کچھ اونٹ پکڑ کر ذبح کر کے پکائے تو ان کا گوشت اندرائن جیسا تلخ ہو گیا اس کو کوئی کھا نہ سکا۔ بیہقی اور ابو نعیم نے سفیان سے روایت کی ہے اس نے کہا مجھ سے میرے دادا نے بیان کیا کہ جس روز امام حسین شہید ہوئے میں نے گوشت کو دیکھا تو گویا اس میں آگ بھری ہے بیہقی نے علی بن مسہر سے روایت کی ہے اس نے کہا کہ مجھ سے میری دادی نے بیان کیا کہ امام حسین کی شہادت کے زمانہ میں میں نوجوان تھی۔ آپ کے لئے آسمان کئی روز تک روتا رہا۔ (یعنی سرخ رہا) ابو نعیم نے طریقہ ابن لہیعہ ابی قنبل سے روایت کی ہے کہ جب

امام حسین شہید ہوئے اور آپ کے سر مبارک کو کاٹ کر لے کر روانہ ہوئے اور پہلی منزل پر بیٹھکر نیند لینے لگے
تو غیب سے ایک لوہے کے قلم نے نکل کر یہ شعر خون سے لکھا۔ اترجو ان قتلت حسینا ؛ شفاعۃ جدہ یوم الحساب
یزید نے امام حسین کی شہادت کے بعد زنا اور لواطت اور بھائی بہن کا نکاح اور سود وغیرہ منہیات شرعیہ کو علانیہ
رائج کیا اور مسلم بن عقبہ کو بارہ ہزار یا بیس ہزار فوج لیکر مدینہ منورہ کو تاخت و تاراج کرنے کے لیے روانہ کیا۔ اُس نے
تین روز تک قتل عام اور لوٹ مار کی۔ سات سو صحابی وغیرہ ملاکر دس ہزار سے زیادہ شہید ہوئے اور عورتوں کی
آبرو ریزی مباح کردی اور حضرت ام سلمہ کا مکان لوٹ لیا اور مسجد نبوی کے ستونوں سے گھوڑے باندھے جس
سے تمام مسجد گوبر اور لید سے نجس ہوگئی۔ اور تین روز تک مسجد میں نماز نہ ہوئی۔ سعید بن مسیب دیوانہ بن کر
وہاں رہے اور پندرہویں ماہ ربیع الاول ۶۴ھ میں اُس نے خانہ کعبہ کی بے حرمتی کی۔ کہ منجنیق سے خانہ کعبہ کو
سنگسار کیا کہ حرم کا صحن پتھروں سے بھر گیا۔ اور مسجد الحرام کے ستون ٹوٹ گئے۔ اور خانہ کعبہ کا غلاف اور دروازہ
کے پردہ اُتار کر تنور میں جلا دئے۔ وہ اُسی روز ۳۹ برس کی عمر میں مرا جب مختار بن ابی عبید ثقفی عبدالملک کی
سلطنت پر کوفہ میں متمکن ہوا تو عمرو بن سعد کو بلوانے بھیجا۔ اُس کا بیٹا حفص حاضر ہوا۔ مختار نے پوچھا تیرا باپ کہاں
ہے۔ اُس نے کہا خانہ نشین ہے۔ مختار نے کہا اب کیوں حکومت سے دست بردار ہوکر گھر بیٹھا۔ امام حسین کی شہادت
کے روز کیوں خلوت نشین نہیں ہوا۔ اور عمرو بن سعد اور اُس کے بیٹے اور شمر کے سر کاٹ کر حضرت محمد بن حنفیہ کے پاس
بھیجدئے۔ اور حکم کیا کہ جو کوئی معرکہ کربلا میں عمرو بن سعد کے شریک تھا۔ اُس کو جہاں پاؤ قتل کرو۔ یہ سن کر سب
اہل کوفہ بصرہ بھاگ گئے تو مختار کے لشکر نے تعاقب کرکے جسکو جہاں پایا قتل کرکے اُس کی لاش کو جلا دیا۔ اور اُس کا
مکان لوٹ لیا۔ جب خولی بن یزید کو قید کرکے مختار کے پاس لائے پہلے اُس نے اُس کے چاروں ہاتھ پاؤں کاٹ
کر سولی دیکر آگ میں جلا دیا اسی طرح چھ ہزار اہل کوفہ کو جو امام حسین کے قتل میں شریک تھے۔ مختار نے قسم قسم کے
عذاب سے مارا پھر ابن زیاد کا تعاقب کیا۔ وہ بیس ہزار سوار اور پیادہ کے موصل چلا گیا۔ اس نے ابراہیم سے سرحد
موصل پر دریا کے کنارے پندرہ کوس پر مقابلہ کیا۔ صبح سے شام تک خوب جنگ ہوتی رہی شام کو ابراہیم کی
فوج نے ابن زیاد کے لشکر کو شکست دی۔ جب ابن زیاد کے ہمراہی بھاگ گئے تو ابراہیم نے حکم دیا کہ اُس کی فوج
سے جسکو پاؤ قتل کرو۔ چنانچہ بہت سے قتل ہوئے اور ابن زیاد بھی مقتول ہوا۔ اُس کا سر کاٹکر ابراہیم نے مختار
کے پاس بھیجدیا۔ جب اُس کا سر کوفہ پہنچا تو کفار نے محفل آراستہ کرکے کہا دیکھو امام حسین کے خون ناحق نے
ابن زیاد کو زندہ نہ چھوڑا۔ اس جنگ میں ستر ہزار اہل شام مقتول ہوئے۔ یہ واقعہ ۶۷ھ میں بروز عاشورا
واقع ہوا۔ ترمذی نے بسند صحیح روایت کی ہے کہ جب ابن زیاد کا سر مختار کے پاس لاکر رکھا گیا تو ناگاہ ایک بڑا سانپ ظاہر
ہوا۔ اُسے دیکھکر سب لوگ ہٹ گئے۔ وہ سانپ ابن زیاد کے نتھنے میں گھسکر تھوڑی دیر کے بعد اُس کے منہ سے نکلا
پھر اُس کے منہ میں گھسکر نتھنے سے نکلا اسی طرح سے تین بار کرکے غائب ہوگیا۔ عبدالملک بن عمرو اللیثی سے مروی ہے
اونہوں نے کہا کہ میں نے کوفہ کی دار الامارۃ میں پہلے امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک دیکھا کہ ابن زیاد کے سامنے رکھا ہوا ہے۔
وہیں مختار کے سامنے ابن زیاد کا سر رکھا ہوا دیکھا پھر وہیں مصعب بن زبیر کے سامنے مختار کا سر رکھا ہوا دیکھا پھر
عبدالملک کے روبرو مصعب کا سر رکھا ہوا تھا جب میں نے عبدالملک کے سامنے یہ حال بیان کیا تو اُس نے کہا
خدا تجھکو پانچواں سر نہ دکھاوے اور اُسی وقت ڈر کر دار الامارۃ کی عمارت کھدوا ڈالی۔

ماہ صفر کا بیان

مسلم نے حضرت جابر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیماری ایک سے دوسرے کو نہیں ہے اور نہ کوئی مہینہ برکت سے خالی اور منحوس ہے نہ بھوت۔ (کسی انسان کو کہا جا سکتا ہے) بخاری نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ بیماری کا لگنا ہے اور نہ مہینہ کی نحوست اور نہ الو کی نحوست۔) اور نہ بد شگون ہے۔ تو ایک اعرابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا ہے کہ اونٹ ہرن کی طرح دوڑنے والے ہیں۔ جب خارشی اونٹ آجاتا ہے تو سب کو خارش کر دیتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ پہلے اونٹ کو (خارش) کس نے لگائی تھی۔ مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ بیماری کا لگنا ہے اور نہ الو کی نحوست ہے) اور نہ ستارہ (کی منزل کی وجہ سے بارش) ہے اور نہ صفر (کی بدفالی) ہے امام مالک نے موطا میں ابن عطیہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ بیماری لگتی ہے اور نہ بوم (کی نحوست) ہے اور نہ صفر (خالی) ہے اور نہ بیمار اونٹ تندرست اونٹ کے پاس نہ آترے اور تندرست اونٹ جہاں چاہے آترے تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیا سبب ہے تو آپ نے فرمایا یہ (باعث) ایذا ہے امام احمد اور بخاری نے روایت کی ہے کہ بیماری کا لگنا ہے اور نہ الو (الو کی نحوست) ہے اور نہ صفر خالی ہے اور جذامی سے ایسا بھاگ جیسے شیر سے بھاگتا ہے۔ امام احمد اور ترمذی نے روایت کی ہے کہ کوئی چیز کسی دوسری چیز کو نہیں لگتی۔ پہلے کو کس نے خارش لگائی اور نہ بیماری کا لگنا ہے اور نہ صفر ہے اللہ نے ہر ایک جان کو پیدا کیا پھر اس کی زندگی اور اس کی روزی اور اس کی مصیبت لکھ دی۔ امام احمد اور مسلم نے ابومسعود سے روایت کی ہے نہ بیماری کا لگنا ہے اور نہ بد فالی ہے۔ اور نہ ہاما اور نہ صفرا۔ اور نہ غول۔ ابن جریر نے بسند صحیح حضرت علی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ صفر ہے نہ الو کی نحوست کہ کوئی بیمار کسی تندرست آدمی کو بیماری نہیں لگا دیتا ان احادیث میں لاصفر سے تین مرادیں ہو سکتی ہیں ایک تو صفر سے مراد ماہ صفر کی نحوست ہے۔ جیسا کہ ابو داؤد نے کہا۔ کہ بقیہ نے کہا کہ میں نے محمد بن راشد سے لاصفر کا مطلب پوچھا تو انہوں نے کہا کہ اہل جاہلیت ماہ صفر کے آنے کو منحوس سمجھتے تھے (تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لاصفر فرمایا۔ اور نیز طیبی شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ بعض کہتے ہیں کہ صفر سے مراد ماہ صفر ہے اہل عرب کہتے ہیں کہ اس مہینے میں مصیبتیں اور فتنہ و فساد بہت ہوتے ہیں۔ تو شارع نے اس کی نفی کر دی۔ اور لاصفر سے دوسرا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ ماہ صفر کو مقدم موخر کرو۔ جیسا کہ نہایہ میں ہے کہ بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد صفر کو مقدم کر دینا اور محرم کو موخر کر دینا ہے۔ کہ عرب لوگ صفر کو محرم ٹھہرا دیتے تھے۔ اور قاضی عیاضی کی مشارق الانوار میں ہے کہ صفر سے مراد ماہ صفر ہے کہ اہل جاہلیت اس کے حکم و رسم کو بدل دیتے تھے اور محرم کو موخر کر کے اس کو حرام کر دیتے تھے۔ اور یہ امام مالک وغیرہ کا قول ہے اور ابو داؤد نے کہا کہ امام مالک نے کہا کہ اہل جاہلیت ایک سال صفر کو حلال ٹھہراتے تھے اور دوسرے سال حرام کر لیتے تھے۔ اور صفر کے تیسرے معنے پیٹ کا کیڑا آتا ہے جیسا کہ ابن اثیر نے نہایہ میں کہا کہ عرب کے خیال میں صفر پیٹ میں ایک سانپ ہوتا ہے جو انسان کو بھوک کے وقت کاٹتا اور ستاتا ہے۔ اور وہ مرض میں سے ایک دوسرے کو لگتا ہے تو اسلام نے اس کو باطل ٹھہرایا۔ اور کرمانی شرح بخاری میں ہے کہ صفر پیٹ میں ایک سانپ ہے کہ وہ خارش سے زیادہ تجاوز کرتا ہے

اور طیبی شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ عرب کہتے ہیں کہ وہ بھوک کے وقت کاٹتا ہے اور بھوک کی تکلیف اُس کے کاٹنے سے ہے اور نووی شرح مسلم میں ہے کہ صفر پیٹ میں کیڑا ہے کہ بھوک کے وقت جوش مارتا ہے اور بعض وقت مار ڈالتا ہے۔ اب بدشگونی کے ساتھ اُس کا ذکر کرنے سے پہلے معنی کی تائید ہوتی ہے اور عدوی کے ساتھ بیان کرنے سے تیسرے معنی کی تائید ہوتی ہے واللہ عالم۔

اور جامع الاصول میں ہے کہ عدوی سے مراد ایک کا مرض دوسرے کو ایک ساتھ ملنے جلنے اور کھانے پینے سے لگ جاتا ہے۔ تو اسلام نے اُس کو باطل کر دیا۔ اور قاضی عیاض کی مشارق میں اور شرح جامع الاصول میں ہے کہ شگون سے مراد بدفالی ہے کہ عرب لوگ کوے وغیرہ سے بدفالی لیتے تھے اور منحوس سمجھتے تھے۔ اور اُس کو خیر سے مانع جانتے تھے۔ تو اسلام نے اُس کو نفی کر دی۔ باقی رہی نیک فالی تو وہ پسندیدہ ہے جیسے کوئی بیمار کسی سے یا سالم سنے اور وہ اپنے اچھے ہونے کا خیال کرے یا کچھ تلاش کرنیوالا کسی سے واجد سنے اور وہ اُس کے مل جانے کا گمان کرے اور ہامہ ایک پرندہ ہے عرب کہتے ہیں کہ میت کی ہڈی ہامہ پرندہ ہو کر اُڑ جاتا ہے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ مقتول کے سر میں سے وہ پرندہ نکلتا ہے اور کہا کرتا ہے کہ مجھکو پانی پلاؤ پانی پلاؤ۔ یہاں تک کہ اُس کا قاتل قتل کیا جاوے اور نہایہ میں ہے کہ ہامہ کے معنی سر کے ہیں اور ایک پرندہ بھی ہے۔

اور حدیث میں یہی مراد ہے اس لئے کہ عرب لوگ اُس کو منحوس سمجھتے تھے۔ اور وہ رات کا پرندہ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ الو ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ عرب کہتے ہیں کہ جس مقتول کا بدلہ نہ لیا گیا ہو اُس کی روح وہ پرندہ ہو کر کہتی ہے مجھکو پانی پلاؤ۔ تو جب بدلہ مل جاتا ہے تو اُڑ جاتا ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ میت کی ہڈی اور نزدیک کے نزدیک اُس کی روح ہامہ ہو کر اُڑتی رہتی ہے۔ تو شریعت نے اُس کی نفی کر کے اس اعتقاد سے اُن کو منع کر دیا۔

اور طیبی نے کہا کہ ہامہ ایک نام ہے کہ لوگ اُس کو منحوس سمجھتے ہیں۔ اور عرب کہتے ہیں کہ میت کی ہڈی جب بوسیدہ ہو جاتی ہے تو ہامہ ہو کر قبر سے نکل کر پھرا کرتی ہے اور اپنے اہل و عیال کی خبر لاتی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اعتقاد کو باطل کر دیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ وہ الو ہے جب وہ کسی کے گھر پر گرتا ہے تو اُس کی یا اُس کے بعض اہل کے موت کی خبر دینے والا سمجھتے ہیں۔ اور قاضی عیاض نے کہا کہ وہ ایک پرندہ ہے کہ موتی اور اُس کی قبروں سے الفت رکھتا ہے اور وہ شب کو اُڑتا ہے۔ اور وہ بوم کے علاوہ اُس کے مشابہ ہے۔ اور عرب کہتے ہیں کہ جب کوئی قتل کیا جاتا ہے اور اُس کا بدلہ نہیں لیا جاتا تو اُس کی کھوپڑی سے ایک پرندہ نکل کر اُس کی قبر پر بولتا ہے کہ مجھکو پانی پلاؤ میں پیاسا ہوں یہاں تک کہ اُس کا قاتل مارا جاوے۔ اور جامع الاصول کی شرح میں ہے کہ غول وہ حیوان ہے جسکو عرب کہتے ہیں کہ وہ بعض اوقات راستہ میں پیش آتا ہے اور لوگوں کو ہلاک کر دیتا ہے۔ اور یہ شیاطین کی ایک قسم ہے۔ اور حدیث میں غول کی ذات اور وجود کی نفی مراد نہیں ہے بلکہ عرب کے اس خیال کی تردید مقصود ہے کہ وہ انسانوں کو ہلاک کر ڈالتے ہیں اور مختلف صورتوں میں ظاہر ہوتے ہیں اور نہایہ میں ہے کہ غول شیطان اور جن کی ایک قسم ہے کہ وہ جنگلوں میں انسانوں کو نظر آتے ہیں۔ اور مختلف صورتوں میں ہو کر راستہ سے بہکا دیتے ہیں۔ اور ہلاک کر ڈالتے ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نفی کر کے اسے باطل کر دیا۔ اور بغوی نے کہا کہ اللہ کے بدوں حکم کے بھٹکانے اور ہلاک کرنے پر قادر نہیں ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ غیلان جنو کے جادوگر ہیں۔ کہ لوگوں کو راستہ بھلا کر فتنے میں ڈال دیتے ہیں۔ اور شرح جامع الاصول میں ہے کہ ستارہ سے مراد اُس کی اٹھائیس منزلیں ہیں کہ تیرہویں شب کو طلوع فجر کے ساتھ اُس کی ایک منزل غروب ہوتی ہے۔ اور اُس کے مقابل دوسری طلوع ہوتی

ہے۔ تو پورے سال میں یہ اٹھائیس ختم ہو جاتی ہیں۔ تو عرب کہتے تھے کہ ایک منزل کے غروب ہونے اور اس کے مقابل دوسری طلوع ہونے سے بارش ہوتی ہے تو عرب بارش کو منزل کی طرف منسوب کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ فلاں منزل کی وجہ سے ہم پر بارش ہوئی۔ تو اس وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تغلیط فرمائی۔ لیکن جو بارش کو خدا کے فعل سے سمجھے اور اس منزل کو اس کا وقت خیال کرے تو یہ جائز ہے اور نہایہ میں ہے کہ اٹھائیس منزلیں ہیں کہ چاند ہر شب کو اس میں سے ایک منزل میں ہوتا ہے اور کرمانی نے شرح بخاری میں کہا کہ جو اس کو ایک وقت سمجھے تو کچھ ہرج نہیں۔ اس لئے کہ ہر ایک وقت بندوں کے فائدے کے لئے معروف ہے اور قاضی ابن العربی نے کہا کہ جو اس کو خدا کے سوا فاعل سمجھے یا اللہ کو اس میں شریک کرے وہ کافر ہے اور جو اس کو اسباب عادیہ سمجھے تو کچھ ہرج نہیں۔ نووی نے کہا لیکن مکروہ ہے اس لئے کہ یہ کافروں کا شعار اور اس کا وہم ہے طیبی نے کہا کہ مکروہ تنزیہی ہے۔

نیک فالی کا بیان

ترمذی نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی حاجت کو نکلتے تو یا راشد یا نجیح سننے کو پسند فرماتے۔ ابوداؤد نے عروہ بن عامر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شگون کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا سب سے اچھا نیک فال ہے۔ اور مسلمان کو کام سے نہ روکے جب کوئی تم میں سے مکروہ شئ کو دیکھے تو کہے اللھم لا یاتی بالحسنات الا انت ولا یدفع بالسیات الا انت ولا حول ولا قوۃ الا بک۔ بخاری و مسلم نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیماری لگنا ہے اور نہ بدشگونی ہے اور مجھکو نیک فال پسند ہے۔ تو لوگوں نے عرض کیا فال کیا چیز ہے تو آپ نے فرمایا اچھا کلمہ۔ بخاری اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نحوست کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا اگر نحوست ہو تو گھر اور عورت اور گھوڑی میں ہے۔ بخاری اور مسلم نے سہل بن سعد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر نحوست کسی چیز میں ہو تو گھوڑی اور عورت اور مسکن میں ہو۔ اور موطا اور مسلم اور نسائی کی روایت میں مکان اور خادم اور گھوڑا ہے۔ ترمذی نے حکیم بن معویہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نحوست نہیں ہے اور کبھی گھر اور عورت اور گھوڑے میں برکت ہوتی ہے۔ بخاری اور مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بدشگونی نہیں ہے اس میں سے بہتر نیک فال ہے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ فال کیا ہے تو آپ نے فرمایا اچھا کلمہ جو کوئی تم میں سے سن لے اس کی وجہ یہ ہے کہ بدفالی میں خدا تعالیٰ کی رحمت سے ناامیدی ہوتی ہے اور رحمت یا ایسی ناامیدی منع ہے اور نیک فالی میں رحمت خداوندی کی امید ہوتی ہے اور یہ محمود ہے ابن جریر نے ابن ملیکہ سے روایت کی ہے کہ میں نے ابن عباس سے کہا کہ میری ایک لونڈی کی طرف سے میرے دل میں کچھ (وہم) ہے اس لئے میں نے لوگوں سے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کچھ نحوست ہوتی ہے تو گھر اور عورت اور گھوڑے میں ہوتی ہے تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمانے کا سخت انکار کیا۔ اور کسی چیز میں نحوست ہونے کا انکار کیا اور کہا کہ اگر تمہارے نفس میں اس سے کچھ ہو تو اسے جدا کر دو۔ بیچ دو یا کہ آزاد کر دو۔ ابن جریر نے ابو حسان سے روایت کی ہے کہ دو شخصوں نے حضرت عائشہ کے پاس آکر بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت اور گھوڑے اور گھر میں نحوست ہے تو حضر

عائشہ بہت غصہ ہوئی اور کہا کہ آپنے نہیں فرمایا (بلکہ) یہ فرمایا کہ اہل جاہلیت اس سے بدشگونی لیتے ہیں۔ ابن جریر نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر عرض کیا کہ یارسول اللہ ہم ایک گھر میں رہنے لگے اور ہم بڑے مالدار تھے پھر محتاج ہوگئے اور ہم میں برائی آگئی اور ہم متفرق ہوگئے تو آپنے فرمایا کہ اس کو بیچ ڈالو اوسے چھوڑ دو وہ برا ہے۔ ابوداؤد نے انس سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم ایک گھر میں تھے کہ وہاں ہماری گنتی بہت تھی اور اس میں ہمارے مال بہت تھے پھر ہم دوسرے گھر کی طرف منتقل ہوئے تو ہماری گنتی کم ہوگئی اور مال جاتا رہا تو آپنے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو وہ برا ہے موطا نے یحییٰ بن سعید سے روایت کی ہے کہ ایک عورت نے آکر اسطرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر عرض کیا اور آپنے اسی طرح فرمایا اب بعض احادیث سے مطلقا نحوست کی نفی ہوتی ہے کہ کسی چیز میں نحوست نہیں ہے اور بعض احادیث سے صرف تین مذکورہ بالا چیزوں میں نحوست ثابت ہوتی ہے اس کے سوا دوسری کسی چیز میں نحوست نہیں ہے اور بعض احادیث سے ثابت ہے کہ نحوست فی الحقیقت کسی شئی میں نہیں ہے اگر بفرض محال کسی شئی میں نحوست ہوتی تو صرف ان تین چیزوں میں ہوتی اس لئے کہ یہ اشیائے ثلاثہ نحوست کو دوسرے سے زیادہ قبول کرنے والی ہیں مگر حقیقت میں ان میں بھی نہیں ہے قاضی نے اس کی تطبیق اس طرح دی ہے کہ کسی شئی میں بالذات تاثیر نہیں ہے موثر حقیقی تو صرف خدائے تعالیٰ ہے اور ہر ایک چیز اسی کی تقدیر اور پیدا کرنے سے ہے ہاں ان چیزوں میں اسی کے پیدا کرنے سے نحوست آگئی ہو تو گویا یہ اشیاء نحوست کے لئے بطور اسباب عادیہ کے ہے جیسے اوس نے آگ کو مثلاً جلانے کے لئے پیدا کیا ہے تو تاثیر بالذات کی نفی ہے اور سبب عادیہ کا ثبوت ہے باقی ان اشیاء کی خصوصیت کی وجہ اور حکمت کا علم تو خدا ہی کو ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ عورت میں نحوست اوس کا نافرمان اور غیر اولاد اور خاوند کے ناپسند خاطر ہونا ہے اور گھر کی نحوست اوس کی تنگی اور برا ہمسایہ اور خراب ہوا ہونا ہے اور گھوڑے کا سرکش اور گراں ہونا نحوست ہے تو گویا نحوست سے اوس کا شرع اور طبیعت کے خلاف ہونا مجازاً مراد ہے جیسا کہ شرح سنہ میں ہے کہ جس کو اپنے گھر کی سکونت یا عورت کی صحبت یا گھوڑا ناپسند ہو تو اس کو چھوڑ دینا چاہئے جیسے گھر بدلدے یا عورت کو طلاق دیدے یا گھوڑا بیچڈالے تاکہ اس کے نفس کا وہم جاتا رہے اور گھر بدلنے کا ذکر حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی مطلب ہے واللہ اعلم۔

عدویٰ کا بیان

کرمانی نے صحیح بخاری میں کہا کہ لاعدوی سے مراد ہے کہ وہ بالذات متعدی نہیں لیکن خدائے تعالیٰ کے قضا و قدر سے بطور اجرائے عادت کے متعدی ہوتی ہے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیمار اونٹ کو تندرست اونٹ کے پاس لانے سے منع فرمایا ہے اور مجذوم سے بھاگنے کا حکم کیا اور بعض کہتے ہیں کہ صرف یہ لا عدوی سے مستثنیٰ ہے اور توابشتی نے کہا کہ علما نے اوس کی تاویل میں اختلاف کیا ہے تو اکثروں کا یہ کہنا ہے کہ مراد (حقیقت میں) عدوی کی نفی اور اوس کا ابطال مقصود ہے جیسے ظاہر حدیث اسپر دلالت کرتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ عدوی میں بالذات تاثیر نہیں ہے بلکہ ہر شئی میں موثر حقیقی خدائے تعالیٰ ہے تو ان

احادیث میں اصحاب طبیعت کے اعتقاد کی نفی ہے باقی یہ چیزیں اسباب عادیہ میں سے ضرور ہیں کہ خدائے تعالیٰ نے اس میں اثر پیدا کر دیئے تو اس سے ایسے بچنا چاہیئے جیسے جھکی ہوئی دیوار اور ٹوٹی ہوئی کشتی سے اجتناب کرتے ہیں مسلم نے عمرو بن شرید سے روایت کی ہے کہ ثقیف کے قافلہ میں ایک جذامی شخص تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس کو کہلا بھیجا ہم نے تجھکو بیعت میں لے لیا سو چلے جاؤ سو طیبی نے کہا کہ اوس کے اس ارشاد میں جس کو (کامل) توکل کا درجہ حاصل ہو اوس کو اسباب کی رعایت رکھنے کی گویا رخصت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک شئی میں خاصیت اور اثر رکھا ہے اور یہ جو حدیث آئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جذامی کا ہاتھ پکڑ کر اوس کو اپنے پیالہ میں رکھکر فرمایا کہ اللہ کے بھروسہ اور اس کے توکل پر کھاؤ یہ کمال توکل کی دلیل ہے اور بغوی نے کہا کہ جذامی میں ایک بری ہوا ہوتی ہے کہ کہ جو اوس کے ساتھ زیادہ کھانا پینا اور سونا لیٹنا رکھتا ہو وہ بیمار ہو جاتا ہے یہ عدوی کی قسم سے نہیں ہے بلکہ طب میں سے ہے جیسے سڑی ہوئی چیز کے کھانے اور بدبو سونگھنے اور ناموافق ہوا کے مکان میں رہنے سے تکلیف ہوتی ہے یہ سب اللہ کے حکم سے ہے اوس کے بغیر حکم کے کوئی نقصان نہیں پہونچا سکتا ہے اور شیخ حافظ ابن حجر عسقلانی نے شرح نخبہ میں اس طرح تطبیق دی ہے کہ امراض بالذات متعدی نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے مریض کے تندرست کے ساتھ ملنے کو اوس کے تعدیہ کا سبب بنایا ہے اور کبھی اس بات میں تخلف بھی ہوتا ہے اسی طرح ابن صلاح نے بھی جمع کیا ہے لیکن جمع کا اولیٰ طریقہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عدوی کی نفی کو تو اپنے عموم پر باقی رکھیں اور یہ کہیں کہ اللہ سبحانہ نے جس طرح پہلے میں ابتداءً مرض پیدا کر دیا اسی طرح دوسرے میں بھی ابتداءً مرض پیدا کر دیا اور آپ نے جو مجذوم سے بھاگنے کا حکم دیا سو اس لئے تاکہ اگر دوسرے کو تقدیر الٰہی سے مرض پیدا ہو جاوئے اور وہ مخالف کو سبب سمجھکر جرم میں گر جاوے اس مادہ کے قطع کے لئے آپ نے تجنب کا امر فرمایا یہ شرح میں شیخ کا قول ہے اور اوس کے حاشیہ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجذوم کے ساتھ اس لئے کہا کہ آپ کو معلوم تھا کہ خدا کے حکم کے بغیر کوئی چیز نہیں پہونچتی اور اگر خدا نخواستہ کوئی چیز پیش آئی تو آپ اوس وہم سے مامون تھے تو اب بھی ایسے یقین والے کے لئے کوئی جرم نہیں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی امت پر بڑی شفقت ہے کہ آپ نے اپنی ضعیف امت کو اس قسم کے وہم وگمان کے اسباب سے بچایا تاکہ بیچارے شرک خفی کے دریا میں غوطہ نہ کھاویں فجزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔

ماہ ربیع الاوّل کا بیان

عبد الرزاق نے جابر سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں مجھکو خبر دیجے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کونسی چیز پیدا کی آپ نے فرمایا اے جابر اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنے نور سے تیرے نبی کا نور پیدا کیا پھر وہ نور قدرت الٰہی سے جہاں جہاں اس نے چاہا سیر کرتا رہا اور اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم نہ بہشت نہ دوزخ نہ فرشتے تھے نہ آسمان تھا نہ سورج تھا نہ چاند جن تھے نہ انسان پھر جب اللہ تعالیٰ نے دوسری مخلوق پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے کئے اور ایک حصہ سے قلم پیدا کیا دوسرے سے لوح تیسرے سے عرش الحدیث۔

امام احمد اور بیہقی اور حاکم نے بسند صحیح عرباض بن ساریہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم

نے فرمایا کہ میں اللہ کے نزدیک خاتم النبین اوس وقت سے ہو چکا ہوں کہ آدم علیہ السلام ہنوز اپنے (آب وگل) کے خمیر میں تھے حاکم نے ... صحیح میں روایت کی ہے کہ آدم علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک عرش پر لکھا ہوا دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے فرمایا کہ اگر محمد (صلی اللہ علی وسلم) نہوتے تو میں تم کو پیدا نہ کرتا بیہقی اور حاکم نے بسند صحیح حضرت عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدم علیہ السلام سے خطا کا ارتکاب ہوا تو اونہوں نے جناب باری میں عرض کی کہ اے پروردگار میں تجھ سے بواسطہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم عرض کرتا ہوں کہ میری مغفرت کر دیجئے تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے آدم تم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے پہچانا حالانکہ میں نے اون کو اب تک پیدا نہیں کیا عرض کیا اے رب میں نے اس طرح پہچانا کہ جب تو نے مجھکو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنی روح میرے اندر پھونکی تو میں نے سر اٹھا کر عرش پر یہ لکھا ہوا دیکھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ تو میں سمجھا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ ایسے شخص کا نام ملایا ہوگا جو تیرے نزدیک سب سے پیارا ہوگا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم تم سچے ہو حقیقت میں میرے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارے ہیں اور جب تم نے اون کے واسطے سے مجھسے دعا کی تو میں نے تمہاری مغفرت کر دی اور اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نہوتے تو میں تم کو بھی پیدا نہ کرتا ابن جوزی نے اپنی کتاب سلوۃ احزان میں ذکر کیا ہے کہ آدم علیہ السلام نے جب حوا علیہا سے قربت کرنا چاہا تو اونہوں نے مہر طلب کیا آدم علیہ السلام نے دعا کی اے رب میں ان کو کیا دوں تو حکم ہوا اے آدم میرے حبیب محمد بن عبد اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر بیس بار درود شریف پڑھ چنانچہ اونہوں نے ایسا ہی کیا دارمی نے کعب سے روایت کی ہے اونہوں نے کہا کہ توریت میں لکھا ہوا ہے محمد رسوال اللہ (صلی علیہ وسلم) میرے پسندیدہ بندہ ہیں مکہ اون کی جائے ولادت ہے اور مدینہ اون کی جائے ہجرت ہے اور شام مرکز سلطنت ہے ترمذی نے عبد اللہ بن سلام سے روایت کی ہے کہ توریت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت لکھی ہوئی ہے اور یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آپ کے ساتھ مدفون ہوں گے ترمذی نے حضرت عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ میں محمد عبد اللہ کا بیٹا اور عبد المطلب کا پوتا ہوں اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق کو پیدا کیا تو مجھکو اچھے گروہ میں بنایا یعنی انسان بنایا پھر انسان میں دو فرقے پیدا کئے عرب اور عجم تو مجھکو اچھے فرقے یعنی عرب میں بنایا پھر عرب میں کئی قبیلے بنائے اور مجھکو سب سے اچھے قبیلہ یعنی قریش میں پیدا کیا پھر قریش میں کئی خاندان بنائے اور مجھکو سب سے اچھے خاندان یعنی بنی ہاشم میں پیدا کیا پس میں ذاتی طور پر بھی سب سے اچھا ہوں اور خاندان میں بھی سب سے اچھا ہوں الحدیث طبرانی نے اوسط میں اور ابو نعیم اور ابن عساکر نے حضرت علی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نکاح سے پیدا ہوں اور سفاح یعنی (بدکاری) سے نہیں پیدا ہوا ہوں آدم علیہ السلام سے لے کر میرے والدین تک سفاح جاہلیت کا کوئی موثر مجھکو نہیں پہونچا ابو نعیم اور خرائطی اور ابن عساکر نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب عبد المطلب اپنے فرزند عبد اللہ کو نکاح کے لئے لے کر چلے تو ایک کاہنہ پر گذرے جو یہودیہ ہوگئی تھی اور کتب سابقہ پڑھی ہوئی تھی اوس کو فاطمہ خثعمیہ کہتے تھے اوس نے عبد اللہ کے چہرے پر نور نبوت دیکھا تو عبد اللہ کو اپنی طرف بلایا مگر عبد اللہ نے انکار کر دیا۔

مروی ہے کہ قریش قحط سالی میں مبتلا تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حمل میں آئے تو زمین سرسبز ہوگئی اور درخت بارآور ہوئے اور ہر جانب سے فراخی اور کشادگی آگئی اس لئے اس سال کا نام سنۃ الفتح والابتہاج یعنی کشادگی اور خوشی کا سال رکھا گیا ابن اسحاق کی حدیث میں ہے کہ حضرت آمنہ بیان کرتی تھیں

جب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حاملہ ہوئی تو میں نیند اور بیداری کے درمیان تھی کہ کسی نے آکر کہا کہ تو اس امت کے سردار سے حاملہ ہوئی ہے اور مجھکو حمل کی خبر نہیں تھی اور نہ مجھے لوجہ معلوم ہوا اور نہ دوسری عورتوں کی طرح کھانے کی خواہش صرف حیض نہ آنے کا تعجب تھا اور بعض مرفوع حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری ماں کو میرا حمل دوسری عورتوں کے حمل سے بہت زیادہ ثقیل تھا تو اوس نے اپنی ثقالت کی اپنی ساتھیوں سے شکایت کی پھر میری ماں نے خواب میں دیکھا کہ اون کے پیٹ میں نور ہے الحدیث تو حافظ ابونعیم نے اس طرح تطبیق دی ہے کہ ابتدائے علوق میں ثقل تھا اور باقی زمانہ حمل میں خفت تھی یہ دونوں امور گویا عادت کے خلاف تھے ابوذکریا یحییٰ بن عائذ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ماں کے پیٹ میں پورے نو مہینے رہے کہ حضرت آمنہ نے درد کی شکایت کی نہ مروڑ کی نہ کوئی اور تکلیف جو دوسری عورتوں کو ہوتی ہے اور کہتی تھیں کہ واللہ میں نے اس سے زیادہ کوئی حمل خفیف تر اور مبارک نہیں دیکھا اور جب حمل کے دو مہینے ہوئے تو حضرت عبداللہ کی وفات ہوئی مدینہ سے آتے ہوئے مکہ کے راستہ میں اور مابین مکہ اور مدینہ مقام ابواؤ میں مدفون ہوئے۔ ابن نعیم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت آمنہ کہتی تھیں کہ جب مجھکو چھ مہینے حمل کے گذرے تو کسی نے خواب میں آکر کہا اے آمنہ تو بہترین مخلوق سے حاملہ ہوئی ہے جب وہ پیدا ہوں تو اون کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) رکھنا اور اپنا حال چھپا رکھنا پھر جب عورتوں کا حال مجھے معلوم ہونے لگا تو میں نے بہت عجائبات دیکھے جیسے سفید پرندے زمرد کی چونچ والے یاقوت کے پروں کے اور بہت سے مرد و عورت ہوا میں دیکھے کہ ان کے ہاتھوں میں چاندی کے لوٹے ہیں اور اللہ نے میرے آنکھ سے پردے کھولدیئے تو میں زمین کے مشارق و مغارب کو دیکھا اور میں نے تین گھڑے ہوئے نیزے دیکھے ایک نیزا مشرق میں ایک مغرب میں ایک کعبہ کی پشت پر پھر مجھکو درد شروع ہوا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو میں نے آپ کو سجدہ میں دیکھا اور آپنے آسمان کی طرف اپنی انگلی عاجزی و زاری کرنے کی طرح اٹھائی میں نے ایک سفید ابر کو دیکھا کہ آکر آپ کو ڈھانپ دیا اور آپ مجھسے غائب ہوگئے پھر میں نے ایک منادی سے سنا کہ پکارتا ہے کہ ان کو زمین کے مشارق و مغارب میں پھراؤ اور دریاؤں میں بھی داخل کرو کہ لوگ آپ کو آپ کے نام اور نعمت اور صورت سے پہچانیں اور جان لیں کہ آپ کا نام ماحی ہے کہ آپ کے زمانے میں تمام شرک مٹایا جاوے گا پھر جلدی سے وہ ابر آپ پر سے کھل گیا۔ محمد بن سعد نے ایک جماعت منجملہ اون کے عطا اور ابن عباس سے حدیث روایت کی ہے کہ آمنہ بنت وہب نے بیان کیا کہ جب آپ مجھ سے پیدا ہوئے تو آپ کے ساتھ ایسا نور نکلا کہ جس نے مشرق و مغرب کے درمیان کو روشن کر دیا پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کے سہارے زمین پر واقع ہوئے پھر آپ نے ایک مٹھی مٹی اٹھا کر اپنے سر مبارک کو آسمان کی طرف اٹھایا طبرانی نے روایت کی ہے کہ آپ اپنے ہاتھ کی انگلیاں بند کئے ہوئے تسبیح پڑھنے والی کی طرح سبابہ سے اشارہ کرتے ہوئے زمین پر تشریف لائے امام احمد و بزاز و طبرانی و حاکم و بیہقی نے عرباض بن ساریہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ..... کہ جب آدم علیہ السلام اپنی مٹی میں پڑے ہوئے تھے میں اوس وقت سے اللہ کا بندہ اور خاتم النبیین بنا اور تمہیں خبر دیتا ہوں کہ میں اپنے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں اور میری ماں کا خواب جو اوس نے دیکھا اسی طرح انبیا کی مائیں دیکھتی ہیں اور جب آپ پیدا ہوئے تو آپ کی ماں نے ایسا ایسا نور دیکھا جس سے شام کے محل ظاہر ہوگئے حافظ ابن حجر نے کہا کہ اس حدیث کی ابن حبان اور حاکم نے تصحیح کی

ہے اور یہی طرق بہت ہیں حضرت عباس کا شعر ہے وانت لما ولدت اشرقت الارض ٭ وضاءت بنورك الافق فنحن فی ذالك الضیاء وفی النور ٭ وسبیل الرشاد نخترق ۔ اور نور کے ساتھ شام کی تخصیص کی شاید یہ وجہ ہے کہ شام آپ کا ملک ہے جیسا کہ کعب نے ذکر کیا ہے کہ کتب سابقہ میں ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مولد مکہ ہے اور یثرب جائے ہجرت ہے اور شام آپ کا ملک ہے اس لئے شب معراج میں بھی ملک شام میں بیت المقدس کی سرائی کی گئی ہے ۔ جیسے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شام کی طرف ہجرت کی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی وہیں نازل ہوں گے ۔ اور قیامت بھی اُس زمین پر ہوگی بیہقی اور ابو نعیم نے روایت کی ہے کہ ایک یہودی تجارت کیلئے مکہ میں ٹھہرا تھا تو جس شب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو اُس نے کہا کہ اے یہودیو آج کی شب میں احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کا ستارہ نکل آیا فتح الباری میں ہے کہ یعقوب بن سفیان نے لسند حسن حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ ایک یہودی مکہ میں رہتا تھا تو جس شب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو اُس نے کہا کہ اے جماعت قریش کیا تم میں کوئی بچہ پیدا ہوا ۔ لوگوں نے کہا کہ ہمیں معلوم نہیں ۔ اُس نے کہا دیکھو اس شب میں اس اُمت کا نبی پیدا ہوا ۔ جن کے دونوں شانوں کے مابین علامت ہے تو لوگوں نے جاکر دریافت کیا تو کہا گیا عبداللہ بن عبدالمطلب کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ۔ تو یہودی اُن کے ہمراہ آپ کی ماں کے پاس گیا تو اونہوں نے اُن کو دکھلایا جب یہودی نے علامت دیکھی تو بے ہوش ہوکر گر پڑا ۔ اور کہا کہ اے گروہ قریش بنی اسرائیل سے نبوت جاتی رہی ۔ واللہ تمھیں بڑا غلبہ ہوگا ۔ کہ اُس کی خبر مشرق و مغرب میں پہونچے گی ۔ اور کسرا کے محل کا لرز جانا اور اُس کے چودہ کنگرے کا گرنا اور دریائے طبریہ کا خشک ہونا اور ہزار برس کی فارس کی آگ بجھ جانا مشہور ہے اور بہت سے لوگوں سے مروی ہے مواہب لدنیہ میں ہے کہ چودہ کنگرے گرنے میں یہ اشارہ ہے کہ ان میں اتنی بادشاہ ہوں گے چنانچہ صرف چار سال میں دس بادشاہ ہوگئے اور حضرت عثمان کی خلافت تک باقی چار ہوئے اور اسی وقت سے شہب سے آسمان کی حفاظت زیادہ ہونے لگی ۔ اور شیاطین کی کمین گاہ کٹ گئی اور استراق سمع سے اُن کو روک دیا ۔ طبرانی نے اوسط میں اور ابو نعیم نے و خطیب و ابن عساکر نے کئی طرق سے انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے رب کے پاس میری بزرگیوں میں سے یہ ہے کہ میں مختون پیدا ہوا اور میری شرمگاہ کسی نے نہیں دیکھی ۔ مختار میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے حاکم نے مستدرک میں کہا ہے کہ آپ کے مختون پیدا ہونے کی حدیث متواتر ہے ابن قیم نے کہا کہ تواتر سے مراد شہرت و کثرت ہے ابن درید کی وشاح میں ہے کہ ابن کلبی نے کہا ہمیں یہ خبر پہونچی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام مختون پیدا ہوئے اور آپ کے بعد بارہ نبی مختون پیدا ہوئے ۔ اُن میں اخیر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ۔ ہمارے امام اعظم اور امام مالک اور بعض شوافع کے نزدیک ختنہ سنت ہے اس لئے کہ امام احمد اور بیہقی نے اسامہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردوں کے لئے ختنہ سنت ہے ۔ اور عورتوں کے لئے فضیلت ہے ۔

بخاری و مسلم نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے موضع قدوم میں دس سال کی عمر میں ختنہ کیا ۔ ابن عباس کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفیل میں پیدا ہوئے سہیلی اور اُن کی جماعت کے نزدیک سال فیل سے پچاس روز بعد آپ پیدا ہوئے ۔ دمیاطی نے پچپن روز نقل کئے ہیں ۔ ابن جوزی نے ماہ ربیع الاول میں آپ کے پیدا ہونے پر اتفاق نقل کیا ہے ۔ شیخ قطب الدین قسطلانی نے کہا کہ اکثر اہل حدیث کے نزدیک دو تاریخ اور بعضوں کے نزدیک دس تاریخ اور بعضوں کے نزدیک ۱۲ تاریخ ہے

طیبی نے کہا کہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ دوشنبہ کے روز پر سب کا اتفاق ہے مگر اس اتفاق کے قول میں نظر ہے جیسا کہ اوپر معلوم ہوا۔ مسلم نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیر کے روز کی بابت دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا اُس دن میں پیدا ہوا ہوں اور اسی روز مجھپر نبوت نازل ہوئی ہے مسند میں ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے روز پیدا ہوئے اور پیر ہی کے روز ہجرت کی۔ اور پیر ہی کے روز حجر اسود اُٹھایا اور آپ کا طلوع فجر کے وقت پیدا ہونا مروی ہے ابو جعفر بن ابی شیبہ اور ابو نعیم نے دلائل میں بسند ضعیف عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت کی ہے کہ موضع مر الظہران میں شام کا ایک راہب عیص نام کا کہا کرتا تھا کہ اے اہل مکہ عنقریب تم میں ایک لڑکا پیدا ہوگا کہ عرب اُس کا دین قبول کریں گے اور وہ عجم کا مالک ہوگا اور یہ اُس کا زمانہ ہے تو مکہ میں جو بچہ پیدا ہوتا وہ اُس کا حال دریافت کرتا تھا۔ یہاں تک کہ جس روز کی صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو عبد المطلب نے عیص کے پاس آکر اُس کو پکارا تو اُس نے دیکھکر کہا کہ تم اُس کے مربی ہو جاؤ۔ بیشک وہی لڑکا جس کا میں تم سے ذکر کیا کرتا تھا پیر کے روز پیدا ہوا اور پیر ہی کے روز نبی ہو گا۔ اور پیر ہی کے روز وفات ہوگی۔ عبد المطلب نے کہا کہ میرے ہاں آج کی شب میں صبح کے وقت ایک لڑکا پیدا ہوا ہے اُس نے کہا تم نے اُس کا کیا نام رکھا کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اُس نے کہا واللہ میں چاہتا تھا کہ اُس بچہ میں تین باتیں ہوں جس کو ہم جانتے ہیں تو وہ سب اس پر ہو چکی ہیں ایک یہ کہ شب گزشتہ میں اُن کا ستارہ طلوع ہو چکا دوسرا یہ کہ وہ آج پیدا ہوئے۔ تیسرا یہ کہ اُن کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مروی ہے کہ ابو لہب کو مرنیکے بعد کسی نے خواب میں دیکھکر پوچھا تیرا کیا حال ہے کہا آگ میں ہوں مگر ہاں ہر دوشنبہ کی شب میں تخفیف ہو جاتی ہے۔ اور اپنی دو انگلیوں کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ ان دو انگلیوں کے درمیان سے پانی چوس لیتا ہوں۔ اور یہ اس لئے کہ جب (میری لونڈی) ثویبہ نے مجھکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی بشارت دی تو میں نے اُس کو آزاد کر دیا۔ اور اُس نے آپ کو دودھ پلایا۔ ابن جزری نے کہا کہ جب ابو لہب کافر کہ جس کی مذمت میں قرآن مجید نازل ہوا آپ کی پیدائش کی خوشی میں یہ حال ہو تو آپ کی اُمت کے مسلمان آپ کی میلاد شریف کی خوشی میں اپنی حسب مقدور جو خرچ کریں اُن کا کیا حال ہوگا۔ واللہ رب الکریم اپنے فضل عمیم سے اُن کو جنات النعیم میں داخل کر دیگا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

طبرانی و بیہقی و ابو نعیم نے حلیمہ سعدیہ سے روایت کی ہے کہ اُس نے کہا کہ میں بنی سعد کے زمرہ میں قحط سالی کے زمانہ میں دودھ پینے والے بچوں کی تلاش میں ایک حمار پر مکہ کو نکلی اور میرے ساتھ ایک بچہ تھا اور ایک بڑی اونٹنی تھی تو نہ میرے پستان میں اتنا دودھ تھا جو اُسے کافی ہو اور نہ ہماری اونٹنی میں اتنا تھا کہ اُس کو غذا دے سکتے۔ پس واللہ میرے
ساتھ کی تمام عورتوں پر رسول اللہ پیش ہوئے۔ مگر سب نے اس لئے انکار کر دیا کہ آپ کا یتیم ہونا ان سے کہا گیا۔
بس واللہ میرے ساتھ کی تمام عورتوں نے دودھ پینے والے بچے لے لئے۔ اور جب مجھکو آپ کے سوا کوئی نہیں ملا تو میں نے اپنے خاوند سے کہا کہ مجھکو کوئی بچہ نہیں ملا تو میں اس یتیم کو لے لوں۔ تو میں گئی تو آپ دودھ سے زیادہ سفید کپڑے میں لپٹے ہوئے ہیں اور آپ سے مشک کی خوشبو مہک رہی تھی۔ اور آپ کے تلے سبز ریشم ہے آپ چت لیٹے خراٹے لے رہے ہیں پس آپ کے حسن و جمال سے آپ کو بیدار کرنے کو جی چاہا تو میں نے آہستہ چلکر آپ کے سینے پر اپنا ہاتھ رکھا۔ تو آپ ہنستے ہوئے آنکھیں کھول کر مجھے دیکھنے لگے۔ تو میں نے دیکھا کہ آپ کی آنکھ سے نور نکلکر آسمان پر پہونچگیا تو میں نے آپ کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیکر اپنی داہنی پستان آپ کو دی تو آپ نے جتنا چاہا اُس سے دودھ پیا۔ پھر میں نے بائیں جانب آپ کو پھرایا۔ تو آپ نے انکار کیا اور بعد میں بھی ہمیشہ یہی آپ کی حالت رہی۔ اہل علم کہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے بذریعہ الہام کے معلوم کرا دیا کہ دودھ میں دوسرا شریک ہے اس لئے آپ نے عدل کیا۔ حلیمہ نے کہا کہ آپ بھی سیر ہو گئے اور آپکے

بھائی بھی سیر ہوگئے - پھر یہ آپ کو لے کر اپنے فرودگاہ میں آئی - اور میرے شوہر اُس اونٹنی کی طرف کھڑے ہوئے تھے تو وہ بھی دودھیل تھی - اُسے دوھ کر میں نے اور انہوں نے سیر ہو کر پیا - اور آرام سے شب کو سو رہے پھر سب لوگوں نے ایک دوسرے کو وداع کیا - اور میں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ماں کو وداع کیا - اور میں حمار پر سوار ہو کر آپ کو اپنے سامنے بٹھالیا - تو میں نے حمارنی کو دیکھا کہ اُس نے کعبۃ اللہ کو تین بار سجدہ کر کے آسمان کے جانب اپنا سر اُٹھایا پھر چلکر میرے ساتھ والوں کی سواریوں سے آگے نکل کر چلنے لگی تو وہ تعجب سے کہنے لگے اس کی تو شان بڑھ گئی پھر ہم بنی سعد کے منازل میں پہونچے تو اللہ کی تمام زمین سے زیادہ قحط زدہ زمین کوئی نہ تھی - اور جب سے ہم آپ کو لائے تب سے میری بکریاں دودھ سے سیر ہوتی تھیں - تو ہم اُسے دوہکر پیتے تھے - اور دوسرے لوگ دودھ کی ایک بوند بھی نہیں دوہتے تھے - اور نہ تھن میں دودھ تھا تو میری قوم کے لوگ اپنے چرواہوں سے کہتے کہ تم بھی وہاں چراؤ جہاں بنت ابی ذویب کے چرواہے بکریاں چراتے ہیں - تو اُن کی بکریاں بھوکی ہوتی تھیں اور دودھ کی ایک بوند بھی نہیں دیتی تھیں - اور میری بکریاں دودھ سے پر ہوتی تھیں اور حلیمہ ہمیشہ خیر و برکت دیکھتی تھیں - ابن جراح نے کہا کہ ابو عبداللہ محمد بن علی ازدی کی کتاب ترقیص میں ہے کہ حلیمہ اس شعر سے آپ کو کھلاتی تھیں - یارب اذا اعطیتہ فابقہ ؛ واعلہ العلی وارقہ ؛ وادحض اباطیل العدی بحقہ ؛ اور آپ کی رضاعی بہن شیما آپ کو اس شعر سے کھلاتی تھیں ھذا اخی لم تلدہ امی ؛ ولیس من نسل ابی وعمی ؛

فدیتہ من مخولی معمی ؛ فانمہ اللھم فیما تنمی

بیہقی و صابونی و خطیب و ابن عساکر وغیرہ نے حضرت عباس سے روایت کی ہے کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی نبوت کی اُس نشانی نے مجھکو آپ کے دین میں داخل کیا - جو میں نے آپ کو گہوارے میں دیکھا تھا - کہ آپ چاند سے باتیں کرتے تھے - تو آپ کے اشارہ پر وہ پھرتا تھا - تو آپ نے فرمایا کہ میں اُس سے اور وہ مجھ سے باتیں کرتا تھا اور مجھکو رونے سے بہلاتا تھا - اور میں اُس کے عرش کے نیچے سجدہ کی آواز سنتا تھا - صابونی نے کہا کہ اُس کی سند غریب ہے اور معجزات میں اُس کا متن حسن ہے بیہقی اور ابن عساکر نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حلیمہ بیان کرتی تھیں کہ میرے دودھ چھڑاتے ہی پہلا کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہا اللہ اکبر الحمد للہ کثیراً و سبحان اللہ بکرۃً واصیلا، پھر جب آپ بڑے ہوئے تو باہر نکلکر بچوں کو کھیلتے دیکھکر اُن سے الگ ہو جاتے اور ابن عباس سے مروی ہے کہ حلیمہ آپ کو دور جانے نہیں دیتی تھیں ایک روز آپ سے غافل ہو گئی تو آپ بہن شیما کے ساتھ دوپہر کو چوپایوں میں چلے گئے تو حلیمہ آپ کے تلاش کو نکلیں تو آپ کو بہن کے ساتھ پایا تو کہا ایسی گرمی میں تو آپ کی بہن بولی اماں! میرے بھائی کو گرمی نہیں لگتی - میں نے دیکھا جب آپ ٹھہرتے تھے تو ابر آپ پر سایہ کرتا تھا - اور جب چلتے تھے تو ابر چلتا تھا یہاں تک کہ آ پہونچے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنے بڑھتے تھے کہ اور لڑکے نہیں بڑھتے تھے حلیمہ نے کہا کہ جب میں نے آپ سے دودھ چھڑایا تو ہم آپ کو آپکی اماں کے پاس لے آئے - اور چونکہ ہمنے آپ کی برکتیں دیکھی تھیں لہذا ہم اپنے پاس آپ کا زیادہ رہنا چاہتے تھے - تو ہم نے آپ کی والدہ سے گفتگو کی اور کہا کہ اگر آپ کو بڑے ہونے تک ہمارے پاس رہنے دیں تو اچھا ہے - اس لئے کہ ہمیں آپ پر مکہ کی وبا کا ڈر ہے ہم یہ کہتے رہے یہاں تک کہ آپ کو ہمارے ساتھ لوٹا دیا اور واللہ ہمارے آنے کے دو یا تین مہینے کے بعد آپ اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ ہمارے گھر کے پیچھے مویشی میں تھے کہ یکایک آپ کے بھائی نے دوڑ کر کہا کہ وہ میرے قریشی بھائی کو دو سفید پوش نے آکر آپ کا صدر مبارک چاک کیا الحدیث،

مسلم نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کے ساتھ کھیلتے تھے - تو جبریل نے آکر آپ کو لٹاکر حضور کا قلب مبارک چیر کر اُس میں سے خون کا بستہ نکالکر کہا یہ حضور میں شیطان کا حصہ ہے پھر اُس کو سونے کے

طشت میں آب زم زم سے دہو کر اُس کو ملا کر اُس کی جگہ میں رکھدیا ۔ اور بچے دوڑتے ہوئے حضور کی رضائی ماں کے پاس آکر کہنے لگے کہ محمد قتل کر دئے گئے تو وہ سب حضور کے پاس حاضر ہوئے تو آپ کا چہرہ مبارک متغیر تھا حضرت انس کہتے ہیں کہ میں سلائی کا نشان حضرت کے سینۂ مبارک میں دیکھتا تھا۔ حلیمہ کہتی ہیں کہ پھر آپ کی والدہ کے پاس خوف کی چیز ظاہر ہونے سے پہلے پہنچا دینا چاہا۔ تو ہم نے آپ کی والدہ کے پاس لاکر آپ کا حال ظاہر کیا۔ تو اونہوں نے کہا کیا تمکو ان پر شیطان کا ڈر ہے واللہ شیاطینوں کو اس پر راہ نہیں ۔ میرے فرزند کی ایک بڑی شان ہونے والی ہے ۔ فائدہ :۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک کو چار مرتبہ فرشتہ نے شق کر کے آپ کے قلب اطہر کو دہویا۔ پہلی بار آپ کے صغر سن میں حلیمہ کے ہاں ، دوسرا دس سال کی عمر میں جیساکہ حدیث شریف میں ہے ۔ تیسرا بعثت کے وقت ۔ چوتھا شب معراج میں ۔

ابن سعد نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب چھ برس کے ہوئے تو آپ کی والدہ آپ کو مدینہ طیبہ میں آپ کے ماموں بنی عدی بنجار کے ملنے کو لے آئیں پھر مکہ کو واپس لوٹیں تو ابواء میں وفات پائی ۔ طبرانی نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام حجوی میں غمگین اُتر کر جتنی دیر اللہ نے چاہا ٹھہرے پھر خوش ہو کر لوٹے فرمایا کہ میں نے اپنے رب عزوجل سے سوال کیا تو میری خاطر میری ماں کو زندہ کر دیا تو وہ مجھپر ایمان لے آئی پھر اُن کو لوٹا دیا ابو حفصہ بن شاہین نے اپنی کتاب ناسخ المنسوخ میں بھی ایسا ہی روایت کیا ہے سہیلی اور خطیب نے حضرت عائشہ سے حدیثیں روایت کی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین زندہ ہو کر آپ پر ایمان لے آئے ۔ سہیلی نے کہا کہ اس کی اسناد میں مجہول راوی ہیں اور ابن کثیر نے کہا یہ حدیث منکر ہے ۔ اور اس کی سند مجہول ہے بعض علماؤں نے جزم کیا ہے کہ آپ کی والدین ناجی ہیں ۔ کوئی آگ میں نہیں ۔ حافظ شمس الدین بن ناصر الدین دمشقی نے کیا اچھا کہا ہے ۔ شعر:۔

حبی اللّٰہ النبی مزید فضل ۞ علے فضل وکان بہ رؤفا ۞ فاحیٰ امہ وکذا ابا ۞ لایمان بہ فضل لطیفا ۔

فسلم فالقدیم بھذا قدیر ۞ وان کان الحدیث بہ ضعیفا

اور سیوطی کے اس بارے میں چھ رسالے ہیں اُن کا خلاصہ میرے ماموں مولانا احمد میاں صاحب مرحوم نے اپنے رسالہ توجیہ العنان الی ان ابوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الجنان میں خوب اچھی طرح سے کیا ہے ۔ اُسے دیکھ لو ۔ پھر آپ کے کفیل آپ کے دادا عبد المطلب نے ایک سو بیس برس کی عمر میں وفات پاکر اور آپ کے چچا ابو طالب کو آپ کی کفالت کی وصیت کی اس لئے کہ یہ آپ کے والد عبد اللہ کے حقیقی بھائی تھے ۔ ابن عساکر نے عرفطہ سے روایت کی ہے کہ میں قحط کے زمانہ میں مکہ آیا تو قریش نے کہا اے ابو طالب جنگل میں قحط آگیا اور بچہ بچہ قحط میں مبتلا ہو گیا آؤ بارش کی دعائیں تو ابو طالب ایک ایسے بچہ کے ساتھ نکلے کہ گویا ابھی آفتاب ابر میں سے نکلا ہے اور آپ کے اطراف میں اور بھی بچے تھے تو ابو طالب نے آپ کو لے کر خانہ کعبہ سے آپ کی پیٹ لگادی ۔ آپ نے اپنی انگلی سے اشارہ کیا آسمان میں ابر کا کوئی ٹکڑا نہ تھا اور ادہر اودہر سے بادل ، آنے لگے اور خوب بارش ہوئی کہ نالے بہنے لگے ۔ اس میں ابو طالب کا یہ شعر ہے

وابیض یستسقی الغمام بوجھہ ۞ ثمال الیتامیٰ عصمۃ للارامل

ابن اسحاق نے ابو طالب کا پورا قصیدہ نقل کیا ہے اُس میں یہ شعر ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں ابو طالب کے اور بھی بہت سے قصیدے ہیں ۔ ابن تیس نے کہا کہ ابو طالب کے اس شعر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بعثت سے پہلے آپ کی نبوت کو جانتا تھا ۔ کیونکہ اُس کو بحیرہ وغیرہ نے خبر دی تھی ۔ حافظ ابن حجر نے کہا کہ ابن اسحاق نے

نے ذکر کیا ہے کہ ابو طالب نے یہ شعر آپ کی بعثت کے بعد پڑھا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بارہ برس کے ہوئے تو آپ نے اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ شام کے جانب تشریف لے گئے۔ جب بصرہ تک پہنچے تو بحیرہ راہب نے آپ کو دیکھا اُس کا نام جرجیس تھا۔ اُس نے آپ کو علامتوں سے پہچان کر آپ کا ہاتھ پکڑ کر کہا یہ تمام عالم کے سردار ہیں انکو اللہ نے تمام عالم کے لئے رحمۃ کر کے مبعوث کیا ہے تو لوگوں نے اُن سے پوچھا تم نے یہ کس طرح پہچانا تو اُس نے کہا کہ جب تم اُس کو گھاٹی پر لیکر چڑھے ہو تو تمام درخت اور پتھر اُن کے لئے سجدہ میں گر پڑے اور یہ نبی کے سوا اور کسی کو سجدہ نہیں کرتے اور اُن کے شانے پر سیب کی طرح مہر نبوت ہے اُن کو پہچانتا ہوں اور ہم اپنی کتابوں میں بھی اسی طرح پاتے ہیں۔ ابن اسحاق نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طالب کے مرتے وقت فرمایا اے چچا لا الہ الا اللہ کہو تو میں قیامت میں تمھاری شفاعت کرسکوں تو جب ابو طالب نے آپ کا حرص دیکھا تو کہا اے بھتیجے اگر قریش کے یہ کہنے کا ڈر نہ ہوتا کہ وہ کہیں گے کہ موت سے گھبرا کر کہا تو میں ضرور اس کو آپ کے خوش کرنے کو کہدیتا پھر جب ابو طالب کی موت قریب ہوئی تو حضرت عباس نے دیکھا کہ وہ اپنے ہونٹ ہلاتے ہیں تو کان لگا کر کہا اے بھتیجے میرے بھائی نے آپ کا کہا ہوا کلمہ پڑھا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے نہیں سنا مگر اس کا جواب یہ ہے کہ صحیح روایت میں ہے کہ وہ عبدالمطلب کے دین پر ہے اُس کے یہ خلاف ہے مواہب میں ہے کہ شیعہ اُن کے اسلام پر مرنے کے قائل ہیں۔ اور حشو یہ کفر پر مرنے کے استدلال کرتے ہیں۔ واللہ عالم بالصواب۔

اور جب آپ پچیس برس کے ہوئے تو حضرت خدیجہ سے نکاح کیا اور اُن کو زمانہ جاہلیت میں طاہرہ کہا جاتا تھا۔ اُس وقت اُن کی چالیس سال کی عمر تھی اور بیس اونٹ مہر مقرر ہوئی اور مجلس میں حضرت ابو بکر صدیق اور قبیلہ مضر کے رؤسا، جمع تھے ابو طالب نے اس طرح خطبہ پڑھا کہ اُس خدا کا شکر ہے کہ جس نے ہمیں حضرت ابراہیم وحضرت اسمعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے بنایا اور معد اور مضر کے خاندان میں کیا اور ہمیں اپنے گھر کا نگہبان اپنے حرم کا خدمتگذار کیا اور ہمارے لئے حج کرنے کا گھر اور حرم کو باعث امن ٹھہرایا اور ہمیں لوگوں پر حکومت عنایت کی یہ میرے بھتیجے محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) جس شخص کے ساتھ وزن کئے جاویں تو اُس پر غالب ہو جاتے ہیں اگرچہ مال میں کم ہیں مگر مال تو ایک عارضی شے ہے ہمیشہ قائم رہنے والا نہیں ہے اور یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کو آپ لوگ جانتے ہیں اونھوں نے خدیجہ بنت خویلد سے منگنی کی ہے اور اتنا مہر معجل دیا ہے اور اتنا میرے مال کو مؤجل ہوگا۔ واللہ آئندہ آپ کی بنا بڑی اور شان عظیم ہوگی مسلم نے جابر بن سمرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں مکہ میں اُس پتھر کو پہچانتا ہوں جو مجھپر نبوت سے پہلے سلام کیا کرتا تھا۔ میں ابھی خوب اُس کو پہچانتا ہوں جب آپ چالیس برس کے ہوئے تو رمضان کی سترہ تاریخ کو اور ابن عبدالبر نے کہا بروز دوشنبہ ربیع الاول کی آٹھ تاریخ کو فیل سے اکتالیسویں سال کو اللہ تعالے نے آپ کو جن وانس کی طرف رسول اور تمام عالم کیلئے باعث رحمت مبعوث فرمایا۔ پھر آپ نے تیرہ سال تک مکہ میں اقامت فرمائی تو تمام عالم میں آپ کا ذکر بلند ہو گیا۔ پھر آپ کو مدینہ طیبہ کی ہجرت کا حکم ہوا۔ آپ نے وہاں دس سال اقامت فرمائی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ اور مخلوق کو اسلام کی طرف بلایا۔ اور تمام عالم کو نور ایمان سے منور کر دیا۔ چونکہ آپ اسی لئے مبعوث ہوئے کہ مخلوق کو راہ راست کی ہدایت ہو اور اچھے اخلاق پوری طرح کامل ہو جاویں جب یہ مقصود پورا ہو چکا تو اللہ تعالے نے اعلی علیین میں تریسٹھ سال کی عمر میں اُٹھا لیا۔ صلی اللہ علیہ وعلے آلہ واصحابہ اجمعین۔

بخاری ومسلم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چالیس سال کی عمر میں نبوت

عطا کی گئی پھر تیرہ سال مکے میں اقامت فرمائی کہ آنحضور پر وحی نازل ہوتی رہی پھر حضور کو ہجرت کا حکم کیا گیا تو حضور نے ہجرت کرکے مدینہ طیبہ میں دس سال اقامت فرمائی۔ اور ترسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ مسلم نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ترسٹھ سال کی عمر میں ہوئی۔ اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر نے بھی ترسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ بخاری اور مسلم نے حضرت عائشہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی سے پہلے نیند میں سچے خواب شروع ہوئے تو حضور جو خواب دیکھتے تھے تو وہ صبح کی روشنی کی طرح ظاہر ہو جاتے۔ پھر آنحضور کو خلوت پسند ہونے لگی۔ تو حضور غار حرا میں تنہا رہنے لگے تو اس میں کئی راتیں بلا اپنے اہل و عیال کی طرف آنے کے عبادت میں مشغول رہتے۔ اور اس کے لئے توشہ رکھتے (جب ختم ہو جاتا) تو پھر حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے پاس آکر توشہ لے جاتے۔ یہاں تک کہ غار حرا میں وحی آئی تو وہاں فرشتہ نے آکر کہا پڑھیئے تو حضور نے فرمایا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں تو اس فرشتہ نے مجھکو سخت دبا کر چھوڑ دیا اور کہا اقرأ باسم ربك الذی خلق خلق الانسان من علق اقرأ و ربك الاکرم الذی علم بالقلم علم الانسان مالم یعلم۔ پھر آنحضور اس حالت میں لرزتے ہوئے حضرت خدیجہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا مجھکو کمل اوڑھا دو تو آپ کو کمل اوڑھا دیا۔ یہاں تک کہ وہ خوف جاتا رہا۔ تو حضرت خدیجہ سے سارا قصہ بیان کرکے فرمایا کہ مجھکو اپنے جان پر خوف ہے تو حضرت خدیجہ نے عرض کیا ہرگز نہیں اللہ تعالےٰ آپکو کبھی رسوا نہیں فرمادیگا۔ اس لئے کہ صلۂ رحمی فرماتے ہیں۔ اور سچ بات فرماتے ہیں اور سب کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ اور فقرار کی امداد فرماتے ہیں۔ اور مہمانوں کی مہمانداری فرماتے ہیں اور مصیبتوں پر اعانت فرماتے ہیں پھر حضرت خدیجہ حضور کو اپنے چچیرے بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں اور کہا اے میرے چچازاد بھائی اپنے بھتیجہ کی بات سنیئے۔ تو ورقہ نے کہا اے میرے بھتیجے تم نے کیا دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دیکھا تھا اس کی ان کو خبر دی۔ تو ورقہ نے کہا یہ تو وہ فرشتہ ہے جس کو اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمایا تھا۔ اور میں کاش کہ اس وقت جوان ہوتا اور کاش کہ آنحضور کی قوم حضور کو نکالدی گی اس وقت تک میں زندہ رہتا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا وہ مجھکو نکالدینگے تو کہا ہاں۔ جو شخص حضور کی سی بات لایا تو اس سے دشمنی کی گئی۔ اور اگر میں اس روز زندہ رہا تو حضور کی خوب مدد کروں گا (مگر) ورقہ کی وفات ہوگئی۔ اور وحی (چند روز) موقوف رہی۔ اور بخاری میں اتنا زیادہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غمگین ہوکر کئی بار بڑے پہاڑ کے سرے پر پہنچکر اپنے آپ کو گرانا چاہتے تو جب ہی حضرت جبرئیل علیہ السلام ظاہر ہوکر کہتے یا محمدؐ آپ بیشک اللہ کے سچے رسول ہیں تو اس سے حضور کی پریشانی دفع ہوکر تسکین حاصل ہو جاتی۔ بخاری اور مسلم نے جابر سے روایت کی ہے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ انقطاع وحی خبر دیکر فرمایا کہ میں جارہا تھا اور میں نے آسمان سے ایک آواز سنی تو میں نے اپنی نظر اٹھائی تو وہی فرشتہ جو میرے پاس غار حرا میں آیا تھا آسمان اور زمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔ تو میں اس سے ڈر کر زمین پر گر پڑا اور میں نے اپنے مکان میں آکر کہا کہ مجھکو کمل اڑھا دو۔ تو انہوں نے مجھکو کمل اڑھا دیا۔ تو اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل کی یاایھا المدثر قم فانذر وربك فکبر وثیابك فطھر والرجز فاھجر پھر پے در پے وحی آنی شروع ہوگئی۔ بخاری اور مسلم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب آیت وانذر عشیرتك الاقربین نازل ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکل کر کوہ صفا پر چڑھکر قریش کے خاندان کو پکارنے لگے اور بنی فہرہ اے بنی عدی یہاں تک کہ سب جمع ہوگئے اگر کوئی شخص حاضر نہیں ہوسکا تو اس نے اپنا نائب بھیجدیا کہ دیکھے کیا ہے تو ابولہب اور تمام قریش حاضر ہوئے تو حضور نے فرمایا کہ دیکھو اگر میں تمھیں خبر دوں کہ بہت سے)

سوار اس پہاڑ کی جانب سے آنے والے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ صحرا میں بہت سے سوار آکر تمھیں لوٹنا چاہتے ہیں۔ تو تم مجھکو سچا جانو گے۔ تو سب نے کہا کہ ہاں ہم نے ہمیشہ حضور سے سچ ہی کا تجربہ کیا ہے تو حضور نے فرمایا کہ میں تمھیں اپنے سامنے سخت عذاب سے ڈراتا ہوں تو ابولہب نے کہا تف۔ اس لئے تمکو جمع کیا تھا۔

تو یہ صورت نازل ہوئی۔ کہ تبت یدا ابی لھب و تب۔ بخاری اور مسلم نے عبداللہ بن مسعود سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ایک روز) کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے تو قریش اپنی مجلسوں میں جمع ہو کر ایک نے اُن میں سے کہا کہ تم میں سے کوئی شخص فلاں قبیلے کے اونٹ جمع کئے ہوئے ہیں جاکر اُس کی لید اور خون اور آلائش لادے پھر جب یہ سجدہ کرے تو اُس کو اُن کے شانوں کے درمیان رکھدیوے۔ تو اُن میں سے ایک بدبخت تر اٹھکر لایا اور جب حضور نے سجدہ کیا تو اُس کو آپ کے شانوں پر رکھدیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں ٹھہرے رہے تو وہ لوگ ہنستے ہنستے ایک دوسرے پر گرنے لگے۔ تو ایک شخص نے جاکر حضرت فاطمہ کو خبر دی تو وہ دوڑی ہوئی آکر اُس کو حضور سے ہٹا دیا۔ اور اُن کو بُرا بھلا کہنے لگیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ختم کی تو تین بار فرمایا اللھم علیک بقریش۔ اور حضور جب دعا یا سوال کرتے تو تین بار کرتے۔ (پھر فرمایا اللھم علیک لعمرو بن ہشام وعتبہ بن لبیعۃ وشیبۃ بن ابیعۃ والولید بن عتبۃ و امیۃ بن خلف وعقبۃ بن ابی معیط وعمارۃ بن ولید)

تو عبداللہ بن مسعود نے کہا واللہ میں نے وہ سب کو جنگ بدر کے روز پچھڑے ہوئے دیکھے۔ پھر بدر کے کنوئیں میں گھسیٹ کر ڈالدئے گئے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کوین والوں پر لعنت رہے گی ہمیشہ۔

بخاری اور مسلم نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ اونہوں نے عرض کیا یارسول اللہ اللہ حضور پر جنگ اُحد کے روز سے کوئی روز سخت تر گذرا ہے۔ تو حضور نے فرمایا کہ مجھکو اس قوم سے بہت سختیں ملی ہیں۔ اور سب سے سخت تر عقبہ کا روز تھا۔ جب میں نے اپنے نفس کو ابن عبد یالیل بن کلال پر پیش کیا۔ تو اُس نے میرے ارادے کو قبول نہیں کیا تو میں غمگین ہو کر اس طرح چلا کہ مجھکو قرن الثعالب میں ہوش آیا۔ تو میں نے اپنا سر اُٹھایا تو ایک ابر نے مجھ پر سایہ کیا۔ اور میں نے اُس میں جبرئیل کو دیکھا کہ اونہوں نے مجھکو پکار کر کہا کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کے قوم کی بات اور جو اونہوں نے آپ کی تردید کی سب سُنلی۔ اور حضور کی جانب سے پہاڑ کا فرشتہ بھیجا۔ آپ جو چاہیں اُسے حکم فرماویں۔ تو حضور فرماتے ہیں پھر مجھ کو ملک الجبال نے پکار کرکے سلام عرض کیا۔

یا محمدؐ بیشک اللہ نے حضور کی قوم کی باتیں سن لیں۔ میں پہاڑ کا فرشتہ ہوں مجھکو آپ کے رب نے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ تاکہ حضور مجھ کو حکم فرماویں۔ اگر آپ چاہیں تو میں ان دو پہاڑوں کو ان پر منطبق کردوں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں۔ بلکہ میں اُمید کرتا ہوں کہ اللہ ان کی پشتوں میں سے ایسے لوگ پیدا کریگا جو اللہ وحدہٗ کی عبادت کریں گے اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرینگے۔

بخاری اور مسلم نے انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم گواہ رہو مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ ابوجہل نے کہا کیا محمدؐ تمھارے سامنے اپنا منہ (سجدہ میں) خاک آلودہ کرتے ہیں تو لوگوں نے کہا ہاں کہا قسم لات وعزاکی۔ اگر میں اُن کو اس طرح کرتے ہوئے دیکھوں تو اُن کی گردن روند دوں۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہو کر نماز پڑھنے لگے۔ تو اُس نے حضور کی گردن مبارک روندنا چاہا تو حضور کے قریب آتے ہی اپنی ایڑیوں کے بل ہاتھوں سے بچاؤ کرتا ہوا الٹا لوٹا۔ تو لوگوں نے کہا تجھے کیا ہوا۔ تو کہا میرے اور آپ کے درمیان ایک آگ کی خندق اور خوف اور (فرشتوں کے) پر تھے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ اور میرے

قریب ہوتا اُس کو فرشتے اُچک کر ٹکڑے ٹکڑے کرڈالتے۔ ترمذی اور دارمی نے حضرت علی سے روایت کی ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ میں تھا تو ہم اُس کے اطراف میں نکلے تو جو پہاڑ اور درخت حضور کے سامنے ہوتا تو وہ کہتا السلام علیکم یا رسول اللہ۔

معراج کا بیان

بخاری اور مسلم نے عن قتادہ عن انس بن مالک بن صعصعہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے شب کا حال بیان کیا۔ جسمیں آنحضور کو سیر کرائی گئی۔ حضور نے فرمایا کہ میں حطیم یا حجر میں لیٹا ہوا تھا اور ابن شہاب عن انس کی روایت ابوذر میں ہے کہ میں مکہ میں تھا اور اپنی (چچیری بہن ام ہانی) کے گھر میں لیٹا ہوا تھا کہ گھر کی چھت کھولکر جبریئل نے آکر میرا سینہ چاک کیا۔ تو ایک آنے والے نے آکر یہاں سے یہاں تک یعنی سینے سے موئے زہار تک چیر کر میرا قلب نکالا۔ پھر ایک سونے کا طشت ایمان سے بھرا ہوا لاکر دھوکر ملاکر لوٹا دیا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ شکم مبارک ماء زم زم سے دھوکر پھر ایمان وحکمت سے پُر کر دیا گیا۔ پھر ایک سفید چوپایہ بُراق نام کا خچر سے چھوٹا حمار سے بڑا لایا گیا جو انتہائے نظر پر اپنا قدم رکھتا تھا۔ اُس پر سوار کر کے جبریئل مجھکو لے چلے اور ثابت البنانی عن انس کی روایت میں ہے کہ میں اُس پر سوار ہو کر بیت المقدس میں آکر میں نے اُس کو حلقہ میں باندھ لیا۔ جسمیں دوسرے انبیا باندھتے تھے۔ پھر میں نے مسجد میں داخل ہو کر دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر میں نکلا تو جبریئل میرے پاس ایک برتن شراب کا اور ایک برتن دودھ کا لائے تو میں نے دودھ اختیار کیا۔ تو جبریئل نے کہا کہ تم نے فطرت اختیار کی۔ پھر جب پہلے آسمان کے پاس آکر کھلوانا چاہا تو کہا گیا یہ کون ہیں کہا جبریئل۔ کہا آپ کے ساتھ کون ہیں کہا محمدؐ۔ (صلی اللہ علیہ وسلم) کہا کیا آپ بلائے گئے کہا ہاں۔ مرحبا اچھا آنا آئے اور کھول دیا گیا جب میں پہونچا تو دیکھا کہ اُس میں ہیں آدم علیہ السلام اور ابن شہاب عن انس کی روایت ابوذر میں ہے کہ پہلے آسمان پر ایک شخص بیٹھے ہوئے ہیں اُن کی داہنی جانب سیاہ چیزیں اور بائیں جانب سیاہ چیزیں ہیں۔ جب اپنی داہنی جانب دیکھتے ہیں تو روتے ہیں۔ میں نے جبریئل سے پوچھا یہ کون ہیں کہا یہ آدم (علیہ السلام) اور یہ اُن کے داہنے اور بائیں جانب سیاہ چیزیں ہیں۔ جب اپنی داہنی جانب دیکھتے ہیں تو ہنستے ہیں اور جب اپنے بائیں جانب دیکھتے ہیں تو روتے ہیں۔

میں نے جبریئل سے پوچھا کہ یہ کون ہیں کہا یہ آدم علیہ السلام ہیں اور یہ اُن کے داہنے اور بائیں جانب سیاہ چیزیں ہیں۔ اُن کی اولاد کی روحیں ہیں داہنی جانب جنتی لوگ ہیں اور بائیں جانب جہنمی لوگ ہیں۔ جب اپنی داہنی طرف دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں۔ اور ہنستے ہیں۔ اور جب بائیں طرف دیکھتے ہیں تو روتے ہیں۔

اور اسی روایت میں ہے چھٹے آسمان میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر ہے۔ پھر ابن شہاب نے کہا کہ مجھکو ابن حزم نے خبر دی کہ ابن عباس اور ابا حبۃ الانصاری کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر میں ایک بلند مقام پر اُٹھایا گیا تو میں نے قلموں کی آواز سنی۔

کہا یہ آپ کے والد آدم ہیں ان پر سلام کیجیے۔ تو میں نے اُن پر سلام کیا۔ تو اونہوں نے سلام کا جواب دیکر کہا مرحبا

نیک فرزند اور نیک نبی ہیں پھر مجھکو دوسرے آسمان تک عروج کرا کر کھلوایا گیا یہ کون ہیں کہا جبرئیل کہا آپ کے ساتھ کون ہیں کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہا کیا اُن کی طرف بھیجے گئے کہا ہاں کہا آپ کو مرحبا اچھا آنا آئے ۔ پھر کھولدیا جب میں پہونچا تو یحییٰ اور عیسیٰ (علیہ السلام) دونوں خالہ زاد بھائی ہیں کہا یہ یحییٰ اور یہ عیسیٰ ہیں ۔ ان پر سلام کیجیے تو میں نے سلام کیا ۔ تو اونہوں نے جواب دیکر کہا مرحبا نیک بھائی اور نیک نبی پھر مجھکو تیسرے آسمان پر عروج کرا کر کھلوایا گیا کون ہو کہا جبرئیل کہا آپ کے ساتھ کون ہیں کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہا کیا اُن کی طرف بھیجے گئے کہا ہاں مرحبا اچھا آنا آئے ۔ اور کھولدیا جب میں پہنچا تو وہاں یوسف (علیہ السلام) ہیں مسلم کی ثابت بنانی عن انس کی روایت میں ہے کہ اُن کو حسن کا ایک حصہ دیا گیا ہے اور اُس میں موسیٰ علیہ السلام کے ہونیکا ذکر نہیں کہا یہ یوسف ہیں اُن کو سلام کیجیے میں نے اُن پر سلام کیا تو اونہوں نے سلام کا جواب دیکر فرمایا نیک بھائی اور نیک نبی ہیں ۔ پھر مجھکو چوتھے آسمان پر عروج کرا کے کھلوایا گیا تو کہا کون ہو کہا جبرئیل کہا آپ کے ساتھ کون ہیں کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہا اُن کی طرف بھیجے گئے کہا ہاں آپ کو مرحبا کیا اچھے تشریف لائے ۔ جب میں پہونچا تو ادریس علیہ السلام تھے کہا یہ ادریس ہیں ان کو سلام کیجیے میں نے اُن کو سلام کیا تو سلام کا جواب دیکر فرمایا برادر نیک و صالح نبی کو مبارک ہو پھر چھٹے آسمان پر عروج کرا کے کھلوایا گیا کہا کون ہو کہا جبرئیل کہا آپ کے ہمراہ کون ہیں کہا محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کہا آپ کے جانب بھیجے گئے کہا ۔ ہاں ۔ آپ کو مبارک ہو اچھے تشریف لائے ۔ پھر کھولدیا جب میں پہنچا تو وہاں موسیٰ (علیہ السلام) ہیں ۔ کہا یہ موسیٰ ہیں ان کو سلام کیجیے میں نے سلام کیا اونہوں نے سلام کا جواب دیکر کہا برادر نیک و نبی صالح مبارک ہو جب میں گذرا تو رونے لگے اُن سے پوچھا گیا آپ کیوں روتے ہیں کہا میں اس لئے روتا ہوں کہ ایک بچہ میرے بعد مبعوث ہوا ۔ اور میری اُمت سے اُن کی اُمت کے لوگ جنت میں زیادہ جائیں گے ۔

پھر مجھکو ساتویں آسمان کے جانب عروج کرا کے کھلوایا کہا کون ہو کہا جبرئیل کہا آپ کے ساتھ کون ہیں کہا محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کہا اس طرف بھیجے گئے کہا ہاں آپ کو مبارک ہو آپ اچھے تشریف لائے جب میں پہنچا تو وہاں ابراہیم علیہ السلام ہیں ۔ مسلم کی ثابت بنانی عن انس کی روایت میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بیت معمور سے اپنی پشت ٹیک لگائے ہوئے ہیں اور اُس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے ایسے داخل ہوتے ہیں کہ پھر دوبارہ وہ نہیں لوٹتے ۔ کہا یہ آپ کے والد ابراہیم ہیں ان کو سلام کیجیے میں نے اُن کو سلام کیا تو اونہوں نے سلام کا جواب دیکر کہا فرزند صالح و نیک نبی مبارک ہو پھر میں سدرۃ المنتہیٰ کیطرف اُٹھایا گیا تو اُس کے پھل (مقام) ہجر کے جیسے مٹکے جیسے تھے اور اُس کے پتے ہاتھی کے کان جیسے پھر اللہ کے حکم سے اُس کو جو چیز ڈھانپ دیتی ہے تو وہ متغیر ہوتا ہے خدا کی مخلوق میں سے کوئی اس کے حسن کی تعریف بیان نہیں کرسکتا اور میری طرف جو وحی کرنی تھی کی گئی پھر مجھپر ہر روز پچاس نمازیں فرض کیگئیں ۔ اور اس روایت میں ہے کہ پانچ پانچ کم کیگئیں ۔ اور اخیر میں ہے کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا اے محمدؐ یہ ہر روز کی پانچ نمازیں ایک نماز کے بدلے دس ہیں تو یہ پچاس نماز کا (ثواب) ہے جو شخص ایک نیکی کا ارادہ کرے پھر اُس کو نکرے تو اس کے لئے ایک نیکی لکھی جاوے گی اور اگر اس کو کرلیوے تو دس لکھی جاویں گی اور جو ایک گناہ کا قصد کرے اور اُس کو نکرے تو اُس کے لئے کچھ لکھا نہیں جاویگا اور اگر کرلیوے تو ایک گناہ لکھا جاوے گا کہا یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے تو (وہاں) چار نہریں دو باطن دو ظاہر ہیں میں نے کہا اے جبرئیل یہ کیا ہیں ۔ کہا دو باطن تو جنت میں ہیں اور دو ظاہر نیل اور فرات ہیں پھر میں بیت المعمور پر اُٹھایا گیا پھر میرے پاس ایک شراب کا برتن اور ایک دودھ کا اور ایک شہد کا برتن لایا گیا تو میں نے دودھ لیا کہا یہ فطرت اسلام ہے ۔ اسی پر آپ اور

آپ کی اُمت ہیں پھر مجھکو ہر دن میں پچاس نمازیں فرض کی گئی پھر لوٹا تو موسیٰ (علیہ السلام) پر گذرا اونہوں نے کہا آپ کو کس چیز کا حکم ہوا میں نے کہا ہر روز پچاس وقت کی نماز کا حکم ہوا تو کہا آپ کی اُمت ہر روز پچاس وقت کی طاقت نہیں رکھے گی واللہ میں نے حضور سے پہلے لوگوں کا تجربہ کیا۔ اور بنی اسرائیل کا خوب معالجہ کیا حضور اپنے رب کے پاس لوٹ کر اپنی امت کے لئے تخفیف چاہیئے۔ تو میں لوٹا مجھے دس کم کیگئیں پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا پھر اونہوں نے اسی طرح کہا پھر میں واپس لوٹا تو مجھ سے دس کم کیگئی۔ پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو پھر اونہوں نے اسی طرح کہا۔ پھر میں واپس لوٹا تو مجھ سے دس کم ہوئیں پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو پھر اونہوں نے اسی طرح کہا پھر میں واپس لوٹا تو مجھ سے دس کم ہوئیں۔ پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو پھر اونہوں نے اسی طرح کہا پھر میں واپس لوٹا تو مجھے ہر روز پانچ نماز کا حکم ہوا۔ اور ابن شہاب عن انس کی روایت میں ہے کہ یہ پانچ ثواب میں پچاس ہیں۔ میرا قول بدلتا نہیں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو کہا کیا حکم ہوا میں نے کہا ہر روز پانچ نمازوں کا حکم ہوا۔ کہا آپ کی اُمت ہر روز پانچ نمازوں کی بھی طاقت نہیں رکھے گی۔ میں نے حضور سے پہلے لوگوں کا تجربہ کیا ہے اور بنی اسرائیل کا خوب علاج کیا آپ اپنے رب کے پاس لوٹ کر اپنے اُمت کیلئے تخفیف کا سوال کیجئے تو میں نے کہا میں نے اپنے رب سے (بہت بار) سوال کیا مجھے شرم آتی ہے (اب) راضی ہو کر مان لیتا ہوں۔ فرمایا جب میں گذرا تو ایک پکارنے والے نے پکار کر کہا میں نے اپنا فرض جاری کر دیا اور میں نے اپنے بندوں سے تخفیف کر دی۔

اور ابن شہاب عن انس کی روایت میں ہے کہ پھر سدرۃ المنتہیٰ کو پہونچا۔ اور اُس کو ایسے رنگوں نے ڈھانپ لیا تھا کہ میں اُس کو نہیں جانتا۔ کہ وہ کیا ہیں۔ پھر میں جنت میں داخل کیا گیا تو اُس میں موتیوں کے قبہ (گنبد) تھے۔ اور اُس کی مٹی کستوری کی تھی۔ اور مسلم نے عبداللہ بن مسعود سے روایت کی ہے اونہوں نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سیر کرائی گئی تو سدرۃ المنتہیٰ کو پہونچے اور وہ چھٹے آسمان میں ہے زمین سے جو چیز عروج کرتی ہے تو وہیں تک پہونچتی ہے۔ پھر وہاں سے اوپر لے لی جاتی ہے۔ اور جو چیز اوپر سے نزول کرتی ہے تو وہیں تک پہونچتی ہے پھر وہاں سے لے لی جاتی ہے کہا اذ یغشی السدرۃ ما یغشی سے سنہرے پروانہ مراد ہیں۔ کہا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین چیزیں عطا کی گئیں۔ پانچ نمازیں دیگئیں اور سورۂ بقر کی اخیر آئتیں اور حضور کی اُمت میں سے جو اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نکرے اُس کے گناہ بخشدئے جائیں گے۔

مسلم نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (مقام) حجر میں قریش میری سیر کا مجھ سے سوال کرنے لگے تو مجھ سے بیت المقدس کی ایسی اشیاء کا سوال کیا کہ میں نے اُس کو یاد نہیں رکھا تھا تو میں ایسا غمگین ہوا کہ اُس جیسا کبھی غمگین نہیں ہوا تھا۔ تو اللہ تعالےٰ نے اُس کو میرے لئے اُٹھا دیا تو وہ لوگ جس چیز کا مجھ سے سوال کرتے تھے تو میں اُس کو دیکھکر خبر دیتا تھا۔ اور میں نے انبیا (علیہم السلام) کی ایک جماعت دیکھی تو موسیٰ علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے تھے تو وہ ایک پتلے دبلے شخص (قبیلۂ) شنوہ کے آدمیوں جیسے تھے۔ اور عیسیٰ (علیہ السلام) کھڑے نماز پڑھ رہے تھے وہ عروہ بن مسعود ثقفی کے زیادہ مشابہ تھے۔ اور ابراہیم علیہ السلام بھی کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ وہ مجھ سے زیادہ مشابہ تھے پھر نماز کا وقت ہوا تو میں نے اُن کی امامت کی۔ جب میں نماز سے فارغ ہوا تو مجھکو کسی کہنے والے نے کہا یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ مالک خازن نار ہیں ان پر سلام کیجئے تو میں اُن کی طرف متوجہ ہوا تو اونہوں نے پہلے مجھکو سلام کیا۔ بخاری اور مسلم نے جابر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھکو

قریش نے جھٹلایا - تو میں حجر میں کھڑا ہوا تو اللہ نے میرے لئے بیت المقدس کھولدیا - تو اُس میں دیکھکر اُس کی نشانیاں اُن کو بتلاتا رہا -

ہجرت کا بیان

امام احمد نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ایک رات قریش نے مکہ میں باہم مشورہ کیا تو بعضوں نے کہا صبح اُن کو یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو باندہ دو - اور بعضوں نے کہا کہ اُن کو قتل کردو - اور بعضوں نے کہا بلکہ اُن کو نکال دو - اللہ تعالےٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع دیدی تو اُس شب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرش مبارک پر حضرت علی سو رہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلکر غار میں پہونچے اور مشرکین تمام شب حضرت علی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھکر سو رہے جب صبح ہوئی تو دوڑے تو حضرت علی کو دیکھا اللہ تعالےٰ نے اُن کے مکر کو رد کردیا - پھر حضرت علی سے پوچھنے لگے تمھارے صاحب کہاں ہیں - کہا کہ مجھے معلوم نہیں تو حضور کے نقش قدم کی تلاش کرنے لگے - جب پہاڑ تک پہونچے تو اُن پر مشتبہ ہوگئے - تو پہاڑ پر چڑہکر غار پر گذرے تو اُس کے دروازے پر مکڑی کا جالہ دیکھا تو کہنے لگے اگر اس میں داخل ہوتے تو مکڑی کا جالا اس کے دروازے پر نہ رہتا - پھر حضور اُس میں تین شب ٹھہرے -

بخاری اور مسلم نے براء بن عاذب سے روایت کی ہے کہ وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ اونہوں نے حضرت ابوبکر سے کہا کہ تم مجھ سے بیان کرو - جب تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کو چلے تھے تو آپ دونوں نے کس طرح کیا - تو کہا ہم شب بھر اور دوسرے روز دوپہر تک چلے اور ہم اصلی راستہ چھوڑکر ایسی راہ چلے جدھر گذر نہیں تھا - اور ہم ایک بڑے پتھر کے سایہ تلے ٹھہرے - اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام کے لئے ایک جگہ اپنے ہاتھ سے صاف کرکے اُس پر ایک پوستین بچھاکر عرض کی یا رسول اللہ آپ آرام فرمایئے اور میں حضور کے اطراف دیکھتا رہوں گا - تو آنحضور نے آرام فرمایا اور میں نکلکر اطراف و جوانب کی حفاظت کرتا رہا - تو میرے پاس ایک چرواہا آیا تو میں نے اُس سے کہا کیا تیری بکری میں دودھ ہے - تو اُس نے کہا ہاں تو میں نے کہا کیا تو دوہے گا - تو اُس نے کہا ہاں تو اُس نے ایک بکری پکڑکر ایک لکڑی کے پیالے میں اُس کا دودھ دوہا - جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ساتھ لے لیا تھا - کہ حضور اُس سے پانی پیئیں گے اور وضو کریں گے - تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے حضور کو بیدار کرنا غیر مناسب سمجھکر ٹھہرا رہا یہاں تک کہ خود حضور بیدار ہوئے تو میں نے دودھ پر ٹھنڈا ہونے کے لئے کچھ پانی ڈالکر عرض کی یا رسول اللہ اسے نوش فرمایئے تو حضور نے نوش فرمایا کہ میں خوش ہوگیا - پھر کہا چلنے کا وقت آگیا - تو میں نے عرض کیا ہاں تو ہم آفتاب ڈہلنے کے بعد چلے تو سراقہ بن مالک نے ہمارا پیچھا کیا - تو میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ دشمن نے ہمیں آلیا تو حضور نے ارشاد فرمایا - لاتحزن ان اللہ معنا - غم نکرو بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے - اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے بددعا کی - تو اُس کے گھوڑے کے پاؤں شکم تک زمین میں دہنس گئے - تو اُس نے عرض کی کہ میں اپنے لئے تمھاری بددعا سمجھ رہا ہوں - لہذا میری رہائی کے لئے دعا کیجئے تو قسم خدا کی میں آپ دونوں سے تلاش کو ہٹا دوں گا - تو رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کے لئے دُعا کی تو اُس نے نجات پائی پھر تو اُس کو جو شخص ملتا اُس سے کہدیتا اس اطراف میں کچھ نہیں ہے اور جو ملتا اُس کو واپس لوٹا دیتا۔

بخاری اور مسلم نے انس سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے کہا کہ جب ہم نے مشرکوں کے قدم سرے پر دیکھے اور ہم غار میں تھے تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر کوئی ہمارے قدموں کی طرف نظر کریگا تو ہمیں دیکھ لے گا تو حضور نے فرمایا اے ابوبکر تمھارا اُن دو کے ساتھ کیا خیال ہے کہ اللہ اُن کا تیسرا ہے۔

صاحب شرح سنہ اور ابن عبدالبر نے استیعاب میں اور ابن جوزی نے کتاب الوفا میں ام معبد کے بھائی جبیش بن خالد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ کو نکلے ہیں تو حضور کے ساتھ حضرت ابوبکر اور اُن کا غلام عامر بن فہیرہ تھے۔ اور عبداللہ بن لیثی راہنما تھا تو ام معبد کے خیمہ پر گذر کر اُن سے گوشت اور کھجور دریافت کیا۔ کہ خریدیں، تو اُن کے پاس اُس میں سے کچھ نہیں تھا۔ اور (اسوقت) محتاج قحط زدہ تھی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیمہ کے گوشہ میں ایک بکری دیکھی تو حضور نے فرمایا اے ام معبد یہ بکری کیسی تو کہا یہ بکری دبلی ہونے کی وجہ سے دوسری بکریوں سے پیچھے رہ گئی۔ تو فرمایا کیا اس میں دودھ ہے تو کہا یہ سب سے زیادہ لاغر ہے تو فرمایا کیا تو مجھے دودھ دوہنے کی اجازت دیتی ہے۔ تو کہا حضور پر میرے ماں باپ فدا ہوں اگر حضور اس میں دودھ دیکھیں تو بلاشک دوہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے منگوا کر اُس کے تھن کو اپنے دست مبارک سے چھو کر بسم اللہ کہکر اُس کے لئے دعا کی تو اُس نے اپنے پاؤں کھولکر دودھ سے بھر گئی۔ تو حضور نے دودھ کا برتن منگا کر اُس میں خوب دودھ دوہا۔ کہ اس پر جھاگ آ گئے۔ پھر حضور نے ام معبد کو پلایا۔ کہ وہ سیراب ہو گئی۔ اور آپ کے ہمراہیوں نے سیر ہو کر پیا۔ پھر دوسروں نے پیا۔ پھر اُسی وقت دوبارہ دوہکر برتن بھر کر اُس کے پاس چھوڑ دیا۔ اور اُس سے بیعت لے کر روانہ ہوئے۔ بخاری نے براء سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے سب سے پہلے ہمپر (مدینہ میں) مصعب بن عمیر اور ابن ام مکتوم آئے۔ تو وہ ہمکو قرآن مجید سکھلانے لگے۔ پھر عمار اور بلال اور سعد آئے پھر حضرت عمر بن خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیس صحابہ کے ہمراہ آئے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے۔ تو میں نے اہل مدینہ کو دیکھا کہ حضور کی تشریف آوری سے اس قدر خوش ہوئے کہ کسی سے اُن کو اس قدر خوشی نہیں ہوئی تھی یہاں تک کہ لڑکیوں اور بچوں کو دیکھا کہ کہتے تھے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ تو جب حضور تشریف فرما ہوئے تو میں نے مفصل کی سورتوں میں سے سبح اسم ربک الاعلی پڑھی۔

بخاری نے انس سے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن سلام اپنے باغ میں میوہ چن رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی (مدینہ میں تشریف آوری کا حال سنا) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میں حضور سے تین باتیں دریافت کرنا چاہتا ہوں جنکو حضرات انبیا کے سوا دوسرا نہیں جانتا۔ ایک قیامت کی پہلی نشانی کیا ہے اور اہل جنت کا پہلا کھانا کیا ہو گا اور بچہ اپنے باپ یا ماں کے مشابہ کیوں ہوتا ہے۔ تو حضور نے فرمایا مجھکو ابھی جبریئل نے خبر دی کہ قیامت کی پہلی نشانی ایک آگ ہو گی۔ جو لوگوں کو مشرق کی طرف سے مغرب کی طرف جمع کر دیگی۔ اور اہل جنت کا پہلا کھانا مچھلی کے جگر کا کنارہ ہے اور جب مرد کا پانی عورت کے پانی سے سابق ہوتا ہے تو بچہ باپ کے مشابہ ہوتا ہے۔ اور جب عورت کا پانی مرد کے پانی سے سابق ہوتا ہے تو بچہ ماں کے مشابہ ہوتا ہے۔ اور اونہوں نے کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ یا رسول

اللہ یہود جھوٹی قوم ہے اگر وہ حضور کے دریافت کرنے سے بیشتر میرا اسلام معلوم کر لیں گے تو مجھپر جھوٹی تہمت رکھیں گے۔ تو یہود آئے تو حضور نے فرمایا عبداللہ تم میں کیا شخص ہے تو کہا ہم سے بہتر بہترین کا لڑکا اور ہمارا سردار اور سردار کا لڑکا ہے۔ تو حضور نے فرمایا اگر عبداللہ بن سلام ایمان لاوے تو اونہوں نے کہا۔ اُس سے اللہ کی پناہ۔ تو عبداللہ نے نکلکر کہا اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمدا رسول اللہ۔ تو اونہوں نے کہا ہم سے بدتر اور بدترین کا لڑکا۔ اور اُن کے نقص بیان کئے۔ تو عبداللہ نے کہا یا رسول اللہ مجھکو اسی کا ڈر تھا۔

مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بروز قیامت تمام بنی آدم کا سردار ہوں گا۔ اور میں سب سے پہلے قبر سے اُٹھوں گا۔ اور میں سب سے پہلے شفاعت کروں گا۔ اور سب سے پہلے میری شفاعت مقبول ہوگی۔

مسلم نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز سب نبیوں سے زیادہ لوگ میرے تابع ہوں گے۔ اور میں سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا۔ مسلم نے انہیں سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بروز قیامت جنت کے دروازہ پر آکر کھلوانا چاہونگا تو خازن کہے گا آپ کون ہیں تو میں کہوں گا محمد تو وہ کہیگا میں حضور ہی کے لئے حکم کیا گیا ہوں کہ حضور سے پہلے کسی کے لئے نہ کھولوں۔

بخاری اور مسلم نے جابر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھکو پانچ چیز دیگئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں۔ ایک مہینے کی مسافت سے (دشمنوں پر) رعب سے میری مدد کی گئی۔ اور میرے لئے تمام زمین مسجد اور پاک کرنے والی کیگئی۔ تو میری اُمت میں سے جس شخص کو جس جگہ نماز کا وقت آپہونچے تو اُسی وقت نماز پڑھ لے اور میرے لئے غنیمت حلال کی گئی اور مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں ہوئی تھی۔ مجھکو شفاعت عظمیٰ عطا کی گئی۔ اور ہر نبی اپنی خاص قوم کی طرف مبعوث ہوا اور میں تمام لوگوں کی جانب مبعوث ہوا ہوں۔

مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو تمام نبیوں پر چھ چیزوں سے فضیلت دی گئی۔ مجھکو جامع احکام عطا کیا گیا اور رعب سے میری مدد کی گئی اور میرے لئے غنیمت حلال کی گئی۔ اور میرے لئے تمام زمین مسجد اور پاک کرنے والی کیگئی۔ اور میں تمام مخلوق کی طرف بھیجا گیا۔ اور مجھپر تمام نبیوں کا ختم ہوا۔

ترمذی نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ حضور کو نبوت کب سے حاصل ہوئی تو فرمایا جب آدم روح اور جسد کے درمیان تھے۔

ترمذی اور دارمی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کچھ بیٹھے ہوئے تھے کہ حضور تشریف فرما ہوئے جب اُن سے قریب ہوئے کہ اُن سے سنا کہ وہ باہم ذکر کر رہے ہیں۔ بعضوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا اور دوسرے نے کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا۔ اور کسی نے کہا عیسیٰ علیہ السلام کلمۃ اللہ اور اُس کی روح ہیں۔ اور کسی نے کہا آدم علیہ السلام کو اللہ نے برگزیدہ کیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف لاکر فرمایا میں نے تمھارا کلام سنا اور ابراہیم علیہ السلام کا خلیل اللہ ہونے سے تمھارا تعجب سنا وہ اسی طرح ہیں اور موسیٰ علیہ السلام کا نجی اللہ ہونا وہ ایسے ہی ہیں اور

عیسیٰ علیہ السلام کا روح اللہ ہونا اور کلمہ ہونا وہ ایسے ہی ہیں اور اللہ کا آدم علیہ السلام کو برگزیدہ کرنا وہ ایسے ہی ہیں۔ (مگر) جان لو میں اللہ کا حبیب ہوں اور یہ فخر نہیں ہے میں قیامت کے روز لواء الحمد اٹھانے والا ہوں اسی کے نیچے حضرت آدم اور دوسرے سب ہوں گے۔ اور یہ فخر نہیں اور میں بروز قیامت پہلا شافع اور پہلا مقبول الشفاعت ہوں اور یہ فخر نہیں اور میں سب سے پہلے جنت کا حلقہ ہلاؤں گا تو اللہ تعالےٰ میرے لئے کھول کر مجھکو اس میں داخل کریں گے۔ اور میرے ساتھ مومن فقراء ہوں گے۔ اور کچھ فخر نہیں اور میں سب اولین و آخرین سے اللہ کے نزدیک بزرگ تر ہوں اور یہ فخر نہیں۔

ترمذی اور دارمی نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب لوگ قبروں سے اٹھائے جائیں گے تو میں سب سے پہلے نکلوں گا اور میں انھیں خدا کے سامنے پہنچاؤں گا۔ اور جب لوگ سکوت کریں گے تو میں ان کی جانب سے خطیب ہوں گا۔ اور روک دئے جائیں گے تو میں اُن کی شفاعت کروں گا۔ اور جب ناامید ہوں گے تو میں اونھیں بشارت دوں گا تمام کرامت اور کنجیئیں اس روز میرے ہاتھ میں ہونگی اور اس روز لواء الحمد میرے ہاتھ میں ہوگا۔ اور سب بنی آدم سے اللہ کے نزدیک بزرگ تر ہوں گا میرے اطراف میں ہزار خادم گھومیں گے تو گویا کہ وہ بیضۂ مکنون یا پھیلے ہوئے موتی ہیں۔

جامع الاصول نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سب سے پہلے زمین سے نکلوں گا۔ پھر جنت کے کپڑے پہنایا جاؤں گا۔ پھر عرش کے داہنے جانب کھڑا رہوں گا میرے سوا کوئی اس جگہ کھڑا نہ ہوگا۔

ترمذی نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے لئے اللہ سے وسیلہ کا سوال کرو۔ تو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وسیلہ کیا ہے تو فرمایا جنت میں سب سے اعلیٰ درجہ ہے۔ جو ایک شخص کو ملیگا۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ میں ہوں۔

مسلم نے سعد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی معاویہ کی مسجد میں داخل ہو کر دو رکعت نماز پڑھی اور ہم نے بھی آپ کے ہمراہ پڑھی اور حضور نے اپنے رب سے بڑی طویل دعا کی پھر فارغ ہو کر فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے تین چیز کا سوال کیا تو مجھکو دو عنایت کی اور ایک سے منع کیا۔ میں نے اپنے رب سے سوال کیا کہ میری (تمام) امت کو عام قحط سالی سے (دفعتہ) ہلاک نکرے تو مجھ کو عطا فرمایا۔ اور میں نے چاہا کہ ان کے آپس میں لڑائی نڑالے تو مجھکو اس سے منع کیا۔

ترمذی اور نسائی نے خباب بن ارت سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک لمبی دراز نماز پڑھائی۔ تو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے ایسی نماز پڑھی جو پہلے نہیں پڑھی تھی۔ فرمایا ہاں یہ نماز امید و خوف کی تھی۔ میں نے اس میں اپنے رب سے تین چیزوں کا سوال کیا تو مجھکو دو عنایت فرمائیں اور ایک سے منع فرمایا میں نے اس سے چاہا کہ میری تمام امت کو عام قحط سالی سے (دفعتہ) ہلاک نہ کرے تو یہ مجھکو عطا فرمایا۔ اور میں نے اس سے چاہا کہ ان پر دوسرے دشمنوں کو مسلط نکرے تو یہ بھی قبول فرمایا۔ اور میں نے اس سے چاہا کہ ان کے بعض بعض آپس میں نہ لڑیں تو مجھکو اس سے منع کیا۔

ترمذی نے ابی بن کعب سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بروز قیامت میں تمام نبیوں کا امام پیشوا اور ان کا خطیب اور بلا فخر ان کا شافع ہوں گا۔ بخاری و مسلم نے انس سے روایت کی ہے

اونہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دس سال رہا تو کبھی حضور نے مجھکو اُف تک نہیں کہا اور (نہ یہ فرمایا) کہ کیوں کیا اور کیوں نہیں کیا۔

بخاری اور مسلم نے انس سے روایت کی ہے اونہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا اور آپ پر ایک نجرانی موٹے کنارہ کی چادر تھی تو حضور کو ایک اعرابی ملا اُس نے آپ کو چادرہ پکڑ کر خوب زور سے اتنا کھینچا کہ حضور اعرابی کے سینہ تک آگئے۔ اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ مبارک میں اُس کے زور سے کھینچنے کی وجہ سے چادر کا نشان دیکھا پھر اُس نے کہا یا محمدؐ جو اللہ کا مال آپکے پاس ہے اُس میں سے میرے لئے حکم کیجیے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس کی طرف دیکھکر مسکرائے اور اُس کو دینے کا حکم فرمایا۔

بخاری اور مسلم نے جابر سے روایت کی ہے اونہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی کسی شخص کا سوال نہیں کیا گیا۔ کہ حضور نے (اُس کے جواب میں نہیں فرمایا ہو) مسلم نے انس سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنی بکریوں کا سوال کیا جو دو پہاڑ کے درمیان بھر جاوے تو حضور نے اتنی سب اُس کو دے دی۔ تو وہ اپنی قوم کے پاس آکر کہنے لگا اے قوم مسلمان ہو جاؤ کہ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) اتنا دیدیتے ہیں کہ محتاج ہو جانے سے نہیں ڈرتے۔

بخاری نے جبیر بن مطعم سے روایت کی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حنین سے واپسی میں چل رہے تھے تو اعراب چمٹ کر حضور سے اس قدر سوال کرنے لگے کہ حضور کو ایک درخت تک مجبور کر دیا۔ تو اونہوں نے آپ کی چادر مبارک لے لی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھہر کر فرمایا میری چادر دیدو۔ اگر میرے پاس ان درختوں کے برابر چوپایہ ہوتے تو میں اُس کو تم میں تقسیم کر دیتا۔ پھر تم مجھے بخیل اور کاذب اور بزدل نہ پاتے۔

بخاری نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعنت کرنے والے اور گالی بکنے والے نہیں تھے۔ ملامت کے وقت اتنا فرمادیتے تھے اُسے کیا ہوا اُس کی پیشانی خاک آلود ہو۔

مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ لوگوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مشرکوں پر بد دعا کیجیے تو حضور نے فرمایا میں لعنت کرنے کے لئے مبعوث نہیں ہوا ہوں میں تو رحمت کرکے بھیجا گیا ہوں۔

بخاری اور مسلم نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے اونہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنواری پردہ نشین عورتوں سے زیادہ حیادار تھے اگر کسی ناپسند شے کو دیکھتے تو ہم اُس کو حضور کے چہرہ مبارک میں پہچان لیتے۔

بخاری نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ میں نے کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح ہنستے ہوئے نہیں دیکھا جس سے منہ کے اندر کا کوا معلوم ہو۔ حضور تبسم فرماتے تھے۔

بخاری نے اسود سے روایت کی ہے اونہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کام کرتے تھے تو اونہوں نے کہا کہ حضور اپنے اہل و عیال کے کام میں رہتے۔ پھر جب نماز کا وقت آتا تو نماز کے لئے باہر تشریف لاتے۔

بخاری و مسلم نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دو امر میں اختیار

تو دونوں میں آسان امر کو اختیار فرماتے۔ جب تک گناہ نہ ہو اور اگر گناہ ہو تو سب لوگوں سے دور تر رہتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی چیز میں اپنے نفس کے لئے بدلہ نہیں لیا۔ لیکن اگر اللہ کے حرمت کی ہتک ہوئی ہو تو اللہ کے لئے اُس کا بدلہ لیتے تھے۔

ترمذی نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فحش گو اور بازار میں شور کرنے والے نہیں تھے۔ اور برائی کا بدلہ برائی سے نہیں کرتے۔ بلکہ معاف اور درگذر فرماتے۔

ترمذی نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنے نعل گانٹھتے اور اپنے کپڑے سیتے اور اپنے مکان میں کام کرتے جس طرح کوئی اپنے گھر کا کام کرتا ہو اور کہا کہ حضور انسانوں میں ایک انسان کی طرح رہتے تھے۔ اپنے کپڑے خود (جوئیں) دیکھ لیتے۔ اور اپنی بکری کا دودھ دوہ لیتے۔ اور اپنا کام خود کرتے۔

ترمذی نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی شخص سے مصافحہ فرماتے تو حضور اپنا دست مبارک اُس کے ہاتھ سے نہیں ہٹاتے تا وقتیکہ وہ خود اپنا ہاتھ نہ ہٹاتا اور اپنے چہرۂ مبارک کو اُس کے سامنے سے نہیں پھراتے۔ تا وقتیکہ وہ خود اپنا منہ نہیں پھراتا۔ اور اپنے ہم نشینوں میں حضور کے زانو مبارک آگے نکلے ہوئے کسی نے نہیں دیکھے۔

ترمذی نے عبداللہ بن حارث سے روایت کی ہے کہ اونہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تبسّم کرنیوالا کسی کو نہیں دیکھا۔

مسلم نے انس سے روایت کی ہے اونہوں نے کہا کہ میں نے کسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اپنے عیال پر رحم کرنے والا نہیں دیکھا۔

وفات کا بیان

چونکہ آپ اسی لئے مبعوث ہوئے کہ مخلوق کو راہ راست کی ہدایت ہوا اور اچھے اخلاق پوری طرح کامل ہو جائیں جب یہ مقصود پورا ہو چکا تو اللہ تعالےٰ نے آپ کو اعلیٰ علیین میں ترسٹھ سال کی عمر میں اُٹھا لیا۔ صلی اللہ علیہ و اعلیٰ آلہ و اصحابہ اجمعین۔

مروی ہے کہ صفر کی اٹھائیسویں تاریخ بدھ کے روز حضرت میمونہ کے گھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دردِ سر شروع ہوا۔ اور بعض روائتوں میں اُنتیس تاریخ کو اور بعض میں شروع ربیع الاول میں اور وفا میں ہے کہ آپ صفر کی بیسویں تاریخ بیمار ہوئے اور ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو وفات ہوئی۔ رزین نے ابو حاتم سے ربیع الاول سنہ گیارہویں کی روایت کی ہے اور آپ کے مرض کی ابتدا حضرت میمونہ کے گھر میں ہوئی اور بعض کے نزدیک زینب بنت حجش اور بعض کے نزدیک ریحانہ کے گھر میں اور خطابی نے آپ کے مرض کی ابتدا دوشنبہ کے روز بیان کی ہے۔ اور بعض نے ہفتہ کے روز اور بعض نے بدھ کے روز حاکم کے نزدیک بدھ کا روز ہے اور بعض کے نزدیک مرض کی مدت چودہ روز ہے اور اکثروں کے نزدیک بارہ روز ہے اور بعض کے نزدیک دس روز سلیمان تیمی اسی کے قائل ہیں۔ اور نیز اُن کے نزدیک مرض کی ابتدا ہفتہ کے روز صفر کی بائیسویں تاریخ ہے اور ربیع الاول کی ۲ تاریخ کو اُن کے نزدیک آپ کی وفات ہے اکتفا میں ہے کہ آپ جب

حجۃ الوداع سے لوٹے تو مدینہ منورہ میں باقی ذی الحجہ اور ماہ محرم اور پورا صفر ٹھہرے اور اسامہ بن زید کو شام کی جانب روانہ کیا۔ اور ان کو حکم دیا کہ زمین فلسطین سے بلقا اور روم کی حدود تک سواروں سے پامال کر ڈالیں تو لوگوں کو سامان جنگ سے تیار کر کے اسامہ کے ساتھ مہاجرین کو بھی جمع کر دیا۔ لوگ تو اس میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صفر کے اخیر میں یا ربیع الاول کے شروع میں مرض شروع ہوا۔ ابو موہیبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام روایت کرتے ہیں کہ مجھکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب کو بلوا کر فرمایا اے ابو موہیبہ مجھکو اہل بقیع کیلئے استغفار کا حکم ہوا ہے تو تم میرے ساتھ چلو۔ تو میں آپ کے ساتھ گیا۔ تو آپ نے وہاں کھڑے ہو کر فرمایا السلام علیکم یا اہل المقابر لوگوں کی بنسبت تمھاری صبح اچھی ہو جیو۔ کہ فتنے اندھیری رات کی طرح کے بعد دیگری آ پہونچے۔ پھر آپ نے فرمایا اے ابو موہیبہ مجھکو دنیا کے خزانوں کی کنجیوں اور اس میں ہمیشہ رہنے پھر جنت اور میرے رب کی ملاقات کے درمیان اختیار دیا گیا تو میں نے حضرت سے کہا کہ آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں آپ دنیا کے خزانے اور اس میں ہمیشہ رہنے اور جنت کو اختیار کیجئے تو آپ نے فرمایا کہ نہیں اے موہیبہ میں نے تو اپنے رب کی ملاقات اور جنت کو اختیار کیا۔ پھر اہل بقیع کے لئے استغفار کر کے واپس لوٹے۔ تو آپ کو وہ درد شروع ہوا۔ جس میں اللہ نے آپ کو قبض فرمایا۔ حضرت عائشہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنت البقیع سے لوٹ کر آئے۔ اور میرے سر میں درد تھا۔ اور میں ہائے سر کہہ رہی تھی تو آپ مجھکو بتکلف دل لگی سے بہلانے لگے اور فرمایا تیرا کیا نقصان اگر تو مر جائے گی تو میں تجہیز کھڑے ہو کر تجھے کفن دونگا اور تجہیز نماز پڑھوں گا۔ اور تجھے دفن کروں گا۔ تو میں نے عرض کیا واللہ گویا میں آپ پر بوجھ ہوں آپ نے تو یہ سب کچھ کر لیا تو میں اپنے گھر آئی اور آپ نے اس کے اخیر روز میں اپنی بعض ازواج کو دلھن بنا کر تبسم فرمایا۔ پھر آپ کا مرض زیادہ ہوا۔ اور اپنی ازواج پر دورہ فرماتے تھے۔ یہاں تک کہ جب میمونہ کے گھر میں آپ کا مرض بڑھ گیا۔ تو آپ نے سب بیویوں کو بلا کر ان سے میرے گھر میں تیمارداری کئے جانے کی اجازت لی تو سب نے آپ کو اجازت دیدی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہل میں سے دو شخص ایک فضل بن عباس اور دوسرے کے درمیان نکلکر چلنے لگے۔ آپ کے سر پر پٹی بندہی ہوئی تھی آپ کے دونوں قدم خط کھینچتے ہوئے میرے گھر میں داخل ہوئے۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ وہ دوسرے شخص حضرت علی بن ابیطالب تھے۔ پھر آپ کا مرض زیادہ ہو گیا۔

مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مرض میں دریافت فرماتے تھے کہ میں کل کہاں ہونگا۔ گویا آپ حضرت عائشہ کی باری چاہتے تھے۔ تو آپ کی ازواج نے آپ کو اجازت دیدی کہ آپ جہاں چاہیں۔ بعد حضرت عائشہ کے گھر میں وفات تک ٹھہرے۔ حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھ پکڑ لیتے تھے ایک روز میں نے پکڑی تو آپ پر ایسی بیہوشی طاری ہوئی کہ ہمیں آپ کی وفات ہونے کا گمان ہو گیا۔ تو ہم نے آپ کو دوا پلائی۔ پھر جب تخفیف ہوئی تو فرمایا یہ کس نے کیا تو سب نے ڈر کر حضرت عباس کا بہانہ کیا۔ حالانکہ ان کی رائے نہ تھی۔ اور ہمیں مرض ذات الجنب کا خوف تھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ ذات الجنب شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اللہ اسے مجھپر مسلط نہیں کریگا۔ لیکن یہ عورتوں کا کام ہے کہ گھر میں میرے چچا عباس کے سوا سب کو دوا پلائی جاوے۔ تو سب کو پلائی گئی۔ اور میمونہ روزہ دار تھیں ان کو بھی آپ کے فرمانے سے دوا پلائی گئی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ کے گھر حضرت عباس اور حضرت

علی کے سہارے تشریف لائے اور باری بھی اُن کی تھی۔ اور فضل آپ کی کمر پکڑے ہوئے تھے اور آپ کے دونوں قدم خط کھینچتے ہوئے عائشہ کے وہاں آئے پھر اوٹھیں کے پاس رہے کہ اُن کے گھر سے نکلنے کی قدرت نہ تھی۔ پھر آپ کا مرض بڑھ گیا۔ حضرت عائشہ نے کہا کہ آپ شدت مرض کیوجہ سے بستر پر لوٹتے تھے۔ تو میں نے عرض کیا کہ ہم میں سے اگر کوئی ایسا کرتا تو آپ غصہ ہوتے تو آپ نے فرمایا کہ مسلمانوں پر سختی ہوا کرتی ہے اگر کسی مسلمان کو ایک کانٹے کی تکلیف یا اس سے زیادہ پہونچ جائے تو خدا تعالےٰ اُس کے سبب سے اُس کا درجہ بلند کر دیتا ہے اور اُس کے گناہ معاف کرتا ہے حضرت عائشہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ سخت مرض کسی پر نہیں دیکھا۔ مروی ہے کہ بخار کی شدت سے کسی کا ہاتھ آپ کے بدن مبارک پر ٹھہر نہیں سکتا تھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ انبیا (علیہم السلام) سے زیادہ کسی پر مصیبت نہیں ہوتی۔ جسطرح ہمپر مصیبت زیادہ ہوتی ہے اسی طرح ہمارا ثواب بھی دوہرا ہوتا ہے۔

بخاری نے عبداللہ بن مسعود سے روایت کی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو سخت بخار تھا۔ تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو سخت بخار ہے تو آپ نے فرمایا ہاں۔ مجھکو تمھارے دو آدمیوں کے برابر بخار ہے۔ تو میں نے عرض کیا یہ اس لئے تاکہ آپ کو دوہرا اجر ہو، تو آپ نے فرمایا ہاں اسی لئے، جس مسلمان کو ایک کانٹے یا اس سے زیادہ تکلیف پہونچے تو اللہ تعالےٰ اُس کے سبب سے اُس کے گناہوں کا کفارہ کر دیتا ہے جیسے درخت کے پتے جھڑ جاتے ہیں۔

حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض زیادہ ہوگیا تو آپ نے فرمایا کہ مجھپر سات منہ بند (پانی کی بھری ہوئی) مشکیں ڈالو۔ تاکہ مجھے کچھ راحت ہو۔ تو لوگوں سے باتیں کر سکوں۔

حضرت عائشہ نے کہا کہ ہم نے آپ کو حضرت حفصہ کے لگن میں بٹھا کر آپ پر یہاں تک پانی ڈالا کہ آپ نے اشارہ کیا کہ کر چکیں پھر آپ نے اس روز کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا۔ کہ اللہ کی حمد و ثنا کر کے شہدائے احد کیلیے مغفرت چاہی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض میں فرمایا۔ مسجد کے یہ شارع عام دروازے سوائے ابو بکر کے بند کر دو۔ اس لئے کہ صحابہ میں ابو بکر کے سوا کسی کو اپنے اوپر زیادہ احسان کرنے والا نہیں جانتا۔ ابن عمر سے مروی ہے کہ حضرت ابو بکر نے آکر عرض کی یا رسول اللہ اجازت دیجئے کہ میں آپ کی تیمارداری میں قائم رہوں تو آپ نے فرمایا اے ابو بکر اگر میں اپنی ازواج اور لڑکیاں اور میرے اہلبیت سے خدمت نہ لوں تو ان پر بڑی مصیبت ہو پڑے گی۔ اور تمھارا اجر تو خدا تعالےٰ پر ثابت ہو چکا۔ اور مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض میں لوگوں کو خطبہ سنایا۔ اور آپ نے اپنے خطبہ میں فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے ایک بندہ کو دنیا اور اپنے پاس کی چیزوں کو اختیار کیا۔ تو حضرت ابو بکر رونے لگے۔ تو ہمیں ابو بکر سے تعجب ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک بندہ کے اختیار دئے جانے کی خبر دیتے ہیں (پھر معلوم ہوا) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو اختیار دیا گیا ہے تو ابو بکر ہم سب سے زیادہ سمجھدار تھے اور آپ نے اپنے مرض میں چالیس غلام آزاد کئے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار ہوتے تو اللہ تعالےٰ سے عافیت کی دعا کرتے۔ مگر اس مرض میں آپ نے شفا کی دعا نہیں کی بلکہ اپنے نفس کو عتاب کر کے فرماتے کہ اے نفس تجھے کیا ہوا کہ ہر جگہ پناہ پکڑتا ہے مروی ہے کہ آپ نے حضرت فاطمہ کو کوئی بات پوشیدہ کہی تو وہ رونے لگی پھر آپ نے اُن کو کوئی بات آہستہ کہی تو وہ ہنسی۔ حضرت عائشہ نے کہا کہ میں نے اُن سے پوچھا تو اونہوں نے کہا کہ آپ نے

مجھکو پوشیدہ یہ بات کہی کہ جبرئیل ہر سال ایک مرتبہ مجھسے قرآن مجید کا دورہ کرتے تھے اور اس سال دو بار دور کیا تو میں خیال کرتا ہوں کہ شاید میری اجل آگئی۔ تو اس لئے میں روئی۔ پھر آپ نے فرمایا کہ تو میری اہل بیت میں سے سب سے پہلے مجھ سے ملے گی اور تیرے لئے میں اچھا پیش رو ہوں۔ اور کہا تو راضی نہیں ہے کہ اس امت کی عورتوں کی یا تمام مسلمان عورتوں کی سردار ہے تو میں ہنسی۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مرض میں لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے صرف تین روز نہیں پڑھائی اور بعض کہتے ہیں سترہ نمازیں۔ جب پہلی نماز عشا کے لئے آپ تشریف نہ لاسکے تو آپ نے کہا کہ ابو بکر کو کہو کہ وہ نماز پڑھادیں۔ زہری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن زمعہ سے فرمایا کہ لوگوں سے کہدو کہ نماز پڑھ لیں۔ تو عمر بن خطاب ملے تو اُن سے کہا کہ لوگوں کو نماز پڑھادیں تو حضرت عمر نے نماز پڑھائی۔ جب اُن کی آواز بلند ہوئی اور وہ بلند آواز تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی آواز سن کر فرمایا کیا یہ عمر کی آواز نہیں ہے تو لوگوں نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ تو آپ نے فرمایا کہ اس کو اللہ اور مسلمان انکار کرتے ہیں ابو بکر لوگوں کو نماز پڑھادیں۔ منتقی میں لیا ہے۔

اور مروی ہے کہ بلال نے اذان دیکر دروازے پر کھڑے ہو کر کہا السلام علیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برحمک اللہ تو آپ نے فرمایا کہ ابو بکر کو حکم کرو کہ لوگوں کو نماز پڑھاوے تو بلال نے اپنے ماتھے پر ہاتھ رکھے ہوئے فریاد کرتے ہوئے مسجد میں داخل ہوئے اور کہا کہ اے ابو بکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو آگے ہونے کا حکم فرماتے ہیں۔ تو جب حضرت ابو بکر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مسجد کو خالی دیکھا تو نرم دل ہونے کی وجہ سے بیہوش ہو کر گر پڑے تو تمام مسلمان چلانے لگے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رونے کی آواز سنی تو فرمایا کہ اے فاطمہ یہ کیا شور ہے تو عرض کیا کہ آنحضور کی عدم موجودگی کی وجہ سے لوگ رو رہے ہیں تو آپ نے حضرت علی اور ابن عباس کو بلاکر اپنے اوپر سہارا لیتے ہوئے مسجد میں تشریف لائیے اور نماز پڑھ کر فرمایا کہ اے مسلمانو تم اللہ کے وداع اور پناہ میں ہو اور اللہ تم پر میرا خلیفہ تقویٰ اور طاعت سے ہے۔

اور حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیل ہوئے تو بلال نے آکر آپ کو نماز کی اطلاع دی۔ تو آپ نے فرمایا کہ ابو بکر کو حکم کرو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھادیں تو میں نے عرض کی یارسول اللہ ابو بکر مرد رقیق القلب ہیں آپ کی جگہ کھڑے ہو کر لوگوں کو اپنی آواز نہیں سنا سکیں گے۔ آپ عمر کو حکم کیجئے تو آپ نے فرمایا کہ ابو بکر کو حکم کرو کہ لوگوں کو نماز پڑھادیں۔ تو میں نے حفصہ سے کہا کہ تم کہو تو اونہوں نے کہا تو آپ نے فرمایا کہ یوسف (علیہ السلام) کے ساتھی (جیسے) ہو۔ ابو بکر ہی کو حکم کرو کہ وہ نماز پڑھادیں۔ تو لوگوں نے حضرت ابو بکر سے کہا۔ جب اونہوں نے نماز شروع کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نفس میں خفت پائی۔ کھڑے ہو کر دو شخصوں کے سہارے قدم مبارک سے زمین پر خط کھینچتے ہوئے مسجد میں داخل ہوئے جب ابو بکر نے آپ کی آہٹ سنی تو پیچھے ہٹنا چاہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے بائیں جانب بیٹھ گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو بیٹھ کر نماز پڑھاتے تھے اور ابو بکر کھڑے آپ کی اقتدا کرتے تھے۔ اور سیرت ابن ہشام میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے لوگ سرکنے لگے۔ تو حضرت ابو بکر سمجھے کہ یہ سرکنا رسول اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ہے تو اپنی جگہ سے ہٹے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی کمر میں چوکہ دیکر فرمایا کہ لوگوں کو نماز پڑھاتے رہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے داہنی جانب بیٹھکر نماز پڑھی جب نماز

سے فارغ ہوئے۔ تو حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ میرے خیال سے آپ بفضلہٖ تعالیٰ صحتیاب ہو گئے۔ آج بنت خارجہ کی باری کا دن ہے اگر اجازت ہو تو چلا جاؤں تو حضور نے فرمایا ہاں۔ پھر آپ مکان میں داخل ہوئے اور ابوبکر اپنی جگہ سنح میں اپنے اہل وعیال میں گئے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کے سوا کسی کے پیچھے نماز نہیں پڑھی۔ ہاں سفر میں عبدالرحمٰن بن عوف کے پیچھے ایک رکعت پڑھی ہے جیسے مسلم اور ابوداؤد اور دارمی نے روایت کی ہے۔ اسد الغابہ میں حضرت علی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر کو آگے کیا اور انہوں نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ اور میں موجود تھا تندرست تھا اگر آپ مجھکو آگے کرنا چاہتے تو کر سکتے تھے تو ہم اپنی دنیا کے لئے اس سے راضی ہیں جس سے اللہ اور اس کا رسول ہمارے دین کے لئے راضی ہے۔ اور مروی ہے کہ پنجشنبہ کے روز جب آپ کے مرض نے شدت کی تو آپ نے کچھ لکھنے کا قصد کیا۔ تو عبدالرحمٰن بن ابی بکر سے فرمایا کہ مجھکو کوئی تختی وغیرہ لادے کہ میں ابوبکر کیلئے لکھدوں تاکہ لوگ اُن پر اختلاف نکریں۔ جب وہ کھڑے ہونے لگے تو آپ نے فرمایا کہ اے ابوبکر اللہ اور مسلمان تجھپر اختلاف نہیں کرینگے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانۂ وصال قریب ہوا اور مکان میں (حضرت) عمر وغیرہ بہت سے لوگ تھے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمھیں کچھ لکھدوں تاکہ پھر تم گمراہ نہ ہو تو (حضرت) عمر نے فرمایا کہ حضور پر تکلیف کا غلبہ ہے اور ہمارے پاس قرآن ہے ہمیں اللہ کی کتاب بس ہے تو گھر والوں میں جھگڑا ہونے لگا۔ کوئی کہتا تھا کہ تختی لاؤ تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا لکھدیویں کہ تم پھر گمراہ نہ ہو، اور کوئی حضرت عمر کی طرح کہتا تھا جب شور زیادہ ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھڑے ہو جاؤ۔ ابن عباس فرماتے تھے کہ یہ شور و اختلاف بڑی مصیبت تھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لکھنے میں حائل ہوئی۔ اس کو امام بخاری نے روایت کیا ہے اور سہل بن سعد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سات دینار تھے جو حضرت عائشہ کے پاس رکھے تھے تو آپ نے اپنے مرض میں فرمایا اے عائشہ وہ دینار لادے اور حضرت عائشہ آپ کی خدمت میں لے کر گئیں اور آپ پر بیہوشی طاری ہوگئی اسی طرح آپ نے تین بار فرمایا پھر آپ نے وہ دینار حضرت علی کے پاس بھیجدیے اونہوں نے اُسے خیرات کر دیا۔ پھر شب دوشنبہ کو آپ پر شدت واقع ہوئی تو حضرت عائشہ نے کسی بیوی کے پاس چراغ بھیجا کہ اس میں اپنے چراغ میں سے تیل ڈالدیوے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے حضرت عائشہ کے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے فرمایا کہ وہ سونا کیا ہوا تو عرض کیا کہ وہ میرے پاس ہے تو آپ نے فرمایا اُسے خرچ کر ڈال پھر آپ پر بیہوشی طاری ہوگئی۔ پھر جب ہوش میں آئے تو فرمایا کیا خرچ کر دیا تو عرض کیا نہیں۔ تو آپ نے اُسے منگا کر اپنی ہتیلی پر رکھکر فرمایا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم کو) کیا خیال ہے۔ چاہتا ہے اللہ تعالیٰ سے ملے اور یہ اس کے پاس ہو۔ پھر آپ نے وہ سب خرچ کر ڈالے۔ اور اسی روز آپ نے وفات پائی۔

حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ میں نے سنا تھا کہ کسی نبی کی وفات نہیں ہوتی، تاوقتیکہ اُسے دنیا و آخرت میں اختیار دیا جاتا ہے۔ تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے آخیر مرض میں سنا کہ آپ مع الذین انعمت علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین وحسن اولٰئک رفیقا فرماتے تھے تو میں سمجھی کہ آپ کو اختیار دیا گیا۔ اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے مع الرفیق الاعلیٰ فی الجنۃ۔

اور حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا مجھپر بڑا احسان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے

میرے گھر میں میرے باریمیں میری گود اور سینے کے مابین وفات پائی اور اخیر وقت میں اللہ نے میرا اور اُن کا بزاق جمع کردیا۔ اس طرح کہ عبدالرحمن بن ابوبکر آئے اور اُن کے ہاتھ میں مسواک تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے سہارا لئے ہوئے تھے۔ تو میں نے دیکھا کہ حضور اُس کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ تو میں سمجھی کہ آپ مسواک چاہتے ہیں تو میں نے عرض کیا کہ میں آپ کے لئے لوں تو حضور نے سر مبارک سے اشارہ فرمایا ہاں، تو میں نے اُسے لیکر حضور کو دی تو آپ کو وہ سخت معلوم ہوئی۔ تو میں نے عرض کی کہ میں نرم کردوں تو حضور نے اشارہ سے ہاں فرمایا تو میں نے لے کے نرم کرکے حضور کو دی۔ تو آپ نے لیکر منہ میں پھرائی اور حضور کے سامنے لوٹا تھا تو آپ نے اپنے دونوں دست مبارک اُس پانی میں داخل فرماکر اپنے منہ پر پھیرتے تھے۔ اور پھر فرماتے تھے لاالہ اللہ بیشک موت کی سختی ہے۔ پھر ہاتھ کھڑے کرکے فرمایا فی الرفیق الاعلیٰ یہاں تک کہ وفات پائی۔ اور دست مبارک جھک گئے۔

ابوہریرہ سے مروی ہے کہ جبریئل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آپ کے ایام مرض میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ اللہ تبارک وتعالےٰ آپ کو بعد سلام کے فرماتا ہے کس طرح ہو تو آپ نے فرمایا کہ میں بیمار ہوں، اور بعض روایات میں ہے کہ غمگین ہوں پھر دوسرے روز آکر فرمایا کہ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ آپ کو بعد سلام کے فرماتا ہے کہ کیسے ہو تو آپ نے فرمایا کہ بیمار ہوں اور تمھارے ساتھ کون ہے کہا یہ ملک لموت ہے اور یہ دُنیا میں میرا آپ کے ساتھ اخیر زمانہ ہے۔ اور آپ کا بھی دُنیا میں یہ اخیر وقت ہے۔ اور آپ کے بعد میں کسی بنی آدم پر مرتے وقت نہیں آؤں گا اور آپ کے بعد زمین پر کسی پر نہیں اُتروں گا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات کی سختی معلوم ہونے لگی۔ اور آپ کے پاس پانی کا پیالہ تھا۔ جب شدت معلوم ہوتی تو اُس سے پانی لے کر منہ پر ملتے۔ اور فرماتے اللّٰھمّ اعنی علیٰ سکرات الموت۔ اور ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض میں فرمایا کہ ہمیشہ خیبر کا (زہری) لقمہ تکلیف دیتا رہا اور اب رگ گردن کاٹ رہا ہے۔

شفا میں ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باوجود بزرگی نبوت کے شہادت سے بھی مشرف ہوئے۔

بخاری ومسلم نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ہمیشہ ان کلمات سے تعوذ فرماتے تھے اذھب الباس رب الناس واشف انت الشافی لاشفا الا شفائک شفاء لا یغادر سقما۔

جب آپ پر مرض شدید ہوا تو میں نے آنحضور کا دست مبارک پکڑ کر یہ کلمات پڑھ کر ملنے لگی تو حضور اپنا دست مبارک مجھ سے چھڑا کر فرمانے لگے رب اغفرلی والحقنی بالرفیق الاعلیٰ یہ آنحضور کا اخیر کلمہ میں نے سنا سہیل نے کہا میں نے واقدی کی بعض کتابوں میں دیکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا کلمہ حلیمہ دائی کے پاس شیرخوارگی میں اللہ اکبر تھا۔ اور اخیر کلمہ الرفیق الاعلیٰ۔

اور حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری وصیت یہ تھی کہ جزیرہ عرب میں دو دین نہ رہنے پاویں،

اور اُمِ سلمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے مرض میں اکثر وصیت نماز اور غلاموں کے بارے میں تھی۔ یہاں تک کہ آواز سینے میں پھرنے لگی۔ اور زبان یاری نہیں کرتی تھی۔ اور مروی ہے کہ آنحضور کی خدمت میں جبریئل حاضر تھے۔ اور ملک لموت نے حضور سے اجازت چاہی تو جبریئل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا احمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ ملک لموت حضور سے اجازت طلب کرتے ہیں اور آنحضور سے پیشتر کبھی کسی سے

اجازت نہیں طلب کی اور نہ حضور کے بعد کسی سے طلب کرینگے ۔ تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ آسے اجازت دو۔ تو اونہوں نے حاضر ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ اللہ سبحانہ نے مجھکو حضور کی خدمت میں بھیجا ہے اور حضور کے ہر ایک امر کی تابعداری کا مجھکو حکم فرمایا ہے۔ اگر حضور ارشاد فرمادیں تو آنحضور کی روح مبارک کو قبض کرلوں اور اگر ارشاد فرمادیں تو چھوڑ دوں تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ اے ملک الموت کیا ایسا کروگے تو عرض کیا کہ مجھکو آنحضور کے ہر ایک امر کی تعمیل کا حکم کیا گیا ہے ۔ تو جبریل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ میرا زمین پر اخیر آنا ہے ۔ دُنیا میں صرف حضور ہی سے میری حاجت تھی ۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا ۔

اکتفا میں ہے کہ حضرت عائشہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری باری میں میری گود اور سینے کے درمیان وفات پائی ۔ اور میں نے اس میں کسی پر زیادتی نہیں کی ۔ اور میری نادانی اور کم عمری کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری گود میں وفات پائی پھر میں نے آنحضور کے سر مبارک کو تکیہ پر رکھکر دوسری عورتوں کے ہمراہ رونے پیٹنے لگی ۔ اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو تعزیت والے آئے اُن کی یہ آواز سنی جاتی تھی اور نظر نہیں آتے تھے ۔ السلام علیک یا اہل البیت ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کل نفس ذائقۃ الموت وانما توفون اجورکم یوم القیامۃ الیٰ آخرہ ۔ حضرت علی نے فرمایا تم جانتے ہو یہ خضر علیہ السلام ہیں ۔ اسی طرح صاحب مشکوۃ نے دلائل النبوۃ سے نقل کیا ہے ۔ اور انس سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو حضور کے اصحاب گرداگرد رو رہے تھے تو ایک شخص مونڈوں تک دراز مو تہبند اور چادر پہنے صحابہ میں گھستا ہوا چلا آیا اور دروازہ کی چوکھٹ پکڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رونے لگا ۔ پھر صحابہ کے جانب متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ بلاشبہ اللہ ہی کے پاس ہر ایک مصیبت کی تعزیت اور ہر ایک فوت شدہ کا عوض ہے الحدیث پھر وہ شخص چلا گیا تو حضرت ابوبکر نے فرمایا اُس کو میرے پاس لاؤ ۔ تو لوگ داہنے بائیں دیکھنے لگے کوئی نظر نہیں آیا تو حضرت ابوبکر نے کہا شاید وہ خضر ہوں ۔ ہماری تعزیت کیلئے آئے ہوں اُس کو ابن ابی الدنیا نے حضرت علی سے روایت کی ہے اور اُس کو امام شافعی نے امام ہیں روایت کیا ہے اُس میں حضرت خضر کا ذکر نہیں ہے

بخاری و مسلم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر چالیس سال کی عمر میں وحی نازل ہوئی ۔ اور مکہ معظمہ میں تیرہ سال اقامت فرمائی اور مدینہ منورہ میں دس سال اور ترسٹھ سال کی عمر میں حضرت نے وفات پائی ۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوشنبہ کے روز بلا اختلاف دوپہر کو چاشت کے وقت بارہویں ربیع الاول کو وفات پائی ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت اور نبوت اور مکہ معظمہ سے ہجرت کرنا اور مدینہ منورہ میں داخل ہونا اور حجر اسود کا اُٹھانا اور وفات شب دوشنبہ کے روز واقع ہوا ۔ ابو بردہ سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ نے پیوند لگی ہوئی چادر اور موٹا تہبند ہماری طرف نکالکر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی دو کپڑوں میں وصال فرمایا ۔

اکتفا میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا اور رونے کی آواز اور فرشتوں کی تسبیح بلند بلند ہوئی تو تمام لوگ مدہوش اور متحیر ہوگئے بعضوں کو جنون ہوگیا ۔ اور بعضے ساکت رہ گئے اور بعضے زمین پر پڑے رہے ۔ تو حضرت عمر تو دیوانے ہوگئے اور پکار کر کہتے تھے کہ بعض منافق کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوگیا واللہ حضور کی وفات نہیں ہوئی بلکہ آنحضور اپنے رب کے پاس تشریف لے گئے ہیں ۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام گئے تھے اور چالیس راتیں غائب رہ کر واپس آگئے تھے حالانکہ لوگوں

نے کہدیا کہ موسیٰ علیہ السلام گذر گئے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور تشریف لاکر حضور کی وفات کے قائلین کے ہاتھ پاؤں کاٹیں گے بعض روایت میں ہے کہ حضرت عمر تلوار ہاتھ میں لیکر کہتے تھے کہ جس سے سنوں گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوگیا اُسے تلوار سے قتل کر دوں گا۔ اور حضرت عثمان تو گونگے ہوگئے کوئی لے جاتا لاتا۔ دوسرے دن بولے۔ اور حضرت علی بے حس و حرکت بیٹھے رہ گئے۔ اور عبداللہ بن انیس بیمار ہوکر گذر گئے تمام صحابہ میں حضرت ابا بکر اور حضرت عباس کے سوا کوئی ہوشیار نہیں رہا۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابو بکر روتے ہوئے ہانپتے ہوئے آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر گر پڑے اور حضور کے چہرۂ مبارک سے کپڑا اٹھاکر عرض کیا کہ حضور زندگی اور وفات میں پاکیزہ رہے اور حضور کی وفات سے وہ بات منقطع ہوگئی جو کسی نبی کی وفات سے منقطع نہیں ہوئی (یعنی نبوت) تو حضور کی شان اُن سے عالی ہے اگر مرنا اختیار میں ہوتا تو ہم اپنی جانیں حضور پر قربان کر دیتے۔ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہمیں اپنے رب کے پاس یاد رکھیگا۔ اور ہم حضور کے دل میں رہیں۔ اور حضرت عباس نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں ہیں جس طرح اور لوگ سوتے ہیں حضور کا وصال ہوچکا اب دفن کی تیاری کرو۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ جب حضرت ابو بکر باہر آئے اور حضرت عمر لول رہے تھے تو حضرت ابو بکر نے فرمایا اے عمر بیٹھ جاؤ۔ تو حضرت عمر نے بیٹھنے سے انکار کیا تو لوگ حضرت ابو بکر کی طرف متوجہ ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پرستش کرتا تھا تو حضور کا تو وصال ہوچکا۔ اور جو اللہ سبحانہٗ کی عبادت کرتا تھا تو وہ حی لایموت ہے قال اللہ تعالےٰ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل الایہ راوی کہتا ہے کہ جب حضرت ابو بکر نے یہ آیت تلاوت کی تب لوگوں کو اس آیت کا نزول معلوم ہوا۔

اور بخاری میں ہے کہ جب حضرت ابو بکر نے خدا کی حمد و ثنا کرکے فرمایا کہ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا تو حضور کی تو وفات ہوچکی حضرت عمر بیٹھ گئے۔

اور جو اللہ تعالےٰ کی عبادت کرتا تھا تو وہ حی لایموت ہے اور کہا انک میت وانھم میتون اور پڑھا وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل الایہ تو لوگ رونے چیخنے لگے۔ اور انس بن مالک سے مروی ہے کہ (دوسرے روز) جب حضرت ابا بکر سے بیعت کی گئی تو حضرت عمر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں ممبر پر کھڑے ہوکر کلمہ شہادت پڑھکر فرمایا بعد حمد و صلوٰۃ کے جو بات میں نے گذشتہ تم سے کہی تھی وہ ٹھیک نہیں تھی اس لئے کہ وہ نہ کتاب اللہ میں ہے نہ سنت رسول اللہ میں ہے۔ (درحقیقت) میری آرزو یہ تھی کہ آنحضور ہمارے بعد بھی حیات رہیں اب بھی کتاب اللہ کو پکڑے رہو کہ وہ تمکو ہدایت کریگی۔ جس طرح اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کی۔

اور بیہقی اور ابو نعیم نے روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات میں شک واقع ہوا۔ اسماء بنت عمیس نے اپنا ہاتھ حضور کے دونوں شانوں مبارک کے درمیان رکھکر کہا کہ آنحضور کا وصال ہوچکا اس لئے کہ خاتم نبوت اُٹھالی گئی اس سے آنحضور کی وفات معلوم ہوئی۔

ام سلمہ سے مروی ہے کہ اونہوں نے کہا کہ جس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو میں نے اپنا ہاتھ حضور کے سینہ مبارک پر رکھا۔ اُس کے بعد ہفتوں گذر گئے کہ میں کھانا کھاتی رہی اور وضو کرتی رہی مگر میرے ہاتھ سے مشک کی خوشبو نہیں گئی۔ ابو نعیم نے حضرت علی سے روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو ملک الموت روتے ہوئے آسمان پر چڑھے اور رستم بخدا میں نے آکر سنا کہ کوئی آسمان پر پکارتا ہے یا محمدؐ اس مصیبت کے سامنے تمام مصیبتیں آساں ہیں۔ ابن ماجہ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض میں فرمایا کہ کسی مسلمان کو اگر کوئی مصیبت پہونچے تو اُس مصیبت میں میری مصیبت کی تعزیت کرے اس لئے کہ میری اُمت میں سے کسی کو میری مصیبت سے بڑھکر کوئی مصیبت نہیں پہونچے گی۔

اور حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ جب لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کا قصد کیا تو باہم اختلاف ہوا۔ بعضوں نے کہا حضور کو ہمارے موتاؤں کے موافق کپڑے اُتار کر غسل دیویں۔ اور بعضوں نے کہا کہ کپڑے سمیت غسل دیویں تو اللہ تعالیٰ نے اُن پر نیند مسلط کی ہر ایک شخص کی ٹھوڑی اُس کے سینہ پر لگ گئی۔ کسی کہنے والے نے مکان کے گوشہ سے کہا کہ حضور کو آپ کے کپڑے ہی میں غسل دو تو آنحضور کو آپ کے کپڑے ہی میں غسل دیا۔ اور بیہقی نے روایت کی ہے کہ لوگ پیرہن کے اوپر سے پانی ڈالتے تھے اور پیرہن سے ملتے تھے۔ اور حضرت عائشہ نے کہا کہ جو میں پیچھے سمجھی وہ اگر پہلے سے سمجھتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ ہی کی ازواج مطہرات غسل دیتیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل دینے میں حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت عباس اور آپ کے دونوں صاحبزادے فضل اور قثم اور اسامہ بن زید اور حضور کے غلام شقران تھے۔ اور شفا میں ہے کہ حضرت علی پانی اور بیری کے پتوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیتے تھے اور حضور سے کوئی شئے معلوم نہیں ہوئی۔ جو دوسری اموات سے معلوم ہوتی ہیں۔

تو حضرت علیؓ کہتے تھے حضور پر میرے ماں باپ فدا ہوں کہ آپ زندگی اور وفات دونوں میں پاکیزہ رہے اور ابن ماجہ نے حضرت علی سے بسند روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میں وفات پاؤں تو مجھکو میرے کنوے بیر غرس کے سات مشک سے غسل دینا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس کنویں کا پانی پیتے تھے۔ اور نسائی وغیرہ نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین سفید کپڑے سحولی کا کفن دیا گیا۔ جس میں پیرہن اور عمامہ نہیں تھا۔ بیہقی کی روایت میں نئے کا لفظ ہے۔ بیہقی کی خلافیات میں ہے کہ حاکم نے کہا کہ حضرت علی اور ابن عباس اور عائشہ اور ابن عمر اور جابر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین کپڑے میں کفن دیا گیا۔ کہ اُس میں قمیص اور عمامہ نہیں تھا۔

نووی نے کہا کہ جمہور علماء کے نزدیک یہ ہے کہ حضور کے کفن میں تین ہی کپڑے تھے مگر یہ قول ضعیف ہے اور جس قمیص میں حضور کو غسل دیا گیا صحیح یہ ہے کہ وہ کفن کے وقت نکال لیا گیا۔

ابوداؤد نے جو ابن عباس سے روایت کی ہے کہ دو کپڑے اور وہ قمیص جس میں حضور نے وفات پائی تو وہ حدیث بالاتفاق ضعیف ہے۔ اور مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بغیر امام کے نماز پڑھی گئی۔ ایک روایت میں ہے کہ اکیلے اکیلے بغیر امام کے مسلمانوں کا گروہ آتا تھا اور نماز پڑھکر چلا جاتا تھا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت علی اور حضرت عباس اور بنی ہاشم نے نماز پڑھی۔ پھر مہاجرین آئے پھر انصار اکیلے اکیلے نماز بغیر امام کے پڑھتے تھے۔ پھر عورتیں پھر بچے۔ ابن ماجہ میں ہے کہ جب سہ شنبہ کو حضور کی تجہیز سے فارغ ہوئے تو آنحضور اپنے مکان میں تخت پر رکھدیئے گئے پھر لوگ گروہ گروہ داخل ہو کر نماز پڑھتے گئے جب مرد فارغ ہوچکے تو عورتیں داخل ہوئیں پھر بچے داخل ہوئے اور کسی نے حضور پر امامت نہیں کی۔

اور ایک روایت میں ہے کہ پہلے فرشتوں نے گروہ گروہ نماز پڑھی پھر حضور کے اہل بیت نے پھر لوگوں نے

گروہ گروہ پھر عورتوں نے نماز پڑھی، شیخ زین الدین مراغی نے اپنی کتاب تحقیق النصرہ میں بیان کیا ہے کہ جب
آنحضورؐ کے اہل بیت نماز پڑھ چکے تو لوگوں کو معلوم نہیں ہوا کہ کیا پڑھیں تو حضرت عبداللہ بن مسعود سے دریافت
کیا تو اونہوں نے کہا کہ حضرت علی سے پوچھو، تو حضرت علی نے فرمایا کہ اس طرح کہو ان اللہ وملائکتہ یصلون
علی النبیؐ یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما لبیک اللھم ربنا وسعدیک صلوات اللہ
البر الرحیم والملائکۃ المقربین والنبیین والصدیقین والشہداء والصالحین وما سبح لک من شیٔ
یارب العالمین علی محمد بن عبداللہ خاتم النبیین وسید المرسلین وامام المتقین ورسول رب
العالمین وشاہد البشیر الداعی الیک باذنک السراج المنیر وعلیہ السلام مدینہ منورہ میں دو شخص قبر کھودنے
والے تھے ایک لحد بناتا تھا اور دوسرا لحد نہیں بناتا تھا تو حضرت عباس نے دونوں کو بلاکر فرمایا کہ ایک جو اہل مکہ کے لئے
صندوقچی کھودا کرتے تھے وہ ابو عبیدہ بن الجراح کے پاس جاوے اور دوسرا جو اہل مدینہ کے لئے بغلی بنایا کرتے تھے وہ ابوطلحہ
انصاری کے پاس جاوے، پھر حضرت عباس نے فرمایا کہ اے اللہ اپنے رسول کے لئے بہتر امر پیش لا تو پہلے شخص نے
ابو عبیدہ کو نہیں پایا اور دوسرا ابوطلحہ کو ملا تو اوس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لحد بنائی۔ اور مروی ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جائے دفن میں اختلاف ہوا کہ مکہ میں یا مدینہ منورہ میں یا بیت المقدس میں دفن کریں
تو حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ نبی کی جس جگہ وفات ہوتی ہے وہیں مدفون
ہوتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نبی کو جس جگہ دفن ہونا پسند کرتا ہے اوسی جگہ وفات دیتا ہے۔ تو حضور
کے بستر کو ہٹاکر اوسی کے نیچے قبر کھودو، اور حضور کی قبر شریف میں حضرت علی اور حضرت عباس اور اون کے دونوں صاحبزادے
فضل اور قثم اترے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب قبر شریف میں رکھے گئے تو شقران نے ایک نجرانی سرخ رنگ
کی چادر جو جنگ خیبر میں دستیاب ہوئی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوس کو پہنتے تھے اور بچھا لیتے تھے قبر
شریف میں حضور کے نیچے بچھادی، اور کہا تاکہ حضور کے بعد اسے کوئی نہ پہنے،

اور سیرت مغلطائی میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف پر نو کچی اینٹیں چنی گئیں تو وہ چادر نکال
لی گئی، اور بیہقی نے جابر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف پر بلال نے ایک مشک پانی
سرہانے سے شروع کرکے پائین تک چھڑکا،

بخاری میں ہے کہ ابوبکر بن عباس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کو مسنم یعنی کوہان کی شکل کی دیکھی
اور ابونعیم نے مستخرج میں اتنا زیادہ کیا ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی قبر بھی اسی طرح ہے ابوداؤد اور حاکم
نے روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ نے قاسم بن محمد بن ابی بکر کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف اور
اور حضور کی دونوں ہمراہی کی قبریں کھولیں تو وہ تینوں قبریں نہ بہت اونچی تھیں اور نہ زمین سے ملی ہوئیں۔ اوسپر
میدان کے سنگ ریزے چنے ہوئے تھے، اور ایک روایت میں سرخ اور سفید ہے۔ اور زمین سے ایک بالشت
بلند تھی۔ اور یہ زمانہ خلافت معاویہ کا واقع ہے۔ اور رزین نے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے ہیں
اور حضرت ابوبکر حضور کے سر مبارک کے نیچے شانہ کے برابر سے اور اون کے پاؤں حضور کے قدم مبارک سے نکلے
ہوئے اور حضرت عمر حضرت ابوبکر سے نیچے۔

حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخر مرض میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہود اور نصاریٰ
کو لعنت کرے کہ اونہوں نے اپنے (انبیا) علیہم السلام کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا اگر حضور کی قبر شریف کو بھی مسجد

بنالی جانے کا خوف نہ ہوتا تو آنحضور کی قبر شریف ظاہر کھلی رکھی جاتی۔ اور اہل سیر نے سعید بن مسیّب سے نقل کیا ہے کہ حجرہ شریف میں شرقی جانب ایک قبر کی جگہ باقی ہے۔ اس میں حضرت عیسٰی علیہ السلام مدفون ہونگے، ترمذی نے عبداللہ بن سلام سے روایت کی ہے اونہوں نے کہا کہ توریت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت لکھی ہوئی ہے اور (یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ) عیسٰی بن مریم علیہ السلام آپ کے ساتھ مدفون ہوں گے۔

ابو مودود نے کہا کہ حجرہ شریف میں ایک قبر کی جگہ باقی ہے مؤطا امام مالک میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات بروز دوشنبہ کو ہوئی اور بروز سہ شنبہ کو مدفون ہوئے۔ اور ترمذی میں شب سہ شنبہ ہے۔

اور محمد بن اسحاق سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال دوشنبہ کے روز ہوا۔ تو اُس روز اور منگل کی شب ٹھہرے رہے۔ اور بدھ کی شب میں دفن ہوئے۔

اور دارمی نے انس سے روایت کی ہے اونہوں نے کہا کہ جس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اُس روز سے زیادہ عمدہ اور روشن ترکوئی اور میں نے نہیں دیکھا اور جس روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا اُس روز سے بہت سے قبیح اور تاریک ترکوئی روز میں نے نہیں دیکھا اور ترمذی کی روایت میں انہی سے ہے کہ جس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو اُس روز وہاں کی تمام اشیاء روشن ہوگئیں اور جس روز حضور کی وفات ہوئی اُس روز وہاں کی تمام اشیاء تاریک ہوئیں اور ہم نے ہنوز مٹی سے ہاتھ بھی نہیں جھاڑے تھے اور دفن ہی میں تھے، کہ ہمارے دلوں کی حالت بدل گئی،

امام بخاری نے روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دفن ہو چکے تو حضرت فاطمہ نے آکر کہا تمہارے دلوں نے کس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر مٹی ڈالنا گوارا کیا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن سے فارغ ہوئے تو حضرت فاطمہ نے آکر فرمایا اے ابوالحسن تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کیا۔ کہا ہاں، کہا کس طرح تمہارے دلوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مٹی ڈالنا گوارا کیا۔ کیا حضور نبی الرحمت نہیں تھے کہا ہاں لیکن حکم خدا سے چارہ نہیں۔ پھر بیٹھکر رونے لگیں ہائے نبی رحمت اب وحی نہیں آئے گی اب جبرئیل ہم سے منقطع ہو گئے اے اللہ میری روح کو حضور کی روح سے ملادے اور حضور کے چہرے مبارک کے دیکھنے سے مجھکو سیر کردے اور مجھکو حضور کے اجر اور قیامت کے روز شفاعت سے محروم نہ کیجیو۔

اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبر شریف میں سے مٹی لے کر سونگھ کر یہ شعر پڑھا

ماذا علےٰ من شم تربۃ احمد　　ان لا یشم مدی الزمان غوالیا
صبت مصائب لو انھا　　صبت علے الایام صرن لیالی

طبرانی میں اتنا زیادہ ہے ہائے میرے ابا اپنے رب سے کتنے نزدیک ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت فاطمہ چھ مہینہ زندہ رہیں اور اتنی مدت میں کبھی ہنیں ہنسیں،

اور انس سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ میں حضرت عائشہ کے دروازے پر گذرا تو وہ روتی ہوئی کہہ رہی تھیں

یا من لا یشبع من خبز الشعیر　　یا من اختار الحصیر علے السریر
یا من لم ینم اللیل کلہ　　من من خوف عذاب السعیر

حضور کی پھوپھی صفیہ نے کہا الایا رسول اللہ کنت رجاءنا، وکنت بنا برا ولم تک جافیا

وکنت رحیما ھادیا معلما ؛ لبیک علیک الیوم من کان باکیا ؛ فدی لرسول اللہ امی وخالتی ، وعمی وخالی ثم نفسی ومالیا ؛ فلو ان رب الناس ابقی محمدا ؛ سعدنا ولا کن امرہ کان ماضیا ؛ علیک من اللہ السلام تحیۃ ؛ وادخلت جنات الفرادیس راضیہ

قبر شریف کی زیارت کا بیان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو طاقت ہو اور وہ میرے پاس نہ آوے تو اُس نے مجھ پر ظلم کیا اور ایک روایت میں ہے میری اُمت میں سے جسکو وسعت ہو اور اُس نے میری زیارت نہ کی تو اُس کو اللہ کے پاس کوئی عذر نہیں ، اور حافظ ابو علی بن سکی نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو میری زیارت کو آوے کہ اُس کو صرف میری زیارت مقصود ہو تو مجھ پر حق ہے کہ میں قیامت کے روز اُس کا شفیع ہوں اور ابن عبدالحق نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے ۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی تو اُس نے گویا میری حیات ہی میں میری زیارت کی ، اور زیارت کے آداب یہ ہیں ۔

کہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہی کی نیت سے مدینہ طیبہ کا سفر کرے اور راہ میں کثرت سے درود شریف پڑھتا جاوے یہ افضل عبادت ہے اور جب حرم مدینہ میں پہونچے تو کہے اللّٰھُمَّ ھذا حرم رسولک فاجعلہ لی وقایۃ من النار وامانا من العذاب وسوء الحساب ،،

اور مدینہ منورہ میں داخل ہونے کے لئے مستحب ہے کہ غسل کرکے پاکیزہ کپڑے پہنکر خوشبو لگاکر کچھ خیرات کرکے داخل ہو کر کہے :۔ بسم اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق واجعل لی من لدنک سلطانا نصیرا اور مسجد میں پہلے داہنا پاؤں رکھکر کہے بسم اللہ والسلام علی رسول اللہ اللّٰھم اغفر لی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتک وفضلک اور منبر اور قبر شریف کے مابین روضۃ من ریاض الجنۃ میں تحیۃ المسجد ادا کرے پھر قبر شریف کے سرہانے کی طرف منہ کرکے باادب کھڑا ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر حضور قلب سے اور پست آواز نیچی نظر عاجزی کے ساتھ اس طرح درود پڑھے ۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ الصلوۃ والسلام علیک یا نبی اللہ الصلوۃ والسلام علیک یا سید المرسلین الصلوۃ والسلام علیک یا خاتم النبین الصلوۃ والسلام علیک یا قائد الغر المحجلین الصلوۃ والسلام علیک یا من ارسلہ اللہ رحمۃ للعلمین الصلوۃ والسلام علیک وعلی اھل بیتک وازواجک واصحابک اجمعین الصلوٰۃ والسلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد انک عبدہٗ ورسولہٗ وامینہ وخیرتہٗ من خلقہ واشھد انک بلغت الرسالۃ وادیت امانۃ ونصحت الامۃ وجاھدت فی سبیل اللہ حق جہادہٖ وعبدت ربک حتی اتاک الیقین فجزاک اللہ عنا یا رسول اللہ افضل ما جزی نبیا عن اُمتہ ۔

اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی اٰل سیدنا محمد کما صلیت علی سیدنا ابراھیم وعلی اٰل سیدنا ابراھیم فی العالمین وبارک علی سیدنا محمد وعلی اٰل سیدنا محمد کما بارکت علی سیدنا ابراھیم وعلی اٰل سیدنا ابراھیم انک حمید مجید اللّٰھُمَّ انک قلت وقولک الحق ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما اللھم قد سمعنا قولک واطعنا امرک وقصدنا نبیک

مستشفعین بہ الیک من ذنوبنا اللھم فتب علینا واسعدنا بزیارتہ وادخلنا فی شفاعتہ وقد جئناک یارسول اللہ ظالمین انفسنا مستغفری لذنوبنا وقد سماک اللہ بالرؤف الرحیم فاشفع لمن جاءک ظالماً لنفسہ معترفاً بذنبہ تائباً الی ربہ اور یہ اشعار پڑھے۔

نفسی الفداء لقبر انت ساکنہ ؛ فیہ العفاف وفیہ الجود والکرم ؛ انت الشفیع الذی ترجی شفاعتہ ؛ عند الصراط اذا مازلت القدم ؛ پھر اپنے اور اپنے والدین واہل وعیال، ومشائخ واساتذہ واحباب واقارب کیلئے جو چاہے دعا کرے۔ اس لئے کہ آنحضور کے سامنے انشاء اللہ دعا قبول ہوگی۔

خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا بیان

مسلم نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھکو خواب میں دیکھا بیشک اس نے سچ دیکھا۔ اور مسلم نے جابر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھکو خواب میں دیکھا بیشک اس نے مجھی کو دیکھا۔ اس لئے کہ شیطان میری شباہت نہیں لے سکتا۔

اور بخاری نے ابو سعید سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھکو خواب میں دیکھا تو بیشک اس نے مجھ ہی کو دیکھا اس لئے کہ شیطان میرے جیسا نہیں ہو سکتا اور بخاری میں ابو قتادہ کی ایک روایت میں ہے کہ میری صورت میں نہیں دکھائی دے سکتا۔ قاضی عیاض نے کہا کہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضور کی حیات کی صورت میں دیکھا تو اس نے بیشک حضور ہی کو دیکھا اور جس نے حضور کو دوسری صورت میں دیکھا تو اس کی تعبیر ہوگی۔

اور مسلم اور ابو ماجہ اور ترمذی نے بسند صحیح عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھکو خواب میں دیکھا وہ قریب ہے کہ مجھکو بیداری میں دیکھیگا گویا کہ اس نے مجھکو بیداری میں دیکھا۔ کہ شیطان میری صورت نہیں لے سکتا۔

شیخ عبد القادر محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ترغیب اہل السعادات میں لکھا ہے کہ جو شخص شب جمعہ میں دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں گیارہ بار آیت الکرسی اور گیارہ بار قل ہو اللہ احد پڑھے اور بعد سلام سو بار یہ درود پڑھے انشاء اللہ تین جمعہ گذرنے نہ پاویں گے کہ زیارت نصیب ہوگی۔ وہ درود شریف یہ ہے اللھم صل علی محمد النبی الامی وآلہ واصحابہ وسلم اور یہ ہی شیخ موصوف نے لکھا ہے کہ جو شخص دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں بعد الحمد کے پچیس بار قل ہو اللہ احد پڑھے اور بعد سلام کے ہزار بار پھر درود شریف پڑھے دولت زیارت نصیب ہو، وہ یہ ہے صلی اللہ علی النبی الامی نیز شیخ موصوف نے لکھا ہے کہ سوتے وقت ستر بار اس درود شریف کو پڑھنے سے دولت زیارت نصیب ہو اللھم صل علی سیدنا محمد بحر انوارک معدن اسرارک ولسان حجتک وعروس مملکتک وامام حضرتک وطراز ملکک وخزائن رحمتک وطریق شریعتک المتلذذ بتوحیدک انسان عین الوجود والسبب فی کل موجود عین اعیان خلقک المتقدم من نور ضیائک صلوۃ تدوم بدوامک وتبقی ببقائک لا منتھی لھا دون علمک صلوۃ ترضیک وترضیہ وترضی بھا عنا یارب العالمین۔

مسجد نبوی کی فضیلت

مسلم ونسائی وابن ماجہ نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میری اس مسجد میں ایک نماز دوسری مسجد کی ہزار نماز سے سوا مسجد حرام کے افضل ہے۔ امام احمد اور ابن ماجہ نے بسند صحیح جابر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اس مسجد میں ایک نماز دوسری مسجد میں ہزار نماز سے سوا مسجد حرام کے افضل ہے اور مسجد حرام میں ایک نماز ایک لاکھ نماز سے افضل ہے۔ امام احمد اور طبرانی نے اوسط میں انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میری مسجد میں چالیس نمازیں پڑھیں کہ اس کی کوئی نماز فوت نہیں ہوئی۔ تو اس کے لئے آگ سے اور عذاب سے اور نفاق سے برات لکھدی جاتی ہے۔

ابن ماجہ نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مرد کی نماز اپنے گھر میں ایک نماز ہے اور قبیلہ کی مسجد میں پچیس نماز ہے اور جمعہ مسجد میں پانچسو نمازیں ہیں اور مسجد اقصیٰ میں پچاس ہزار اور میری مسجد میں پچاس ہزار نماز ہے اور مسجد حرام میں ایک لاکھ ہے۔

بیہقی نے جابر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اس مسجد میں ایک نماز دوسری مسجد میں ہزار نماز سے سوا مسجد حرام کے افضل ہے۔ اور میری اس مسجد میں ایک جمعہ دوسری مسجد میں ہزار جمعہ سے سوا مسجد حرام کے افضل ہے۔ اور میری اس مسجد میں ماہ رمضان دوسری مسجد میں ہزار ماہ رمضان سے سوا مسجد حرام کے افضل ہے۔

امام احمد ونسائی وابن ماجہ وحاکم وبیہقی نے سہیل بن حنیف سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو اپنے گھر میں وضو کرکے پھر مسجد قبا میں آکر نماز پڑھے تو اس کو ایک عمرہ کا ثواب ہوگا۔

مسلم وترمذی وغیرہ نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں سے جو مدینہ کی تنگی اور سختی پر صبر کرے تو بروز قیامت میں اس کا شافع یا گواہ ہوں گا۔

بخاری اور مسلم نے سعد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں سے جو مدینہ کی تنگی اور سختی پر صبر کرے تو بروز قیامت میں اس کا شافع یا گواہ ہوں گا۔

بخاری اور مسلم نے سعد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اہل مدینہ سے مکر وفریب کریگا وہ اس طرح گھل جائیگا جس طرح پانی میں نمک گھل جاتا ہے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جو اہل مدینہ سے برائی کرنے کا قصد کرے تو اللہ تعالےٰ اس کو آگ میں سیسہ کی طرح یا پانی میں نمک کیطرح پگھلا دیگا۔

طبرانی نے اوسط اور کبیر میں بسند جید عبادہ بن صامت سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا اللہ جو اہل مدینہ پر ظلم کرے اور ان کو ڈرا دے تو تو اس کو ڈرا اور اس پر اللہ اور فرشتے اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ اور اللہ تعالےٰ اس سے نہ فرض قبول کرے نہ نفل، اور نسائی اور طبرانی نے سائب بن خلاد سے اسی طرح روایت کی ہے اور طبرانی کی ایک روایت میں ہے کہ حضور نے فرمایا کہ جو اہل مدینہ کو ڈرا دے تو اللہ تعالےٰ اسے بروز قیامت ڈرا دیگا۔ اور اس پر غصہ ہوگا۔ اور اس سے نہ فرائض قبول فرما دیگا نہ نوافل"

بخاری ومسلم نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ جو تو نے مکہ میں برکت کی ہے اس سے دوہری مدینہ میں کر، بیہقی نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

(مکہ یا مدینہ کے) دو حرم میں سے کسی ایک حرم میں مرے تو وہ بروز قیامت امن والوں میں رکھا جائیگا۔ الحدیث ترمذی
دابن ماجہ وابن حبان وبیھقی نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو مدینے میں گذرنے
کی طاقت رکھے تو مدینہ ہی میں رہ کر گذرے اس لئے کہ جو مدینہ میں گذرے گا اُس کی میں سب سے پہلے سفارش کرونگا
امام احمد اور بزار نے جابر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل مدینہ پر ایک ایسا سخت زمانہ
آدیگا کہ لوگ اُس سے خوش حال اور آباد ملکوں میں چلے جائیں گے۔ وہ سہولت چاہیں گے اونہیں سہولت ملے گی پھر
مدینہ آکر اپنے اہل وعیال کو بھی آسائش کیطرف لے جائیں گے۔ لیکن اگر وہ سمجھیں تو اُن کے لئے مدینہ ہی میں رہنا بہتر تھا

ربیع الثانی کا بیان

چونکہ اس ماہ میں حضرت محبوب ربانی غوث صمدانی شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا وصال مشہور ہے
لہذا آپ کے مختصر حالات ذکر کرنے زیادہ مناسب ہیں۔ آپ کا اسم گرامی عبدالقادر لقب محی الدین کنیت ابو محمد عرف
غوث اعظم ہے آپ یکم رمضان ۴۷۱ھ میں بوقت شب قصبہ گیلان میں پیدا ہوئے اور آپ کے زمانہ ولادت باسعادت
میں یہ بات مشہور ہو چکی تھی کہ آپ رمضان میں شیر مادر نوش نہیں فرماتے۔ چنانچہ آپ کی والدہ فرماتی ہیں کہ ایک
مرتبہ رمضان کا چاند لوگوں پر مشتبہ ہوگیا تو لوگوں نے آپ کی والدہ سے دریافت کیا تو فرمایا آج آپ نے دودھ نہیں
پیا۔ پھر معلوم ہوا کہ واقعی چاند ہو چکا تھا۔ آپ کے والد بزرگوار سید ابو صالح موسیٰ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد سے
ہیں۔ اور آپ کی والدہ ماجدہ فاطمہ کا سلسلہ نسب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے تو آپ نسبتاً حسنی وحسینی
سید ہیں۔ آپ کے والد سید ابو موسیٰ صالح بڑے جلیل القدر بزرگ تھے اُن کے تقویٰ و پرہیز گاری کا یہ عالم تھا کہ اونہوں
نے ایک روز اثنائے ریاضت و مجاہدہ میں جب تیسرے روز کا فاقہ ہوا تو لب دریا ایک بہتے ہوئے سیب کو نکالکر
کھالیا۔ پھر خیال آیا کہ غیر کی چیز کھانی جائز نہیں آپ اُس کے معاف کرانے کے لئے کئی روز پا پیادہ چلنے کے بعد دریا
کے کنارے ایک باغ نظر آیا جس کے درختوں کی شاخیں دریا میں جھکی ہوئی تھیں آپ نے مالک باغ کے پاس
پہونچکر استدعا کی کہ آپ کے باغ کا ایک سیب میں نے بہتے ہوئے پانی سے نکالکر کھا لیا ہے آپ مجھے معاف
فرمادیں۔ باغ کے مالک حضرت عبداللہ صومعی سمجھ گئے کہ یہ کوئی بزرگ شخص ہیں۔ فرمایا کہ بارہ برس میری خدمت میں
رہو تو معاف کروں۔ آپ نے قبول کیا جب مدت ختم ہوئی تو فرمایا کہ ایک خدمت اور ہے کہ میری ایک اندھی بہری
لنجی لنگڑی لڑکی ہے اُس سے نکاح کرو۔ اور دو سال اور خدمت میں رہو کہ میں نواسے کی صورت دیکھ لوں،
پھر جہاں جی چاہے چلے جانا۔ آپ نے منظور کرلیا جب نکاح ہوگیا تو دیکھا کہ بیوی حسن وجمال میں بے مثال ہے
تو شب زفاف میں اس خیال سے علیحدہ رہے کہ شاید یہ میری بیوی نہ ہو، حضرت عبداللہ نے کشف سے معلوم کرکے
فرمایا، میں نے سچ کہا ہے نامحرم سے اُس کی آنکھیں اندھی ہیں غیر حق سننے سے بہری ہے مس نامحرم سے لنجی ہے اور
خلاف قدم اُٹھانے سے لنگڑی ہے آپ یہ توجیہ سن کر مطمئن ہوگئے۔ آپ کے نانا سید عبداللہ صومعی گیلان کے مشاہیر
ومشائخ میں سے تھے، آپ کی کرامات وکمال کا شہرہ دور دور تک پھیلا ہوا تھا اور آپ مستجاب الدعوات تھے اور
آپ اکثر آئندہ اُمور کی خبریں دیدیا کرتے تھے، تو وہ ویسی ہی واقع ہوا کرتی تھیں۔ جیلان بغداد سے ایک روز کے
راستہ پر دجلہ کے کنارہ ایک قریہ ہے، آپ کے زمانہ بچپن ہی میں والد ماجد کا انتقال ہو چکا تھا۔ اس لئے آپ نے اپنے

نانا ہی کے زیر سایہ تعلیم و تربیت حاصل کی اور بارہ برس کی عمر تک اپنے وطن ہی کے مدارس میں تعلیم پاتے رہے۔ پھر مزید تعلیم کے لئے آپ بغداد روانہ ہوئے۔ والدہ نے چالیس دینار جبہ کے اندر سی کر نصیحت کی کہ ہمیشہ سچ بولنا، جب قافلہ ہمدان سے بڑھا تو ساٹھ ڈاکو آپہونچے، اور سب کو لوٹ لیا کچھ ڈاکوؤں نے آپ سے بھی پوچھا کہ تمہارے پاس کیا ہے آپ نے سب سے کہدیا کہ میرے پاس چالیس دینار ہیں۔ مگر کسی کو یقین نہ ہوا، جب سردار کو معلوم ہوا تو اس نے آپ کو بلوا کر پوچھا کہ کہاں ہیں آپ نے کہا کہ جبہ کے اندر سلے ہوئے ہیں۔ سردار نے دیکھکر حیرت زدہ ہو کر کہا کہ تمکو لٹ جانے کا خوف نہ ہوا۔ آپ نے فرمایا میری والدہ نے مجھ سے سچ بولنے کی نصیحت کی ہے۔ اتنا سننا تھا کہ اس کا دل بھر آیا اور رونے لگا خود توبہ کی اور سب ڈاکوؤں نے بھی توبہ کی، آپ نے ۴۸۸ھ میں بغداد پہونچکر وہاں کے علماء کرام سے تحصیل علم شروع کیا اور ۴۹۶ھ تک تمام علوم سے فراغت حاصل کر کے سند تکمیل حاصل کی آپ نے اثناء تعلیم میں بڑی بڑی تکالیف برداشت کیں۔ مسجد کے ایک حجرے میں چٹائی پر سو رہتے، اکثر فاقہ گذرتے، ماں کبھی کبھی کچھ بھیجدیتی مگر آپ نے ہمت نہ ہاری۔ اور برابر تحصیل علوم میں کمال حاصل کیا۔ جب ظاہری علوم سے فراغت حاصل کی تو باطنی علوم کی طرف توجہ مبذول فرمائی۔ حضرت ابوالخیر حماد بن مسلم دباس اس زمانے میں ایک مشہور مشائخ میں سے تھے آپ نے ان کی خدمت میں حاضر ہو کر باطنی تعلیم حاصل کرنی شروع کی۔ آپ نے اسقدر مجاہدہ و ریاضت شروع کر دی کہ آپ اکثر ویرانوں اور جنگلوں میں رہا کرتے تھے، آپ نے پورے پچیس سال پہاڑوں اور جنگلوں میں اس طرح بسر کئے کہ کبھی کبھی مہینوں تک کچھ کھایا نہ پیا۔ صرف جنگل کی گھاس اور پتوں پر گذر کی اس مدت میں اکثر آپ پر وجد طاری رہتی اور جذبہ کی حالت میں چیختے شور مچاتے کانٹوں پر لوٹتے اور بدن سے خون کے فوارے جاری ہوتے لوگ دیوانہ سمجھکر شفاخانے لے جاتے مگر اور بھی حالت ابتر ہو جاتی۔ بعض دفعہ مردہ سمجھکر غسل کی تیاری کرتے اور جب تختے پر لٹاتے ہوش آجاتا۔ بعض مرتبہ چالیس چالیس روز تک نہ کھایا نہ پیا۔ یہاں تک کہ ایک روز شیخ ابوسعید مخرمی کو معلوم ہوا تو انہوں نے زبردستی کھلایا آپ نے چالیس سال تک متواتر عشا کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی۔ اور پندرہ سال تک تمام شب ایک پاؤں پر کھڑے رہکر ایک ایک قران مجید ختم کیا۔ شیخ الحرمین عبداللہ یافعی فرماتے ہیں کہ آپ کی کرامتیں حد تواتر کو پہونچ چکی ہیں لہذا اس کا ذکر چھوڑ دیتا ہوں۔ اور آپ کے بے انتہا مناقب عظمیٰ میں سے آپ کا مشہور و معروف یہ قول ہے قدمی ھذا علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ کہ آپ کی ولادت سے بیشتر مشائخ عظام نے اس کی خبر دی اور آپ کے زمانۂ حیات میں تمام اولیاء اللہ نے اپنی گردنیں جھکادیں۔ چنانچہ شیخ ابو محمد سبکی شیخ ابوبکر بطائحی سے نقل کرتے ہیں کہ ایک روز آپ کی مجلس میں اولیاء اللہ کا ذکر ہو رہا تھا تو آپ نے فرمایا عنقریب عراق میں ایک عالی منزلت عجمی شخص پیدا ہوگا جس کا مسکن بغداد ہوگا جو کہیگا کہ میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے اور آپ کے زمانے کے تمام اولیاء اللہ اس کا انقیاد کرینگے اور ابو یعقوب یوسف بن ایوب ہمدانی کہتے ہیں کہ میں نے شیخ ابو احمد عبداللہ بن علی بن موسیٰ ملقب بجفی سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ عنقریب عجم میں ایک بچہ پیدا ہوگا جس سے عجائب کرامتیں ظاہر ہونگی۔ جو کہیگا قدمی ھذہ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ اور اس زمانے کے تمام اولیاء اللہ آپ کے ماتحت ہونگے۔ اور شیخ عقیل سے لوگوں نے دریافت کیا کہ اس وقت قطب کون ہے تو فرمایا اس وقت مکہ معظمہ میں مخفی ہیں۔ مگر عنقریب عراق میں ایک شخص ظاہر ہوں گے اور تمام لوگوں میں ان کی کرامتیں مشہور ہوں گی اور وہ قطب وقت ہوں گے۔ اور قدمی ھذہ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ کہیں گے۔ اور تمام اولیاء اللہ اپنی گردنیں جھکا دیں گے۔ شیخ عبدالرحمٰن طفونجی فرماتے ہیں کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ، ہمارے شیخ تاج العارفین ابو وفا کی خدمت میں

اپنے عالم شباب میں جب آتے تو آپ کھڑے ہو جاتے اور اپنے ہمنشینوں سے فرماتے کہ کھڑے ہو جاؤ۔ اور ایک دفعہ
اور شیخ ابو وفا نے آپ سے فرمایا کہ جب آپ کا وقت (قطبیت) آوے تو اس بوڑھے کو بھی یاد رکھنا۔ اور فرمایا کہ
ہر ایک کا مرغ آواز کر کے چپ ہو جاتا ہے مگر آپ کا مرغ قیامت تک آواز کرتا رہے گا۔
جب آپ کے ہمراہیوں نے اسقدر تعظیم و تکریم دیکھی تو اس کا سبب دریافت کیا۔ تو آپ نے فرمایا اس جوان کا ایک ایسا وقت
ہوگا کہ تمام خواص و عوام آپ کے محتاج ہوں گے۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ آپ علیٰ روس الاشہاد فرماتے ہوں گے،
قدمی ھذہٖ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ اور آپ اس قول میں سچے ہوں گے۔ اور تمام اولیاء اللہ آپ کے سامنے
اپنے قلوب رکھدینگے۔ اور تم میں سے بھی جو اس وقت کو پاوے تو آپ کی خدمت اپنے ذمہ لازم کرے۔ اور شیخ
شہاب الدین سہروردی اپنے چچا و پیر شیخ ابوالنجیب عبدالقاہر سہروردی سے نقل کرتے ہیں کہ میں ایک روز
شیخ حماد کی خدمت میں حاضر تھا۔ اور دوسرے کبار مشائخ زمانہ بھی موجود تھے۔ اس وقت آپ بھی ان کی خدمت
میں سلوک حاصل کرتے تھے تو ایک روز اونہوں نے فرمایا کہ اس جوان عجمی کا قدم تمام اولیاء زمانہ کی گردنوں پر بلند ہوگا
اور ان کو اس قول کے کہنے کا حکم کیا جاویگا۔
اور مشائخ کی ایک جماعت نے خبر دی ہے کہ ایک روز شیخ ابو مدین شعیب نے اپنی گردن خم کر کے کہا کہ بار خدایا
میں تجھکو اور تیرے فرشتوں کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے تیرا امر قبول کیا اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ تو لوگوں نے اس
کی وجہ دریافت کی تو فرمایا ابھی شیخ عبدالقادر نے بغداد میں قدمی ھذہٖ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ فرمایا ہے،
شیخ عدی بن مسافر سے لوگوں نے دریافت کیا کہ کیا اس مقولہ کو پہلے بھی کسی نے کہا ہے اور اس کا مطلب کیا ہے تو کہا
کہ پہلے کسی نے اس کو نہیں کہا، اور یہ اپنے وقت کے مقام فردیت کا اظہار ہے تو ان سے کہا گیا کہ ہر زمانے میں فرد ہوتا
ہے تو اونہوں نے اس کو کیوں نہیں کہا تو فرمایا کہ اس کے کہنے کا آپ کو حکم کیا گیا۔ اور دوسرے اس کے اظہار کے مامور
نہیں ہوئے۔ اور آپ کے مامور من اللہ ہونے کی وجہ سے تمام اولیاء اللہ نے اپنی گردنیں خم کر دیں اور فقہا اور مشائخ
کی ایک جماعت نے نقل کیا ہے کہ خود شیخ ابوالنجیب ایک روز آپ کی مجلس میں حاضر تھے اور آپ نے یہ مقولہ فرمایا
تو شیخ ابوالنجیب نے اپنی گردن جھکا کر تین بار فرمایا علیٰ راسی اور مشائخ نے ذکر کیا ہے کہ شیخ خلیفہ اکبر اکثر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوتے تھے۔ تو آپ نے ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عالم
رویا میں اس قول کے بارے میں عرض کیا تو حضور اکرم نے ارشاد فرمایا کہ سچ کہا۔ اور وہ قطب وقت ہیں۔
شیخ ابوالبرکات بن صخر اموی نے فرمایا کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانے کے ہر ایک ولی سے
عہد لیا ہے کہ میرے بغیر حکم کے کوئی اپنے ظاہر و باطن تصرف نکرے۔
شیخ ابو محمد قاسم بن عبید البصری نے کہا کہ میں نے حضرت خضر علیہ السلام سے آپ کے بارے میں دریافت کیا
تو آپ نے فرمایا کہ آپ اس وقت فرد (الافراد) ہیں اور تمام اولیاء زمانہ سے بڑھکر ہیں۔ اسی طرح شیخ ابو مدین سے
منقول ہے۔ شیخ شہاب الدین سہروردی سے منقول ہے کہ میں شروع جوانی میں علم کلام میں بہت مشغول رہتا تھا
اور میرے چچا ابوالنجیب مجھکو اکثر اس سے منع فرماتے تھے۔ مگر میں اس سے باز نہیں آتا تھا۔ تو ایک روز میں اپنے
چچا کے ہمراہ آپ کی خدمت میں ہوا تو میرے چچا نے آپ سے عرض کیا یا سیدی یہ میرا بھتیجا علم کلام میں مشغول
رہتا ہے۔ اور میں اسے منع کرتا ہوں اور یہ باز نہیں آتا۔ تو آپ نے مجھ سے فرمایا اے عمر کون کون سی کتاب تمہیں
یاد ہے۔ تو میں نے عرض کیا فلاں فلاں کتاب تو آپ نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر رکھا تو بخدا میں تمام کتابیں بھول گیا

اور خدائے تعالیٰ نے میرے سینے میں تمام علم لدنی القا فرمادئے۔ اور شیخ شہاب الدین سہروردی آپ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ ہر ایک ولی ایک ایک نبی کے قدم پر ہوتے ہیں۔ اور میں اپنے جد امجد رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم بقدم ہوں آپ نحیف البدن میانہ قد وقامت گشادہ شانہ دراز ریش سرخ وسفید رنگ۔ بلند آواز تھے، آپ کے ایک چھوٹے برادر شیخ ابو احمد عبداللہ جوان صالح تھے شباب ہی میں جیلان میں وفات پائی اور آپ کے ایک صاجزادے شیخ امام سیف الدین ابو عبداللہ عبدالوہاب بڑے عالم تھے اپنے والد ماجد سے علوم ظاہری وباطنی حاصل کرکے آپ کے بعد آپ کے جانشین ہوئے دوسرے صاجزادے شیخ امام شرف الدین ابو محمد عیسیٰ بڑے عالم تھے۔ اپنے والد ماجد سے علوم ظاہری وباطنی حاصل کرکے مشہور عالم ہوئے آپ کی ایک کتاب علوم صوفیہ میں موسوم بجواہر الاسرار ولطائف الانوار ہے۔ آپ نے شہر مصر میں ۵۷۳ھ میں وفات پائی۔

تیسرے صاجزادے شیخ امام الجلیل شمس الدین ابو محمد بڑے عالم تھے۔ آپ نے بھی اپنے والد ماجد سے علوم ظاہری وباطنی حاصل کئے۔ چوتھے شیخ امام جمال الدین ابو عبدالرحمن نے آپ سے علوم ظاہری و باطنی حاصل کرکے مشہور زمانہ ہوئے پانچویں شیخ امام حافظ تاج الدین ابو بکر عبدالرزاق نے آپ سے علوم ظاہری وباطنی حاصل کئے آپ نے تیس سال تک حیا سے آسمان کی جانب سر اٹھا کر نہیں دیکھا آپ کی ولادت ذیقعدہ ۵۲۸ھ اور وفات بغداد میں ۶۰۳ھ میں ہوئی۔

چھٹے شیخ جلیل ابو اسحاق ابراہیم نے آپ سے علوم ظاہری وباطنی حاصل کئے ۵۹۲ھ میں وفات پائی ساتویں شیخ عالم وفاضل ابوالفضل محمد نے آپ سے علوم ظاہری وباطنی حاصل کئے بغداد میں ۶۰۰ھ ۵ ذیقعدہ میں وفات پائی آٹھویں شیخ اجل ابو عبدالرحمن عبداللہ نے بچپن سے آپ سے سب علوم حاصل کئے اور بغداد میں ۵۸۹ھ میں رات صفر کو وفات پائی۔ اور آپ کی ولادت ۵۰۸ھ میں ہے۔ آپ سب سے زیادہ معمر ہوئے ہیں۔ نویں شیخ فاضل ابو ذکریا یحییٰ نے آپ سے سب علوم حاصل کئے بغداد میں ۶۰۰ھ کو شب برات میں وفات پائی۔ اور آپ نے اپنے برادر عبدالوہاب کے نزدیک مدفون ہوئے۔ آپ کی ولادت ۶ ربیع الاول ۵۵۰ھ میں ہے اور آپ سب سے چھوٹے ہیں۔

دسویں شیخ امام اعظم ضیاء الدین ابو نصر موسیٰ نے آپ سے سب علوم حاصل کئے اور دمشق میں جمادی الاولیٰ ۶۱۸ھ میں وفات پائی آپ کی ولادت اخیر ربیع الاخر ۵۳۹ھ یا ۵۳۷ھ میں ہوئی۔ یہ آپ کی اخیر اولاد ہیں آپ حنبلی مذہب تھے، شیخ اجل ابو محمد یوسف بن امام زجی عبدالرحیم بن علی جوزی نے کہا کہ مجھکو حافظ ابو العباس احمد نے کہا کہ میں اور تمھارے والد ایک روز آپ کی مجلس میں حاضر ہوئے تو قاری نے قرآن کی ایک آیت پڑھی تو آپ نے اُس کے چودہ وجوہ بیان کئے میں ہر ایک وجوہ میں تمھارے والد سے کہتا تھا کہ تم اس وجہ سے واقف ہو تو وہ کہتے تھے ہاں پھر آپ نے سب چالیس وجہیں بیان کیں اور ہر ایک کا قاعدہ بیان کیا میں ان ہر ایک وجوہ میں تمھارے والد سے کہتا تھا کہ تم جانتے ہو تو کہتے تھے نہیں پھر آپ نے فرمایا کہ اب ہم نے قال کو چھوڑ کر لاالہ الا اللہ کے حال کی طرف رجوع کیا تو سب لوگ سخت مضطرب ہوئے۔ اور تمھارے والد نے اپنے کپڑے پارہ پارہ کردئے ایک مرتبہ بغداد میں ایک فتویٰ آیا کہ ایک شخص نے قسم کھائی کہ میں خدائے تعالیٰ کی تنہا ایسی عبادت کروں گا کہ روئے زمین پر اس وقت کوئی عبادت نکرتا ہوگا۔ سب علما اس کے جواب میں متحیر ہوئے۔ آپ نے فوراً فرمایا کہ وہ بیت اللہ میں جاکر سب کو مطاف سے خالی کرکے طواف کرے آپ نے لوگوں سے دریافت

کیا وجہ تسمیہ محی الدین دریافت کی تو آپ نے فرمایا کہ جب میں اپنی سیر و سیاحت سے پا برہنہ بغداد پہونچا تو میں نے ایک شخص مریض متغیر اللون نحیف البدن کو بروز جمعہ دیکھا تو اُس نے مجھکو سلام کیا میں نے جواب دیا پھر اُس نے کہا مجھکو بٹھلا تو میں نے اُس کو بٹھلایا تو وہ شخص فوراً خوبصورت و تندرست و توانا ہو گیا۔ پھر اُس نے کہا مجھکو پہچانتے ہو میں نے کہا نہیں اوس نے کہا میں دین ہوں زار و نزار ضعیف و ناتوان و نحیف ہو چکا تھا۔ تو اب خدائے تعالےٰ نے تمہارے ذریعہ سے مجھکو زندہ کر دیا۔ تو تم محی الدین ہو، پھر جب جامع مسجد میں پہونچا تو ایک شخص نے مجھ سے ملاقات کر کے کہا یا سید محی الدین پھر بعد ازاں تو لوگ جھپر ٹوٹ پڑے سب لوگ ہاتھ چومتے تھے، یا سید محی الدین شیخ عارف ابو عبد اللہ محمد بن ابن الفتح، پھر وہ کہتے ہیں کہ میں نے آپکی چالیس سال خدمت کی اور آپ صبح کی نماز عشا کے وضو سے ادا کرتے تھے۔ ایک شب کو خلیفہ آیا اور آپ سے ملنا چاہا مگر ملنے کا اتفاق نہ ہوا۔ اونہوں نے کہا کہ میں نے دیکھا آپ نے اول شب میں تھوڑی نماز پڑھکر تہائی شب تک ذکر کیا، اس طرح المحیط العالم الوہاب الشہید الحسیب، الفعال الخلاق، الخالق، الہادی، المصور، تو آپ کا جسم مبارک کبھی لاغر ہو جاتا تھا اور کبھی موٹا ہو جاتا تھا، اور کبھی اوپر ہوا میں پہنچ کر نظر سے غائب ہو جاتے تھے، پھر دوسری تہائی شب میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے تھے پھر آپ بیٹھکر مراقبہ کرتے تھے تو آپ کو ایک ایسا نور ڈھانپ لیتا تھا کہ آنکھ خیرہ ہو جاتی تھی۔ اور اُس نور میں آپ نظر سے پوشیدہ ہو جاتے تھے اور میں سلام علیکم سلام علیکم کی آواز سنتا تھا اور آپ سلام کا جواب دیتے تھے، یہاں تک کہ صبح کی نماز کے لئے نکلے، آپ فرماتے ہیں کہ پچیس سال تک میرے پاس رجال الغیب آئے تھے اور اُن کو خدا کا راستہ بتاتا تھا اور چالیس سال عشا کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی۔ اور پندرہ سال تک عشا کی نماز پڑھکر ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر قرآن مجید شروع کر کے سحر تک ختم کر دیتا تھا اور تین روز سے چالیس روز تک مجھکو کوئی قوت نہیں ملتا تھا اور میں نے عہد کیا تھا کہ جب تک خدائے تعالےٰ نہ کھلاوے اور نہ پلاوے نہ کھاؤں گا نہ پیوں گا یہاں تک کہ چالیس روز کے بعد ایک شخص آیا کہ اُس کے ساتھ روٹی اور کھانا تھا اُس کو میرے آگے چھوڑ کر چلا گیا۔ عنقریب تھا کہ میرا نفس بھوک کی وجہ سے کھانے پر گر پڑے مگر میں اپنے عہد سے لفضلہٖ تعالےٰ نہیں پھرا۔ میرے پیٹ سے بھوک بھوک کی آواز سنائی دیتی تھی۔ مگر میں نے پرواہ نہیں کی یہاں تک کہ شیخ ابو سعید مخزولی قدس سرہٗ نے آواز سن کر آکر دریافت کیا کہ یہ آواز کیا ہے۔ تو میں نے کہا کہ یہ نفس کا اضطراب ہے مگر روح لفضلہٖ تعالےٰ اپنے مالک کے ساتھ خوش ہے تو اونہوں نے کہا کہ باہر آؤ یہ کہکر چلے گئے اور میں اپنی جگہ ٹھہرا رہا۔ یہاں تک کہ ابو العباس خضر علیہ السلام نے آکر فرمایا کہ اُٹھکر ابو سعید کے پاس جاؤ۔ چنانچہ میں نے وہاں جا کر دیکھا کہ اونھوں نے کھانا تیار کیا ہے تو وہ مجھکو کھلانے لگے۔ یہاں تک کہ میں سیر ہو گیا۔ پھر میرے پاس ایک اجنبی شخص نے آکر کہا کہ تم میرے ساتھ رہو گے۔ میں نے کہا ہاں اونہوں نے کہا اس شرط سے کہ میری مخالفت نکرو میں نے قبول کیا۔ تو اونہوں نے کہا کہ یہاں ٹھہرے رہو جب تک میں نہ آؤں پھر وہ ایک سال تک غائب رہے اور میں وہیں ٹھہرا رہا۔ پھر آکر میرے پاس بیٹھکر پھر کہا کہ اس جگہ ٹھہرے رہو جب تک میں نہ آؤں پھر وہ ایک سال تک غائب رہے۔ اور میں وہیں ٹھہرا رہا۔ پھر آکر اسی طرح کہا تین بار اسی طرح کیا پھر دودھ اور روٹی لے کر آئے اور کہا کہ میں خضر ہوں۔ مجھکو حکم ہوا ہے کہ آپ کے ساتھ کھاؤں تو ہم نے کھایا۔ پھر اونہوں نے کہا کہ اب بغداد میں جاؤ۔ آپ سے دریافت کیا گیا کہ اُس تیس سال تک آپ نے کیا تناول فرمایا تو فرمایا کہ جو بیکار چیزیں زمین پر پھینکدی جاتی ہیں۔ آپ کے صاحبزادے شیخ جلیل ضیاء الدین ابو الفرح موسیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے

سُنا آپ فرماتے تھے کہ میں بعض سیاحتوں میں جنگل کے جانب نکل گیا۔ اور کئی روز تک میں نے وہاں آب و دانہ نہیں پایا
جب سخت تشنہ ہوا تو میرے سر پر ایک ابر نے سایہ کیا جب میں اُس سے سیراب ہوا تو ایک ایسا نور ظاہر ہوا کہ تمام اُفق
اُس سے روشن ہوگیا۔ اور آواز آئی کہ یا عبدالقادر میں تیرا خدا ہوں تیرے لئے تمام چیزیں میں نے حلال کر دیں۔ تو میں نے
کہا اَعوذُ باللّٰہ من الشیطان الرَّجیم دور ہوا ے لعین تو وہ نور جاتا رہا اور تاریکی ہوگئی۔ پھر کہا اے عبدالقادر تم
خدا کے حکم سے بچ گئے اور میں نے اس طرح ستر اہل طریق کو گمراہ کر دیا۔ تو میں نے خدا کا شکر کیا آپ سے دریافت کیا گیا
کہ آپ نے کس طرح معلوم کیا کہ وہ شیطان ہے تو آپ نے فرمایا کہ اُس کے اس قول سے کہ "میں نے تمہارے لئے سب
حلال کر دیا"۔

ایک مرتبہ آپ نے اپنی والدہ ماجدہ سے اندر آنے کی اجازت چاہی تو اونہوں نے آپ کو اجازت دیکر چالیس دینار
آپ کے کمل میں سی دئے راہ میں چور ملے اور آپ نے اُن سے سچ کہدیا تو سب نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی۔ نقل ہے کہ ایک
بار آپ مسلمانوں کے ساتھ قضا و قدر کے بارہ میں کلام فرما رہے تھے کہ یکا یک چھت سے ایک بڑا سانپ آپ کی گود
میں گرا۔ تو لوگ سب بھاگ گئے۔ وہ آپ کے بدن پر پھرتا رہا۔ اور آپ بدستور تقریر فرماتے رہے پھر وہ آپ کے سامنے
آیا تو آپ نے کچھ اُس سے فرمایا جسے ہم نہ سمجھے پھر وہ سانپ چلا گیا۔ تو لوگوں نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ نے اُس
سے کیا فرمایا اور اُس نے آپ سے کیا کہا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اُس نے کہا کہ میں نے آپ کا جیسا ثابت قدم نہیں دیکھا
تو میں نے کہا کہ قضا و قدر میں گفتگو کر رہا تھا اور تو اُسی کے حکم سے جنبش کرتا ہے تو میرا فعل قول کے خلاف نہیں ہونا چاہئے۔
شیخ قدوہ ابو عبداللہ محمد بن قائد کہتے ہیں کہ میں ایک روز آپ کی خدمت میں حاضر تھا تو ایک سائل نے آپ سے
سوال کیا کہ آپ کا امر کس چیز پر قائم ہے تو آپ نے فرمایا کہ صدق پر، میں نے کبھی بچپن میں بھی جھوٹ نہیں کہا آپ فرماتے
ہیں کہ میں بچپن میں ایک دفعہ عرفہ کے روز شہر کی گائیوں کے پیچھے دوڑا تو ایک گائے نے کہا یا سید عبدالقادر کیا
اس کے لئے تم پیدا ہوئے ہو، تو میں ڈرتا ہوا واپس مکان آکر بالاخانے پر چڑھا۔ تو میں نے میدان عرفات کے
لوگوں کو دیکھا۔ پھر میں نے اپنی والدہ سے اجازت لے کر بغداد آکر تعلیم اور نیکو نکی زیارتوں میں مشغول ہوا۔ چونکہ آپ کی
کرامات بے غایات اور نہایت مشہور و معروف ہیں لہٰذا اُس کا ذکر ترک کر دیا اور چونکہ اس ماہ ربیع الثانی میں آپ کی
وفات ہے لہٰذا اُسی کے ذکر پر اکتفا کیا آپ کے صاحبزادے شیخ عبدالوہاب نے آپ کے مرض موت میں آپ سے
وصیت طلب کی تو آپ نے فرمایا کہ خدائے تعالےٰ سے تقوی اختیار کرنا اور اُسی کی فرمانبرداری کرتے رہنا اور اُس
کے سوا دوسرے کسی سے خوف و اُمید نہ رکھنا اور اپنی تمام حاجتیں اُسی کے سپرد کر کے اُسی سے تمام حاجتیں طلب
کرنا۔ اُس کے سوا کسی پر اعتقاد و بھروسہ نہ رکھنا۔ اور سب کا مجموعہ توحید۔ توحید توحید ہے اور آپ نے مرض موت میں
یہ بھی فرمایا کہ جب دل خدائے تعالےٰ کے ساتھ مشغول ہوجاتا ہے تو پھر اس میں (اس کے سوا) کوئی چیز باقی نہیں رہتی
اور آپ نے اپنے بچوں سے فرمایا کہ میرے پاس سے ہٹ جاؤ میں بظاہر تمہارے ساتھ ہوں اور باطن میں
دوسروں کے ساتھ میرے اور تمہارے اور تمام مخلوق میں آسمان و زمین کے برابر (حقیقت میں) فاصلہ ہے اور
مجھکو دوسروں پر اور دوسروں کو مجھ پر قیاس نکرو۔ (اور اب) میرے پاس تمہارے سوا کوئی دوسری مخلوق حاضر ہوئی ہے
اُس کے لئے جگہ کشادہ کر کے اُن کا ادب کرو۔ یہاں (اس وقت) نزول بڑی رحمت کا ہے تو اُن پر جگہ تنگ نہ کرو۔
اور آپ کے بعض صاحبزادوں نے بیان فرمایا ہے کہ آپ اپنے مرض الموت میں وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ برکاتہ غفر اللہ
لی ولکم فرماتے تھے۔ اللہ تعالےٰ مجھکو اور تمکو بخشے اور مجھکو اور تمکو (رحمت کے ساتھ) رجوع فرماوے ان کلمات کو

آپ ایک شبانہ روز فرماتے رہے مجھ سے کسی شے کی پرواہ نہیں نہ کسی فرشتے کی نہ خود ملک الموت کی، اے ملک الموت تو ہم سے الگ ہو، ہمارا تو تیرے سوا کوئی دوسرا والی ہے۔ یعنی خدائے تعالے اور ایک زور سے چیخ ماری اور اُس روز سے آئندہ شب میں آپ نے وفات پائی آپ کے بعض صاحبزادوں نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ کا کیا حال ہے تو آپ نے فرمایا مجھ سے کوئی کچھ سوال نکرے میں اللہ عزوجل کے علم میں گھوم رہا ہوں اور آپ نے اپنے صاحبزادے عبدالجبار سے فرمایا کہ مجھ میں فانی ہو جاؤ۔ حالانکہ تم ہوشیار ہو۔ اور آپ کے پاس ایک جماعت حاضر ہوئی اور آپ کے تمام صاحبزادے موجود تھے اور آپ کے صاحبزاد عبدالعزیز آپ کے (ارشادات) لکھ رہے تھے کہ حکم متغیر ہوتا رہتا ہے (مگر، علم باری میں تغیر نہیں ہے۔ (بعض) حکم منسوخ ہو جاتا ہے مگر علم الٰہی منسوخ نہیں ہوتا۔ اور آپ کے دونوں صاحبزادے عبدالرزاق اور موسیٰ نے خبر دی کہ آپ اپنے دست مبارک اُٹھا کر فرماتے تھے وعلیکم سلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ توبہ (یعنی خدا کی طرف رجوع) کرو اور صف میں داخل ہو جاؤ۔ میں بھی عنقریب تمھاری طرف آتا ہوں اور آپ فرماتے تھے کہ ملائمت اختیار کرو۔ اور آپ پر سکرات موت شروع ہوئی اور آپ فرماتے تھے کہ میں اُس خدائے حی القیوم سے مدد چاہتا ہوں کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے پاک ہے وہ ذات جو اپنی قدرت سے غالب ہے اور سب لوگوں پر موت قائم کی۔ لاالہ الااللہ محمد الرسول اللہ۔ اور آپ کے فرزند شیخ موسیٰ نے خبر دی کہ آپنے اس کلمہ طیبہ کے ساتھ اپنی آواز دراز کی۔ اور اُسے مکرر پڑھتے رہے پھر اللہ اللہ کا ذکر کرتے رہے یہاں تک کہ آپ کی آواز پست ہوگئی اور زبان حلق سے چپاں ہوگئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون، اللہ تعالے اپنے فضل ورحم وکرم سے آپ کے فیوض وبرکات سے ہمیں مستفید فرمائے۔ اور ہمیں آپ کی محبت اور سلوک طریقہ پر قائم رکھے آمین،

لوگوں نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ کو اپنی ولایت کب سے معلوم ہوئی فرمایا کہ میں جب دس برس کا تھا۔ اور مکتب میں جاتا تھا تو میں فرشتوں کو دیکھتا تھا کہ وہ میرے گرداگرد چل رہے ہیں۔ اور بچوں میں پہونچتا تھا تو فرشتے کہتے تھے بچوں کو کہ اللہ کے ولی کے لئے جگہ کشادہ کردو۔ شیخ جلیل علی بن الہیتی سے مروی ہے اونہوں نے کہا کہ میں نے اپنے زمانے میں کسی کی آپ سے زیادہ کرامتیں نہیں دیکھیں۔

جب کوئی آپ سے جس وقت کرامت چاہتا تو دیکھ سکتا تھا بہجت الاسرار میں ہے کہ آپ ماہ رمضان میں چند روز بیمار رہے اور آپ کے پاس شیخ علی بن الہیتی اور شیخ ابوالنجیب سہروردی اور شیخ ابوالحسن جوشقی وغیرہ مشائخ موجود تھے، تو ایک شخص خوبصورت باوقار نے آکر کہا السلام علیک یا ولی اللہ۔ میں ماہ رمضان ہوں میں آپ سے معذرت کیلئے حاضر ہوا ہوں کہ یہ میری آپ کے پاس آخری حاضری ہے یہ کہکر وہ چلا گیا۔ تو آپ کا دوسرے سال نویں ربیع الثانی کو وصال ہوا اور آپ نے دوسرا رمضان نہیں پایا۔ اس روایت کے موافق آپکا عرس نویں ربیع الثانی کو ہونا چاہیئے جیسا کہ شیخ امام عارف کامل شیخ عبدالوہاب قادری متقی مکی اس تاریخ کو نگاہ رکھتے تھے۔ اور ہمارے ملک میں گیارہویں تاریخ مشہور ہے اور شیخ امام عبداللہ یافعی نے اپنی کتاب ضلالۃ المفاخر اور اپنی تاریخ مرۃ الجنان میں ذکر کیا ہے کہ آپ کی وفات ماہ ربیع الآخر ۵۶۰ھ یا اکسٹھ میں ہوئی اور تاریخ مقرر نہیں کی، اور بعض سترہویں تاریخ کہتے ہیں مگر اس کی اصل نہیں غرض آپ نے ۹۱ سال کی عمر میں بقول مشہور ۱۱ ربیع الثانی ۵۶۱ھ بروز دوشنبہ جان عزیز جان آفرین کے سپرد کردی۔ آپ کو پہلے سے اپنے انتقال کا وقت معلوم ہوگیا تھا۔ گھر والوں پر بھی آپ نے اس کا اظہار کردیا تھا۔ یہ سنتے ہی سب کی حالت دگرگوں ہوگئی

کچھ روز بعد ہی آپ علیل ہوگئے تقریباً دو ماہ آپ بیمار رہے آخری روز حضرت عزرائیل ایک اعرابی کی شکل میں آپ کے پاس آئے اور ایک نورانی مکتوب آپ کے ہاتھ میں دیدیا جسمیں لکھا تھا۔ یصل ھذا المکتوب من المحب الی المحبوب کل نفس ذائقۃ الموت وصال سے پیشتر آپ نے تازہ غسل کیا نماز عشاء ادا کرکے دیر تک سربسجود رہے۔ تمام گھروالوں مریدوں معتقدوں کے لئے دعا مانگی خدایا امت رسول اللہ کو بخشدے اے اللہ امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر رحم فرما اے مولا امت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درگذر فرما۔ جب سر سجدے سے اٹھایا تو غیب سے ندا آئی یا ایھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی یہ سن کر آپ بستر پر دراز ہوگئے اور سکرات موت کے وقت یہ کہا میں مدد مانگتا ہوں اُس رب قدیر سے جس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں جو زندہ ہے نہ اُسے موت ہے اور نہ خوف ہے پاک ہے جو قدرت سے باعزت ہے جو بندوں پر موت طاری کرنے میں قاہر ہے اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے رسول ہیں یہ کہتے ہی طائر روح پرواز ہوگئی۔ آپ بغداد میں مدفون ہوئے آجتک آپ کا روضہ مبارک مرجع خلائق بنا ہوا ہے۔ ایک ایرانی شاعر نے آپ کی تاریخ وفات یہ لکھی ہے۔ "تاریخ سال وقت وفاتش چو خواستم۔ گفتا سروش غیب وفاتش قیامتے" ایک عربی شاعر نے ایک ہی بیت میں آپ کی تاریخ ولادت تاریخ وفات اور مقدار عمر کمال فصاحت سے قلمبند کردی ہے۔

ان باز اللہ سلطان الرجال؛ جاء فی عشق ومات فی کمال

لفظ عشق کے عدد ۴۷۰ ہیں جو آپ کی سنہ ولادت ہے۔ اور کمال کے عدد ۹۱ ہیں جو آپ کی عمر شریف ہے اور دونوں کو جمع کرنے سے ۵۶۱ ہوتے ہیں جو تاریخ وفات ہے آپ کی آخری وصیت آپ کے بڑے صاحبزادے شیخ عبدالوہاب نے زمانہ علالت میں آپ سے عرض کیا قبلۂ عم مجھے کوئی ایسی نصیحت فرمایئے جس پر میں آپ کے وصال کے بعد عمل پیرا ہو کر فلاح دارین پاؤں۔ آپ نے فرمایا تقویٰ اختیار کرو۔ اس کی اطاعت کرتے رہو نہ کسی سے ڈرو اور نہ اُمید رکھو۔ اپنی تمام حاجات اور آرزوئیں اللہ کے سپرد کردو۔ جو مانگو اُسی سے مانگو اُس کے سوا کسی پر بھروسا نہ کرو۔ کسی پر اعتماد نہ رکھو، سب چیزوں کی روح وحید ہے جب قلب حق تعالےٰ کے ساتھ ہوجاتا ہے تو نہ کوئی چیز اُس سے خالی رہتی ہے اور نہ باہر نکلتی ہے۔

ماہ رجب کی فضیلت کا بیان

صاحب جامع کبیر نے ابو الفتح بن فوارس کی امالی میں سے حسن سے مرسل روایت کی ہے کہ رجب اللہ کا مہینہ ہے اور شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان میری اُمت کا مہینہ ہے۔ یافعی نے سعید سے روایت کی ہے کہ رجب عظمت والا مہینہ ہے اس میں نیکیاں مضاعف کی جاتی ہیں اُس کے ایک روز کا روزہ ایک سال کے روزہ کے مثل ہے ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں اور ابن نجار نے انس سے روایت کی ہے کہ جب رجب داخل ہوتا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرماتے اللھم بارک لنا فی رجب وشعبان وبلغنا رمضان اور ابن عساکر کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جب جمعہ کی شب ہوتی تو آپ فرماتے یہ روشن شب ہے اور جمعہ کا روز شگفتہ ہے ابن عساکر نے ابو قلابہ سے روایت کی ہے کہ رجب کے روزہ داروں کے لئے جنت میں ایک محل ہے ابن شاہین

ترغیب میں انس سے روایت کی ہے کہ جنت میں ایک نہر ہے کہ اسے رجب کہتے ہیں دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں، جو رجب میں ایک روزہ رکھے اللہ اس کو اس نہر سے پانی پلاویگا۔
جوزرقانی نے انس سے مرفوع حدیث سے روایت کی ہے کہ جو رجب کی پہلی شب میں مغرب کی نماز پڑھکر بیس رکعت پڑھے آخر حدیث تک اور اس کے اخیر میں ہے کہ وہ بجلی کی طرح پل صراط سے بغیر حساب و عذاب کے گذرجاویگا۔ اسمیں راوی مجہول ہیں۔

لیلۃ الرغائب کا بیان

صاحب جامع الاصول نے حضرت انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لیلۃ الرغائب کی نماز کا ذکر کیا اور وہ رجب کے اول جمعہ کی شب ہے پس مغرب اور عشا کے مابین بارہ رکعت چھ سلام سے پڑھے ہر ایک رکعت میں سورہ فاتحہ اور تین بار سورۂ قدر اور بارہ مرتبہ قل ہواللہ احد پڑھے۔ جب نماز سے فارغ ہو تو سلام کے بعد ستر مرتبہ کہے اللھم صلی علی محمد النبی الامی وعلی آلہ پھر سجدہ کرے اور سجدہ میں ستر مرتبہ کہے:۔ سبوح قدوس رب الملائکۃ والروح پھر سر اُٹھا کر ستر بار کہے رب اغفر وارحم وتجاوز عما تعلم انک انت العلی العظیم اور ایک روایت میں الاعز الاکرم ہے پھر سجدہ کرے اور پہلے سجدے کی طرح کہے پھر سجدے میں اللہ سے اپنی حاجت مانگے تو اللہ تعالےٰ اپنے سائل کو نہیں رد کریگا۔
صاحب جامع الاصول نے کہا کہ میں نے اس حدیث کو کتاب رزین میں پایا اور صحاح ستہ کی کسی کتاب میں اس کو میں نے نہیں پایا۔ اور حدیث مطعون فیہ ہے اور نووی نے کہا کہ صلوہ رغائب اور صلوہ نصف شعبان سنت نہیں ہے۔ بلکہ قبیح بُری بدعت ہے اور ابو طالب مکی کا قوت القلوب میں اور امام غزالی کا احیار علوم میں ذکر کرنے سے فریفتہ نہ ہونا اس لئے کہ یہ باطل ہے اور عزالدین ابن سلام نے اس کے ابطال میں ایک عمدہ کتاب لکھی ہے بلکہ امام مذکور نے اپنے فتاوی میں اس کی برائی اور انکار کرکے کہا کہ اس کو چھوڑنا چاہیے بلکہ حاکم کو چاہیے کہ لوگوں کو اس سے منع کرے۔ اس لئے کہ وہ راعی ہے اور ہر ایک راعی اپنی رعیت سے مسئول ہوگا۔
اور شیخ شہاب الدین احمد بن حجر مکی ہیثمی نے کہا کہ ہمارا اور مالکیہ اور دوسرے اماموں کا مذہب ہے اور اکثر علمائے حجاز اور فقہائے مدینہ کا یہی مذہب ہے۔ اور اس باب میں اصل بات یہ ہے کہ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ شب جمعہ کو قیام کے لئے اور روز جمعہ کو روزہ کے لئے خاص نکرے اس پر اعتماد کر کے اس کے خلاف کو بدعت منکرہ ٹھہراتے ہیں۔
اور تنزیہ الشریعہ میں ہے کہ انس کی حدیث میں علی بن عبداللہ ہے ابن جوزی نے کہا کہ یہ شخص اس حدیث کی وضع میں متہم ہے اور لوگوں نے اسے کاذب کہا ہے اور میں نے اپنے مشائخ سے سنا کہ اس کے راوی مجہول ہیں اور رجب کی پندرہ تاریخ کے متعلق احادیث سے کچھ ثابت نہیں اور نہ اس کے نام استفتاح کا ذکر ہے

ستائیسویں رجب کا بیان

حافظ ابن حجر نے کہا کہ بیہقی نے انس سے حدیث مرفوع روایت کی ہے کہ رجب میں ایک شب ہے کہ اس میں

عمل کرنے والے کے لئے سو سال کی نیکی لکھی جاتی ہے اور یہ ستائیسویں شب ہے جو اس میں بارہ رکعت نماز پڑھے ہر ایک رکعت میں سورۂ فاتحہ اور قرآن کی کوئی صورت پڑھے اور ہر دو رکعت پر تشہد پڑھے اور آخیر میں سلام پھیرے پھر سو بار سبحان اللہ والحمد للہ واللہ اکبر کہے اور سو بار استغفار کرے اور سو بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے اور جو چاہے اپنے دینوی کام کی دعا کرے۔ اور صبح روزہ رکھے۔ تو بیشک اللہ تعالےٰ اس کی تمام دعا سوا گناہ کے قبول کریگا۔ اس حدیث میں دو راوی متہم ہیں اور ایک حدیث میں ہے کہ جو رجب کی ستائیسویں شب کو بارہ رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ اور کوئی سورۃ پڑھے ہر نماز سے فارغ ہونے کے بعد بیٹھکر سورۂ فاتحہ سات مرتبہ اور سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم چار مرتبہ کہے پھر صبح روزہ رکھے۔ تو اس کے ساٹھ برس کے گناہ اللہ تعالےٰ معاف کردیویگے۔ اور اس شب میں اللہ تعالےٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا ہے ابن حجر نے اس حدیث کو موضوعات ابن جوزی کی طرف منسوب کیا ہے مگر اس میں نہیں ہے شاید کسی نسخہ میں ہو اور فضائل رجب میں عبد العزیز الکتانی کی جز وابی معاذ الشاہ المروزی میں ابو ہریرہ سے موقوفاً مروی ہے کہ جو رجب کی ستائیسویں کو روزہ رکھے تو اللہ تعالےٰ اس کے لئے ساٹھ مہینے کے روزے کا ثواب لکھیگا اور اس دن جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر رسالت لے کر نازل ہوئے ہیں اس بارے میں یہ روایت سب سے اچھی ہے اور یہ حدیث کہ جس نے رجب میں ایک دن روزہ رکھا اور اس روز چار رکعت نماز پڑھی پہلی رکعت میں سو بار آیت الکرسی اور دوسری رکعت ہیں سو بار قل ہو اللہ احد پڑھے تو وہ اپنی جگہ جنت میں دیکھے نہیں مریگا۔ ابن جوزی نے کہا اس میں مجہول اور متروک راوی ہیں۔ اور ستائیسویں رجب کو جو آپ کی معراج مشہور ہے۔ تو کہتے ہیں کہ یہ قول صحیح نہیں ہے بلکہ صحیح یہ ہے کہ معراج رمضان کی سترہ تاریخ کو یا ربیع الاول میں نبوت سے بارہویں سال مکہ میں ہوئی ہے۔

ماہ شعبان کی فضیلت کا بیان

رافعی نے اپنی تاریخ میں انس سے روایت کی ہے کہ شعبان کا نام شعبان اس لئے ہے کہ اس میں روزہ رکھنے والے کے لئے جنت میں داخل ہونے تک بہت سی بہتری نکلتی ہیں بیہقی نے اسامہ سے روایت کی ہے کہ رجب اور رمضان کے درمیان شعبان ایسا مہینہ ہے کہ لوگ اس سے غافل ہیں حالانکہ اس میں بندوں کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔ تو میں پسند کرتا ہوں کہ میرا عمل روزہ کی حالت میں پیش ہو،

دیلمی نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان اللہ کا مہینہ ابن عساکر اور ابن نجار نے انس سے روایت کی ہے کہ جب رجب داخل ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے اللھم بارک لنا فی رجب وشعبان وبلغنا رمضان۔

بخاری ومسلم وموطا وابو داؤد نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ آپ متواتر اتنے روزے رکھتے کہ ہم کہتے کہ آپ افطار نکریں گے اور اتنے افطار کرتے کہ ہم کہتے کہ آپ روزہ نہ رکھیں گے۔ اور میں نے رمضان کے سوا کسی پورے مہینہ کے روزے رکھتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا اور کسی مہینے میں شعبان سے زیادہ آپ کو روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ مسلم اور نسائی کی ایک روایت میں ہے کہ آپ شعبان

کے اکثر روزے رکھتے مگر تھوڑے نہیں رکھتے۔ ترمذی ونسائی کی ایک روایت میں ہے کہ بلکہ آپ (گویا) پورے شعبان کے روزے رکھتے تھے۔

ابوداؤد کی ایک روایت میں ہے کہ سب مہینوں سے زیادہ آپ شعبان کے روزے کو پسند فرماتے پھر اُسے رمضان سے ملا دیتے۔ بخاری ومسلم کی ایک روایت میں ہے کہ آپ شعبان سے زیادہ کسی مہینے میں روزہ نہیں رکھتے اس لئے کہ آپ تمام شعبان کے روزہ رکھتے تھے۔ اور آپ فرماتے تھے کہ عمل اپنی طاقت کے موافق کرو۔ اس لئے کہ اللہ تعالےٰ (ثواب دینے سے نہیں تھکتا۔ یہاں تک کہ تم (عمل کرنے سے) تھک جاؤ۔ الحدیث۔

ترمذی اور نسائی نے امّ سلمہ سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پے درپے مہینوں کے روزے رکھتے ہوئے شعبان و رمضان کے سوا نہیں دیکھا۔ اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ آپ سال میں (رمضان کے سوا) پورے مہینہ کا روزہ شعبان کے نہیں رکھتے تھے۔ کہ اُس کو رمضان سے ملا دیتے ہوں۔ نسائی نے اسامہ سے روایت کی ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے آپکو شعبان کے جتنے روزے رکھتے ہوئے کسی مہینے میں نہیں دیکھا۔ تو آپ نے فرمایا یہ رجب اور رمضان کے درمیان میں ایسا مہینہ ہے کہ لوگ اس سے غافل ہیں۔ اس میں رب العالمین کی طرف سب کے اعمال پیش ہوتے ہیں تو میں چاہتا ہوں کہ میرا عمل روزے کے ساتھ پیش ہو،

ابوالحسن بکری نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان سے زیادہ کسی مہینے میں روزے نہیں رکھتے تھے۔ اس لئے کہ (اس سال میں مرنیوالے) زندوں کی روحیں مردوں میں لکھی جاتی ہیں۔ یہاں تک آدمی نکاح کرتا ہے اور اُس کا نام مردوں میں ہوتا ہے۔ اور کوئی حج کا ارادہ کرتا ہے اور اُس کا نام مردوں میں ہوتا ہے

اور حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پورے شعبان کے روزے رکھتے تھے۔ تو میں نے آپ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ سال بھر کے مرنے والوں کو اس مہینے میں لکھدیتا ہے تو میں چاہتا ہوں کہ میری اجل کی کتابت روزہ میں ہو۔ مطلب یہ ہے کہ نیکوں کی اچھی موت لکھنے کی زیادہ اُمید ہوتی ہے۔

اور حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ کتابت شب میں ہوتی ہے تو گویا روزے کی برکت رات تک پہنچتی ہے یہ بھی محتمل ہے کہ کتابت دن کو ہوتی ہو اور شب کو فرشتے کے سپرد ہوتی ہو۔ جیسا کہ ابن ابی الدنیا نے عطاء بن یسار سے روایت کی ہے کہ شعبان کی پندرھویں تاریخ کی شب کو صحیفے ملک الموت کو دئے جاتے ہیں۔ الحدیث۔

پندرھویں شب کا بیان

بیہقی نے حضرت ابوبکر صدیق سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نصف شعبان کی شب میں پہلے آسمان پر نزول رحمت فرماتے ہیں پس ہر ایک گنہگار کو بخشدیتے ہیں سوا مشرک اور کینہ ور کے اور نوفل بکالی کی حضرت علی سے ایک روایت میں ہے کہ سوائے عشار (محصول لینے والے) یا ساحر یا کاہن یا نجومی یا جلاد یا جابی (حاکم کے معاون) یا نرد باز یا باجے والے کے،

ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت علی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شعبان کی پندرھویں شب کو قیام کرو۔ اور اُس روز روزہ رکھو۔ اس لئے کہ اُس شب میں غروب شمس سے ہی۔ اللہ تعالےٰ پہلے آسمان پر

نزول رحمت فرماکر فرماتے ہیں کہ کوئی استغفار کرنے والا ہے کہ میں اُسے بخشدوں کوئی روزی کا طالب ہے کہ میں اُسے رزق دوں کوئی مصیبت زدہ ہے کہ میں اُسے عافیت بخشوں۔ کوئی ایسا ہے کوئی ایسا ہے۔ یہاں تک کہ فجر طلوع کرے۔ حضرت شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ خدائے تعالےٰ کا نزول تمام راتوں میں سماءِ دنیا پر اخیر تہائی میں ہوتا ہے اور نصف شعبان کی شب میں غروب شمس سے فجر تک رہتا ہے ابن ماجہ نے ابن موسیٰ سے روایت کی ہے کہ اللہ سبحانہٗ نصف شعبان کی شب میں نزول رحمت فرماکر اپنی تمام مخلوق کو بخشدیتے ہیں۔ سوا مشرک اور کینہ ور کے۔ سعید بن منصور نے عطا بن یسار سے روایت کی ہے کہ لیلۃ القدر کے بعد نصف شعبان کی شب سے کوئی رات افضل نہیں ہے۔ اللہ سبحانہٗ اس میں نزول فرماکر اپنے تمام بندوں کو بخشدیتا ہے سوا مشرک اور کینہ ور اور قاطع رحم کے، دینوری نے مجالستہ میں راشد بن سعید سے مرسل روایت کی ہے کہ شب نصف شعبان میں اللہ تعالےٰ پورے سال بھر کے مرنیوالوں کو ملک الموت کو بتلا دیتا ہے۔

ترمذی و ابن ماجہ و بیہقی و ابوبکر بن ابی شیبہ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ ایک شب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا تو آپ کی جستجو میں نکلی۔ تو آپ بقیع میں آسمان کی طرف سر اٹھائے ہوئے تھے۔ تو آپ نے فرمایا کہ اے عائشہ کیا تو ڈری کہ اللہ اور اُس کا رسول تجھپر تعدی کرے۔ تو میں نے عرض کیا کہ مجھکو یہ ڈر تو نہیں ہے مگر میں نے گمان کیا کہ آپ اپنی بعض بیویوں کے پاس تشریف فرما ہوئے ہوں تو آپ نے فرمایا اللہ عزوجل شب نصف شعبان میں پہلے آسمان پر نزول فرماکر (قبیلہ) کلب کی بکریوں کے بالوں کے شمار سے زیادہ بخشدیتا ہے۔ جامع الاصول میں ہے کہ رزین نے اتنا زیادہ کیا کہ اُن لوگوں میں سے جو دوزخ کے مستحق ہیں۔

بیہقی اور ابن قانع نے ابو ثعلبہ خشنی سے روایت کی ہے کہ جب شب نصف شعبان ہوتی ہے تو اللہ تعالےٰ اپنی مخلوق کی طرف ظہور فرماکر (تمام) مسلمان مرد و عورت کو بخشدیتا ہے۔ اور کافر کو ڈھیل دیتا ہے اور کینہ والوں کو اُن کے کینہ کے سبب سے کینہ چھوڑنے تک چھوڑ رکھتا ہے بیہقی نے عائشہؓ سے بسند ضعیف روایت کی ہے کہ شب نصف شعبان میں اللہ تعالےٰ (نظر رحمت سے) مشرک اور کینہ ور اور قاطع رحم اور ازار نیچی کرنے والے اور اپنے ماں باپ سے عاق اور ہمیشہ شراب خوار کو نہیں دیکھتا۔ بیہقی نے عثمان بن عاص سے روایت کی ہے کہ جب شب نصف شعبان ہوتی ہے تو ایک آواز کرنے والا پکارتا ہے کیا کوئی استغفار کرنے والا ہے۔ تو اُس کو بخشدوں۔ کیا کوئی مانگنے والا ہے تو میں اُسے دوں۔ جو کوئی سوال کرتا ہے تو دیا جاتا ہے۔ زانیہ عورت اور مشرک کے سوا۔

بیہقی نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ شب نصف شعبان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تھے جب آدھی رات گذری تو میں نے آپ کو نہ پایا تو عورتوں کا سا رشک مجھکو ہوا تو میں نے اپنی چادر لپیٹ کر آپ کو آپکی دوسری بیوی کے حجرے میں تلاش کیا۔ تو کہیں، آپ کو نہ پانے سے پھر اپنے حجرہ میں واپس لوٹی۔ تو آپ وہیں (سجدہ میں) گرے ہوئے کپڑے کی طرح ہیں۔ اور اپنے سجدہ میں فرما رہے تھے سجد لک خیالی و سوادی وامن بک فوادی فہذہ یدی وما جنیت بہا علیٰ نفسی یا عظیم یرجی لکل عظیم اغفر الذنب العظیم سجد وجہی للذی خلقہٗ وصورہ وشق سمعہ وبصرہٗ پھر آپ نے اپنا سر مبارک اٹھاکر پھر دوبارہ سجدہ کرکے پڑھا اعوذ برضاک من سخطک واعوذ بعفوک من عقابک واعوذ بک منک انت کما اثنیت علی نفسک اقول کما قال اخی داود فاعفر وجہی فی التراب لسیدی وحق لہ ان یسجد پھر آپ نے سر کو اٹھا کر فرمایا اللہم ارزقنی قلبا تقیا من الشرک نقیا لا فاجرا ولا شقیا پھر فارغ ہوکر میرے ساتھ کمرے میں داخل

ہوئے۔ اور مجھکو سانس چڑھا ہوا تھا۔ تو آپ نے فرمایا اے حمیرا یہ سانس کیسا ہے تو میں نے آپ کو خبر دی تو میرے زانو کو ملکر فرمانے لگے ہاں ان دونوں گھٹنوں میں کیا لگا۔ اس شعبان کی پندرہویں شب میں اللہ تعالے پہلے آسمان پر نزول فرما کر اپنے بندوں کو بخشدیتا ہے۔ مشرک اور کینہ ور کے سوا۔ شیخ ابوالحسن بکری نے کہا اس شب میں بہترین دعا یہ ہے اللھم انك عفو کریم تحب العفو فاعف عنی اللھم انی اسئلك العفو والعافیة والمعافاة الدائمة فی الدنیا والآخرة اس لئے کہ یہ دعا لیلة القدر میں آئی ہے اور یہ شب لیلة القدر کے بعد سب راتوں سے افضل ہے جیسا کہ گذرا۔ اور پھر یہ دعا عمدہ ہے۔ جسے ایک جماعت نے بسند لا باس بہ سے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام زمین پر اتارے گئے تو بیت اللہ کے ساتھ طواف کرکے مقام کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھکر یہ دعا کی۔ اللھم انك تعلم سری وعلانیتی فاقبل معذرتی وتعلم حاجتی فاعطنی سوالی وتعلم ما فی نفسی فاغفرلی ذنوبی اسئلك ایمانا یباشر قلبی ویقینا صادقا حتی اعلم انہ لا یصیبنی الا ما کتبت لی ورضنی بقضائك تو اللہ نے ان کو وحی کی اے آدم تو نے ایسی دعا کی کہ میں نے قبول کی اور تیرے بعد جو تیری اولاد یہ دعا کرے میں اسے قبول کرونگا اور اس کے گناہ بخشدوں گا۔ اور اس کا رنج و غم دور کروں گا اور ہر ایک تاجر سے اس کی تجارت بڑھا دوں گا۔ اور اسے یہ ذلیل دنیا دوں گا اگرچہ وہ اسے نچاہے۔

بیہقی نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ (ایک شب) میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہو کر اپنے کپڑے اتارنے لگے۔ پورے اتار نہ چکے تھے کہ کھڑے ہو کر پہن لئے تو مجھے سخت غیرت ہوئی میں نے گمان کیا کہ شاید آپ اپنی بعض بیویوں کے پاس تشریف لے جاویں گے۔ تو میں آپ کے پیچھے ہولی، تو آپ نے جنت البقیع میں تشریف لے جاکر مسلمان مرد اور عورت اور شہیدوں کے لئے دعائے مغفرت کی، تو میں نے عرض کی آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں آپ تو خدا کے کام میں لگے ہیں اور میں دنیوی حاجت میں ہوں۔ پھر میں لوٹ کر اپنے حجرے میں آگئی اور مجھے سانس چڑھا ہوا تھا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی وہیں پہونچکر فرمایا اے عائشہ یہ سانس کیوں ہے۔ تو میں نے سارا قصہ عرض کیا۔ تو آپ نے فرمایا اے عائشہ کیا تو ڈرتی ہے کہ تجھپر اللہ اور اس کا رسول ظلم کرے۔ بلکہ جبرئیل نے آکر کہا کہ یہ نصف شعبان کی شب ہے، اس میں (قبیلہ) کلب کی بکریوں کے بالوں کے برابر لوگ جہنم سے آزاد ہوتے ہیں (ہاں) اس شب میں اللہ تعالے مشرک اور کینہ ور اور قاطع رحم اور (ٹخنے سے نیچے) پائجامہ لٹکانے والے اور اپنے والدین کے نافرمان اور ہمیشہ شراب پینے والے کی طرف (نظر رحمت سے) نہیں دیکھتا پھر آپ نے اپنے کپڑے اتار کر فرمایا کہ اے عائشہ کیا تو اس رات کے قیام کی اجازت دیتی ہے تو میں نے عرض کیا کہ ہاں آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں، پھر آپ نے ایک اتنا طویل سجدہ کیا کہ میں نے گمان کیا کہ آپ کی وفات ہو گئی تو میں کھڑی ہو کر ٹٹولنے لگی۔ اور اپنا ہاتھ آپ کے تلوؤں پر رکھا تو وہ ہلے تو میں خوش ہو گئی تو میں نے سنا کہ آپ اپنے سجدے میں فرمارہے تھے اعوذ بعفوك من عقابك واعوذ برضاك من سخطك واعوذ بك منك جل وجهك لا احصی ثناء علیك انت كما اثنیت علی نفسك جب صبح ہوئی تو میں نے آپ سے ان دعاؤں کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا اے عائشہ اسے سیکھ لے اور دوسروں کو سکھلا دے اس لئے کہ جبرئیل نے مجھے یہ سکھلائی اور سجدہ میں اسے لوٹانیکا حکم کیا۔ بیہقی نے حضرت علی سے روایت کی ہے کہ میں نے نصف شب شعبان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے کھڑے ہو کر چودہ رکعت پڑھی اور پھر فراغت کے بعد بیٹھکر چودہ بار سورۂ فاتحہ اور اخلاص اور معوذتین اور ایک بار آیت الکرسی اور لقد جاءکم رسول اخیر تک پڑھی تو میں نے فراغت کے بعد آپ کے افعال

سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ جو اس طرح کریگا وہ بیس مقبول حج اور بیس سال تک مقبول قیام کے جیسا ہو گا اور اگر اس نے نیچ روزہ رکھا تو وہ ایک سال گذشتہ اور ایک سال آئندہ دو سال کے روزہ کے برابر ہو گا۔
بیہقی نے کہا کہ حدیث موضوع جیسی ہے اس کے راوی مجہول ہیں اور یہ حدیث منکر ہے اور اس کی جوزقانی نے اباطیل میں اور ابن جوزی نے موضوعات میں تخریج کی ہے اور کہا کہ یہ حدیث موضوع ہے اور اس کی سند نامعلوم ہے اور تنزیہ الشریعہ والے نے احادیث موضوعہ میں حضرت علی کی یہ حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی جو شب نصف شعبان میں سو رکعت پڑھے ہر ایک رکعت میں سورہ فاتحہ اور دس بار اخلاص پڑھے۔ الحدیث۔
تو ابن جوزی نے کہا کہ اس کے راوی مجہول ہیں اور ضعیف ہیں۔ اور شب نصف شعبان میں ہزار بار قل ہو اللہ احد پڑھنے کی حدیث کو ابن جوزی نے کہا کہ اس میں مجہول اور مبہم راوی ہیں۔

ماہِ رمضان کا بیان

بخاری و مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رمضان داخل ہوتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں۔ اور جہنم کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں۔ اور شیاطین مقید کئے جاتے ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ رحمت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں۔
بخاری و مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ایمان اور ثواب کی غرض سے رمضان کے روزے رکھے تو اس کے تمام اگلے گناہ بخشدئے جاتے ہیں۔ اور جو رمضان میں ایمان و اخلاص سے تراویح پڑھے تو اس کے بھی اگلے گناہ بخشدئے جاتے ہیں۔ اور جو ایمان و اخلاص سے لیلۃ القدر میں قیام کرے اس کے بھی اگلے گناہ بخشدئے جاتے ہیں۔
بیہقی نے بسند صحیح روایت کی ہے کہ صحابہ حضرت عمر کے عہد خلافت میں بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے اور حضرت عثمان اور حضرت علی کے زمانے میں بھی اسی طرح بیس رکعت پڑھتے تھے۔
بخاری نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان کی اخیر عشرہ کی طاق راتوں میں شب قدر کو تلاش کرو۔ امام احمد و ابن ماجہ و ترمذی نے بسند صحیح حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ اونہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ اگر میں شب قدر کو معلوم کرلوں تو بتلایئے کہ میں اس میں کیا پڑھوں۔ تو آپ نے فرمایا کہ پڑھ اللھم انک عفو تحب العفو فاعف عنی۔ بیہقی نے امام حسین سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان میں ایک عشرہ اعتکاف کرے تو اس کو دو حج اور دو عمرہ کے برابر ثواب ہو گا۔
بخاری و مسلم نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر سال ایک بار قرآن مجید (جبرئیل کے ساتھ) پیش (دور) کیا جاتا تھا۔ جس سال آپ کی وفات ہوئی تو اس سال دو بار پیش کیا گیا۔ اور آپ ہر سال ایک عشرہ اعتکاف کرتے تھے۔ اور جس سال وفات ہوئی دو عشرہ اعتکاف کیا۔ امام احمد اور ترمذی نے بسند حسن اور ابن ماجہ و ابن خزیمہ و ابن حبان نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین

شخص کی دعا رد نہیں کی جاتی ایک روزہ دار کی دعا افطار کے وقت اور امام عادل کی اور مظلوم کی دعا۔ اللہ تعالےٰ اُس کو ابر سے اُٹھا کر اُس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیتا ہے۔ اور حق سبحانہٗ فرماتا ہے میری عزت کی قسم میں ضرور تیری مدد کروں گا۔ اگرچہ ایک زمانہ کے بعد ہو۔

ماہ شوال کا بیان

طبرانی نے اوسط اور کبیر میں عبادہ بن صامت سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو عید فطر اور عید اضحیٰ شب کو زندہ رکھے تو اُس کا قلب اُس روز نہیں مریگا جس روز سب دل مر جاویں گے۔ بیہقی نے انس سے روایت کی ہے کہ جب عید کا روز ہوتا ہے تو اللہ تعالےٰ اپنے روزے دار بندوں کو فرشتوں پر فخر کرتا ہے اور کہتا ہے اے فرشتو وہ پورا کام کرنے والوں کی اُجرت کیا ہے۔ تو وہ کہتے ہیں اُس کی جزا یہ ہے کہ اُسے پوری اُجرت دی جاوے۔ کہا اے فرشتو میرے بندوں اور بندیوں نے میرا فریضہ جو اُن پر ہے اُسے پورا کیا۔ پھر (باہر) نکلکر گڑگڑا کر دُعا کرتے ہیں۔ اُن کی جزا کیا ہے میری عزت و جلال و کرم و علو و بلندی مرتبہ کی قسم ہے میں ضرور اُن کی دعا قبول کرتا ہوں۔ پس تم لوٹ جاؤ میں نے تمھیں بخشدیا اور تمھارے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیا۔ پس وہ بخشے بخشائے لوٹ جاتے ہیں۔

بخاری نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید گاہ میں تشریف لے جانے سے قبل طاق چھوہارے کھا لیتے تھے، حاکم نے عتبہ بن حمید سے روایت کی ہے کہ آپ تین یا پانچ یا سات یا کم و بیش خرما تناول فرماتے تھے، مسلم اور ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و طبرانی نے ابوایوب انصاری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو رمضان کے روزے رکھکر پھر اُس کے پیچھے شوال کے چھ روزے رکھے تو تمام زمانے کے روزے کے مثل ہے شمنی نے کہا کہ ابن ماجہ و طبرانی و بزار نے فاکہ بن سعد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الفطر اور یوم نحر کو غسل فرماتے تھے، شیخ ابن حمام نے کہا کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ اسی طرح نووی وغیرہ نے ذکر کیا کہ فاکہ بن سعد کے لئے صحبت ثابت ہے مگر اُن سے اس حدیث کے سوا دوسری کوئی حدیث معلوم نہیں عبداللہ بن احمد اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے کہ فاکہ بن سعد ان دنوں میں اپنے بچوں کو غسل کا حکم دیتے تھے۔ سیوطی۔۔۔ جمع الجوامع میں ابن مندہ و ابن عساکر سے روایت کرتے ہیں کہ زیاد بن عیاض اشعری نے اپنی قوم سے کہا کہ میں نے تمھارے سب کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق دیکھے۔ سوا اس کے کہ تم عیدین کے روز غسل نہیں کرتے، اور کہا کہ یہ عیاض سے صحیح ہے اور زیاد کا لفظ غیر محفوظ ہے اور بعض محدثین نے اس حدیث کو بھی ضعیف کہا ہے۔ اور صحاح میں ابن عمر سے مروی ہے کہ وہ یوم فطر میں قبل از خروج غسل کرتے تھے۔ دارقطنی نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب یوم الفطر میں عید گاہ کو نکلتے تو راستہ میں تکبیر کہتے شمنی نے کہا کہ اس حدیث کے مرفوع ہونے میں کلام ہے اور صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث ابن عمر پر موقوف ہے ابن ہمام نے کہا کہ یہ حدیث اس کے ایک راوی موسیٰ بن محمد کی وجہ سے ضعیف ہے اور نیز یہ حدیث جہر پر دلالت نہیں کرتی۔ بخاری نے جابر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید کے روز (آمد و رفت) میں راستہ بدل دیتے تھے، ترمذی و دارمی نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید کے روز جب ایک راستہ سے تشریف لے جاتے تو دوسرے راستہ

تشریف لاتے۔ بخاری اور مسلم وابوداؤد وترمذی ونسائی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید کے روز تشریف لے گئے تو دو رکعتیں نماز پڑھی۔ نہ اس کے پہلے نماز پڑھی نہ پیچھے،
ترمذی نے کہا کہ اس باب میں ابو عمرو وعبداللہ بن عمرو سے وابوسعید سے بھی مروی ہے۔ نسائی نے ابومسعود سے روایت کی ہے کہ اونہوں نے عید کے روز نکل کر کہا اے لوگو امام سے پہلے نماز پڑھنا خلاف سنت ہے۔
امام احمد وابن ماجہ نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید سے پہلے نماز نہیں پڑھتے تھے پھر جب اپنے گھر لوٹ آتے تو دو رکعت نماز پڑھتے۔
فتح الباری نے بسند صحیح ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ جس سے عید کی نماز فوت ہو جاوے تو وہ شخص چار رکعت پڑھ لے پہلے میں سبح اسم ربک الاعلیٰ اور دوسری میں والشمس والضحٰہا تیسری میں واللیل اذا یغشیٰ چوتھی میں والفجر،

ماہ ذی الحجہ کا بیان

بخاری نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان دس دنوں سے کسی دنوں میں اللہ کو نیک عمل زیادہ محبوب نہیں۔ لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ فی سبیل اللہ جہاد بھی (زیادہ محبوب نہیں ہے) تو آپ نے فرمایا نہ جہاد فی سبیل اللہ۔ مگر جو شخص اپنی جان ومال سے نکلے پھر کسی شے کے ساتھ نہ لوٹے ابوعوانہ اور ابن حبان نے جابر سے روایت کی ہے کہ عشرہ ذی الحجہ سے کوئی دن افضل نہیں ہے۔ مسلم وابوداؤد ونسائی وابن ماجہ وترمذی نے ابو قتادہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ کے روزے سے سوال کئے گئے تو آپ نے فرمایا کہ وہ گذشتہ اور آئندہ سال کا کفارہ کر دیتا ہے۔ اور ابوداؤد ونسائی وابن خزیمہ نے ابوہریرہ سے اور طبرانی نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کے روز عرفہ میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔ ابوداؤد اور نسائی نے بعض ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ ذی الحجہ کے نو روز اور یوم عاشورہ اور ہر مہینے میں سے تین دن اور اور مہینہ کی پہلی پیر اور پہلی جمعرات اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ اس عشرہ اور ہر مہینے سے تین روز روزہ رکھتے تھے۔ اور جو مسلم اور ترمذی اور ابوداؤد نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ اونہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس عشرہ میں روزہ رکھتے ہوئے نہ دیکھا تو یہ اس کے منافی نہیں ہے اس لئے کہ یہ اپنے دیکھنے کی نفی کرتے ہیں۔ شاید آن کو مرض یا سفر وغیرہ کسی وجہ سے اطلاع نہوئی ہو، علاوہ ازیں اس عشرہ میں مطلق نیک عمل کی فضیلت میں روزہ بھی داخل ہے مسلم نے ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب عشرہ داخل ہو اور کوئی قربانی کا ارادہ رکھتا ہو تو اپنے بال وبدن سے کچھ نہ چھوئے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ بال نہ لے، اور ناخن نہ کترادی اور ایک روایت میں ہے کہ جو ذی الحجہ کا چاند دیکھے اور قربانی کا قصد ہو تو اپنے بال اور ناخن نہ لے، بخاری ومسلم نے ام الفضل بنت حارث سے روایت کی ہے کہ عرفہ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روزے کے بارے میں اُن کے سامنے لوگوں نے آپس میں تنازعہ کیا بعضوں نے کہا آپ روزے سے ہیں۔ اور بعضوں نے کہا آپ روزے سے نہیں ہیں۔ تو میں نے آپ کے پاس دودھ کا ایک پیالہ بھیجا، اور آپ عرفہ میں اپنے اونٹ پر سوار تھے تو آپ نے اُسے پی لیا۔ نسائی نے حفصہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چار چیزیں نہیں چھوڑتے تھے عاشورہ اور عشرہ ذی الحجہ، اور ہر مہینے کے تین روزے اور صبح سے پہلے دو رکعت سنت، بخاری ومسلم نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم نطر اور

یوم نحر کے روزے سے منع فرمایا ہے۔ مسلم نے نبیشہ ہذلی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایام تشریق کھانے اور پینے اور ذکر اللہ کے دن ہیں۔ ترمذی اور ابن ماجہ اور حاکم نے بسند صحیح حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یوم النحر میں جو عمل ابن آدم کرے اہراق دم سے کوئی خدا کو زیادہ محبوب نہیں ہے۔ اور وہ قربانی کا جانور قیامت کے روز اپنے سینگ اور بال اور کھری کے ساتھ آئیگا اور خون زمین پر گرنے سے پہلے خدا کے نزدیک واقع ہو جاتا ہے۔ تو قربانی کرنے سے خوش ہو جاؤ۔ امام احمد اور ابن ماجہ اور حاکم نے باسناد صحیح زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ یہ قربانی کیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ تمھارے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سُنّت ہے تو عرض کیا کہ ہمارے لئے اس میں فائدہ کیا ہے یارسول اللہ تو آپ نے فرمایا کہ ہر ایک بال کے بدلے نیکی ہے۔ تو انہوں نے عرض کیا کہ بھیڑ کے صوف یارسول اللہ تو آپ نے فرمایا ہر ایک صوف کے بدلے یہی نیکی ہے۔

بخاری و مسلم نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سیاہ بکرے سینگ والے کی قربانی کو اپنے دست مبارک سے ذبح کئے۔ اور بسم اللہ اور تکبیر کہی۔ انس نے کہا کہ میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے اپنے قدم کو اُن کے منہ پر رکھکر بسم اللہ واللہ اکبر فرمایا۔ مسلم نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگ والے بکرے کا حکم کیا جس کے پاؤں سیاہ ہوں جس کا پیٹ سیاہ ہو جس کی آنکھ سیاہ ہو تو قربانی کے لئے لایا گیا۔ تو آپ نے فرمایا اے عائشہ چھری دے پھر فرمایا اسے پتھر پر تیز کردے تو میں نے تیز کردی پھر آپ نے اُسے لیکر اور بکرا لے کر اُسے لٹا کر ذبح کیا پھر کہا اللھم تقبل من محمدٍ وآل محمد ومن امتہ محمد پھر اُس کی قربانی کی مسلم اور ابو داؤد نے جابر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گائے سات (حصہ) سے ہے اور اونٹ سات (حصہ) سے ہے امام احمد اور ابو داؤد و ابن ماجہ نے جابر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذبح کے روز دو سینگ والے سیاہ خصی بکرے ذبح کئے۔ جب اُن کو قبلہ کی طرف متوجہ کئے تو پڑھا انی وجھت وجھی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین لاشریک لہ وبذالک امرت وانا من المسلمین اللھم منک ولک عن محمدٍ وامتہ بسم اللہ واللہ اکبر پھر ذبح کیا۔

اور امام احمد و ابو داؤد اور ترمذی کی ایک روایت میں ہے کہ آپ نے اپنے ہاتھ سے ذبح کرکے فرمایا بسم اللہ اللہ اکبر، اللھم ھذا عنی وعمن لم یضح من امتی ترمذی و ابو داؤد و نسائی و دارمی نے حضرت علی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم کیا کہ ہم (قربانی کی) آنکھ اور کان دیکھ لیں اور اگلا اور پچھلا کان کٹا ہوا اور کان کٹے ہوئے کی قربانی نہ کریں۔ ابن ماجہ نے حضرت علی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگ اور کان ٹوٹے ہوئے قربانی سے ہمیں منع فرمایا۔ امام مالک احمد و ترمذی و ابو داؤد و نسائی و ابن ماجہ و دارمی نے براء بن عازب سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ قربانی میں کس سے پرہیز کیا جاوے تو آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ چار چیز سے کہ کھلا لنگڑا اور کھلا کانا اور کھلا بیمار اور اتنا دبلا کہ اُس کی ہڈی میں گودا نہو ترمذی و ابو داؤد و نسائی و ابن ماجہ نے ابو سعید سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے سینگ والے موٹے بکرے کی قربانی کرتے تھے، جو سیاہ آنکھ اور سیاہ منہ اور سیاہ پاؤں کا ہو، ابو داؤد و نسائی و ابن ماجہ نے مجاشع سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بکرا ایک برس کا ہوکر دوسرا برس شروع ہوا ہو قربانی میں آتا ہے اور گائے دو برس کی پوری ہوکر تیسرا برس شروع ہوا ہو اور اونٹ پانچ برس کا ہوکر چھٹا برس شروع ہوا ہو قربانی میں آتا ہے۔ ترمذی نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کہ بکرے کی قربانی بھیڑے سے اچھی ہوتی ہے بخاری ومسلم نے جندب بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بقرہ عید کے روز عید گاہ میں حاضر ہوا۔ تو آپ نماز سے فارغ ہو کر نہ گذرے کہ قربانی کے گوشت کو دیکھا کہ نماز سے پہلے ذبح کیا گیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ جس نے نماز سے پہلے ذبح کیا تو اُسے اُس کی جگہ دوسرا ذبح کرنا چاہئے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے بقرہ عید کے روز نماز پڑھکر خطبہ پڑھا پھر ذبح کیا۔ اور فرمایا کہ جس نے نماز پڑھنے سے پہلے ذبح کیا ہو وہ اُس کی جگہ دوسرا ذبح کرے اور جس نے نہ ذبح کیا ہو وہ اللہ کے نام سے ذبح کرے امام مالک نے نافع سے روایت کی ہے کہ ابن عمر نے فرمایا کہ عید کے بعد دو روز قربانی ہے اور امام مالک نے کہا کہ مجھے حضرت علی سے بھی ایسا ہی پہنچا ہے، ترمذی نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں دس سال اقامت فرمائی کہ قربانی کرتے تھے۔ ابوداؤد نے عمرو بن شعیب سے عن ابیہ عن جدہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ضعیف کو (یعنی سفید بالوں کو) دور مت کرو۔ اس لئے کہ وہ مسلمانوں کا نور ہے جو اسلام میں بوڑھا ہوا تو اللہ تعالے اُس کے لئے اُس کے سبب سے نیکیاں لکھتا ہے اور اُس سے اُس کی وجہ سے گناہ مٹاتا ہے اور اُس کے باعث سے اُس کے درجہ بلند کرتا ہے۔ ترمذی اور نسائی نے کعب بن مرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اسلام میں ضعیف ہوئے تو وہ ضعیفی اُس کے لئے بروز قیامت نور ہوگا۔ بخاری ومسلم نے ثابت سے روایت کی ہے کہ انس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خضاب دریافت کیا گیا۔ تو اونہوں نے کہا کہ حضور کے سر مبارک میں جتنے سفید بال تھے اگر میں چاہوں تو شمار کر سکوں اور آپ نے خضاب نہیں کیا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکر نے مہندی اور وسمہ کا خضاب کیا۔ اور حضرت عمر نے صرف مہندی کا خضاب کیا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضور خضاب تک نہ پہونچے نہیں اگر میں چاہوں تو حضور کے ریش مبارک کے بال شمار کر سکوں۔ ابوداؤد اور نسائی نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ وہ اپنی داڑھی کو یہاں تک زرد رنگتے تھے کہ کپڑے بھی زردی سے بھر جاتے تھے۔ تو اُن سے دریافت کیا گیا کہ آپ کیوں زرد رنگ کرتے ہیں تو اونہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ زرد رنگ رنگتے تھے آنحضور کو زرد رنگ بہت محبوب تھا۔ اور حضور اپنے تمام کپڑے عمامہ تک کو زرد رنگ لیتے تھے۔ نسائی نے حضرت علی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے سر مونڈانے کو منع فرمایا۔ امام مالک نے سعید بن مسیب سے روایت کی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سب لوگوں سے پہلے مہمانوں کی مہمانداری کی۔ اور سب سے پہلے ختنہ کیا۔ اور سب سے پہلے مونچھ کاٹی۔ اور سب سے پہلے ضعیفی یعنی سپیدی دیکھی۔ تو عرض کیا کہ اے رب یہ کیا ہے تو اللہ تبارک و تعالے نے فرمایا اے ابراہیم یہ عزت و وقار ہے۔ تو عرض کیا کہ اے رب میری عزت و وقار کو بڑھا دے۔

بخاری ومسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ فطرت یعنی سنت قدیم وطریقۂ انبیا) پانچ ہیں ختنہ کرنا۔ اور موئے زیر ناف لینا۔ اور مونچھ کاٹنا۔ اور ناخن کترنا۔ اور بغل کے بال لینا۔ بخاری ومسلم نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مشرکوں کی مخالفت کرو۔ داڑھی بڑھاؤ اور مونچھ کم کرو۔

ترمذی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مونچھیں کترواتے تھے اور ابراہیم علیہ السلام بھی ایسا کرتے تھے امام احمد اور ترمذی ونسائی نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اپنی مونچھ نہ لے وہ ہم سے نہیں ہے۔

ترمذی نے عمرو ابن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی داڑھی عرض وطول

میں لیتے تھے۔ مسلم نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لیے مونچھ کاٹنے اور ناخن کترنے اور بغل کے بال اور موئے زیر ناف لینے میں وقت مقرر کر دیا ہے کہ چالیس روز سے زیادہ نہ چھوڑ رکھیں۔ مرقات میں ہے کہ ابن الملک نے کہا کہ ابن عمر سے بعض روایتوں میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ناخن اور مونچھ ہر جمعہ کو کترواتے تھے۔ اور موئے زیر ناف بیس روز میں اور بغل چالیس روز میں بخاری و مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہود و نصاریٰ (بالونکو) رنگتے نہیں اُن کی تم مخالفت کرو۔

مسلم نے جابر سے روایت کی ہے کہ ابو قحافہ فتح مکہ کے روز حاضر کئے گئے اور اُن کا سر اور داڑھی کے بال سب سفید تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو کسی رنگ سے بدل دو۔ اور سیاہی سے بچو۔

ترمذی و ابوداؤد و نسائی نے ابوذر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بڑھاپے کو بدلنے میں اچھی چیز مہندی اور وسمہ ہے۔

ابوداؤد اور نسائی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اخیر زمانہ میں لوگ کبوتر کے پوٹوں جیسا خضاب کریں گے وہ جنت کی خوشبو نہیں پاویں گے۔

مسلم نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بچہ کو دیکھا کہ اُس کا کچھ سر مونڈا ہوا ہے اور کچھ چھوڑ دیا ہے تو آپ نے اُن کو اس سے منع فرمایا۔ اور فرمایا کہ یا سب مونڈو یا سب چھوڑ دو۔

بخاری نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد اور عورت ہیجڑے بننے والوں پر لعنت کی اور فرمایا کہ اُن کو اپنے گھروں سے نکال دو۔

بخاری نے ابن عباس سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ اُن مردوں پر لعنت کرے جو عورتوں کی مشابہت کرتے ہیں۔ اور اُن عورتوں پر لعنت کرے جو مردوں کی مشابہت کرے۔

بخاری اور مسلم نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے ایک کے بالوں میں دوسرے کے بالوں کو ملانے والی پر اور جس کے لئے ملاتی ہے اور بدن گودنے والی پر اور جس کا بدن گودتی ہے ان سب پر لعنت کی ہے۔ بخاری اور مسلم نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد کو زعفرانی رنگ کے کپڑے سے منع کیا۔

ترمذی و نسائی نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردوں کے لیے خوشبو وہ ہے جس کی بو ظاہر ہو۔ اور رنگ پوشیدہ ہو۔ اور عورتوں کے لئے خوشبو وہ ہے جس کا رنگ ظاہر ہو اور بو پوشیدہ ہو۔

ترمذی و ابوداؤد نے و نسائی نے عبداللہ بن مغفل سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روز کنگی کرنے سے منع فرمایا۔ یعنی ایک روز کی باری سے کی جاوے۔

ابوداؤد نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس مرد پر لعنت کی جو عورتوں کا لباس پہنے اور اُن عورتوں پر لعنت کی جو مردوں کا لباس پہنیں۔"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

کتاب الصلوٰۃ

باب فضائل صلوٰۃ کے بیان میں

وانہا لکبیرۃ الا علی الخاشعین الذین یظنون انہم ملاقو ربہم وانہم الیہ راجعون (قرآن مجید) بیشک نماز بھاری ہے مگر جو اللہ تعالےٰ سے ڈرتے ہیں (اور) جو سمجھتے ہیں کہ اُن کو اپنے رب سے ملنا ہے اور اُن کو اُسی کے پاس جانا ہے (اُن پر بھاری نہیں ہے)

مسلم نے ابوہریرہ رضؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز پنجگانہ اور ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اور ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک ماسوا کبیرہ کے اُن کے مابین گناہوں کا کفارہ ہے۔

بخاری و مسلم نے ابوہریرہ رضؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کسی کے دروازے پر نہر ہو اور وہ اُس میں دن میں پانچ مرتبہ غسل کرے تو کیا اُس پر کوئی میل باقی رہیگا تو صحابہ نے عرض کیا کہ نہیں رہیگا۔ تو آپ نے فرمایا کہ یہ مثل پانچ نمازوں کی ہے کہ اللہ تعالےٰ اُس کے سبب سے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

ابوداؤد نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ سات برس کی عمر کے بچوں کو نماز کا حکم کرو۔ اور دس برس کی عمر والوں کو اس پر مارو۔ اور بستروں میں علیحدہ کردو۔

امام احمد اور دارمی اور بیہقی نے شعب الایمان میں عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ایک روز نماز کا ذکر فرمایا تو آپ نے فرمایا کہ جو نماز پر محافظت کریگا تو اُس کے لئے قیامت میں نور اور نجات ہوگی۔ اور جو اس پر محافظت نہ کریگا تو اُس کو نور اور حجت اور نجات نہ ہوگی۔ اور وہ قیامت کے روز قارون اور ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔

باب اوقات نماز کے بیان میں

حافظوا علے الصلوات والصلوٰۃ الوسطیٰ وقوموا للہ قانتین (قرآن مجید) تمام نمازوں پر محافظت رکھو اور (خاص کر کے) درمیانی (یعنی عصر) کی نماز پر (ضرور خیال رکھو) اور اللہ کیلئے (نماز میں) چپکے کھڑے رہو (امام کے پیچھے) ان الصلوٰۃ کانت علی المومنین کتابا موقوتا (قرآن مجید) بیشک مسلمانوں پر نماز وقت مقررہ پر فرض شدہ ہے۔

مسلم نے بریدہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اوقات نماز کا سوال کیا۔ تو آپ نے اُس کو فرمایا کہ ہمارے ساتھ دو روز نماز پڑھو۔ پس جب آفتاب ڈھلا تو آپ نے بلال رضؓ کو حکم فرمایا تو اُس نے ظہر کی اذان اور اقامت کہی۔ پھر آپ نے اُس کو حکم کیا۔ تو اُس نے ایسے وقت میں عصر کی اقامت کہی کہ آفتاب بلند سفید صاف تھا۔ پھر اُن کو آپ نے حکم کیا تو اونہوں نے ایسے وقت میں مغرب کی اقامت کہی کہ آفتاب غروب ہو چکا تھا۔ پھر آپ نے اُن کو حکم کیا تو اونہوں

ایسے وقت میں عشا کی اقامت کہی کہ شفق غائب ہو چکی تھی۔ پھر آپ نے اُن کو حکم کیا تو اونہوں نے ایسے وقت میں فجر کی اقامت کہی کہ جب صبح صادق طلوع ہو چکی تھی۔ پھر جب دوسرا روز ہوا تو آپ نے اُن کو ظہر کے ٹھنڈا کرنے کا حکم کیا۔ بس خوب اچھی طرح ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھا۔ اور آپ نے عصر کی نماز ایسے وقت میں پڑھی کہ آفتاب بلند تھا لیکن پہلے روز سے تاخیر کر کے ادا کی۔ اور آپ نے مغرب کی نماز شفق غائب ہونے سے پہلے ادا کی۔ اور آپ نے عشاء کی نماز تہائی شب جانے کے بعد پڑھی اور آپ نے صبح کی نماز خوب روشنی میں ادا کی۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اوقات نماز کا سائل کہاں ہے تو اُس آدمی نے کہا حاضر ہوں یا رسول اللہ۔ تو آپ نے فرمایا کہ تمھاری نمازوں کا وقت ان دو وقتوں کے درمیان ہے جو تم نے دیکھا "

فصل نماز کے مستحب وقتوں کا بیان

بخاری نے ابو سعید سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب سخت گرمی ہو تو ظہر کو ٹھنڈے وقت میں پڑھو۔ اس واسطے کہ گرمی کے شدت جہنم کے جوش سے ہے۔

مسلم نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ یہ منافق کی نماز ہے کہ بیٹھکر آفتاب کو دیکھتا رہے یہاں تک کہ زرد ہو کر شیطان کی دو سینگوں کے درمیان ہو جاوے تو کھڑے ہو کر چار چونچیں مارے کہ اُس میں اللہ کا تھوڑا سا ذکر کرے

بخاری و مسلم نے رافع بن خدیج سے روایت کی ہے کہ اونہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھکر پھرتے تھے۔ تو اپنے تیر گرنے کی جگہ معلوم ہوتی تھی۔

ابو داؤد نے ابو ایوب الضاری سے اور دارمی نے حضرت عباسؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ ہمیشہ میری امت خیر کے ساتھ رہے گی۔ جب تک کہ مغرب کی نماز کی ستاروں کے مختلط ہونے تک تاخیر نہ کریگی۔

امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اگر میری اُمت کی تکلیف کا اندیشہ نہ ہوتا تو ان کو میں حکم کر دیتا کہ نماز عشا کی تہائی شب یا نصف شب تک تاخیر کریں۔

ابو داؤد نے معاذ بن جبل سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ نماز عشا کو تاریکی میں ادا کرو۔ اس واسطے کہ تم اس کی وجہ سے باقی اُمتوں پر فضیلت رکھتے ہو۔ کہ تم سے پہلے کسی اُمت نے اس کو نہیں پڑھا۔ ابو داؤد اور دارمی نے نعمان بن بشیر سے روایت کی ہے کہ اونہوں نے کہا کہ میں اس نماز عشا کے وقت کو خوب جانتا ہوں کہ رسول اللہ صلعم اس کو تیسری شب کے چاند غروب ہونے کے وقت پڑھا کرتے تھے۔

ترمذی اور ابو داؤد نے اور دارمی نے رافع بن خدیجؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ نماز صبح کو روشنی میں ادا کرو۔ کہ اس میں سب سے زیادہ اجر ہے۔

مسلم نے عبد اللہ بن عمر سے روایت کی ہے کہ ایک شب ہم ٹھہر کر رسول اللہ صلعم کا عشاء میں انتظار کرتے رہے پھر آپ تہائی شب یا اس کے بعد نکلے۔ تو آپ نے نکلکر فرمایا کہ تم اس نماز کا انتظار کرتے ہو کہ تمھارے سوا کوئی اہل دین اس کا انتظار نہیں کرتا اگر میری اُمت کی مشقت کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں اُن کے ساتھ اسی وقت میں نماز پڑھا کرتا۔ پھر آپ نے موذن کو حکم دیا تو اونہوں نے نماز کی اقامت کہی۔

نسائی نے انس سے روایت کی ہے کہ اونہوں نے کہا کہ جب گرمی ہوتی تھی تو رسول اللہ صلعم نماز کو ٹھنڈے وقت میں پڑھتے تھے۔ اور جب سردی ہوتی تھی تو آپ جلدی ادا کرتے تھے۔

فصل اوقات مکروہ کے بیان میں

مسلم نے عقبہ بن عامرؓ سے روایت کی ہے کہ تین وقتوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو نماز پڑہنے سے اور ہمارے موتاؤں کو کو دفن کرنیسے (یعنی نماز جنازہ سے) منع کرتے تھے (۱) طلوع آفتاب یہاں تک کہ بلند ہو جاوے (۲) آفتاب سیدھا سر پر قائم ہوتے وقت یہاں تک کہ ڈہل جاوے (۳) آفتاب غروب ہوتے وقت یہاں تک کہ غروب ہو جاوے۔

مسلم نے ابو بصرہ غفاری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو مخمص میں عصر کی نماز پڑھائی۔ پھر فرمایا یہ نماز تم سے پہلے والوں پر پیش کیگئی تھی۔ تو اونہوں نے اسکو ضائع کر دیا۔ تو اب جو اس پر حفاظت کریگا اس کے لئے دوہرہ اجر ہے۔ اور اس کے بعد تارے نکلنے تک کوئی نماز نہیں ہے۔

مسلم نے عمرو بن عتبہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم جب مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو میں نے آپ سے آکر عرض کیا کہ مجھکو اوقات نماز سے خبر دیجئے تو آپ نے فرمایا کہ صبح کی نماز پڑھو پھر نماز سے رک جاؤ۔ یہاں تک کہ آفتاب طلوع ہو کر بلند ہو جاوے اس لئے کہ وہ شیطان کے دو سینگ کے درمیان طلوع ہوتا ہے اور اس وقت اسکو کفار سجدہ کرتے ہیں۔ پھر نماز پڑھو اس لئے کہ نماز کے وقت فرشتے حاضر ہوتے ہیں یہاں تک کہ سایہ نیزے میں گم ہو جاوے پھر نماز سے ٹھہر جاؤ کہ اس وقت جہنم سلگائی جاتی ہے۔ پھر جب سایہ جھک جاوے تو نماز پڑہو۔ اس لئے کہ نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ عصر کی نماز پڑہو۔ پھر نماز سے رک جاؤ۔ یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو جاوے۔ اس لئے کہ وہ شیطان کے دو سینگوں کے مابین غروب ہوتا ہے اور اس وقت کفار سجدہ کرتے ہیں"

فصل اذان کے بیان میں

ابوداؤد و دارمی اور ابن ماجہ نے عبداللہ بن زید بن عبد ربہ سے روایت کی ہے کہ اونھوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلعم نے ناقوس بنانے کیلئے حکم دیا تاکہ لوگوں کو نماز کیلئے جمع کرنے کے لئے بجایا جاوے۔ تو میں نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا کہ اپنے ہاتھ میں ناقوس اٹھائے ہوئے ہے تو میں نے کہا کہ اے اللہ کے بندے کیا ناقوس بیچو گے۔ تو اس نے کہا کہ اسے کیا کروگے۔ تو میں نے کہا کہ اس سے ہم نماز کیلئے بلاوینگے۔ تو اونہوں نے کہا اس سے بہتر بات تمھیں نہ تبلاؤں۔ تو میں نے کہا کہ ہاں ضرور تبلائیے تو اس نے کہا کہو اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ اخیر تک۔ اور اسی طرح اقامت ہے پس جب میں نے صبح کی تو میں نے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوکر آپ کو اپنے دیکھے ہوئے خواب کی خبر دی۔ تو آپ نے فرمایا انشاءاللہ یہ خواب سچا ہے۔ تم بلالؓ کے ساتھ کھڑے ہو کر اس پر اپنے دیکھے ہوئے کا القا کرو۔ تاکہ وہ اس کے ساتھ اذان کہے۔ اس واسطے کہ تم سے اس کی آواز بلند و بہتر ہے۔ تو میں بلال کے ساتھ کھڑے ہو کر ان پر القا کرنے لگا۔ اور وہ اس کے ساتھ اذان دیتے تھے۔ تو اس کو حضرت عمر ابن الخطابؓ نے اپنے گھر میں سنا تو وہ اپنی چادر کھینچتے ہوئے نکل آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو برحق مبعوث فرمایا بیشک میں نے بھی ایسا ہی دیکھا۔ تو رسول اللہ صلعم نے فرمایا الحمدللہ خدا کا شکر ہے۔ ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ لیکن اونہوں نے قصۂ ناقوس کی تصریح نہ کی۔

ابن ماجہ نے سعد موذن رسول اللہ صلعم سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے بلال کو حکم فرمایا کہ اپنی دونوں انگلی دونوں کانوں میں

رکھو کہ یہ تمھاری آواز کو بلند کرنے والا ہے۔
ترمذی اور ابن ماجہ نے بلالؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے مجھکو فرمایا کہ صبح کی نماز کے سوا کسی نماز میں تثویب نہیں ہے۔ ترمذی نے کہا کہ ابن مبارک اور امام احمد نے تثویب کی یہ تفسیر کی ہے کہ موذن صبح کی نماز میں الصلوٰۃ خیر من النوم کہے۔
ترمذی نے جابرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے بلالؓ سے فرمایا کہ اذان آہستہ کہو اور اقامت جلدی کہو۔ اور اذان واقامت میں اتنا فاصلہ کرو کہ کھانے والا کھانے اور پینے والا پینے سے اور قضائے حاجت والا اپنی قضائے حاجت سے فارغ ہو لے اور جب تک مجھکو نہ دیکھلو کھڑے مت ہوا کرو۔
ابوداؤد اور ابن ماجہ نے زیاد بن حارث صدائی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے مجھکو صبح کی اذان کہنے کا حکم فرمایا تو میں نے اذان کہی۔ پھر بلال نے اقامت کہنے کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا کہ بھائی صدا نے اذان کہی ہے۔ اور جو اذان کہے۔ وہ اقامت کہے۔
مسلم نے معاویہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ قیامت کے روز موذنوں کی سب لوگوں سے بڑی گردنیں ہونگی۔
بخاری ومسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب نماز اذان دیجاتی ہے تو شیطان گوز مارتا ہوا پشت پھیرتا ہے تاکہ اذان نہ سنے اور جب اذان ختم ہو جاتی ہے تو آجاتا ہے پھر جب تکبیر کہی جاتی ہے تو پشت پھیرتا ہے۔ اور جب وہ ختم ہو جاتی ہے تو آکر انسان اور اس کے نفس میں وسوسہ ڈالتا ہے جو یاد نہیں ہے اس کو یاد دلاتا ہے۔ یہاں تک کہ انسان کو معلوم نہیں رہتا کہ کتنی رکعت پڑھیں
بخاری نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ موذن کی انتہائی آواز کو جن اور انس اور جو شئی بھی سنے گی۔ وہ تمام اس کے لئے قیامت میں گواہی دینگی۔
مسلم نے عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب موذن اللہ اکبر اللہ اکبر کہے تو تم میں سے اللہ اکبر اللہ اکبر کہے اور جب اشہد ان لا الہ الا اللہ کہے تو اشہد ان لا الہ الا اللہ کہے، اور جب اشہد ان محمد الرسول اللہ کہے تو اشہد ان محمد الرسول اللہ کہے اور جب حی علی الصلوۃ کہے تو لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہے اور جب حی علی الفلاح کہے تو لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہے اور جب اللہ اکبر اللہ اکبر کہے تو وہ بھی اللہ اکبر اللہ اکبر کہے اور جب لا الہ الا اللہ کہے تو وہ لا الہ الا اللہ کہے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔
مسلم نے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب موذن اذان کہے تو تم بھی مثل اس کے کہو۔ پھر مجھپر درود پڑھو اس لئے کہ جو مجھپر ایک بار درود پڑھتا ہے تو اللہ تعالےٰ اس پر دس بار رحمت نازل فرماتا ہے پھر میرے لئے اللہ سے وسیلہ کا سوال کرو اس لئے کہ وہ جنت میں ایک درجہ ہے جو اللہ کے بندوں میں سے ایک بندے کے لئے سزاوار ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ میں ہوں تو اس کے لئے شفاعت واجب ہوگی۔
بخاری نے جابرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا جو شخص اذان سن کر یہ دعا پڑھے۔ اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامہ والصلوٰۃ القائمۃ ات محمدن الوسیلۃ والفضیلۃ وابعثہ مقامًا محمودا۔ تو اس کے لئے قیامت کے روز میری شفاعت واجب ہوگی۔
مسلم نے سعد بن ابی وقاص سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو شخص اذان سننے کے وقت کہے اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ واشہد ان محمدا عبدہٗ ورسولہ رضیت باللہ ربًا وبمحمد نبیا وبالاسلام دینا تو اس کے گناہ بخشدئے جائیں گے۔

ترمذی اور ابن ماجہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو شخص سات برس صرف ثواب کے لئے اذان کہے تو اُس کے لئے جہنم سے برات لکھہ دی جاتی ہے۔

ابوداؤد اور بیہقی نے دعوات کبیر میں ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ مجھکو رسول اللہ صلعم نے تعلیم کیا کہ میں اذان مغرب کے وقت کہوں اللھم ھذا اقبال لیلك و ادبار نھارك واصوات دعائك فاغفرلی۔

ابوداؤد اور ترمذی نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اذان اور اقامت کے مابین دعا رد نہیں کی جاتی "

ابوداؤد نے ابی امامہ اور بعض صحابہ سے روایت کی ہے کہ بلال نے جب اقامت شروع کر کے قد قامت الصلوٰۃ کہا۔ تو رسول اللہ صلعم نے اقامہا اللہ و ادامہا فرمایا۔ اور باقی اقامت میں اذان کی طرح کہتے تھے۔

بخاری و مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب نماز کی اقامت کہی جاوے تو دوڑ کر مت آؤ بلکہ چل کر سکون و وقار سے آؤ۔ اور جو پاؤ اُس کو پڑھو۔ اور جو فوت ہو اُس کو پورا کرو۔

بَاَب مسجدوں کے بیان میں

ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیھا اسمہ وسعی فی خرابھا اولئك ما کان لھم ان یدخلوھا الا خائفین (قرآن مجید) اون لوگوں سے زیادہ کون ظالم ہے جو مسجدوں میں اللہ کے ذکر کو منع کرے اور اُس کی ویرانی میں سعی کرے۔ لوگوں کو مساجد میں ڈرتے ہوئے داخل ہونا چاہیئے۔

بخاری و مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ میری اس مسجد میں ایک نماز پڑھنا دوسری مسجدوں میں ہزار نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ سوا مسجد حرام کے

بخاری و مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے حجرے اور ممبر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر حوض پر ہے۔

بخاری و مسلم نے ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد قبا کو پیدل اور سوار ہو کر آتے تھے اور اُس میں دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔

مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کو شہروں میں سے محبوب تر اُس کی مساجد ہیں۔ اور مبغوض اُس کے بازار ہیں۔

بخاری و مسلم نے حضرت عثمان سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو اللہ کے لئے مساجد بناوے تو اللہ تعالےٰ اُس کے لئے جنت میں گھر بنا دیگا۔

بخاری و مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو صبح و شام مسجد کے جانب جاوے تو خدائے تعالےٰ اُس کے لئے صبح و شام کی مہمانی جنت میں تیار کرتا ہے۔

بخاری و مسلم نے ابوموسیٰ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا جو سب سے زیادہ دور سے چل کے نماز کے لئے آوے تو اُس کو نماز کا سب سے زیادہ ثواب ہے۔ اور جو نماز کا انتظار کر کے امام کے ساتھ پڑھے تو اُس کا اجر اُس شخص سے زیادہ ہے جو نماز پڑھکر سو جاوے۔

مسلم نے ابواُسید سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب کوئی مسجد میں داخل ہو تو کہے۔ اللھم افتح لی ابواب رحمتك اور جب نکلے تو کہے اللھم افتح لی ابواب فضلك۔

بخاری و مسلم نے ابو قتادہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اپنے گھروں میں بھی کچھ اپنی نماز پڑھ لیا کرو اور اُس کو قبرستان مت بناؤ۔

ترمذی اور ابو داؤد نے بریدہؓ سے اور ابن ماجہ نے سہل بن سعدؓ اور انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ تاریکی میں مساجد کیطرف چلنے والوں کو قیامت کے روز نور تام کی بشارت دو۔

ترمذی اور احمد اور ابن ماجہ نے فاطمہ بنت الحسین عن جدتہا فاطمہ الکبریٰ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم جب مسجد میں داخل ہوتے تو فرماتے اللھم صل علی محمد وسلم رب اغفر لی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتك اور جب نکلتے تو فرماتے اللھم صل علی محمد وسلم رب اغفر لی ذنوبی وافتح لی ابواب فضلك

ترمذی اور دارمی نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب کسی کو مسجد میں بیع وشرا کرتے ہوئے دیکھو تو کہو کہ اللہ تعالےٰ تمھاری تجارت میں نفع نہ دیوے اور جب کسی کو اُس میں گمشدہ شئے کو تلاش کرتے ہوئے دیکھو تو کہو کہ اللہ تعالےٰ اُس کو تم پر نہ لوٹاوے۔

ابو داؤد نے معاویہ بن قرہ عن ابیہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے یہ دو پیڑ پیاز اور لہسن سے منع فرمایا اور آپ نے فرمایا کہ جو اسے کھاوے وہ ہماری مسجد کے نزدیک نہ ہووے۔ اور اگر ان کا کھانا ضروری ہو تو پکا کر بدبو مار دینی چاہیئے۔

ابو داؤد نے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو کوئی مسجد میں داخل ہوتے وقت یہ کہے۔ اعوذ باللہ العظیم وبوجھہ الکریم وسلطانہ القدیم من الشیطان الرجیم ڈ تو شیطان کہتا ہے کہ یہ مجھ سے تمام روز محفوظ ہو گیا۔

ابن ماجہ نے انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ انسان کو اپنے گھر میں نماز پڑھنے سے محلہ کی مسجد میں نماز پڑھنا پچیس نماز کا ثواب ہے۔ اور جامع مسجد میں نماز پڑھنا پانچسو نماز کے برابر ہے اور بیت المقدس میں نماز پڑھنا ایک ہزار نماز کے برابر ہے اور میری مسجد میں نماز پڑھنا پچاس ہزار نماز کے برابر ہے اور مسجد حرام میں ایک لاکھ کے برابر ہے۔

ابو داؤد نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اُن گھروں کو مسجدوں سے پھیر دو اس لئے کہ میں مسجد کو حائض اور جنبی کیلئے حلال نہیں رکھتا ہوں۔

ابو داؤد اور نسائی نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ قیامت کی علامتوں میں سے ہے کہ لوگ مسجدوں کے بارے میں آپس میں فخر کریں گے۔

باب صفت صلوٰۃ کے بیان میں

مسلم نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نماز کو تکبیر سے اور قرأت کو الحمد للہ رب العالمین سے شروع کرتے تھے۔ اور جب رکوع کرتے تو سر کو نہ اونچا کرتے اور نہ پست کرتے۔ ولیکن درمیان رکھتے اور جب رکوع سے سر اُٹھاتے تو جب تک سیدھے نہ کھڑے ہو جاتے سجدہ نہ کرتے اور جب سجدہ سے سر اُٹھاتے تو جب تک سیدھے نہ بیٹھ جاتے دوسرا سجدہ نہیں کرتے، اور ہر دو رکعت پر التحیات پڑھتے، اور قعدہ میں بائیں پاؤں کو بچھاتے، اور سیدھے پاؤں کو کھڑا رکھتے اور شیطانی بیٹھک سے منع فرماتے۔ اور مثل درندہ کے دونوں ہاتھ (زمین پر) بچھا دینے سے منع فرماتے تھے۔

بخاری و مسلم نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو قیام کے وقت تکبیر کہتے پھر رکوع کی تکبیر کہتے پھر رکوع سے پشت اٹھاتے وقت سمع اللہ لمن حمدہ کہتے پھر کھڑے ہو کر ربنا لک الحمد کہتے پھر سجدہ کے وقت تکبیر کہتے پھر سر اٹھاتے وقت تکبیر کہتے پھر دوسرے سجدہ کے وقت تکبیر کہتے، پھر سر اٹھاتے وقت تکبیر کہتے پھر اپنی تمام نمازوں میں ختم کرنے تک اسی طرح کہتے۔ اور دو رکعت سے بیٹھنے کے بعد اٹھتے وقت بھی تکبیر کہتے۔

ابو داؤد نے وائل بن حجر سے روایت کی ہے کہ اونہوں نے دیکھا کہ جب رسول اللہ صلعم نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا یہاں تک کہ دونوں ہاتھ دونوں شانوں کے برابر ہوئے اور دونوں انگوٹھے دونوں کانوں کے برابر ہوئے۔ اور اُن کی ایک روایت میں ہے کہ آپ نے دونوں انگوٹھوں کو اپنے دونوں کانوں کی لو تک اٹھائے۔

ترمذی نے قبیصہ بن ہلب عن ابیہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری امامت کرتے تھے۔ تو اپنے داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو پکڑتے تھے۔

ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی نے علقمہؓ سے روایت کی ہے کہ ہمکو ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ میں تمکو رسول اللہ صلعم کی نماز پڑھکر بتلاؤں پھر اونہوں نے نماز پڑھی تو صرف ایک ہی مرتبہ تکبیر افتتاح کے وقت ہاتھ اٹھانے کے سوا اور کسی وقت ہاتھ نہیں اٹھائے۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

ترمذی اور ابو داؤد نے حضرت عائشہؓ سے اور ابن ماجہ نے ابو سعیدؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم جب نماز شروع کرتے تو کہتے تھے سبحانک اللھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک ولا الہ غیرک ۵

ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی نے سمرہ بن جندب سے روایت کی ہے کہ اونہوں نے رسول اللہ صلعم سے دو سکتے محفوظ رکھے ایک سکتہ جب آپ تکبیر کہتے اور دوسرا جب غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پڑھنے سے فارغ ہوتے تو اُن کی ابی بن کعب نے تصدیق کی۔

مسلم نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم جب دوسری رکعت سے اٹھتے تھے تو قرأت کو الحمد للہ رب العالمین سے شروع کرتے اور سکوت نہ فرماتے۔

مسلم نے عبادہؓ بن صامت سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جس نے سورہ فاتحہ اور اس سے زیادہ (کچھ سورت) نہیں پڑھی اُس کی نماز کامل نہیں ہے۔

مسلم نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم اور ابو بکرؓ اور عمرؓ نماز کو الحمد للہ رب العالمین سے شروع کرتے تھے؛

مسلم نے ابو موسیٰ اشعری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب تم نماز پڑھو تو اپنی صفیں سیدھی کر لو، پھر ایک شخص تمھاری امامت کرے۔ پس جب وہ تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو اور جب وہ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو اللہ تعالےٰ تمھاری دعا قبول کرے گا۔ اور جب وہ تکبیر کہکر رکوع کرے تو تم تکبیر کہکر رکوع کرو۔ اس واسطے کہ امام تم سے پہلے رکوع کرتا ہے اور تم سے پہلے اٹھتا ہے تو یہ اُس کے برابر ہو جاتا ہے۔ اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا لک الحمد کہو۔ اللہ تمھاری حمد سنتا ہے۔ اور مسلم کی ابو ہریرہؓ اور قتادہؓ سے ایک روایت میں ہے کہ جب وہ پڑھے تو تم چپ رہو؛

بخاری و مسلم نے ابو قتادہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم ظہر کی پہلی دو رکعت میں سورہ فاتحہ اور ایک سورہ پڑھتے تھے اور دو اخیر رکعت میں صرف سورہ فاتحہ پڑھتے تھے اور کبھی ہمیں کوئی آیت سنا دیتے تھے۔ اور دوسری رکعت کو پہلی سے طویل کرتے تھے۔ اور اسی طرح عصر اور صبح میں کرتے تھے۔

امام مالک اور احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ صلعم اُس

نماز سے فارغ ہوئے جس میں آپ نے قرأت جہر سے پڑھی تھی تو آپ نے فرمایا کہ تم میں سے کسی نے ابھی میرے ساتھ پڑھا ہے۔ تو ایک شخص نے کہا ہاں یا رسول اللہ تو آپ نے فرمایا کہ میں اپنے جی میں کہتا ہوں کہ کیا ہے مجھکو جو قرآن سے منازعت کرتا ہوں۔ تو جب سے یہ لوگوں نے سُنا اُس وقت سے جس میں آپ قرأت کو جہر کرتے لوگ رسول اللہ صلعم کے ساتھ پڑھنے سے باز رہے۔

ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ امام اسواسطے کیا گیا ہے تاکہ اُس کی اقتدا کی جاوے پس جب وہ تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو اور جب وہ پڑھے تو تم چپ رہو۔

بخاری و مسلم نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ رکوع اور سجود کو درست ادا کرو۔ قسم اللہ کی میں تمکو اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔

ابوداؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نے عقبہ بن عامر سے روایت کی ہے کہ جب فسبح اسم ربک العظیم نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو اپنے رکوع میں کرو اور جب سبح اسم ربک الاعلیٰ نازل ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ اس کو اپنے سجدہ میں کرو۔

ترمذی و ابوداؤد و ابن ماجہ نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب کوئی تم میں سے رکوع کرے تو وہ اپنے رکوع میں سُبحان ربی العظیم تین بار کہے اور یہ اُس کا ادنیٰ ہے۔ اور جب سجدہ کرے تو وہ اپنے سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ تین بار کہے اور یہ اُس کا ادنیٰ ہے۔

امام احمد نے ابوقتادہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ لوگوں میں سب سے بڑا وہ چور ہے جو اپنی نماز میں چوری کرے تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ نماز میں کس طرح چوری کرے تو آپ نے فرمایا اُس کا رکوع اور سجود پورا نہ کرے

بخاری و مسلم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا حکم کیا گیا ہوں۔ پیشانی، دونوں ہاتھ، دونوں زانو، اطراف قدمین اور کپڑے اور بال کو نہ سمیٹوں۔

مسلم نے براء بن عازب سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب تم سجدہ کرو تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو زمین پر رکھو اور دونوں کہنیوں کو اُٹھا رکھو۔

بخاری و مسلم نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ سجدہ میں اعتدال کرو اور اپنے ہاتھوں کو کتے کی طرح پھیلا مت دو۔

بخاری و مسلم نے عبداللہ بن مالک بن بحینہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم جب سجدہ کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو یہاں تک کشادہ رکھتے کہ آپ کے بغل مبارک کی سفیدی ظاہر ہو جاتی۔

ابوداؤد و ترمذی نے و نسائی و ابن ماجہ و دارمی نے وائل بن حجر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم جب سجدہ کرتے تو اپنے دونوں زانوں کو دونوں ہاتھوں سے پہلے رکھتے تھے اور جب اُٹھتے تھے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو دونوں زانوؤں سے پہلے اُٹھاتے تھے۔

ابوداؤد و ترمذی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم دونوں سجدوں کے درمیان اللھم اغفرلی وارحمنی واھدنی وعافنی وارزقنی کہتے تھے۔

مسلم نے عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم جب دعا (تشہد) کو بیٹھتے تھے تو اپنے داہنے ہاتھ کو داہنی ران پر اور بایاں ہاتھ کو بائیں ران پر رکھتے تھے۔ اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے اور اپنے انگوٹھے کو درمیانی

درمیانی انگلی پر رکھتے تھے اور بائیں ہاتھ سے بائیں زانو کو لقمہ کی طرح پکڑتے تھے۔

بخاری ومسلم نے عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ ہم جب رسول اللہ صلعم کے ساتھ نماز پڑھتے تھے تو ہم کہتے تھے السلام علی اللہ قبل عبادہ السلام علی جبرائیلؑ السلام علی میکائیلؑ السلام علی فلان تو رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ السلام علی اللہ مت کہو اس لئے کہ اللہ سبحانہ خود سلامتی دینے والا ہے پس جب کوئی تم میں سے نماز میں بیٹھے تو کہے التحیات للہ والصلوات والطیبات السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصلحین۔ جب اس طرح کہیگا تو آسمان اور زمین میں جتنے نیک بندے ہیں۔ سب کو سلام پہنچ جائیگا۔ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و اشہد ان محمداً عبدہٗ و رسولہٗ۔ پھر جو دعا اُس کو اچھی طرح معلوم ہو اُس کو اختیار کرکے اللہ سے دعا کرے۔

ابوداؤد ونسائی نے عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم دعا (تشہد) کے وقت اپنی انگلی سے اشارہ کرتے، اور اُس کو ہلاتے نہیں تھے۔

ابوداؤد نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے نماز میں اپنے دونوں ہاتھوں پر اعتماد کرکے اٹھنے سے منع فرمایا۔

ترمذی وابوداؤد ونسائی نے عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ تشہد آہستہ پڑھنا سُنّت ہے۔

بخاری نے کعب بن عجرہؓ سے روایت کی ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ آپ کے اہلبیت پر درود کس طرح پڑھیں، اس لئے کہ اللہ تعالےٰ نے ہمکو آپ پر سلام کرنے کا طریقہ تو سکھلایا، تو آپ نے فرمایا اس طرح کہو اللّٰھم صل علی محمد و علی اٰل محمد کما صلیت علی ابراھیم و علی آل ابراھیم انک حمید مجید۔ اللّٰھم بارک علی محمد و علی اٰل محمد کما بارکت علی ابراھیم و علی اٰل ابراھیم انک حمید مجید،

مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو شخص مجھپر ایک بار درود پڑھتا ہے تو اللہ تعالےٰ اُس پر دس بار رحمت نازل کرتا ہے۔ اور اُس کے دس گناہ معاف کرتا ہے۔

نسائی نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مجھ پر ایک بار درود پڑھتا ہے تو اللہ تعالےٰ اُس پر دس بار رحمت نازل کرتا ہے۔ اور اُس کے دس گناہ معاف کرتا ہے۔ اور اُس کے دس درجے بلند کرتا ہے؛

ترمذی نے ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ قیامت کے روز سب سے زیادہ میرے قریب مجھپر زیادہ درود پڑھنے والا ہوگا؛

نسائی اور دارمی ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ زمین پر اللہ تعالےٰ کے سیر کرنے والے فرشتے ہیں کہ وہ میری اُمت کا مجھپر سلام پہنچاتے ہیں۔

ابوداؤد اور بیہقی نے دعوات کبیر میں ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالےٰ مجھ پر میری روح کو لوٹاتا ہے (یعنی مجھکو استغراق سے ہوشیار کرکے اُس کی جانب متوجہ کرتا ہے) تاکہ میں اُس پر اُس کے سلام کا جواب دوں۔

ترمذی نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے اُس کی ناک خاک آلود ہو، اور جس پر رمضان داخل ہوکر گزرے۔ اور وہ بخشا نہ جاوے اور جس کے پاس اس کے دونوں والدین یا ایک ضعیف ہوں اور وہ اُس کو جنت میں داخل نکرے اُس کی بھی ناک خاک آلود ہو۔

ترمذی اور ابوداؤد ونسائی نے فضالہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم بیٹھے ہوئے تھے اور ایک شخص نے آکر نماز پڑھی۔ پھر کہا۔ اللّٰھم اغفر لی، وارحمنی تو آپ نے فرمایا تو نے جلدی کی جب تو نماز پڑھکر بیٹھے تو اللہ کے لائق حمد وثنا کر

اور مجھ پر درود نہ بھیج پھر خدا سے دعا کر، پھر ایک دوسرے شخص نے نماز پڑھکر خدا کی حمد کر کے رسول اللہ صلعم پر درود پڑھا۔ تو آپ نے اُس کو فرمایا کہ اے مصلیٰ دعا کر قبول کی جاوے گی۔

ترمذی نے حضرت علیؓ سے اور امام احمد نے حسینؓ ابن علیؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جس کے سامنے میرا ذکر کیا جاوے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے وہ بخیل ہے۔

بیہقی نے شعب الایمان میں ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مجھ پر میری قبر کے پاس درود پڑھے تو اُس کو بذات خود میں سنتا ہوں اور جو مجھ پر دور سے درود بھیجے تو میں پہنچا دیا جاتا ہوں (یعنی بذریعہ فرشتوں کے)

امام احمد نے عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو مجھپر ایک بار درود اور سلام بھیجے تو اُس پر اللہ اور اُس کے فرشتے ستر بار درود پڑھتے ہیں۔

امام احمد نے رویفع سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو مجھپر درود پڑھکر کہے اللّٰھم انزلہ المقعد المقرب عندك یوم القیامۃ تو اُس شخص کے لئے میری شفاعت واجب ہوگی۔

ترمذی نے حضرت عمرؓ ابن الخطاب سے روایت کی ہے کہ اونہوں نے کہا کہ دُعا آسمان و زمین میں موقوف رہتی ہے وہاں سے اوپر نہیں جاتی یہاں تک کہ تم اپنے نبی پر درود پڑھو۔

بخاری و مسلم نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ اپنی نماز میں یہ دُعا پڑھتے تھے اللھم انی اعوذبك من عذاب القبر و اعوذبك من فتنۃ المسیح الدجال و اعوذبك من فتنۃ المحیا والممات ۵ اللھم انی اعوذبك من المأثم والمغرم ۵

مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی تم میں سے تشہد میں سے فارغ ہو تو اللہ کے پاس سے چار چیزسے پناہ مانگے۔ عذابِ جہنم۔ عذابِ قبر۔ فتنۃ المحیا والممات۔ شر مسیح الدجال۔

بخاری و مسلم نے ابوبکر صدیقؓ سے روایت کی ہے کہ میں نے کہا یا رسول اللہ مجھکو ایسی دعا سکھلایئے کہ اُس کو میں اپنی نماز میں مانگوں تو آپ نے فرمایا (اس طرح کہو) اللھم انی ظلمت نفسی ظلما کثیرا ولا یغفر الذنوب الا انت فاغفرلی مغفرۃ من عندك وارحمنی انك انت الغفور الرحیم ۵

مسلم نے عامر بن سعد عن ابیہ سے روایت کی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا تھا کہ آپ اپنے داہنے جانب اور بائیں جانب سلام پھیر لیتے تھے۔

بخاری نے سمرہ بن جندبؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم جب نماز پڑھ لیتے تو آپ ہمارے سامنے مُنہ پھیلتے تھے۔

ابوداؤد و ترمذی ونسائی و ابن ماجہ نے عبداللہ بن مسعود سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم اپنی داہنی جانب سلام پھر اکر کہتے تھے السلام علیکم ورحمۃ اللہ ۵ یہاں تک کہ آپ کے داہنے رخسار مبارک کی سفیدی معلوم ہو جاتی اور بائیں جانب سلام پھیر کر فرماتے السلام علیکم ورحمۃ اللہ یہاں تک کہ آپ کے بائیں رخسار مبارک کی سفیدی معلوم ہوتی،

مسلم نے براءؓ سے روایت کی ہے کہ ہم جب رسول اللہ صلعم کے پیچھے نماز پڑھتے تو ہم آپ کے سیدھی جانب ہونے کو محبوب رکھتے تاکہ آپ اپنے روئے مبارک سے ہم پر متوجہ ہوں۔ پس میں نے آپ سے سُنا کہ آپ فرماتے تھے۔ اللھم قنی عذابك یوم تبعث او تجمع عبادك ۵ شرح سفر میں عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ اکثر رسول اللہ صلعم اپنی بائیں جانب اپنے حجرہ مبارک کی طرف نماز سے فارغ ہو کر پھرتے تھے۔

باب نماز کے بعد ذکر کے بیان میں

امام احمد اور مسلم اور سنن اربعہ نے ثوبان سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوتے تو تین بار استغفار کرتے۔ اور یہ پڑھتے اللھم انت السلام ومنک السلام تبارکت یا ذوالجلال والاکرام۔

اور ابو داؤد اور نسائی کی روایت میں ہے کہ تین بار یہ پڑھتے استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

مسلم نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم جب سلام پھیرتے تو اللھم انت السلام ومنک السلام تبارکت یا ذاالجلال والاکرام ؏ کی مقدار بیٹھتے تھے۔

بخاری ومسلم وابو داؤد ونسائی وابن سنی نے مغیرہ بن شعبہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم ہر ایک فرض نماز کے بعد کہتے تھے لا الہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ لہٗ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیئ قدیر ؏ اللھم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا ینفع ذا الجد منک الجد ؏

مسلم وابو داؤد ونسائی نے عبداللہ بن زبیر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم جب نماز سے سلام پھیرتے تو اپنے بلند آواز سے کہتے لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہٗ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیئ قدیرہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ لا الہ الا اللہ لا نعبد الا ایاہ لہٗ النعمۃ ولہ الفضل ولہ الثناء الحسن لا الہ الا اللہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکفرون

ابو داؤد ونسائی وابن حبان نے مسلم بن حارث سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم نماز مغرب سے فارغ ہو تو سات بار کہو اللھم اجرنی من النار سو اگر اُس شب میں گذر جاؤ گے تو تمھارے لئے جہنم سے بچاؤ لکھدیا جاوے گا۔ اور صبح کی نماز کے بعد اسی طرح کہو۔ سو جو اُس روز مر جاؤ گے تو تمھارے لئے جہنم سے پناہ لکھدی جاوے گی۔

بخاری وترمذی ونسائی نے سعدؓ سے روایت کی ہے (کہ وہ اپنے بچوں کو سکھلاتے تھے اور کہتے تھے یہ کلمات) کہ رسول اللہ صلعم ان کلمات کے ساتھ نماز کے پیچھے پناہ مانگتے تھے۔ اللھم انی اعوذ بک من الجبن واعوذ بک من البخل واعوذ بک من ارذل العمر واعوذ بک من فتنۃ الدنیا وعذاب القبر

امام احمد وابو داؤد ونسائی نے معاذ بن جبل سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ اے معاذؓ میں تمھیں دوست رکھتا ہوں۔ تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں بھی آپ کو دوست رکھتا ہوں تو آپ نے فرمایا کہ ہر نماز کے بعد اسے کہے بغیر نہ چھوڑو۔ رب اعنی علی ذکرک وشکرک وحسن عبادتک ۔

نسائی اور احمد نے شداد بن اوس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم اپنی نماز میں یا نماز کے بعد یہ کہتے تھے اللھم انی اسئلک الثبات فی الامر والعزیمۃ علی الرشد واسئلک شکر نعمتک وحسن عبادتک واسئلک قلبًا سلیمًا ولسانًا صادقًا واسئلک من خیر ما تعلم واعوذ بک من شر ما تعلم واستغفرک لما تعلم ؏

امام احمد وابن ماجہ وابن سنی نے ام سلمہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز کے بعد فرماتے اللّٰھم انی اسئلک علمًا نافعًا وعملًا متقبلًا ورزقًا طیبًا ؏

مسلم وترمذی ونسائی نے کعبؓ بن عجرہؓ سے روایت کی ہے کہ چند محفوظ کلمات ہیں کہ ہر ایک فرض نماز کے بعد اُس کا کہنے والا یا کرنے والا نا امید نہیں کیا جائیگا۔ وہ یہ ہیں۔ سبحان اللہ تینتیس ۳۳ بار اور الحمد للہ تینتیس ۳۳ بار اور اللہ اکبر چونتیس ۳۴ بار

بخاری ومسلم ونسائی نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو ہر نماز کے بعد الحمد للہ تینتیس ۳۳ بار اور سبحان اللہ

تینتیس ۳۳ بار اور اللہ اکبر چونتیس ۳۴ بار کہے تو کل ننانوے بار ہوا تو پھر سو پورا کرنے کے لئے ایک مرتبہ لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ لہٗ الملک ولہٗ الحمد وھو علیٰ کلّ شیئ قدیر کہے تو اُس کے تمام گناہ اگرچہ دریا کی جھاگ کے برابر ہوں سب بخش دیئے جائیں گے۔

ترمذی نے ابو امامہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ یا رسول اللہ کون سی دُعا زیادہ مسموع (مقبول) ہوتی ہے تو آپ نے فرمایا اخیر درمیانی شب اور فرض نماز کے بعد۔

امام احمد و ابو داؤد و نسائی و بیہقی نے دعوات کبیر میں عقبہ بن عامرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے مجھکو ہر نماز کے بعد سورہ معوذات پڑھنے کا حکم دیا ہے۔

ابو داؤد اور انس نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ صبح کی نماز سے طلوع آفتاب تک اور نماز عصر سے غروب آفتاب تک اللہ کا ذکر کرنے والوں کے ساتھ میرا بیٹھنا مجھکو چار غلام آزاد کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔

ترمذی نے انسؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو نماز فجر جماعت سے پڑھکر طلوع آفتاب تک بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرتا ہے پھر دو رکعت نماز پڑھے تو اُس کو حج وعمرہ کے برابر پورا پورا ثواب ہوگا۔

بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم اس ممبر کی لکڑیوں پر فرماتے تھے کہ جو شخص ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے تو اُس کو بجز موت کے کوئی شے دخول جنت سے مانع نہیں ہے۔ اور جو لیٹنے کے وقت اس کو پڑھے تو اللہ تعالیٰ اُس کو اور اُس کے ہمسایہ کے گھر کو اور اُس کے اطراف کے چند مکانوں کو مامون رکھیگا۔

امام احمد نے عبد الرحمٰن بن غنم سے اور ترمذی ونسائی نے ابوذرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نماز مغرب میں پھرنے اور پاؤں موڑنے سے اور کلام کرنے سے پہلے دس بار کہے لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ لہٗ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کل شیئ قدیر تو اُس کے لئے ہر ایک کے بدلہ دس حسنات لکھی جاویں گی۔ اور اُس کے دس گناہ مٹائے جائیں گے۔ اور اُس کے لئے دس درجات بلند کئے جائیں گے۔ اور اُس روز اُس کے لئے تمام مکروہات اور شیطان رجیم سے حفاظت ہوگی۔

اور اُس کو سوائے شرک کے کوئی گناہ نہ پہونچے گا۔ اور وہ عمل میں سب لوگوں سے افضل ہوگا۔ مگر ترمذی ونسائی کی روایت میں مغرب کی نماز اور بیدہٖ الخیر اور آخر جملہ مذکور نہیں ہے۔
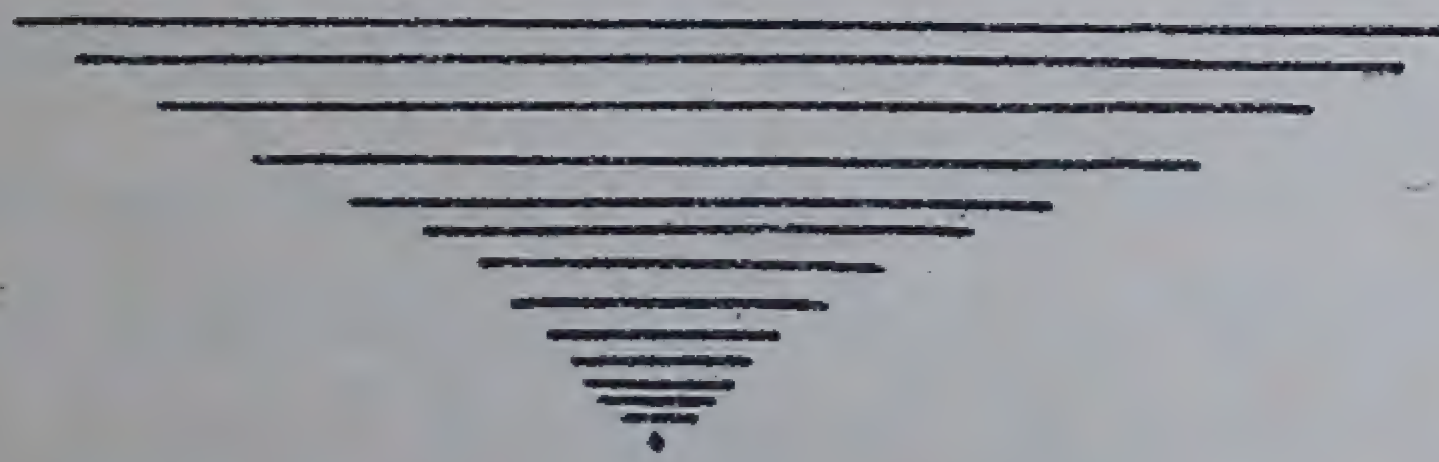
کتاب الجنائز

باب عیادت مریض کے بیان میں

بخاری ومسلم نے براء بن عازب سے روایت کی ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم نے ہمکو سات چیزوں کا حکم فرمایا اور سات چیزوں سے منع فرمایا۔ جن کے لئے حکم فرمایا وہ یہ ہیں۔ مریض کی بیمار پرسی کرنا چھینکنے والے کو یرحمک اللہ کہنا۔ جنازے کے پیچھے چلنا سلام کا جواب دینا۔ دعوت قبول کرنا۔ قسم کھانے والے کی قسم پوری کرنا۔ مظلوم کی مدد کرنا۔
اور جن سے ہمکو منع فرمایا وہ یہ ہیں۔ سونے کی انگوٹھی سے۔ ریشم کا کپڑا پہننے سے۔ موٹے۔ باریک ریشم سے۔ سرخ گدے سے ریشم ملے ہوئے کپڑے سے چاندی کے برتنوں سے اس واسطے کہ جو دنیا میں اس سے پیوے گا وہ آخرت میں اس سے محروم رہیگا۔

مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مسلمان پر مسلمان کے چھ حق ہیں آپ سے دریافت کیا گیا وہ کیا ہیں تو آپ نے فرمایا کہ جب تم مسلمان سے ملو تو اس پر سلام کرو۔ اور جب کوئی تمھاری دعوت کرے تو اس کو قبول کرو۔ اور جب تم سے نصیحت چاہے تو اس کو نصیحت کرو۔ اور جب کوئی چھینک کر الحمد للہ کہے تو یرحمک اللہ کہو۔ اور جب بیمار ہو تو اس کی عیادت کرو۔ اور جب گذر جاوے تو اس کے جنازے کے ساتھ ہو لو۔

مسلم نے ثوبان سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی بیمار پرسی کرتا ہے تو وہ وہاں سے لوٹنے تک جنت کے میوے چننے میں رہتا ہے۔

بخاری ومسلم نے حضرت عائشہ رضہ سے روایت کی ہے کہ جب ہم میں سے کوئی شخص بیمار ہوتا تھا تو رسول اللہ صلعم اس کو اپنے داہنے ہاتھ سے چھو کر فرماتے تھے اذھب الناس رب الناس واشف انت الشافی لا شفاء الا شفائک شفاء لا یغادر سقماہ۔

بخاری ومسلم نے انہی سے روایت کی ہے کہ جب کوئی شخص کسی شئے کی شکایت کرتا یا اسے کوئی پھوڑا یا زخم ہوتا تو رسول اللہ صلعم اپنی انگلی رکھکر فرماتے = بسم اللہ تربۃ ارضنا بریقۃ بعضنا لیشفی سقیمنا باذن ربنا۔
مسلم نے انہی سے روایت ہے کہ جب آپ کے اہلبیت سے کوئی بیمار ہوتا تو آپ اس پر معوذات پڑھکر دم کرتے۔
مسلم نے عثمان بن العاص سے روایت کی ہے کہ اونہوں نے اپنے بدن کے کسی درد کی رسول اللہ صلعم سے شکایت کی تو آپ نے ان کو فرمایا کہ اپنے بدن کے درد کی جگہ پر اپنا ہاتھ رکھکر کہو بسم اللہ تین بار اور اعوذ بعزت اللہ و قدرتہ من شر ما اجد و احاذر سات بار میں نے اس طرح کہا تو اللہ تعالے نے میرے درد کو دور کیا۔
مسلم نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے رسول اللہ صلعم کے پاس آکر کہا کہ کیا آپ بیمار ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ ہاں، تو اونہوں نے کہا بسم اللہ ارقیک من کل شیئ یوذیک ومن شر کل نفس او عین حاسد اللہ یشفیک بسم اللہ ارقیک۔

بخاری نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امام حسنؓ و حسینؓ کی اس دعا سے پناہ چاہتے تھے
اعوذ بکلمات اللہ التامات من کل شیطان و ھامۃ و من کل عین لامۃ ۵
بخاری و مسلم نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کو جو رنج و تکلیف و بیماری و ایذا و ہم و غم پہونچے یہاں تک کہ جو کانٹا چبھے تو خدائے تعالیٰ اُس کے سبب سے اُس کے گناہوں کا کفارہ کردیتا ہے۔
بخاری و مسلم نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ مومن مثل کھیت کے ہے کہ اُس کو ہوا ہمیشہ پھراتی رہتی ہے۔ اور منافق مثل درخت صنوبر کے ہے کہ وہ کٹنے تک نہیں ہلتا۔
بخاری نے ابوموسیٰؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب بندہ بیمار ہو یا سفر کرے تو اُس کے لئے حالت اقامت و صحت کے اعمال لکھے جاتے ہیں۔
بخاری و مسلم نے انسؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ طاعون مسلمان کی شہادت ہے۔
بخاری و مسلم نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ اشخاص شہید ہیں۔ طاعون والا۔ پیٹ کی بیماریوں سے گذرنے والا۔ پانی میں ڈوب کر مرنیوالا۔ کسی چیز کے گرنے سے دب کر مرنے والا۔ اور اللہ کے راستے میں جو شہید ہوا ہے۔
بخاری و مسلم نے اسامہ بن زید سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ طاعون بنی اسرائیل کی ایک جماعت پر یا تم سے پہلے والوں پر عذاب بھیجا گیا تھا۔ پس جب تم کسی زمین میں اُس کو سنو تو وہاں مت جاؤ اور اگر تمہاری زمین میں واقع ہو تو وہاں سے بھاگ کر مت نکلو۔
بخاری نے انسؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ سبحانہٗ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جب میں اپنے بندے کی دو پیاری چیز کو آزمائش کرتا ہوں پھر وہ صبر کرتا ہے تو میں اُن کے بدلے جنت دوں گا۔ مراد اس سے اس کی دونوں آنکھیں ہیں۔
ابوداؤد و ترمذی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو مسلمان کسی مسلمان کی عیادت کرکے سات بار کہے اسأل اللہ العظیم رب العرش الکریم ان یشفیک تو وہ شفا دیا جائیگا۔ ہاں اگر اُس کی اجل آگئی ہو تو سہی۔
ترمذی نے اونہی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم بخار اور تمام دردوں کے لئے اُن سے تعلیم فرماتے تھے کہ یہ کہیں بسم اللہ الکبیر اعوذ باللہ العظیم من شر کل عرق نعار و من شر حر النار۔
ترمذی اور امام مالک نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ ہمیشہ مومن مرد اور عورت کے نفس اور مال اور اولاد میں یہاں تک بلا و مصیبت ہوتی ہے۔ کہ وہ اللہ سے اس طرح ملتا ہے کہ اُس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا۔

باب موت کی آرزو اور ذکر کے بیان میں

بخاری نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی موت کی آرزو نہ کرے نیکی کرنے والا تو اس لئے کہ وہ نیکی زیادہ کریگا اور گناہ کرنے والا تو اس لئے کہ شاید وہ توبہ کرے۔
بخاری و مسلم نے انسؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی مصیبت کی وجہ سے موت کی

آرزو نکرے اور ضرورت ہو تو یوں کہے اللھم احینی ما کانت الحیاۃ خیراً لی وتوفنی اذا کانت الوفات خیراً لی ۔
بخاری نے عبداللہ بن عمرو سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ دُنیا میں مسافر کی طرح یا راہ گذر کی طرح رہو۔
مسلم نے جابر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے اپنی وفات سے تین روز پہلے فرمایا کہ تم مرتے وقت اللہ تعالےٰ سے نیک گمان رکھو۔
ترمذی وابن ماجہ ونسائی نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ ہاذم لذات یعنی موت کا اکثر ذکر کیا کرو۔

باب اس بیان میں کہ گذرنیوالے کے سامنے کیا کہا جاوے

مُسلم نے ابوسعید وابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اپنے موتا کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کرو۔
مسلم نے ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مریض یا میت کے پاس حاضر ہو تو اچھی بات کہو۔ اس واسطے کہ فرشتے تمھارے کہنے پر آمین کہتے ہیں۔
مُسلم نے انہی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جس مسلمان کو کوئی مصیبت پہونچے پھر اللہ کے حکم کئے ہوئے کے موافق اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہکر کہے ۔ اللّٰھم اجرنی فی مصیبتی واخلف لی خیراً منھا تو اللہ تعالےٰ اُس سے بہتر خلیفہ عطا فرمائے گا۔
ابوداؤد نے معاذ بن جبل سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جس کا اخیر کلمہ لا الہ الا اللہ ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔
امام احمد وابوداوٗد وابن ماجہ نے معقل بن لیسار سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اپنے موتا پر سورہ یٰسین پڑھو۔
مسلم نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب مسلمان کی روح نکلتی ہے تو اُس کو دو فرشتے اوپر لے جاتے ہیں۔ (حماد راوی حدیث نے کہا) کہ پھر رسول اللہ صلعم اُس کی خوشبو اور کستوری کا ذکر کیا اور آپ نے فرمایا کہ آسمان والے کہتے ہیں کہ پاک روح زمین کی طرف سے آئی ہے اللہ تعالیٰ تجھپر اور تیرے بدن پر رحمت نازل فرماوے۔ کہ تو اُس کو آباد رکھتا تھا۔ پھر اُس کو خدائے تعالےٰ کی طرف لیجاتے ہیں تو اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں اس کو اخیر اجل کی طرف لے جاؤ۔ (یعنی برزخ) اور جب کافر کی روح نکلتی ہے پھر آپ نے اُس کی بدبو اور لعنت کا ذکر کیا اور فرمایا کہ آسمان والے کہتے ہیں کہ ناپاک روح زمین کی طرف سے آئی ہے اور کہا جاتا ہے کہ اس کو آخر اجل (یعنی برزخ) کی طرف لے جاؤ۔ ابوہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے اس طرح اپنی چادر (بدبو کے ذکر کے وقت) اپنی ناک مبارک پر رکھی۔

باب میّت کے غسل کے اور تکفین کے بیان میں

بخاری ومسلم نے ام عطیہ سے روایت کی ہے کہ ہم رسول اللہ صلعم کی صاحبزادی کو غسل دیرہے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر تشریف لاکر فرمایا کہ ان کو تین یا پانچ یا تمھارے خیال میں آوے تو اس سے بھی زیادہ پانی اور بیری کے پتّے سے غسل دو اور اخیر میں کچھ کافور ملادو۔ اور جب فارغ ہو لو تو مجھکو خبر دیدو پھر ہم نے فارغ ہوکر آپ کو

اطلاع دی تو آپ نے اپنا تہمند مبارک ہماری طرف ڈال کر فرمایا کہ اسے کفن کے اندر شعار بنالو۔
مسلم نے جابرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اپنے بھائی کو اچھا کفن دو۔
ترمذی اور ابن ماجہ نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ سفید کپڑے پہنو وہ تمھارے اچھے کپڑے ہیں اور اپنے موتاؤں کو بھی اس میں کفن دو۔
ابو داؤد نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کفن زیادہ گراں قیمت کا نہ رکھو، اس لئے کہ وہ جلدی مٹنے والا ہے۔
ابو داؤد اور ابن ماجہ نے ابو امامہ اور ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے شہداء احد کے بارے میں فرمایا کہ ان سے لوہے اور کھالوں کی چیزیں نکال لو اور انہی کے خون اور کپڑوں میں ان کو دفن کرو۔

باب جنازہ کے ساتھ چلنے اور اُس پر نماز پڑھنے کے بیان میں

بخاری و مسلم نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنازہ کو جلدی لے جاؤ اس لئے کہ اگر وہ نیک ہے تو اس کو بہتری کی طرف لے جاؤ۔ یعنی جلدی پہنچا دو۔ اور اگر برا ہے تو اس کو اپنی گردنوں سے جلدی رکھ دو۔
بخاری و مسلم نے انہی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ایمان و ثواب کے لئے مسلمان کے جنازے کے پیچھے ہولے اور نماز و دفن سے فارغ ہونے تک اس کے ساتھ رہے وہ دو قیراط ثواب لے کر لوٹیگا۔ کہ ہر قیراط پہاڑ احد کے برابر ہے اور جو اس پر نماز پڑھکر دفن سے پہلے لوٹ آوے تو وہ ایک قیراط کے ساتھ لوٹے گا۔
مسلم نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس میت پر سو تک مسلمانوں کا ایک گروہ نماز پڑھکر سب اس کے لئے شفاعت کریں تو اس کی شفاعت قبول کی جاویگی۔
بخاری و مسلم نے انسؓ سے روایت کی ہے کہ لوگوں پر ایک جنازہ گذرا تو انہوں نے اس پر اچھی تعریف کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ واجب ہو چکی۔ پھر ایک دوسرا گذرا تو لوگوں نے اس کی برائی کی تو آپ نے فرمایا۔ واجب ہو چکی! تو حضرت عمر نے کہا کہ کیا واجب ہو چکی؟ تو آپ نے فرمایا کہ جس پر تم نے تعریف کی اس کے لئے جنت واجب ہو چکی۔ اور جس کی تم نے برائی کی اس کے لئے آگ واجب ہو چکی۔ تم زمین میں اللہ کے گواہ ہو۔
بخاری نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اموات کو برا مت کہو اس واسطے کہ وہ اپنے آگے بھیجے ہوئے اعمال کو پہونچ چکے۔
ترمذی نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو جنازے کے پیچھے ہو کر تین بار اس کو اٹھاوے تو اس نے اس کا حق پورا کر دیا۔
ترمذی و ابن ماجہ و ابو داؤد نے ثوبانؓ سے روایت کی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازہ میں نکلے تو آپ نے کچھ لوگوں کو سوار دیکھا تو آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ شرماتے نہیں کہ اللہ کے فرشتے تو پیدل ہیں اور تم سوار ہو۔
ابو داؤد و ابن ماجہ نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب تم میت پر نماز پڑھو تو اس کے لئے خالص دعا کرو۔

امام احمد و ابوداؤد و ترمذی و ابن ماجہ نے انہی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم جب جنازہ پر نماز پڑھتے تو اُس میں یہ دعا پڑھتے = اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَى الْإِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِيمَانِ ۔ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُ ۔

امام احمد نے حضرت علی رضؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے پہلے ہمکو جنازے میں کھڑے ہوجانے کا حکم دیا تھا۔ پھر آپ بیٹھے رہتے اور ہمکو بیٹھے رہنے کا حکم فرمایا۔

ابوداؤد نے مالک بن ہبیرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو مسلمان مرجاوے اور اُس پر مسلمانوں کی تین صفیں نماز پڑھ لیں۔ تو خدائے تعالے اُس کے لئے واجب کردیتا ہے۔ (یعنی جنت)

ترمذی نے جابر رضؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ بچہ (ولادت کے وقت) جب تک روئے نہیں اُس پر نماز نہیں پڑھی جاوے۔ اور وہ وارث و مورث نہیں ہوتا۔

باب دفن میّت کے بیان میں

مسلم نے عامر رضؓ بن سعد بن ابی وقاص رضؓ سے روایت کی ہے کہ سعد بن ابی وقاص رضؓ نے اپنے مرض الموت میں کہا کہ میرے لئے لحد کرنا اور مجھ پر کچّی اینٹیں رکھنا جس طرح کہ رسول اللہ صلعم کے ساتھ کیا گیا ہے۔

ترمذی و ابوداؤد و ابن ماجہ نے ابن عباس رضؓ سے اور امام احمد نے جریر رضؓ بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ لحد ہمارے لئے اور شق دوسرے کے لئے ہے۔

بخاری نے سفیان رضؓ سے روایت کی ہے کہ اونہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کو بشکل کوہان شتر دیکھا۔

مسلم نے جابر رضؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے منع فرمایا پختہ قبر بنانے سے اور اُس پر عمارت بنانے سے اور اُس پر بیٹھنے سے۔

مسلم نے ابن مرثد الغنوی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے قبر پر بیٹھنے اور اُس کی طرف نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔

امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ نے ابن عمر رضؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم جب میت کو قبر میں دفن کرتے تو فرماتے بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔

بیہقی نے دلائل النبوۃ میں جابر رضؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر پانی ڈالا گیا اور وہ بلال بن رباح نے سر کے جانب سے شروع کرکے پاؤں تک مشک سے پانی ڈالا۔

شرح سنہ میں جعفر رضؓ بن محمد رضؓ عن ابیہ سے مرسلاً روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ایک قبر پر اپنے دونوں دست مبارک سے تین لپیں ڈالی اور اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قبر پر پانی ڈالا اور اُس پر سنگریزے رکھے۔

امام مالک و ابوداؤد و ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ میت کی ہڈی توڑنا۔ زندہ کی ہڈی توڑنے کے برابر ہے۔

مسلم نے عمرو بن العاص رضؓ سے روایت کی ہے کہ اونہوں نے مرض الموت میں اپنے لڑکے کو وصیت کی کہ جب میں مرجاؤں تو میرے ساتھ رونے والی اور آگ مت رکھنا اور جب تم مجھکو دفن کرو تو مجھپر آہستگی سے مٹی ڈالنا پھر میری قبر کے اطراف اونٹ ذبح کرکے اس کا گوشت تقسیم ہوجاوے اتنی دیر ٹھہرنا۔ تاکہ میں تم سے انس پاؤں رہوں اور جان

لوں کہ اپنے پروردگار کے رسولوں کو کس جواب سے لوٹاؤں۔
بیہقی نے شعب الایمان میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب کوئی گذر جاوے تو اُسے روک مت رکھو بلکہ اُس کو قبر کی طرف جلدی لے چلو اور اُس کے سرہانے سورۂ بقر شروع - اور پاؤں کے پاس بختم سورۂ بقر پڑھو۔
امام احمد نے عمروؓ بن حزم سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے مجھکو ایک قبر پر تکیہ لگائے ہوئے دیکھا تو آپ نے فرمایا کہ اس قبر والے کو ایذا مت دے۔
ابو داؤد۔ نے قاسم بن محمد سے روایتؒ کی ہے کہ میں نے حضرت عائشہ کو جاکر کہا کہ اے میری اماں میرے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صاحبینؓ کی قبر مبارک کھول دیدیجئے - تو اونہوں نے میرے لئے تین قبریں کھولدیں جو نہ بہت اونچی تھیں اور نہ زمین برابر تھیں۔ اور اُس پر سرخ سنگریزے تھے۔

باب میّت کے اوپر رونیکے بیان میں،

ترمذی نے ابوموسیٰ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم فرماتے تھے کہ جو آدمی مرجاوے اور اُس پر رونے والے کھڑے ہوکر کہیں واجبلاہ وا سیداہ یا اوس کے مثل کہے تو خدائیتعالے اُس پر دو فرشتے مؤکل کردیتا ہے جو اس کو ہلاکر کہتے ہیں کیا ایسا تھا تو،،
امام احمد نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ صلعم کی صاحبزادی حضرت زینبؓ کی وفات ہوئی تو عورتیں رونے لگیں تو حضرت عمرؓ اُن کو دُرّوں سے مارنے لگے تو آپ نے فرمایا اے عمرؓ ٹھہر جاؤ اور ان عورتوں کو تم شیطان کی آواز سے دور رکھو۔ پھر آپ نے فرمایا کہ جو آنکھ اور دل سے روتا ہو وہ اللہ کی طرف سے رحمت ہے اور جو زبان سے ہو وہ شیطان سے ہے۔
ابن ماجہ نے ابوامامہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے:۔
کہ اے ابن آدم اگر تو مصیبت کے آنے کے وقت میں صبر کرکے ثواب کی اُمید رکھے تو میں اُس کے ثواب میں جنت کے سوا اور چیز سے راضی نہ ہوں گا۔
امام احمد اور بیہقی نے شعب الایمان میں امام حسینؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو مسلمان مرد عورت کسی مصیبت کو پہونچے اگرچہ اُس کا زمانہ دراز ہوگیا ہو پھر جب تازہ ہو اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھے تو اُس کو پہلے ہی روز کی مصیبت کے برابر ثواب ہوگا۔
بخاری و مسلم نے عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو رخسارے پر مارے اور گریبان پھاڑے اور زمانۂ جاہلیت کی دعا پڑھے وہ ہم سے نہیں ہے۔
بخاری و مسلم نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ جب ابوموسیٰؓ بے ہوش ہوگئے تو ان کی بیوی ام عبداللہ آکر رونے لگی پھر جب ہوش میں آئے تو یہ حدیث بیان کرنے لگے کہ کیا تمھیں معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو غم کی وجہ سے بال منڈائے اور چلا کردے اور کپڑے پھاڑے اُس سے میں بیزار ہوں۔
مسلم نے ابومالک اشعریؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمت میں چار باتیں امر

جاہلیت سے ہیں (۱) اپنے حسب ونسب میں فخر کرنا (۲) اور دوسروں کے نسب میں طعن کرنا۔ (۳) ستاروں کی وجہ بارش طلب کرنا (۴) نوحہ کرنا۔ اور آپ نے فرمایا کہ نوحہ کرنے والی اگر اپنے مرنے سے پہلے توبہ نہ کریگی تو قیامت کے روز اُس پر اور خارش کا پیرہن ہوگا۔

ابوداؤد نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے انصار کی چند عورتوں کو فرمایا کہ جس کے تین بچے گذر جاویں اور وہ اُس پر صبر کرے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ تو اُن میں سے ایک عورت نے کہا کہ یا رسول جس کے دو بچے گذریں تو آپ نے فرمایا یا جس کے دو بچے گذریں۔

بخاری ومسلم کی روایت میں ہے کہ وہ بچے بلوغ کو نہ پہونچے ہوں۔ بخاری ومسلم نے اونہی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے جس بندہ مومن کی دُنیا میں سے پیاری چیز کو قبض کرلیتا ہوں پھر وہ صبر کرتا ہے تو اُس کا بدلہ جنت ہے (یعنی بچہ)

باب زیارت قبور کے بیان میں

امام احمد اور ترمذی نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر خدا لعنت کرے۔

مسلم نے بریدہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ میں نے تمھیں پہلے زیارت قبور سے منع کیا تھا۔ اب قبروں کی زیارت کرو۔ اور میں نے تمھیں تین روز سے زیادہ قربانی کے گوشت رکھنے سے منع کیا تھا اب جہاں تک چاہو روکے رکھو اور میں نے تمھیں مشک کے سوا دوسرے برتنوں میں نبیذ پینے سے منع کیا تھا اب اُس کو تمام برتنوں میں پیو ہاں نشہ دار کو مت پیو۔

مسلم نے اوسؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم اُن کو سکھلاتے تھے کہ جب قبرستان جاؤ تو کہو السلام علیکم اهل الدیار من المومنین والمسلمین وانا انشاءاللہ بکم للاحقون نسأل اللہ لنا ولکم العافیة ۝

ترمذی نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم جب مدینے کی قبروں پر گذرتے تو اُن پر متوجہ ہوکر فرماتے:۔
السَّلام عَلَیکُم یَا اَهلَ القُبُورِ یَغفِرُ اللّٰہ لَنَا وَلَکُم اَنتُم سَلَفُنَا ونحن بالاثر ۝

مسلم نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ زیارت قبور کے وقت میں کس طرح کہوں، تو آپ نے فرمایا کہ کہو السلام علیٰ اهل الدّیار من المؤمنین والمسلمین یرحم اللہ المقدمین منا ومتاخرین وانا انشاءاللہ بکم للاحقون۔

بیہقی نے شعب الایمان میں محمد بن نعمانؓ سے مرسلاً روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو اپنے دونوں ماں باپ یا ایک قبر کی ہر جمعہ میں زیارت کرے تو اللہ تعالےٰ اُس کو بخشدیگا۔ اور اُس کو ماں باپ کے ساتھ احسان کرنے والا لکھ لے گا۔

امام احمد نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ میں اپنے اس گھر میں کہ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدفون تھے۔ اپنی چادر کو رکھ دیکر داخل ہوتی تھی اور کہتی تھی کہ وہ میرے خاوند اور میرے باپ ہیں۔

اور جب حضرت عمرؓ مدفون ہوئے تو میں قسم بخدا حضرت عمرؓ کے حیا کی وجہ سے کبھی اپنے اوپر کپڑے باندھے ہوئے میں داخل نہیں ہوئی۔

کتاب الزکوٰۃ

والذین یکنزون الذهب والفضة ولا ینفقونها فی سبیل اللّٰہ فبشرهم بعذاب الیم یوم یحمی علیها فی نار جهنم فتکوی بها جباههم وجنوبهم وظهورهم هذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون (قرآن مجید)
جو لوگ سونا چاندی (جمع کرکے) گاڑ رکھتے ہیں اور خدا کے راستے میں خرچ نہیں کرتے (یعنی زکوٰۃ نہیں دیتے) تو اُن کو دردناک عذاب کی خبر دیجئے۔ جس روز وہ دوزخ کی آگ میں تپایا جاوے گا پھر اُس سے اُن کی پیشانی اور پہلو اور پیٹھوں کو داغ دیا جائیگا۔ (اور کہا جاویگا) کہ یہ ہے جو تم نے اپنے لئے گاڑ کر کے رکھا تھا۔ تو اب اپنے گاڑنے کا مزہ چکھو۔

بخاری نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جس کو اللہ تعالےٰ مال دے اور وہ اُس کی زکوٰۃ ادا نکرے تو وہ قیامت کے روز ایک گنجہ سانپ بنایا جاویگا کہ اُس کی آنکھ پر دو سیاہ نقطے ہوں گے اور اُس کے گلے میں طوق کیا جاویگا پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔ ولا یحسبن الذین یبخلون بما اٰتٰهم اللّٰہ من فضله هو خیرا لهم بل هو شر لهم سیطوقون ما بخلوا به یوم القیٰمة ۵ پ ۴ سورۂ آل عمران (ترجمہ)
یعنی جو لوگ اللہ کے دئے ہوئے سے بخل کرتے ہیں وہ اپنے لئے بہتری کا گمان نکریں بلکہ وہ تو اُن کے لئے بُرا ہے عنقریب بروز قیامت ان کے گلے میں طوق کیا جاویگا۔

بخاری و مسلم نے ابوذرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جس کے پاس اونٹ اور بیل اور بکری ہو اور اُس کا حق ادا نہ کرے تو قیامت کے روز وہ بڑے موٹے تازے بن کر آویں گے۔ اور اُس کو اپنے کھروں سے روندینگے اور اپنے سینگوں سے ماریں گے جب اخیر کے گذر لینگے تو پہلے والے لوٹیں گے یہاں تک کہ لوگوں میں فیصلہ کیا جاوے۔
مسلم نے عدی بن عمیرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب ہم تم میں سے کسی کو کسی پر عامل بناویں پھر وہ ایک سوئی برابر یا اس سے زیادہ چھپا دے تو وہ خیانت ہوگی۔ وہ اسے قیامت کے روز لے کر آویگا۔
ترمذی نے زینبؓ زوجہ عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اے عورتوں کے گروہ صدقہ کرو اگرچہ تمھارے زیوروں سے ہو۔ اس واسطے کہ بروز قیامت تم اکثر (زکوٰۃ نہ دینے کی وجہ سے) اہل جہنم سے ہوگی۔

ترمذی نے عمروؓ بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم کے پاس دو عورتیں آئیں اور اُن کے ہاتھوں میں دو سونے کے کنگن تھے۔ تو آپ نے فرمایا کہ کیا تم اس کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو تو اُنھوں نے کہا کہ نہیں! تو آپ نے اُن کو فرمایا کہ کیا پسند کرتی ہو۔ کہ تم کو اس کے بدلے خدائے تعالےٰ آگ کے دو کنگن دیوے۔ تو اونہوں نے کہا کہ نہیں تو آپ نے فرمایا کہ پھر اس کی زکوٰۃ ادا کرو۔

امام مالک و ابوداؤد نے ام سلمہؓ سے روایت کی ہے کہ میں سونے کا زیور پہنتی تھی۔ تو میں نے رسول اللہ صلعم سے کہ کیا یہ کنز ہے تو آپ نے فرمایا کہ جو اتنی مقدار کو پہونچے جس میں زکوٰۃ ادا کی جاوے پھر اُس کی زکوٰۃ ادا کی جاوے تو کنز نہیں ہے
ابوداؤد نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ چالیس درہم میں ایک درہم دو اور تم پر دو سو درہم پورے ہونے تک کچھ نہیں ہے۔ جب دو سو درہم ہو تو اُس میں پانچ درہم ہے اور جو اُس سے زیادہ ہو تو اسی حساب سے ہے اور چالیس بکری میں ایک بکری ہے۔ ایک سو بیس تک جب اس سے ایک بکری بھی زیادہ ہو تو دو سو تک دو بکری ہے

اگر اس سے زیادہ ہو تو تین سو تک بکری ہے۔ اگر اس سے زیادہ ہو تو ہر سو پر ایک بکری ہے۔ اور انتالیس بکری میں کم پر کچھ نہیں ہے۔ اور گائے اور بیل میں ہر تیس میں ایک تبیعہ (جس گائے کے بچے پر ایک سال پورا ہو کر دوسرا سال شروع ہوا ہو) اور چالیس میں ایک مسنہ ہے۔ (جس پر دو برس پورے ہو کر تیسرا برس شروع ہوا ہو۔ اور کام کرنے والوں پر کچھ نہیں ہے۔

باب صدقہ فطر کے بیان میں

بخاری و مسلم نے ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلام اور آزاد اور مرد اور عورت اور چھوٹے اور بڑے مسلمانوں پر کھجور اور جو سے ایک صاع صدقہ فطر مقرر کیا ہے اور نماز کے لئے نکلنے سے پہلے اس کو ادا کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

اور ابو داؤد و نسائی نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے اخیر رمضان میں فرمایا کہ اپنے روزوں کا صدقہ نکالو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک آزاد اور غلام اور مرد اور عورت پر اور چھوٹے اور بڑے پر کھجور اور جو سے ایک صاع اور گیہوں سے آدھا صاع فرض کیا ہے۔

ابو داؤد نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزوں کو لغو اور فحش باتوں سے پاک کرنے کے لئے زکوٰۃ فطر مقرر کیا ہے۔

ترمذی نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پکارنے والے کو مکہ کے کوچوں میں بھیجا کہ ہوشیار ہو جاؤ ہر ایک مسلمان مرد اور عورت اور آزاد و غلام اور بڑے اور چھوٹے پر گیہوں کے دو مد (نصف صاع) اور دوسرے کھانوں سے ایک صاع واجب ہے۔

باب اُن لوگوں کے بیان میں جنکو زکوٰۃ جائز نہیں

انما الصدقات للفقراء والمساکین والعاملین علیھا والمؤلفۃ قلوبھم وفی الرقاب والغارمین وفی سبیل اللہ وابن السبیل فریضۃ من اللہ واللہ علیم حکیم (قرآن مجید) صدقات صرف فقراء اور مساکین اور اس کے جمع کرنے والے اور جن کی تالیف قلوب منظور ہو (یہ اب منسوخ ہے) اور گردنوں کے (چھڑانے) میں اور قرضداروں، خدا کی راہ میں (جہاد کرنے والے) اور مسافروں کے لئے (جائز) ہے یہ خدا کی طرف سے مقرر ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔

مسلم نے عبدالمطلب بن ربیعہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ یہ صدقات لوگوں کے میل ہیں۔ یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ کی آل کیلئے حلال نہیں۔

بخاری و مسلم نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم کے پاس جب کوئی کھانے کی چیز لائی جاتی تو آپ دریافت فرماتے کہ یہ ہدیہ ہے یا صدقہ ہے۔ اگر صدقہ بتلایا جاتا تو آپ اپنے صحابہؓ کو فرماتے کہ تم کھاؤ اور آپ نہ کھاتے۔ اور اگر ہدیہ کہا جاتا تو آپ اس پر ہاتھ مار کر ان کے ساتھ کھاتے۔

بخاری نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہدیہ کو قبول فرماتے اور اس کا عوض عطا فرماتے۔
بخاری نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں ایک کھری کی طرف بُلایا جاؤں تو البتہ قبول کرلوں اور ایک دستہ بکری کا ہدیہ دیا جائے تو اُس کو بھی قبول کرلوں۔
بخاری و مسلم نے اونہیں سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو لوگوں پر گھومتا ہے اور اُس کو ایک دو لقمہ یا ایک دو کھجور پھراتی ہے وہ مسکین نہیں ہے۔ لیکن مسکین وہ ہے کہ جس کے پاس اتنا مال نہ ہو جو اُس کو غنی کردے اور لوگ اُس کو محتاج سمجھکر خیرات بھی نہ دیں۔ اور خود لوگوں سے کھڑا ہوکر سوال بھی نکرتا ہو۔
ترمذی اور ابو داؤد اور دارمی نے عبد اللہ بن عمرؓ اور امام احمد و نسائی و ابن ماجہ نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ لینا غنی اور تندرست طاقت والے کیلئے حلال نہیں۔
امام مالک و ابو داؤد نے عطاء بن لیبار سے مرسلاً روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ غنی کے سوا اور کسی غنی کو صدقہ حلال نہیں۔ غازی فی سبیل اللہ۔ اور صدقہ پر جو عامل ہو۔ اور دین دار اور جو صدقہ کو اپنے مال سے خریدے اور جو مسکین ہمسایہ پر صدقہ کیا جاوے اور وہ غنی کو ہدیہ دے اور ابو داؤد کی ابو سعیدؓ سے ایک روایت میں مسافر ہے۔

باب سوال کرنیکے بیان میں

مسلم نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مال زیادہ کرنے کے لئے لوگوں سے اُن کے مالوں کو مانگے۔ تو وہ آگ مانگتا ہے۔ چاہے کم کرے یا چاہے زیادہ کرے۔
ابو داؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و دارمی نے عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو غنی ہوتے ہوئے لوگوں سے سوال کرے تو وہ قیامت کے روز اس طرح آئیگا کہ اُس کے چہرہ میں خراش یا زخم ہوگا۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ غنی کیا چیز ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ پچاس درہم یا اس کی قیمت کا سونا۔
ابو داؤد اور نسائی نے ثوبانؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگوں سے کسی شے کے سوال نکرنیکا عہد کرے تو میں اُس کے لئے جنت کا ضامن ہوں۔ تو ثوبان نے کہا میں اقرار کرتا ہوں۔ پھر وہ کسی سے سوال نہیں کرتے تھے۔

باب صدقات کے بیان میں

بخاری نے مسلم و ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ اے ابن آدم تو خرچ کر تو میں تجھہ پر خرچ کروں۔
مسلم نے ابو امامہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابن آدم اپنی حاجت سے زائد صرف کرنا تیرے لئے بہتر ہے اور اُس کا روکنا تیرے لئے بُرا ہے اور اپنی حاجت کے موافق روکنے میں ملامت نہیں ہے۔ اور دینے میں پہلے اپنے اہل و عیال سے شروع کرو۔

ابو داؤد نے ابو سعید سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کا اپنی حیاتی میں ایک درہم صدقہ کرنا مرنے کے وقت سو درہم صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔

بخاری و مسلم نے ابو ہریرہ رضؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اپنے پاک کسب سے ایک کھجور برابر صدقہ کرے تو اللہ تعالے اُس کو اپنے داہنے ہاتھ میں قبول کرتا ہے پھر اُس کو اُس کے صاحب کے لئے پرورش کرتا ہے۔ جیسے کوئی اپنے گھوڑے کے بچے کو پالتا ہے یہاں تک کہ وہ پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔

بخاری و مسلم نے ابو ہریرہ رضؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے مسلمان عورتو۔ کوئی اپنے ہمسایہ کو حقیر نکرے اگرچہ بکری کے ایک کھر سے ہو۔

مسلم نے ابو ذر رضؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ کوئی کسی معروف کو شئی حقیر نہ سمجھے اگرچہ اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے ملتا ہو۔

بخاری و مسلم نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان کوئی درخت لگاوے یا کھیتی بووے تو اُس سے جو انسان یا پرندے اور چوپادے کھاویں وہ اُس کے لئے صدقہ ہے۔

بخاری نے ابو ہریرہ رضؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اُس شخص کو جنت میں پھرتے ہوئے دیکھا کہ جس نے راستہ سے ایسے درخت کو کاٹ دیا تھا جو لوگوں کو ایذا دیتا تھا۔

ترمذی و ابن ماجہ نے عبداللہ بن عمر رضؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ رحمان کی عبادت کرو اور کھانا کھلاؤ۔ اور سلام ظاہر کرو۔

ترمذی نے انس رضؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ صدقہ خدا کے غصہ کو بجھاتا ہے اور بُری موت کو دفع کرتا ہے۔

امام احمد و ترمذی نے جابر رضؓ سے روایت کی ہے کہ ہر معروف صدقہ ہے اور معروف میں یہ ہے کہ تم اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے ملو۔

ابو داؤد اور نسائی نے سعد بن عبادہ رضؓ سے روایت کی ہے کہ اونہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ام سعد (مری ماں) گذر گئی پس کونسا صدقہ افضل ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ پانی پس اونہوں نے ایک کنواں کھدوایا اور کہا کہ یہ ام سعید کے لئے ہے۔ (یعنی اُس کے ایصال ثواب کیلئے ہے)

ابو داؤد اور ترمذی نے ابو سعید رضؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان کسی برہنہ مسلمان کو کپڑا پہناوے تو اُس کو خدائے تعالے جنت میں سبز ریشمی کپڑا پہناویگا۔ اور جو مسلمان کسی مسلمان کو بھوک پر کھانا کھلاویگا تو اُس کو خدائے تعالیٰ جنت کے پھل کھلاویگا۔ اور جو مسلمان کسی مسلمان کو تشنگی پر پانی پلاوے گا تو خدائے تعالے اُس کو شراب پاک خالص مہر کی ہوئی سے پلاویگا۔

ترمذی و ابن ماجہ و دارمی نے فاطمہ بنت قیس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مال میں زکوٰۃ کے سوا اور بھی حق ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا الخ پ سورہ بقر

ترمذی نے ابن مسعود رضؓ سے اور بیہقی نے ابو ہریرہ رضؓ اور ابو سعید و جابر رضؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو عاشورا کے روز خرچ میں اپنے اہل و عیال پر کشادگی کرے تو اللہ تعالے اُس پر تمام برس میں فراخی کریگا۔

بخاری و مسلم نے ابو مسعود رضؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان جب اپنے اہل و عیال پر ثواب کی نیت سے خرچ کرتا ہے تو وہ صدقہ ہے۔

بخاری نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ میرے لئے دو ہمسایہ ہیں تو میں دونوں میں سے کس کے لئے ہدیہ بھیجوں تو آپ نے فرمایا کہ جس کا دروازہ نزدیک ہو۔

مسلم نے ابوذرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب شوربا پکاؤ تو اس کا پانی زیادہ کرو اور اپنے ہمسایہ کی خبر گیری کرو۔

احمدؒ و ترمذیؒ ونسائیؒ وابن ماجہ ودارمی نے سلیمان بن عامرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مسکین پر ایک صدقہ ہے اور اپنے رشتہ دار پر دو ہے ایک صدقہ دوسرا صلہ رحمی۔

مالکؒ و نسائیؒ و ترمذی و ابوداؤد نے اُم بجید سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ سائل کو چاہئے ایک جلی ہوئی کھری سے لوٹاؤ۔

احمدؒ و ابوداؤد و نسائیؒ نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کوئی تم سے بذریعہ اللہ کے پناہ مانگے اس کو پناہ دو۔ اور جو اللہ کے ساتھ سوال کرے اس کو دو۔ اور جو تمھیں دعوت دے اس کو قبول کرو۔ اور جو تمھارے ساتھ نیکی کرے اس کو بدلہ دو۔ اگر بدلہ نہ دے سکو تو اس کو اتنی دعا دو کہ تم معلوم کرلو کہ تم نے اس کا بدلہ ادا کر دیا۔

بیہقی نے شعب الایمان میں انسؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ افضل صدقہ یہ ہے کہ تم بھوکے جگر کو سیر کردو۔

بخاریؒ و مسلم نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ جب عورت اپنے گھر سے کھانے کی چیز بغیر فساد کئے خرچ کرے تو اس کو خرچ کرنے کا ثواب ہوگا۔ اور اس کے خاوند کو اس کے کمانے کا۔ اور خازن کو بھی اتنا ہی ملے گا۔ کوئی کسی ثواب کو کم نہیں کریگا۔

ابوداؤد نے سعدؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے جب عورتوں سے بیعت لی تو ایک بڑی عورت نے گویا قبیلہ مضر میں کھڑے ہو کر کہا کہ یا نبی اللہ ہم اپنے ماں باپ بچوں خاوندوں پر بھاری ہیں تو ہم کو ان کے مال میں سے کتنا حلال ہے تو آپ نے فرمایا کہ تر چیزیں ہیں کہ اس کو کھاؤ اور ہدیہ کرو۔

کتاب الصوم

یا ایھا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون (قرآن مجید) ایاما معدودات۔ اے مسلمانو تم پر روزے فرض کئے گئے جیسے تم سے پہلے والوں پر روزے فرض کئے گئے تھے۔ تاکہ تم متقی بن جاؤ یعنے چند گنتی کے دن۔

بخاریؒ و مسلم نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب رمضان آتا ہے تو آسمان کے دروازے اور ایک روایت میں ہے کہ جنت کے دروازے کھلائے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں۔ اور شیاطین پابزنجیر کر دئے جاتے ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ رحمت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں۔

بخاریؒ و مسلم نے سہل بن سعدؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں اس میں سے ایک دروازے کا نام ریان ہے (سیراب کرنے والا) اس میں روزہ دار داخل ہوں گے۔

بخاری ومسلم نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو ایمان اور اُمید ثواب کی وجہ سے رمضان کے روزے رکھے تو اُس کے تمام اگلے گناہ بخش دیے جائیں گے۔ اور جو ایمان اور اُمید ثواب کے لئے رمضان میں قیام کرے (یعنی تراویح پڑھے) تو اُس کے بھی اگلے گناہ معاف کردئے جاتے ہیں۔ اور جو ایمان وثواب کے لئے شب قدر میں نمازیں پڑھے اُس کے بھی اگلے گناہ بخشدئے جاتے ہیں۔

بخاری ومسلم نے اونہی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی آدم کے تمام نیک عمال دس سے سات سو تک مضاعف کئے جاتے ہیں۔ اللہ سبحانہٗ فرماتے ہیں لیکن روزہ صرف میرے لئے ہے اور میں ہی اُس کی جزا دوںگا (یعنی بے حساب) وہ میری وجہ سے اپنی خواہشات اور کھانے کو چھوڑ دیتا ہے۔ روزہ دار کے دو خوشی ہیں ایک روزہ کھولنے کے وقت اور دوسری اپنے رب سے ملنے کے وقت اور روزہ دار کی منہ کی بُو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ اچھی ہے اور روزہ ڈھال ہے۔ تو جب کسی کے روزے کا دن ہو تو فحش کلام نہ کرے اور چلاوے نہیں اگر کوئی اُسے گالی دے یا اُس سے جھگڑا کرے تو کہدے کہ میں روزہ دار ہوں۔

چاند دیکھنے کا بیان

فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ (قرآن مجید) تم میں سے جو ماہ رمضان میں حاضر ہووے تو وہ اُس کا روزہ رکھ لیوے۔

بخاری ومسلم نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ چاند دیکھکر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو۔ اگر تم پر ابر کی وجہ سے چاند پوشیدہ ہو جاوے تو پورے مہینے کا اندازہ کرلو اور ایک روایت میں ہے کہ مہینہ کبھی ۲۹ شب کا ہوتا ہے تو چاند دیکھے بغیر روزہ مت رکھو لیں اگر تم پر چاند پوشیدہ ہو جاوے تو تیس ۳۰ دن پورے کرلو۔

بخاری ومسلم نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ کوئی رمضان سے ایک دو روز پہلے روزہ نہ رکھے مگر ہاں کوئی آدمی روزہ رکھتا ہو (یعنی کسی خاص روز روزہ رکھنے کی عادت ہو اور اتفاق سے وہ روز آجاوے) تو اُس دن روزہ رکھے۔

ترمذی نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان کے لئے شعبان کے چاند کا شمار کرو۔

ابوداؤد وترمذی ونسائی وابن ماجہ ودارمی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ایک اعرابی نے آکر کہا کہ میں نے رمضان کا چاند دیکھا تو آپ نے فرمایا کہ تو گواہی دیتا ہے لاالہ الااللہ کی اُس نے کہا ہاں آپ نے فرمایا کہ تو گواہی دیتا ہے محمد الرسول اللہ کی اُس نے کہا ہاں تو رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اے بلالؓ لوگوں کو خبر کردو کہ روزہ رکھیں۔

ابوداؤد ودارمی نے ابن عمرؓ سے روایت کی ہے۔ کہ لوگ چاند دیکھنے لگے تو میں نے رسول اللہ صلعم کو خبر دی کہ میں نے چاند دیکھا تو آپ نے روزہ رکھا اور لوگوں کو روزہ رکھنے کا حکم کیا۔

سحری کا بیان

بخاری ومسلم نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ سحری کرو اس لئے کہ سحری میں برکت ہے۔

افطار کا بیان

بخاری و مسلم نے سہل رضؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ لوگ جب تک افطار میں جلدی کریں گے بہتری میں رہیں گے۔
بخاری و مسلم نے ابوہریرہ رضؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے پے در پے روزے رکھنے سے منع فرمایا تو آپ سے ایک شخص نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ پے در پے روزے رکھتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ میرا جیسا کوئی ہے مجھکو میرا رب شب میں کھلاتا پلاتا ہے۔
احمد و ترمذی و ابوداؤد و ابن ماجہ و دارمی نے سلمان بن عامر رضؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب کوئی افطار کرے تو کھارک پر افطار کرے۔ اس لئے کہ اس میں برکت ہے اگر کھارک نہ ہو تو پانی پر افطار کرے اس لئے کہ وہ پاک کرنے والا ہے۔
ترمذی و ابوداؤد نے انس رضؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نماز سے پہلے کھجوروں پر افطار کرتے تھے۔ اور کھجوریں نہ ہوتیں تو کھارکوں سے اگر کھارکیں بھی نہ ہوتیں تو چند گھونٹ پانی پی لیتے۔
بیہقی نے شعب الایمان میں زید بن خالد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو روزہ دار کو افطار کرائے یا غازی کو اسباب تیار کردے تو اس کو اس جیسا ثواب ملیگا۔
محیی السنہ نے شرح سنہ میں کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔
ابوداؤد نے ابن عمر رضؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم جب افطار کرتے تو یہ فرماتے ذھب الظمأ وابتلت العروق وثبت الاجر انشاءاللہ تعالیٰ۔
ابوداؤد نے معاذ بن زہرہ سے مرسل روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم جب افطار کرتے تو کہتے اللھم لک صمت وعلی رزقک افطرت ٥
بخاری نے ابوہریرہ رضؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جس نے جھوٹ بولنا اور جھوٹ کے ساتھ عمل کرنا نہ چھوڑا تو اللہ تعالےٰ کو اس کے کھانے پینے چھوڑنے کی حاجت نہیں۔
بخاری و مسلم نے حضرت عائشہ رضؓ سے روایت کی ہے کہ آپ کو کبھی احتلام کے سوا جنابت کی حالت میں صبح صادق ہو جاتی پھر آپ غسل کرتے اور روزہ رکھتے۔
بخاری و مسلم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم احرام میں سنگی لگاتے اور روزے میں سنگی لگاتے۔
بخاری و مسلم نے ابوہریرہ رضؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو روزہ دار بھول سے کھالیوے یا پی لیوے تو وہ اپنا روزہ پورا کرے اس لئے کہ اس کو اللہ تعالےٰ نے کھلایا اور پلایا ہے۔
بخاری و مسلم نے اسی سے روایت کی ہے کہ ہم رسول اللہ صلعم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص نے آکر کہا یا رسول اللہ میں ہلاک ہوگیا تو آپ نے فرمایا کہ تجھکو کیا ہے کہ اس نے کہا کہ میں روزہ دار تھا اور اپنی عورت سے صحبت کرلی۔ تو آپ نے فرمایا کہ کیا تو غلام آزاد کرسکتا ہے۔ تو اس نے کہا نہیں تو آپ نے فرمایا کہ کیا تو دو مہینے کے پے در پے روزے رکھ سکتا ہے تو اس نے کہا نہیں، تو آپ نے فرمایا کہ تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاسکتا ہے تو اس نے کہا نہیں تو آپ نے فرمایا ٹھہر۔ اور

رسول اللہ صلعم ٹھہرے رہے اور ہم آپ کے پاس تھے۔ کہ آپ کے پاس کھارک کی ایک بڑی زنبیل آئی تو آپ نے فرمایا سائل کہاں ہے۔ تو اُس نے کہا حاضر ہوں تو آپ نے فرمایا کہ اس کو لے کر صدقہ کردو۔ تو اُس نے کہا یا نبی اللہ کیا مجھ سے زیادہ محتاج پر صدقہ کروں۔ قسم خدا کی اس دو پہاڑ مدینے کے درمیان کوئی گھروالا میرے گھروالوں سے زیادہ محتاج نہیں۔ تو رسول اللہ صلعم نے تبسم فرمایا یہاں تک کہ آپ کے دانت مبارک ظاہر ہوگئے پھر آپ نے فرمایا اچھا اپنے بچوں کو کھلاؤ

بخاری و مسلم نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ کی حالت میں بوسہ دیتے تھے اور مباشرت کرتے تھے اور تم سے آپ اپنی حاجت پر زیادہ تم سے مالک (قادر) تھے۔

ابوداؤد نے ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلعم سے روزہ دار کیلئے مباشرت سے سوال کیا۔ تو آپ نے اُس کو رخصت دی۔ اور دوسرے نے آکر پوچھا تو آپ نے اُس کو منع کیا۔ جس کو رخصت دی تھی وہ ضعیف تھا اور جسکو منع کیا تھا وہ جوان تھا۔

ترمذی و ابوداؤد و ابن ماجہ و دارمی نے انہی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جس کو خود بخود قے آوے اُس پر قضا نہیں۔

ترمذی و ابوداؤد نے عامر بن ربیعہؓ سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو روزہ میں بیشمار مسواک کرتے دیکھا۔

ترمذی نے انسؓ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے آکر رسول اللہ صلعم سے اپنے آشوب چشم کی شکایت کی کہ میں روزہ میں سرمہ لگاؤں تو آپ نے فرمایا ہاں۔

احمد و ترمذی و ابوداؤد و ابن ماجہ و دارمی نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو رمضان میں بغیر رخصت و مرض کے ایک روزہ بھی افطار کرے تو تمام زمانہ اگر روزہ رکھے تب بھی اُس کی قضا نہ کرسکیگا۔

باب مسافر کے روزے کے بیان میں

فمن کان منکم مریضًا او علیٰ سفرٍ فعدۃ من ایام اُخر (قرانجید) تم میں سے جو بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے دنوں میں گنتی پوری کرلیوے۔

بخاری و مسلم نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ حمزہؓ بن عمروؓ بن اسلمی نے رسول اللہ صلعم سے دریافت کیا کہ میں سفر میں روزہ رکھوں۔ اور وہ زیادہ روزے رکھتے تھے۔ تو آپ نے فرمایا چاہو روزہ رکھو اور چاہو افطار کرو۔

ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ نے انس بن مالک الکعبی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے مسافر سے نصف نماز ساقط کردی اور مسافر اور دودھ پلانے والی اور حاملہ سے روزے وضع کردئے۔

باب قضاء کے بیان میں

بخاری و مسلم نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ مجھ پر رمضان کے روزے ہوتے اور میں شعبان بغیر قضا نہیں کرسکتی تھی۔ رسول اللہ صلعم کی وجہ سے۔

مسلم نے معاذہؓ عدویہؓ سے روایت کی ہے کہ اُس نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ حائضہ کس سبب سے روزے کی قضا

کرتی ہے۔ اور نماز کی قضا نہیں کرتی۔ تو حضرت عائشہ نے فرمایا کہ ہکو یہ حالت پہنچی تھی تو ہم روزے کی قضا کے حکم کئے جاتے تھے اور نماز کی قضا کے حکم نہیں کئے جاتے تھے۔

ترمذی نے ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو گذرے اور اُس پر رمضان کے روزے ہوں تو اُس کی جانب سے ہر روزہ کے عوض میں ایک مسکین کھلایا جاوے۔

موطا میں امام مالک نے ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ وہ سوال کئے جاتے تھے کہ ایک دوسرے کی طرف سے روزے رکھ سکتا ہے۔ اور نماز پڑھ سکتا ہے۔ تو آپ فرماتے تھے کہ کوئی کسی کی طرف سے نہ نماز پڑھے اور نہ روزے رکھے

باب نفل روزے کے بیان میں

بخاری و مسلم نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم یہاں تک روزے رکھتے تھے کہ ہم کہتے کہ آپ افطار نہ کریں گے اور اتنا افطار کرتے کہ ہم کہتے کہ آپ روزہ نہ رکھیں گے۔ اور رمضان کے سوا کسی پورے مہینے کا آپ کو روزہ رکھتے میں نے نہ دیکھا۔ اور کسی مہینے میں شعبان سے زیادہ روزے رکھتے نہیں دیکھا۔

مسلم نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ رمضان کے بعد اللہ کے مہینے محرم کے روزے افضل ہیں اور فرض نماز کے بعد شب کی نماز (تہجد) افضل ہے۔

مسلم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے عاشورہ کا روزہ رکھا۔ اور اُس کے روزے کا حکم کیا۔ تو صحابہ نے عرض کیا کہ اس دن کی یہود و نصاریٰ تعظیم کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ اگر میں آئندہ برس زندہ رہا تو نویں تاریخ کو روزہ رکھوں گا۔

مسلم نے ابو قتادہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم دوشنبہ کے روزے سے سوال کئے گئے تھے تو آپ نے فرمایا اُس روز میں پیدا ہوا ہوں اور اُس روز مجھپر وحی نازل ہوئی ہے۔

مسلم نے ابو ایوب انصاری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو رمضان کے روزے رکھکر اُس کے بعد چھ روزے رکھے تو وہ تمام زمانے کے روزے کے مثل ہے۔

بخاری و مسلم نے ابو سعیدؓ خدری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے یوم فطر و نحر کے روزے سے منع فرمایا۔

مسلم نے نبیشۃ الہذلی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ ایام تشریق کھانے پینے اور اللہ کے ذکر کے دن ہیں۔

ترمذی و نسائی نے ابو ذرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ہر مہینے سے تین روزے رکھو تو تیرہویں۔ چودہویں۔ پندرہویں کو رکھو۔

ابوداؤد نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے عرفہ کے روزے رکھنے سے منع فرمایا (یعنی حج میں)

بخاری و مسلم نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ایک روزہ اللہ کی راہ میں رکھے تو اللہ تعالےٰ اُس کے منہ کو آگ سے ستر برس دور کر دیگا۔

نسائی نے حفصہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم چار چیز کو نہیں چھوڑتے تھے عاشورہ کا روزہ۔ عشرہ ذی الحجہ کے روزے اور ہر مہینے کے تین روزے۔ اور صبح سے پہلے دو رکعت (سنت)

ترمذی نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ میں اور حفصہؓ روزہ دار تھیں اور ہمارے لئے ایک پسندیدہ کھانا پیش کیا گیا۔ ہم نے اُسے کھا لیا۔ تو حفصہؓ نے کہا یا رسول اللہ ہم روزہ دار تھے اور ہماری حسب خواہش کھانا پیش ہوا تو ہم نے اُسے کھا لیا۔ ہم روزہ دار تھے تو آپ نے فرمایا دوسرا ایک روزہ اُس کی جگہ میں رکھ لو۔

باب لیلۃ القدر کے بیان میں

لیلۃ القدر خیر من الف شھر (قرآن مجید) شب ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

بخاری نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ شب قدر کو رمضان کی اخیر عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

بخاری و مسلم نے ابو سعیدؓ خدری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے رمضان کے پہلے عشرہ میں اعتکاف کیا پھر درمیان عشرہ میں اعتکاف کیا۔ ایک قبہ ترکیہ میں پھر آپ نے سر نکال کر فرمایا کہ میں نے اس شب کی تلاش میں پہلے عشرہ کا اعتکاف کیا۔ پھر درمیان عشرہ کا اعتکاف کیا پھر مجھکو آکر کہا گیا کہ یہ شب اخیر عشرہ میں ہے تو جن لوگوں نے میرے ساتھ اعتکاف کیا وہ اخیر عشرہ میں اعتکاف کرے کہ یہ شب مجھکو دکھلائی گئی کہ میں اُس کی صبح کو پانی اور کیچڑ میں سجدہ کرتا ہوں سو تم اس کو اخیر عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

راوی کہتے ہیں کہ اُس شب میں آسمان سے بارش ہوئی تھی اور مسجد کی چھت کھجور کے پتوں کی ہونے سے ٹپکتی تھی تو میں نے اکیسویں شب کی صبح کو آپ کی پیشانی میں پانی اور کیچڑ کا اثر دیکھا تھا۔

مسلم نے زر بن حبیشؓ سے روایت کی ہے کہ میں نے ابی بن کعب سے پوچھا کہ بھائی عبد اللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ جو سال بھر قیام کرے وہ اس شب کو پاوے تو اونہوں نے کہا کہ اللہ اُن پر رحم کرے کہ اونہوں نے چاہا کہ لوگ بھروسا نہ کرلیویں۔ وہ جانتے ہیں کہ وہ شب رمضان کے اخیر عشرہ کی ستائیسویں شب ہے پھر اونہوں نے بلا انشاء اللہ کہے قسم کھا کر کہا کہ وہ ستائیسویں شب ہے تو میں نے کہا کہ آپ کس طرح یہ کہتے ہیں تو اونہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلعم کی نشانی ہمیں تبلائی ہوئی ہے کہ اُس روز آفتاب بلا شعاع کے طلوع کریگا۔

مسلم نے عائشہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم اخیر عشرہ میں سب سے زیادہ (عبادت میں) کوشش فرماتے تھے۔

احمد و ابن ماجہ و ترمذی نے اونہی سے روایت کی کہ میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ تبلایئے کہ اگر میں اُس شب کو پاؤں تو اُس میں کیا کہوں تو آپ نے فرمایا یہ کہو۔ اللّٰھم انک عفو تحب العفو فاعف عنی۔

ابوداؤد نے ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ القدر سے سوال کئے گئے تو آپ نے فرمایا کہ وہ پورے رمضان میں ہے۔

باب اعتکاف کے بیان میں

ولا تباشروھن وانتم عاکفون فی المساجد (قرآن مجید) جب تم مسجد میں معتکف ہو تو عورتوں سے نہ ملو۔

بخاری ومسلم نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم رمضان کے اخیر عشرہ میں دفات تک اعتکاف کرتے تھے پھر آپ کے بعد آپ کی ازواج مطہرات اعتکاف کرتی تھیں۔
ابوداؤد نے اونہی سے روایت کی ہے کہ معتکف پر سنت یہ ہے کہ بیمار کی اعادت نکرے اور جنازے پر حاضر نہ ہووے اور عورت کو نہ چھووے اور اس سے مباشرت نکرے۔ اور سوا ضروری حاجت انسانی کے نہ نکلے اور بغیر روزے کے اعتکاف نہیں ہوتا۔ اور مسجد جامع کے سوا اعتکاف نہیں ہے۔

کتاب الحج

قال اللہ تعالےٰ وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا ومن کفر فان اللہ غنی عن العالمین (ترجمہ) اللہ تعالےٰ نے فرمایا اور اللہ تعالےٰ کا فرض لوگوں پر بیت اللہ کا حج کرنا ہے اور جو انکار کرے (یا حج باوجود قدرت کے نکرے) تو اللہ تعالےٰ تمام جہان سے بے پرواہ ہے (اس کو کسی کی حاجت نہیں)
مسلم نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھکر فرمایا کہ اے لوگو تم پر حج فرض کیا گیا۔ تو ایک شخص نے عرض کی کہ یا رسول اللہ کیا ہر سال تو آپ چپ رہے یہاں تک کہ اس نے تین بار عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر میں ہاں کہدیتا تو (ہر سال) واجب ہو جاتا اور تم نہیں کر سکتے (الحدیث)
اور امام احمد اور نسائی اور دارمی کی روایت ابن عباس میں ہے کہ حج ایک مرتبہ (فرض) ہے اگر زیادہ ہو تو نفل ہوا
بخاری اور مسلم نے اونہی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے حج کیا اور شہوت کی باتیں اور کوئی گناہ نہ کیا تو ایسا پاک ہو گیا جیسے آج اس کی ماں نے اس کو جنا۔
بخاری اور مسلم نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک دونوں کے درمیانی گناہ کے لئے کفارہ ہے اور حج کی جنت کے سوا اور کوئی جزا نہیں۔
بخاری اور مسلم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہرگز کوئی مرد کسی (اجنبی) عورت کے ساتھ تنہائی نہ کرے۔ اور ہرگز کوئی عورت بغیر محرم کے سفر نہ کرے تو ایک شخص نے عرض کی کہ یا رسول اللہ فلاں فلاں غزوہ میں میرا نام لکھدیا ہے اور میری عورت حج کو نکلی ہے تو آپ نے فرمایا کہ جا اپنی عورت کے ساتھ حج کر
بخاری اور مسلم نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد کی اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا کہ حج تمھارا جہاد ہے۔
ترمذی اور نسائی نے ابن مسعود سے اور امام احمد وابن ماجہ نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حج اور عمرہ میں متابعت کرو۔ کہ وہ دونوں گناہ اور فقر کو اس طرح مٹاتے ہیں جس طرح بھٹی لوہے کے میل کو مٹاتی ہے۔
ترمذی وابن ماجہ نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ حج کس سے واجب ہوتا ہے تو آپ نے فرمایا زاد راہ اور راحلہ سے۔
ابوداؤد اور ابن ماجہ نے ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے کہ جس نے مسجد اقصیٰ سے مسجد حرام تک حج یا عمرہ کا احرام باندھا تو اس کے اگلے اور پچھلے گناہ بخشدئے گئے

یا اُس کے لئے جنت واجب ہو چکی۔
دارمی نے ابی امامہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسکو ظاہرہ (کوئی ضروری) حاجت یا ظالم بادشاہ یا روکنے والا مرض حج سے منع نکرے اور پھر بھی وہ حج نہ نکرے تو چاہے یہودی ہوکر مرے چاہے نصرانی ہوکر مرے۔
امام احمد نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم حاجی سے ملو تو اُس پر سلام کرو۔ اور مصافحہ کرکے اُسے اپنے لئے استغفار کرنے کا کہو اپنے گھر میں داخل ہونے سے پہلے تو اُس کے لئے منفرت کردی جائے گی۔
بیہقی نے شعب الایمان میں ابو ہریرہ رضؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو حج یا عمرہ یا غزا کے لئے گھر سے نکلے پھر رستے میں مرجاوے تو اُس کے لئے اللہ تعالےٰ غازی اور حج و عمرہ کرنے والے کا ثواب لکھدیتا ہے۔
بزار نے باسناد صحیح ابو ذر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آب زمزم جس چیز کے لئے پیا جاوے اُسی کے لئے ہے۔ اگر تم شفا کے لئے پیوگے تو اللہ تعالےٰ تمکو شفا دیگا اور اگر بھوک کے لئے پیوگے تو اللہ تعالےٰ تمکو سیر کردیگا۔ اور پیاس دور ہونے کے لئے پیوگے تو اللہ تعالےٰ اُس کو دور کردیگا۔ وہ جبرئیل علیہ السلام کے ہاتھ یا پاؤں کے چوکہ مارنیسے ہوا ہے اور اللہ تعالےٰ نے اسماعیل (علیہ السلام) کو سیراب کیا ہے۔
اور حاکم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اگر تم اُس کو کسی سے (اُس سے) پناہ کے لئے پیو تو اللہ تعالےٰ تم کو اُس سے پناہ دیگا۔ اور ابن عباس جب آب زمزم پیتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے۔ اللھم انی اسئلك علما نافعا ورزقا واسعا وشفاء من کلّ داء ۔"

فصل زیارت قبور کے بیان میں

اصح روایت کے موافق مرد و عورت کو زیارت قبور مستحب ہے۔ عینی نے شرح بخاری میں کہا کہ عورتوں کے لئے مکروہ ہے بلکہ اس زمانہ (فساد) میں حرام ہے۔ اور سورۂ یٰسین پڑھنا بھی مستحب ہے اس لئے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو قبرستان میں داخل ہوکر سورۂ یٰسین پڑھے تو اللہ تعالےٰ اُس روز اُن سے عذاب تخفیف کردیتا ہے اور بشمار وہاں کے اموات کے اُس کو ثواب ہوگا۔ اور مختار روایت میں پڑھنے کے لئے قبر پر بیٹھنا مکروہ نہیں ہے۔ اور بغیر قرارت کے قبر پر بیٹھنا اور اُس کو روندنا اور اُس پر سونا اور قضائے حاجت کرنا اور قبرستان کی تر گھاس اور گیلا درخت کاٹنا مکروہ ہے۔ ہاں خشک گھاس اور درخت قطع کرنے میں حرج نہیں۔

دوسرا حصّہ

طریقت کے بیان میں

فالآن اذکر لک مما افادنا بہ لبعض مشائخنا السادات الصوفیۃ فانہ مکاشف رموز الحقیقت وھو المسمّٰی بالاسم المورخ

پس اب میں اپنے بعض مشائخ حضرات صوفیہ کے بعض افادات کو تمہیں بیان کرتا ہوں اور فی الحقیقت یہ اسرار حقائق کا اظہار ہے اور یہی مکاشف رموز الحقیقت اس کا تاریخی نام ہے (اور اس کے ترجمہ کا تاریخی نام خلاصہ حقیقت ہے، مترجم)

بیان الذکر

اعلم ایھا الطالب جعلنی اللہ وایاک من الشاکرین وحشرنی وایاک فی زمرۃ الذاکرین۔ انّ الافضل والمختار فی الذکر ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ لانّ الوارد فی الحدیث افضل الذکر لا الٰہ الّا اللہ ولان فیھا نفی کلّ شیئ ماسوی اللہ تعالیٰ واثباتہ تعالےٰ وذالک الذکر ینقسم الیٰ قسمین حقیقیّ وغیر حقیقیّ امّا الذکر الحقیقی فھو شھود الحق تعالیٰ بعین القلب فی ھذہ الدار واما غیر الحقیقی ینقسم الیٰ قسمین ذکر جلی وذکر خفی امّا الذکر الجلی فھو الذی یتلفظ بلا الٰہ الّا اللہ باللسان وامّا ذکر الخفی فھو الّذی یتحفظ معناھا فی القلب وھو محل مشاھدتہ تعالےٰ والقلب یطلق علی المعنیین احدھما ھو اللحم الصنوبری الشکل المودع فی الجانب الایسر تحت الثدے والثانی ھو نور لطیف ربّانی روحانی تعلق بذلک القلب وھو المسمّٰی بالحقیقۃ الانسانیۃ والروح الانسانی وھو محل لمشاھدتہ تعالیٰ

ذکر کا بیان

اے طالب، اللہ تعالیٰ مجھکو اور تجھکو شکر کرنے والوں میں سے کرے، اور مجھے اور تجھے زمرۂ ذاکرین میں سے اٹھاوے۔ بیشک سب سے افضل و پسندیدہ ذکر لا الٰہ الّا اللہ ہے۔ کیونکہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ سب سے افضل ذکر لا الٰہ الّا اللہ ہے اور اس لئے کہ اس میں اللہ تعالےٰ کے سوا ہر شئی کی نفی ہے اور صرف اللہ ہی کا اثبات ہے۔ اس ذکر کی دو قسمیں ہیں حقیقی اور غیر حقیقی۔ ذکر حقیقی تو یہ ہے کہ اسی دُنیا میں حق تعالےٰ کو قلب کی آنکھ سے دیکھ لے۔

غیر حقیقی کی دو قسمیں ہیں۔ ذکر جلی (ظاہر) ذکر خفی ذکر جلی سے مطلب زبان سے لا الٰہ الا اللہ کہنا ہے۔ ذکر خفی سے مطلب اس کے معنی کو قلب میں محفوظ کرنا ہے۔ جو اللہ تعالےٰ کے مشاہدہ کا محل ہے۔ خود قلب کا اطلاق دو معانی پر ہوتا ہے۔ ایک تو وہ گوشت کا مخروطی شکل کا لوتھڑا۔ جو سینہ میں بائیں طرف رہتا ہے۔ اور دوسرا وہ نور لطیف ربانی روحانی جو اس قلب کے ساتھ متعلق ہے جو حقیقۃ انسانیہ اور روح انسانی کے نام سے موسوم ہے۔ اور جو مشاہدہ الٰہی کا محل واقع ہوا ہے۔

ثم ان القلب لما كمل استعداده وقوی نوره بدوام الذکر المستعد للمراقبة المستعدة للمشاهدة صار مرآة للتجلی الالٰهی وهو الجمع بین البحرین وهو الملتقی بین العالمین ولذالك كان عرش الله تعالی کما جاء فی الحدیث قلب المومن عرش الله تعالی واذا عرفت هذا ظهر لك قول الشیخ محی الدین ابن عربی قدس سره السبحانی

شعر

انا القرآن والسبع المثاني
وروح الروح لا روح الاواني
وفؤادي عند مشهودي مقيم
يشاهده وعندك لساني

باعتبار الوصف وجهان ظاهر و باطن و ظاهره مظلم جسمانی وهو اللحم الصنوبری وباطنه نورانی روحانی وهو الروح الانسانی فكثافته ظلمانية بمباشرة الطبيعية النفسانية ولطافته نورانية بمواجهة الجهة الربانية فهو شهيد تجلی الحق سبحانه وتعالی فی مرآة من غير اتحاد ولا حلول ولا اتصال ولا انفصال فانه تعالی مقدس عن ان يتحد به الحوادث او يتحدث به ويحل فيها ويتصل بها او ينفصل عنها وينفعل منها لان ذلك كله لابد من وجودين والحال ان الوجود واحد لا تعدد له اصلاً فالذكر بقول لا اله الا الله كاشف القلوب وبقول الله كاشف الارواح وبقول هو هو كاشف الاسرار ولا اله الا الله مقناطيس الاسرار فالقلب والروح والسر بمنزلة طير فی قفصة والقفص فی بيت والبيت بمنزلة القلب والقفص بمنزلة الروح والطير بمنزلة السر فلا اله الا الله قوة القلوب الله الله قوة الارواح هو هو قوة الاسرار وافتح باب قلبك بمفتاح قولك لا اله

جب اس قلب کی استعداد کامل ہو جاتی ہے اور پیہم جفاکشی کے ذکر کرنے سے اُس کے نور میں اتنی طاقت پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ مشاہدہ الٰہی کر سکے تو اس وقت تجلی الٰہی کیلئے قلب بمنزلہ آئینہ کے ہو جاتا ہے یہی مراد جمع بین البحرین سے ہے جو دونوں عالموں میں ذریعہ اتصال ہے اسی لئے ایسی حالت میں وہ مثل عرش الٰہی کے ہوتا ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ مومن کا قلب اللہ تعالیٰ کا عرش ہوتا ہے۔ جب تو نے یہ سمجھ لیا تو حضرت شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہ السبحانی کے قول کی حقیقت تجھ پر ظاہر ہو جائے گی کہ میں قرآن اور سبع المثانی ہوں۔ روح کی روح ہوں جسم کی روح نہیں میرا دل اس کی تجلیات کو دیکھنے والا ہے۔

اور تیرے نزدیک میری زبان ہے قلب کی باعتبار وصف کے دو صورتیں ہیں ظاہر و باطن۔ ظاہر تو کثیف جسم رکھنے والا گوشت صنوبری ہے اور باطن نورانی روحانی ہے وہی روح انسانی ہے اس کی کثافت ظلمانیہ نفسانی طبیعت کے ملنے سے ہے اور لطافت نورانیہ اللہ کی طرف متوجہ ہونے سے ہے۔

پس وہ اپنے آئینہ میں حق سبحانہ تعالیٰ کی تجلی بغیر اتحاد حلول۔ اتصال وانفصال کے دیکھتا ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ پاک ہے اس بات سے کہ اس میں کوئی چیز اُتر جائے۔ حل ہو جائے مل جائے۔ یا علیحدہ ہو جائے کیونکہ یہ واقعات دو وجود پر دلالت کریں گے۔ حالانکہ وجود تو ایک ہی ہے جس کے لئے تعدد ممکن نہیں پس ذکر لا الہ الا اللہ دل کو کھولنے والا اور اللہ کا ذکر روح کا کھولنے والا ہے اور ذکر ھو ھو سے اسرار کے پردے اُٹھتے ہیں اور لا الہ الا اللہ اسرار معرفت کے لئے مقناطیسی قوت رکھتا ہے۔ پس دل روح۔ سر کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طائر قفص میں اور قفس گھر میں ہو اور گھر بمنزلہ دل کے ہے اور قفس بمنزلہ روح ہے اور طائر بمنزلہ سر کے ہے پس لا الہ الا اللہ قلوب کے لئے قوت اللہ اللہ ارواح کے لئے قوت اور ہو ہو اسرار کے لئے قوت ہے پس ذکر لا الہ

الا الله وباب روحك بمفتاح قولك الله الله
وباب سرّك بمفتاح قولك هو هو وطريق ذكرك
بالذكر المشار اليه اذا اردت ان تقول
بلسانك لا اله الا الله وتحفظ بقلبك معناها
نفيا واثباتا فالمنفى هنا ان تنفى انيتك الوهمية
بان تتصور لا انانية لى عند قولك لا اله والاثبات
ان تثبت وجود الله تعالى عند قولك الا الله
واذا اردت ان تقول بلسانك الله الله و
تحفظ بقلبك معناها ومقصودك بها اثباته
فقط وان اردت ان تقول بلسانك هو هو
فتحفظ بقلبك معناها المومى اليها بالاثبات
المذكور ثمّ الفارق بين الذكر بقولك الله
الله وبقولك هو هو ان قولك الله الله مشير
الى ظاهر ذات الحق باعتبار شمول ظهوره
لبطونه وقولك هو هو مشيرا الى باطن ذات
الحق تعالى باعتبار شمول بطونه لظهوره
ثمّ اذا اردت الذكر فى الخلوت بالذكر المكنى
اليه فتغتسل وتب من جميع المعاصى و
تطهر ثيابك ومكانك وتقعد فى الخلوة متربعا
مستقبل القبلة واضعا يديك على ركبتيك
غامضا عينيك شارعا فى الذكر باتمّ التعظيم
والتكريم بحيث تطلع لا اله من تحت صدرك
تضرب بالا الله على قلبك حتى يتصل تاثيره
بجميع اعضائك ويستقر فيها وتدوم بها
المشاهدة فان حصلت لك المشاهدة
حصل لك المراد فاذا ورد وارد فى خاطرك
حال ذكرك فتنفيه بلا اله وتثبت وجود الله
بالا الله حتى يفرغ قلبك من الخيالات الوهمية
المجازية فعند ذلك تشتغل بمشاهدته
تعالى فذكر لا اله الا الله مركب من نفى و
اثبات فبالنفى يزول مرض القلب من الاخلاق

الا اللہ کی کنجی سے اپنے قلب کا دروازہ کھول اور اپنی
روح کا دروازہ اللہ کے ذکر کی کنجی سے اور اسرار کا دروازہ ہو ہو
کے ذکر سے کھول مذکورہ بالا ذکر کا طریقہ یہ ہے کہ جب زبان
سے لا الہ کہنے کا ارادہ کرے تو قلب میں اس کے اثباتی اور
منفی معانی کو محفوظ کرے پس منفی معنی محفوظ کرنے سے یہ
مراد ہے کہ اپنی ہستی کی نفی کردے۔ یعنی لا الہ کہنے کے وقت سمجھ لے
کہ میرا وجود نہیں ہے اور اثباتی معنی سے یہ مطلب ہے کہ
الا اللہ کہتے وقت یہ سمجھے کہ اللہ ہے اور جب زبان سے
اللہ اللہ کہے تو دل میں اس کے معنی محفوظ رکھے کہ فی الواقع
اللہ ہے اور جب زبان سے ہُو ہُو کہے تو مذکورہ بالا اثباتی
معنی قلب میں محفوظ کرے۔ اللہ اللہ اور ہُو ہُو کے ذکر میں
ظاہر فرق یہ ہے کہ اللہ اللہ سے تو حق تعالیٰ کی ظاہر ذات کی طرف
اشارہ ہے اس اعتبار کے ساتھ کہ اس کے ظاہر کے ساتھ
باطن بھی شامل ہے لیکن ہو ہو سے حق تعالیٰ کی ذات
باطن کی طرف اشارہ ہے اس اعتبار کے ساتھ کہ اس
کے باطن کے ساتھ ظاہر بھی شامل ہے
پس جب تو خلوت میں ذکر کا ارادہ کرے تو پہلے غسل
کر اور تمام گناہوں سے توبہ کر کپڑے اور جگہ کو پاک
وصاف کر اور چار زانو گھٹنوں پر ہاتھ رکھکر قبلہ رو بیٹھ جا۔
آنکھیں بند کرکے تمام وکمال تعظیم وتکریم کے ساتھ ذکر
شروع کر اس طرح کہ لا الہ کو ناف سے کھینچکر الا اللہ
کی ضرب دل پر لگادے حتی کہ اس کی تاثیر تمام اعضاء
میں سرایت کرے اور ان میں ٹھہر جائے اور اس کے ساتھ مشاہدہ
برقرار رہے پس اگر تجھے مشاہدہ حاصل ہوگیا تو مراد حاصل
ہوگئی۔
جب ذکر کے وقت کوئی خطرہ گذرے تو اس کو لا الہ
سے مٹادے اور الا اللہ کے ساتھ وجود خدا کو
قائم رکھ حتی کہ تیرا قلب خیالات وہمیہ
مجازیہ سے خالی ہوجائے پس اس وقت مشاہدہ خدا
میں مشغول ہو جا۔ تو ذکر لا الہ الا اللہ نفی واثبات سے
مرکب ہے تو نفی سے تو امراض قلب مثل اخلاق

النفسانية وبالاثبات تحصل صحة القلب لي من اشراق الانوار الربانية بمشاهدة الله تعالى وان تحقق هذا القلب فى الذكر صار صاحبه من خاص الخواص من اولياء الله تعالى فافهم

بيان المراقبة

اعلم ايها الطالب جعلني الله واياك من الراغبين وحشرني واياك فى زمرة المراقبين المراقبة هى التى تخرج من الحول والقوة مراقبا للحق تعالى معرضا عما سواه مستغرقا فى بحر مشاهدته فلا تحصل تلك المراقبة الا بملازمة الذكر وهو الخروج عن ذكر ما سوى الله تعالى ونسيان غيره تعالى بان يلازم ذكره ومراقبته تعالى دائما فى جميع اوقاتك وحالاتك فاذا حصلت المراقبة حصلت المشاهدة ثم ان الذكر المستعد للمراقبة ثلثة اصناف احدها ذكر القلب وهو ان لا تنساه لقابه وثانيها ذكر نعوت المذكور وهو الذى استولى به شهودها على نفس الذاكر بحيث يغيب عن نفسه وثالثها ذكر شهود المذكور وهو الذى تعقبه الغيبة عن الذكر فان شروط الذكر هو الذى غرق الذاكر فى ذكر المذكور وغاب الذاكر فى المذكور ثم المراقب حال مراقبته له تعالى ينبغي ان يراقب له تعالى بعين بصيرته فنظره فى كل العوالم من الاجسام وعالم المثال وعالم الارواح و عالم المعانى بالصورة المناسبة بذلك العالم بان يظهره عنده فى كل صورة وجه الله الذى عبر عن وجود تلك الصورة فى الاشياء كلها وهو الاسماء من الاسماء التى عليها الذات التى ظهرت فى الاشياء لان ظاهر تلك الاشياء

نفسانیہ وغیرہ زائل ہو جاتے ہیں اور اثبات سے قلب کی صحت حاصل ہو جاتی ہے جیسے اللہ سبحانہ کے مشاہدہ سے اُس کے انوار ربانیہ درخشاں ہونے لگتے ہیں جب ذکر الٰہی میں یہ قلب مستقر ہو جاتا ہے تو ذاکر خواص اولیاء اللہ سے شمار ہونے لگتا ہے۔

مراقبہ کا بیان

اے طالب اللہ سبحانہ مجھکو اور تجھکو راغبین سے کرے اور میرا اور تیرا حشر مراقبین میں کرے۔ سمجھ لے کہ مراقبہ اس کا نام ہے کہ بالکلیہ اپنی قوت وطاقت سے خارج ہوکر اور تمام ماسوا سے روگرداں ہوکر صرف اُسی حق سبحانہ کا خیال دل میں محفوظ رکھ کر اُس کے دریائے مشاہدے میں غرق ہو جائے پس بلا ملازمت ذکر کے مراقبہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ پس اللہ سبحانہ کا ذکر اس طرح لازم ہو جائے کہ تمام ماسوا کو فراموش کر دیا جائے اور ہمیشہ ہر حال میں اُسی کا ذکر وخیال دل میں محفوظ رہے جب مراقبہ کامل ہوگا تو مشاہدہ حاصل ہو جاویگا۔ پھر ذکر موجب تکمیل مراقبہ کی تین قسمیں ہیں ایک اس طرح ذکر قلبی ہے کہ اللہ سبحانہ کی تربیت کی وجہ سے اُس کو کبھی فراموش نہ کیا جاوے۔ دوسری قسم صفات مذکورہ کا اس طرح ذکر کیا جاوے کہ نفس ذکر پر اُس کا شہود غالب ہو جاوے بلکہ اپنی ہستی سے بھی غائب ہو جاوے۔ تیسری قسم مذکور کا اس طرح مشاہدہ ہو جاوے کہ ذکر سے بھی بیخودی حاصل ہو جائے اس واسطے کہ اصل ذکر کی بڑی شرط یہ ہے کہ ذاکر مذکور میں غرق اور غائب ہو جائے۔
پھر بوقت مراقبہ کے اللہ سبحانہ کا عین بصیرت سے مراقبہ کا مراقبہ کرنا ضروری ہے۔ پس عالم اجسام اور عالم مثال عالم ارواح اور عالم معانی میں اُس عالم کی مناسب صورت سے اُس کو دیکھے اس واسطے کہ وہ سبحانہ تعالےٰ ہر ایک عالم کی صورت مناسبہ سے اُس کے قلب میں تجلی فرماویگا۔

اور درحقیقت وہ صورتیں اُس کے اسماء کے مظاہر ہیں اس واسطے کہ سب اشیاء میں اُسی کا وجود ظاہر ہے

لایکون الا الظاهر وجود الحق تعالی وهو لایکون
ذلک الا شیون صورة ذاته تعالی و
ذلک شیون فی مرتبته الاحد وغیب الهویة
عین ذاته تعالی لان تشخص الشئ مثلاً عین
حقیقته لاغیر مع عوارض المشخصة لها
لکن باعتبار تغائرهما العقلی فلاشخاصه مظاهر
الحقائق الخارجیة کما انها مظاهر لذات المطلق
فلاینظر احد من العارفین بکل عین ونظر شیئا
من الاشیاء الا ینظر وجود الحق تعالی فی قلبه
اولا ثم بعد ذلک ینظر لک الشئ فاذا رأی
احد خلقا من المخلوقات مثلاً فقد رأی الاول
والاخر والظاهر والباطن فرأی الحق الموصوف
بهذه الاسماء فان من رأیه من مراتبه
الاعیان الثابتة فهو فی المقام الجمع وطریق
المراقبة المستعدة لمشاهدته تعالی ان
تنفی انیتک الوجودیة اولا وهو عین معنی لا اله
ثم تثبت الحق تعالی فی قلبک ثانیا وهو عین معنی
معنی الا الله وان تدوم بذلک فی مراعاتک سر
بملاحظة الحق تعالی فهو فی المثال فی تلک الحالة
کحال الهرة فی وقت مراقبتها للصید حتی اختلت
المراقبة اختل الغرض فهذا قال ابن الفارض
لو حضرت لی سواک ارادة علی خاطری
سهوا قضیت بردتی فینبغی لک ان تدوم فی
سرک مشاهدة الحق تعالی لیحصل لک الربح
العظیم والثواب الکریم فافهم

بیان التوجه

علم ایها الطالب جعلنی الله وایاک من المتو
جهین وحشرنی وایاک بینهم ان التوجه هو الخروج
عن کل داعیة تدعو الی غیر الله تعالی
وتتوجه بکلیة الی الله عزوجل وتحضر مع الله

اور وہ ظہور علمیہ اوسی کے شیونات ذاتیہ ہیں اور مرتبۂ احد
اور غیب ہویہ میں وہ شیونات عین ذات ہیں اس واسطے
کہ شے کا تشخص مع عوارض مشخصہ کے اس کی عین حقیقت
ہے غیر نہیں لیکن اون دونوں میں تغائر عقلی کا اعتبار ثابت
ہے اور اس کے تشخصات حقائق خارجیہ کے مظاہر ہیں
جیسے حقائق خارجیہ ذات مطلق کے مظاہر ہیں سو اب
عرفا اپنی عین بصیرت سے ہر شئے میں اولاً وجود حق سبحانہ
ملاحظہ کریں گے - بعد ازاں اس شے کو دیکھیں گے -
(دوسرے مرتبہ کی) ظاہری مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص
مخلوقات میں سے کسی شئے کو دیکھے تو اس شے کا اول آخر
ظاہر باطن کا خیال گذریگا - پھر سمجھیگا کہ ہر شے کا اول آخر
ظاہر باطن تو خدائے تعالیٰ ہے تو اس کو مرتبہ اعیان ثابتہ
میں دیکھے گا وہ مقام جمع میں ہے اور تحصیل مشاہدہ کے لئے
مراقبہ کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے اپنی خودی کی نفی کرے اور یہی
لا الہ کے معنی ہیں - پھر حق تعالیٰ کو اپنے قلب میں ثابت
کرے اور یہی الا اللہ کے معنی ہیں -
اور ہمیشہ باطن میں حق کے ملاحظہ کے ساتھ اس کی رعایت
رکھے -
اس وقت کا حال مثل اس بلی کے ہونا چاہیئے جو شکار کے
خیال میں ہوتی ہے -
جب مراقبہ میں خلل واقع ہوگا تو مقصود میں بھی خلل
واقع ہو جاوے گا - اس مقام میں ابن الفارض کا
قول ہے کہ اگر میرے قلب پر بجز تیرے سہواً بھی خیال گذرے
تو میں اپنی مرتدی کا حکم لگا دوں گا - تو اب ضرور ہے کہ
ہمیشہ تیرے باطن میں مشاہدۂ حق کا خیال رہے تاکہ تجھکو بڑے راحت
اور ثواب عظیم حاصل ہو،

توجہ کا بیان

اے طالب اللہ تعالیٰ مجھکو اور تجھکو متوجہین میں سے کرے
اور انہی کے زمرہ میں میرا اور تیرا حشر کرے سمجھلے کہ توجہ
ایسے خیالات سے باز رہنا ہے جو غیر اللہ کی طرف متوجہ کرے اور بالکلیہ
اس حق سبحانہ کی جانب متوجہ ہو جاوے اور اپنی تمام

فی جمیع حرکاتک و سکناتک وطریق التوجّہ ان یکون قلب المتوجّہ حاضرا باللہ تعالےٰ مجرّدا عن لباس الحروف والاصوات العربیّة والعجمیّة خالیا من جمیع الجہات کلّہا وھو فی المثال کشخص اراد ان ینغمس برأسہ فی البحر وینغمسہ فی داخل ذٰلک البحر الی حدّ عنقہ و یفتح عینیہ فیہ فما رأی الّا البحر کذٰلک الّذی من کان یتوجّہ بعین قلبہ الی الحق تعالےٰ فلم ینظر الّا وجود الحق تعالیٰ فاعلم ذٰلک و اذا عسر علیک ذٰلک التوجّہ فعلیک بالتوجّہ الی طریق آخر وھو ان لا تغفل ولا تنسی الاسم الجامع اللہ فی قلبک وراقب معناہ دائما کلّ اوقاتک و جمیع حالاتک وھو فی المثال کناظر الی شیٔ ثم یتعقل بذالک النّظر فی اللہ معنی الاسم الجامع وھو ذات الحق تعالےٰ فانّک اذا امعنت النّظر فی ھذا الشّغل وتحققت بہ فی ھذا التوجّہ بالکلّیة تظہر لدیک الاسرار الرّبّانیة و تجلّی علیک الانوار الالٰھیّة من غیر نہایة ولا غایة لفضلہ وکرمہ فافہم ھذا السّرّ العجیب الذی لیسیر الیک بھذہ الکلمة العربیّة فان القول الشریف ما لا ینحل عقدہ و لا ینتشر فلا یکاد ان تحصی وتحصر محاسنہ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء فافہم حقیقة قول انی وجّہت وجہی للّذی فطر السّمٰوٰت والارض حنیفا امّا تتفکر و تسمع قول الحق تعالیٰ اقرأ کتابک کفی بنفسک الیوم علیک حسیبا فلا تفش ذٰلک لغیر اھلہ لانّہ ما یکون قبول الاسرار الا صدور الاحرار ۔

ولقد قال النبیّ صلعم لا تعطوا الحکمة غیر اھلہا فتظلموھا ولا تمنعوھا لاھلہا فتظلموھم

حرکات و سکنات میں اُسی کو حاضر و ناظر سمجھے ۔ اور توجہ کا طریقہ یہ ہے کہ ہمیشہ متوجہ کا قلب اللہ تعالےٰ کے ساتھ حاضر رہے جو عربی عجمی حروف و اصوات کے لباس سے مجرّد ہو اور اُس کا قلب تمام جہات سے خالی ہو اُس کا حال مثل اُس شخص کے ہے جو دریا میں اپنے سر کو گردن تک ڈبا وے ۔ اور اُس میں اپنی آنکھیں کھولے تو بجز دریا کے اور کچھ نہیں دیکھیگا پس اسی طرح جو شخص اپنی چشم بصیرت سے خدائے تعالےٰ کی جانب متوجہ ہوگا تو وہ بھی وجود حق کے سوا اور کچھ نہیں دیکھے گا ۔ اس کو خوب سمجھ لے اور اگر تجھ پر ایسی توجہ دشوار ہو تو توجہ کا دوسرا طریقہ اختیار کر کہ اللہ اسم جامع کو کسی حال میں فراموش نہ کرے اور کسی وقت اس سے غافل نہ ہو ۔ اور ہمیشہ اپنے جمیع اوقات و حالات میں اُس کے معنی قلب میں محفوظ رکھیں ۔ اور اُس کا حال مثل اُس شخص کے ہو جو کسی شے کی جانب ٹکٹکی لگائے ہوئے ہو اسی طرح اسم جامع اللہ کے معنی کیطرف نظر لگی رہے کہ ہر جگہ وہی موجود ہے جب تو اس شغل میں اپنی نظر کو قائم کر لیگا اور اس توجہ میں بالکل ثابت ہو جاویگا ۔ تو تجھ پر اسرار ربانیہ ظاہر ہوں گے ۔ اور اُسی کے فضل و کرم سے بے انتہا انوار الٰہیہ تجھ پر متجلّی ہوں گے ۔ تو اس عجیب راز کو خوب سمجھ لے کہ میں نے عربی عبارت میں تجھ سے بیان کر دیا ہے ۔ (اور بندہ محمد یوسف نے اردو زبان میں اس کا وضاحت سے ترجمہ کر دیا ہے ۔) اس لئے کہ قول شریف وہ ہوتا ہے کہ اُس کی گرہ نہ کھلے ۔ اور وہ بات منتشر نہ ہو جائے تو اُس کی خوبیں بے شمار و بے حساب ہوتی ہیں یہ اللہ سبحانہٗ کا بڑا فضل ہے وہ جسے چاہے عطا کرے ۔ اب قول انی وجہت وجہی للذی فطر السمٰوٰت والارض حنیفا کی حقیقت سمجھ جاؤ ۔ (میں نے اُس کی ذات کی طرف توجہ کی جس نے زمین و آسمان پیدا کئے) لیکن حق سبحانہٗ کا یہ قول سُن لے اور سمجھ لے کہ تو اپنی کتاب پڑھ آج تجھکو اپنا حساب بس ہے کہ تو اس راز کو غیر اہل پر ظاہر نہ کر اس واسطے کہ محرم راز ہی کے سینے قبول اسرار کر سکتے ہیں ۔

اسی لئے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ غیر اہلوں کو حکمت کی باتیں مت بتاؤ کہ اس پر ظاہر کرنا ظلم ہے اور

انّ اللہ لایحب الظالمین ثمّ انہٗ لا یکون کلّ قلب یصلح للسرّ ولا کل صدف ینطبع الدّر ولا لکلّ قوم مقال ولا کلّ علم یقال و علیک باعمال ظاھر الشرع اولا فاذکرلک بعض اصولھا =

روی الحافظ ابو القاسم عبد الرحمن بن محمّد بن اسحٰق بن مندۃ و الحافظ ابو الحسین علی ابن ابی القاسم بن بابویۃ الرازی فی الاربعین ابن عساکر والرّافعی عن سلمان قال سئلت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الاربعین حدیثان التی قال من حفظھا من امتی دخل الجنۃ قلت وما ھی یارسول اللہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان تؤمن باللہ والیوم الاخر والملائکۃ والکتب والنبیّین والبعث بعد الموت والقدر خیرہ وشرّہ من اللہ تعالےٰ وان تشہد لا الٰہ الّا اللہ وانّ محمدا رسول اللہ وتقیم الصلوٰۃ بوضوء سابغ لوقتھا وتؤتی الزکوٰۃ وتصوم رمضان وتحجّ البیت ان کان لک مال وتصلّی سبعۃ عشر فرضًا فی کلّ یوم ولیلۃ والوتر لا تترکہ فی کلّ لیلۃ ولا تشرک باللہ شیئا ولا تعقّ والدیک ولا تاکل مال الیتیم ظلما ولا تشرب =

الخمر ولا تزن ولا تحلف باللہ کاذبا ولا تشہد شہادۃ زور ولا تعمل بالھوی ولا تغیب اخاک المسلم ولا تقذف المحصنۃ ولا تغلّ اخاک المسلم ولا تلعب ولا تلہ مع اللاھین ولا تقل للقصیر یا قصیر وترید بذالک عیبہ ولا تسخر باحد من الناس ولا تمش بالنمیمۃ بین الاخوین واشکر اللہ تعالےٰ علی نعمتہ وتصبر علی البلآء والمصیبۃ -

اس کے اہل سے منع مت کرو کہ اس سے روکنا بھی ظلم ہے اور خدائے تعالےٰ ظالموں کو پسند نہیں فرماتا پھر بلاشبہ ہر ایک قلب راز کے لائق نہیں ہوتے - اور ہر ایک سیپ میں موتی نہیں ہوتا - اور ہر ایک قوم گفتگو کے سزاوار نہیں اور سب علم ظاہر نہیں کئے جاتے - اور تم پہلے ظاہر اعمال ظاہر شرع کو لازم پکڑو اس لئے بعض اصل اعمال شرع کو تم سے بیان کرتا ہوں -

حافظ ابو القاسم عبد الرحمٰن بن اسحاق بن مندہ نے اور حافظ ابو الحسین علے بن ابی القاسم بن بابویہ رازی نے اربعین ابن عساکر میں روایت کی ہے اور رافعی حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول مقبول صلعم سے ان چالیس امور کی بابت سوال کیا کہ جس کی فضیلت میں حضور اکرم صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ میری امت میں سے جو شخص اس کی محافظت کریگا جنت میں داخل ہوگا - تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ چالیس امور کون سے ہیں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ یہ ہیں کہ تم اللہ سبحانہٗ اور قیامت اور ملائکہ اور کتب اور انبیا اور بعث بعد الموت پر ایمان لاؤ اور یہ ایمان رکھو کہ کل قضا و قدر خیر و شر اللہ سبحانہٗ کی طرف سے ہے اور اس کی گواہی دو کہ اللہ سبحانہٗ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں - اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سچے رسول ہیں - اور اچھی طرح وضو کرکے وقت پر پنجوقتہ نماز ادا کرو اور زکوٰۃ دو اور ماہ رمضان کے روزے رکھو اور بشرط استطاعت حج بیت اللہ ادا کرو اور شب و روز میں سترہ رکعت فرض نماز کے سوا شب کو نماز وتر ترک نکرو - اور اللہ سبحانہ کے ساتھ کسی کو شریک نکرو - اور اپنی والدین کی نافرمانی مت کرو اور ناحق مال یتیم کا نہ کھاؤ اور شراب مت پیو اور زنا مت کرو اور اللہ کی جھوٹی قسم مت کھاؤ اور جھوٹی گواہی مت دو - اور اپنی نفسانی خواہشات پر مت چلو اور اپنے مسلمان بھائیوں کی غیبت نکرو اور زن پارسا کو بری تہمت مت دو اور اپنے مسلمان بھائیوں سے دغا مت کرو اور بُرے کھیل اور فضول تماشہ ہنسی ٹھٹھا کے مشغول مت ہو - اور چھوٹے کو عیب و حقارت سے ناٹا مت کہو اور کسی شخص کا مذاق مت کرو اور دو برادر و مومنین چغلخوری نکرو اور اللہ سبحانہٗ کا اس کے احسانات پر شکر کرو -

اور بلا و مصیبت پر صبر کرو -

(کذا فی کنز الاعمال للشیخ التقی علی المتقی)

وعن جابر ابن عبد الله الانصاری رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال مازال یوصینی جبرئیل بالجار حتی ظننت انه یجعله وارثا ومازال یوصینی بالنساء حتی ظننت انه سیحرم طلاقهن ومازال یوصینی بالمملوکین حتی ظننت انه یجعل لهم وقتا یعتقون فیه ومازال یوصینی بالسواک حتی ظننت انه فریضة ومازال یوصینی بالصلوة فی الجماعة حتی ظننت انه لایقبل الله صلوة الا فی الجماعة ومازال یوصینی بقیام اللیل حتی ظننت انه لانوم باللیل ومازال یوصینی بذکر الله حتی ظننت انه لاینفع قول الا به

(کذا فی المنبهات)

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ثلث من کل شهر ورمضان الی رمضان فهذا صیام الدهر کله عن عائشة صدیقه رضی الله تعالے عنها قالت کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یصوم الاثنین والخمیس رواه الترمذی والنسائی کذا فی المشکوة۔

این چند کلمات توحید وسلوک طریقت برائے طالب صادق نوشته آید تا ایشان را ذوق وشوق دست دهد واین فی الحقیقت انکشاف مسائل الطریقت است وهمین اسم تاریخ اوست ای عزیزی باید که کم گفتن وکم خفتن وکم اختلاط بخلق اختیار کند وذکر جهر وذکر خفی به پاس انفاس از مرشد تلقین شود چند مدت بر ان مداومت کند۔ لبعده ذکر قلب تلقین شود برو مداومت کند چند مدت در باطن دل لفظ الله تصور کند لبعده چون توحید از مرشد تربیت شود که عبارت است از کیفیت وجود خلق از حق برد

(اسی طرح شیخ تقی علی متقی کی کنز الاعمال میں ہے)

اور حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام ہمیشہ مجھکو ہمسایہ کی بابت، وصیت فرمایا کرتے تھے ۔ یہاں تک کہ مجھکو گمان ہوگیا کہ شاید اُس کو وارث کردیا جاویگا اور ہمیشہ مجھکو عورتوں کی بابتہ وصیت فرمایا کرتے تھے حتی کہ میرا خیال ہوا کہ ایک وقت سب آزاد کردئے جائیں گے ۔ اور ہمیشہ مجھکو مسواک کے بارہمیں وصیت فرمایا کرتے تھے یہاں تک کہ میرا خیال اُس کی فرضیت کا ہوگیا اور ہمیشہ مجھکو نماز باجماعت اداکرنیکی وصیت کیا کرتے تھے یہانتک کہ میرا خیال ہوا کہ شب کو سونے کا حکم ہی نہیں ہے اور ہمیشہ مجھکو یاد الہی کی وصیت کیا کرتے تھے حتی کہ مجھکو خیال ہوگیا کہ بجز ذکر الہی کے کوئی کلام نافع ہی نہیں ہے ۔

(کذا فی المنبهات)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین روزے ہر مہینے میں اور رمضان سے رمضان تک یہ پورے زمانہ کا روزہ ہے ۔ اور روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ رکھتے تھے ۔ پیر اور جمعرات کو بیان کیا ۔ اُس کو ترمذی اور نسائی نے ۔ ایسا ہی مشکوٰہ میں ہے ۔

یہ توحید و سلوک طریقت کے چند کلمات طالب صادق کے لئے تحریر کئے جاتے ہیں تاکہ اس سے ان کو ذوق وشوق حاصل ہو اور یہ درحقیقت انکشاف مسائل الطریقت ہے اور یہی اُس کا تاریخی نام ہے (۱۲۴۳ھ) اور ترجمہ کا تاریخی نام نعمتکدہ اہل طریقت ہے مترجم ۔ اے عزیز چاہئے کہ کم بولنا اور کم سونا اور کم ملنا خلق سے اختیار کرے اور ذکر جہر اور ذکر خفی بہ پاس انفاس جیسا کہ مرشد سے سیکھا ہو چند مدت اُس پر مداومت کرے بعد اُس کے ذکر قلبی تلقین ہو تو اُس پر مداومت کرے چند مدت دل میں لفظ اللہ خیال کرے اور اُس کے بعد جب توحید مرشد تلقین کرے کہ مراد ہے کیفیت وجود خلق

ماند واگر قابلیت تربیت توحید نباشد در اذکار
مذکور مشغول شود کہ بعنایت اللہ وصول حق خواہد
شد۔ بعدہ در اشغال مشرب شطار مشغول شود
کہ دراں فنا فی اللہ بلکہ فنا فی الاحد است کہ مرتبہ بحت
ولا تعین است چوں کمال وصول حق شود مداومت
بریکے از اشغال مشرب شطار کند تا مقام تمکین
حاصل شود تا مقام تلوین باشد تفرقہ پیدا شود۔
ریاضت کند ریاضت بیداری با ترک طعام بقدری
کہ تواند در ہر ماہ دہ روز ریاضت کند و ترک
حیوانات کند وچوں مقام تمکین حاصل شود۔
دابوالحال باشد ہر روز شغل دوازدہ رکن کند ونیز
ذکر جہر کند تا ہوشش در باطن نماند ایضاً بر نماز
اشراق وضحیٰ وتہجد مداومت کند وسہ پایہ سمیع
بصیر علیم مداومت کند المقصود دائم الحال در مشغولیت
حق وحضور حق کوشد و تا یک ونیم پاس مشغول
شود وورد اختیار کند ورد این است بعد
نماز فجر آیۃ الکرسی بخواند واین آیہ بخواند۔

رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِكَ وَلَا
تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ بعدہ
این دعا بخواند اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَصْبَحْتُ اُشْهِدُكَ
وَاُشْهِدُ حَمَلَةَ عَرْشِكَ وَمَلَآئِكَتَكَ وَ
جَمِیْعَ خَلْقِكَ اِنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ
وَحْدَكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ وَاَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلٰنَا
مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ

بعدہ چہل ویکبار یا عزیز بگوید برائے دین ودنیا
بعد مسبعات عشر بخواند بعد از مسبعات عشر اسماء
اسمار حسنیٰ نود و نہ ۹۹ نام بخواند بعدہ چہل اسمائے
عظام پنج بار یا شش بار بخواند مسبعات عشر
این است ہفت ۷ بار فاتحہ وہفت ۷ بار سورۃ

کی حق سے اس پر رہے اور اگر قابلیت تربیت توحید کی
نہ ہو وے تو ذکر میں مشغول رہے کہ اللہ تعالےٰ کی عنایت
سے واصل حق ہوگا۔ اس کے بعد اشغال مشرب شطار
میں مشغول ہو کہ اس میں فنا فی اللہ بلکہ فنا فی الاحد ہے
کہ مرتبہ بحت ولا تعین ہے جبکہ کامل حصول حق ہو دے
تو ایک شغل کو مشرب شطار سے ہمیشہ کرتا رہے۔ جبکہ مقام
تمکین حاصل ہو جبتک مقام تلوین رہیگا۔ تفرقہ رہیگا اور ریاضت
بیداری جبتک کی کرے کھانا چھوڑنے سے۔ جسقدر ہو
سکے ہر مہینے میں دس روز ریاضت کرے۔ ترک حیوانات
کے ساتھ اور جب مقام تمکین حاصل ہو۔
اور ابو الحال ہو ہر روز شغل بارہ ۱۲ رکن کرے اور ذکر
جہر بھی کرتا رہے تاکہ باطن میں ہوشیاری رہے اور
نماز اشراق و چاشت و تہجد کی مداومت کرے
اور ۳ سہ پایہ سمیع بصیر علیم کی مداومت کرے حاصل
کلام ہر وقت مشغولیت حق اور حضور حق میں کوشش
کرے اور ڈیڑھ پہر تک مشغول رہے اور یہ ورد اختیار
کرے بعد نماز فجر آیۃ الکرسی پڑھے اور یہ آیت مرقومہ پڑھے۔
(ترجمہ) اے ہمارے پروردگار تو ہمیں وہ چیزیں عنایت فرما کہ جس کا
تو نے اپنے رسولوں سے وعدہ فرمایا ہے۔ اور بروز قیامت ہمیں رسوا
نکرنا بلاشبہ تو وعدہ کا خلاف نہیں کرتا یا الہی ہم نے تیرے ہی فضل
سے صبح کی اب ہم تجھکو گواہ رکھتے ہیں اور تیرے حاملان
عرش اور تیرے تمام ملائک اور تیری سب مخلوقات کو اس
بات پر گواہ بناتے ہیں کہ تو ہی خدا ہے اور تیرے سوا کوئی معبود
نہیں تو اکیلا سب کا مالک ہے تیرا کوئی شریک نہیں اور نیز
ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیرے خاص
بندے اور تیرے رسول ہیں۔
بعد اس کے اکتالیس بار یا عزیز کہے۔ واسطے دین اور
دنیا کے۔ اس کے بعد مسبعات عشر پڑھے۔ مسبعات
عشر کے بعد اللہ تعالےٰ کے ننانوے نام پڑھے۔
اس کے بعد چالیس اسماء عظام پانچ یا چھ بار پڑھے
مسبعات عشر یہ ہیں۔

النّاس و ہفت بار سورۂ فلق ہفت بار اخلاص ہفت
بار سورۃ الکافرون و ہفت بار آیۃ الکرسی و ہفت بار
سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ
وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ و یکبار
عَدَدَ مَا وَسِعَهٗ عِلْمُ اللّٰهِ وَزِنَةَ مَا عَلِمَ اللّٰهُ وَمِلْأَ
مَا عَلِمَ اللّٰهُ بگوید و ہفت بار اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا
مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ
وَعَلٰى اٰلِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ و ہفت بار اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ
لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ تَوَالَدَا وَارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِيْ
صَغِيْرًا وَاغْفِرِ اللّٰهُمَّ لِجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ
وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ
بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ و ہفت بار اَللّٰهُمَّ
يَا رَبِّ افْعَلْ بِيْ وَبِهِمْ عَاجِلًا وَّاٰجِلًا فِي الدِّيْنِ
وَالدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ مَا اَنْتَ لَهٗ اَهْلٌ وَلَا تَفْعَلْ
بِنَا يَا مَوْلَانَا مَا نَحْنُ لَهٗ اَهْلٌ اِنَّكَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ
جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ـ
سہ بار سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَلِيِّ الدَّيَّانِ سُبْحَانَ اللّٰهِ
الْحَنَّانِ الْمَنَّانِ سُبْحَانَ اللّٰهِ الشَّدِيْدِ
الْاَرْكَانِ سُبْحَانَ اللّٰهِ فِيْ كُلِّ مَكَانٍ سُبْحَانَ
مَنْ لَّا يَشْغَلُهٗ شَاْنٌ عَنْ شَاْنٍ سُبْحَانَ
مَنْ يَّذْهَبُ بِاللَّيْلِ وَيَاْتِيْ بِالنَّهَارِ
بوقت غروب گوید سُبْحَانَ مَنْ يَّذْهَبُ
بِالنَّهَارِ وَيَاْتِيْ بِاللَّيْلِ ـ

بعدہ نماز اشراق گذارد دو رکعت ہدیہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم دراں چہ خواہد بخواند بعدہ دو رکعت
شکر بگذارد در رکعت اول بعد از فاتحہ آیۃ الکرسی
تا خٰلِدُوْن بخواند و در رکعت دوم آیۃ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ
تا آخر سورہ بخواند۔ بعد از سلام صلوٰۃ بگوید و ایں دعا
بخواند اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَصْبَحْتُ لَا اَسْتَطِيْعُ دَفْعَ مَا
اَكْرَهُ وَلَا اَمْلِكُ نَفْعَ مَا اَرْجُوْ وَاَصْبَحْتُ مُرْتَهِنًا
بِعَمَلِيْ وَاَصْبَحَ الْاَمْرُ بِيَدِ غَيْرِيْ فَلَا فَقِيْرَ

سات دفعہ فاتحہ سات دفعہ سورۂ الناس سات دفعہ
سورۂ فلق سات دفعہ سورۂ اخلاص سات دفعہ سورۂ کافرون
سات بار آیۃ الکرسی سات مرتبہ کلمہ تمجید
اور ایک دفعہ عَدَدَ مَا وَسِعَهٗ عِلْمُ اللّٰهِ وَزِنَةَ مَا
عَلِمَ اللّٰهُ وَمِلْأَ مَا عَلِمَ اللّٰهُ کہے۔

اور سات مرتبہ یہ درود شریف پڑھے ترجمہ:- یاالٰہی تیرے
خاص بندے اور تیرے رسول اور تیرے نبی امی حضرت
سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اولاد پاک پر اپنی رحمت
و برکت و سلامتی نازل فرما۔ اے اللہ میری اور میرے والدین
کی اور اُن کے والدین کی مغفرت فرما اور اُن پر ایسی رحمت
فرما جیسی کہ اُنہوں نے میری بچپن میں پرورش فرمائی اور اے خدا!
تمام مومن مسلمان مرد و عورت زندے مُردے سب کو اپنے
رحم سے بخشدے اے سب سے بڑے رحم کرنیوالے۔ اور سات بار
یہ دعا پڑھے۔ ترجمہ اے میرے پروردگار مجھ سے اور اُن سے جلدی خواہ
دیر سے دین و دنیا اور آخرت میں تیرے لائق اُمور پیش لا اور اے ہمارے
مولا ہم سے وہ معاملہ کر جس کے ہم سزاوار ہیں بیشک تو ہی بخشنے
والا بردبار بخشش کرنے والا کریم بادشاہ احسان والا مہربان
اور پروردگار رحم والا ہے۔ تین مرتبہ یہ دعا پڑھے:- ترجمہ۔ اللہ برتر
حساب کرنے والا پاک ہے اللہ احسان کرنے والا پاک ہے اللہ مستحکم
ستون والا پاک ہے اللہ ہر جگہ میں پاک ہے وہ اللہ ایسا پاک ہے کہ
اُس کو ایک حالت دوسری حالت سے غافل نہیں کر سکتی پاک
ہے وہ خدا کہ شب لے جاتا ہے اور دن لاتا ہے۔ پاک ہے وہ خدا
جو دن لے جاتا ہے اور رات لاتا ہے غروب کے وقت یہ کہے:-
سبحان من یذہب بالنہار و یاتی باللیل اُس کے بعد نماز
اشراق ادا کرے۔ اور دو رکعت واسطے ہدیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پڑھے۔ اُس میں جو چاہے پڑھے اُس کے بعد دو رکعت شکر یہ پڑھے۔

پہلی رکعت میں بعد فاتحہ کے آیۃ الکرسی خالدون تک پڑھے دوسری
میں بعد فاتحہ امن الرسول اخیر سورہ تک پڑھے۔ اور یہ دعا پڑھے۔
ترجمہ:- یاالٰہی میں نے اُس حالت میں صبح کی کہ ناپسند اشیاء کے
دفع کی قدرت نہیں رکھتا ہوں اور میری آرزو کے موافق نفع
کا مالک نہیں ہوں میں نے اپنے سوء اعمال کی گرویدگی میں صبح کی ہے اور

أَنْقَرِمِنِّي اَللّٰهُمَّ لَا تُشْمِتْ بِيْ عَدُوِّيْ وَلَا تَسُوْءْ بِيْ صَدِيْقِيْ وَلَا تَجْعَلْ مُصِيْبَتِيْ فِيْ دِيْنِيْ وَدُنْيَايَ وَلَا فِي الْآخِرَةِ وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا أَكْبَرَ هَمِّيْ وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِيْ وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيَّ مَنْ لَّا يَرْحَمُنِيْ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الذُّنُوْبِ الَّتِيْ تُوْجِبُ بِهَا النِّقَمَ وَتُزِيْلُ بِهَا النِّعَمَ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ط بعدہٗ دو رکعت استعاذہ بگذارد در رکعت اول بعد از فاتحہ سورہ الفلق و در دویم سورۃ الناس بخواند صلوٰۃ بگوید و این دعا بخواند اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ بِاسْمِكَ الْأَعْظَمِ وَكَلِمَاتِكَ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ عِبَادِكَ وَشَرِّ عَذَابِكَ وَأَعُوْذُ بِاسْمِكَ الْأَعْظَمِ وَكَلِمَاتِكَ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ وَأَعُوْذُ بِاسْمِكَ الْأَعْظَمِ وَكَلِمَاتِكَ التَّامَّةِ مَا يَجْرِيْ بِهِ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ حَسْبِيَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ إِلٰهِيْ إِنَّكَ سَلَّطْتَ عَلَيْنَا عَدُوًّا بَصِيْرًا بِعُيُوْبِنَا يَرَانَا هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا نَرَاهُمْ اَللّٰهُمَّ أَيِسْهُ مِنَّا كَمَا أَيِسْتَهٗ مِنْ رَحْمَتِكَ وَقَنِّطْهُ مِنَّا كَمَا قَنَّطْتَهٗ مِنْ عَفْوِكَ وَأَبْعِدْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهٗ كَمَا أَبْعَدْتَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ جَنَّتِكَ إِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَبِالْإِجَابَةِ جَدِيْرٌ وَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

بعدہٗ دو رکعت استخارہ بگذارد در اول رکعت سورہ کافرون و در رکعت دویم سورہ اخلاص بعد از سلام صلوٰۃ بگوید و این دعا بخواند۔

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِيْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا مَوْتًا

میرے اُمور دوسرے کے قبضے میں ہیں تو اب مجھ سے بڑھکر محتاج کون ہوگا۔ اے خدا میرے دشمن کو مجھ پہ خوش نکر اور میرے دوستوں کو مجھ سے غمگین مت کر اور مجھ پر میرے دین و دُنیا اور آخرت کی مصیبت نہ ڈال اور دُنیا کو میرا اہم مقاصد اور میرے علم کا عوض مت کر اور بیرحموں کو مجھ پر مسلط نہ فرما۔ اے خدا میں تیرے پاس ایسے گناہوں سے پناہ مانگتا ہوں جو تیرے غصہ کا موجب ہو۔ اور تیری نعمتوں کو زائل کردے اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے اپنے فضل سے رحم فرما اس کے بعد دو رکعت۔ استعاذہ پڑھے پہلی رکعت میں بعد سورہ فاتحہ کے سورہ الفلق پڑھے اور دوسری میں سورہ الناس بعد سلام کے درود پڑھے۔ اور یہ دعائے مرقوم پڑھے جس کا ترجمہ یہ ہے:۔ اے خدا میں تیرے پاس بذریعہ تیرے اسمائے اعظم اور تیرے کلمات تامہ کے بُری موت سے پناہ مانگتا ہوں اور بواسطے تیرے اسم اعظم اور کلمات تامہ کے تیرے بندوں کی برائی اور تیرے سخت عذاب سے پناہ مانگتا ہوں اور بحرمتہ تیرے اسم اعظم اور کلمات تامہ کے شیطان مردود کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں اور ببرکت تیرے اسم اعظم اور کلمات تامہ کے شب و روز کی آنے والی برائی سے پناہ مانگتا ہوں۔ مجھکو وہ اللہ بس ہے کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں اُسی پر میرا اعتماد ہے اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے۔ اے خدا تو نے ہم پر ایسے دشمن کو مسلط کیا کہ وہ ہمارے عیوب سے بینا ہے اور اُس کا سارا قبیلہ ہمکو اس طرح دیکھتا ہے کہ ہم اُس کو نہیں دیکھ سکتے سو اے خدا! تو اُس کو ہم سے ایسا ناامید کردے جیسا کہ تو نے اُس کو اپنی رحمت سے ناامید کیا ہے جیسا کہ تو نے اُس کو معافی سے مایوس کردیا ہے ویسا ہی اُس کو ہم سے بھی مایوس کردے اور ہمارے اور اُس کے مابین اتنا بعد پیدا کردے جتنا کہ تو نے اُس کے اور اپنی جنت کے درمیان دوری پیدا کردی ہے۔ بلاشبہ تو ہر شے پر قادر ہے اور دعا کی قبولیت کا تو ہی سزاوار ہے۔ اور تو ہی اچھا مالک اور بہترین مددگار ہے اور ہمیں کوئی بلا امداد خدائے برتر و اعلیٰ کے کچھ بھی قوت و استطاعت نہیں۔ اُس کے بعد دو رکعت استخارہ پڑھے پہلی میں سورہ کافرون اور دوسری میں سورہ اخلاص پڑھے۔ اور سلام کے بعد یہ دعا پڑھے:۔ ترجمہ۔ اے خدا میں بذریعہ تیرے علم ازلی کے تجھسے بہتری کا طالب ہوں اور بواسطہ تیرے قدرت قدیمہ کے تجھسے قوت چاہتا ہوں اور تجھ سے تیرے ہی فضل عظیم کا خواہاں ہوں اس لئے بلاشبہ تو ہی ہر شے پر قادر ہے

وَّلَاحَیٰوۃً وَّلَانُشُوْرًا وَّلَا اَسْتَطِیْعُ اَنْ اٰخُذَ اِلَّا مَا اَعْطَیْتَنِیْ وَلَا اَنْ اَتَّقِیَ اِلَّا مَا وَقَیْتَنِیْ - اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنِیْ لِمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی مِنَ الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ فِیْ عَافِیَۃِ اَمْرِیْ - اَللّٰھُمَّ خِرْلِیْ وَاخْتَرْلِیْ وَلَا تَکِلْنِیْ اِلٰی اخْتِیَارِیْ - اَللّٰھُمَّ اجْعَلِ الْخَیْرَۃَ فِیْ کُلِّ قَوْلٍ وَّ عَمَلٍ اُرِیْدُہٗ فِیْ ھٰذَا الْیَوْمِ وَلَیْلَتِہٖ -

بعدہٗ تا ربع روز بشغل مشرب شطار مشغول شود ہرچہ خواہد اختیار کند - بعد از ربع نماز ضحیٰ گذارد دوازدہ رکعت یا ہشت رکعت و اقل آن چہار رکعت در آن ہرچہ خواہد بخواند بعد ازاں بحاجت خوردن و خفتن و کار دنیاوی و کار عیال و مالا بد ملاقات خلق اختیار کند واز سہ پایہ شطار خالی نباشد طریق شغل سہ پایہ این است چوں آواز چیزے در گوش آید تصور کند حق می شنود و چوں چیزے را بیند تصور کند حق می بیند و چوں چیزے در دل گذرد و تصور کند حق می داند -

طریق شغل مبدأ و معاد آنست کہ خود را یا ہر شئی را کہ در نظر آید عین کرہ خاک تصور کند و ہمچنیں تا آخر شغل بر ایں طریق کہ ایں از خاک است و خاک از آب است و آب از ہوا است و ہوا از نار است و نار از نور است و نور از سر است و سر از حق است در ینجا چشم بندد و در حق گم شود بعدہٗ نزول کند حق سِر شد و سِر نور شد و نور نار شد و نار ہوا شد - و ہوا آب شد - و آب خاک شد - و خاک این شد - و طریق دوازدہ رکن آنست کہ حق در تصور کند و صفات بآن ثابت کند اللہ است اللہ کہ سمیع است سمیع کہ بصیر است بصیر کہ علیم است علیمی - کہ شنوا است شنوائے - کہ بینا است بینائے کہ دانا است دانائے کہ دائم است دائمی کہ قائم است قائمی - کہ حاضر است حاضری کہ ناظر است ناظری کہ شاہد است در مرتبہ

وحیات وبعثت کا مختار ہوں اور مجھکو بجز تیرے عطا کے کسی شے کے لینے کی طاقت نہیں اور نہ مجھ میں یہ قوت ہے کہ بجز تیری حفاظت کے کسی برائی سے بچ سکوں اے بار خدا تو مجھکو اس جہاں میں اپنے محبوب پسندیدہ اقوال و اعمال کی توفیق عطا فرما - اے اللہ تو ہی میرے لئے خیر و خوبی پسند فرما - اور مجھکو میری تدبیر پر نہ چھوڑ اے اللہ اس روز و شب کے میرے ہر ایک قول و فعل کی خواہش میں بہتری پیدا کر دے -

اس کے بعد چوتھائی روز تک مشرب شطار کے شغل میں رہے جو شغل چاہے کرے چوتھائی روز کے بعد نماز چاشت کی بارہ رکعت یا آٹھ رکعت کم درجہ چار رکعت ادا کرے اس میں جو چاہے پڑھے - اس کے بعد کھانا سونا - کار دنیاوی اور کام اہل و عیال کے اور ضروری ملاقات مخلوق کی اختیار کرے - اور سہ پایہ شغل شطار سے خالی نہ رہے طریق شغل سہ پایہ کا یہ ہے جب کان میں کوئی آواز آوے تو خیال کرے کہ حق سنتا ہے - اور جب کوئی چیز دیکھے خیال کرے کہ حق دیکھتا ہے - اور جب کوئی خیال دل میں آوے تصور کرے کہ حق جانتا ہے -

اور طریقہ شغل مبدء و معاد کا یہ ہے کہ خود یا جو چیز نظر میں آوے بعینہٖ کرہ خاک خیال کرے اسی طرح اخیر شغل تک اس طریقہ سے کہ یہ خاک سے ہے اور خاک پانی سے اور پانی ہوا سے اور ہوا نار سے اور نار نور سے ہے - اور نور سِر سے ہے اور سِر حق سے ہے اس جگہ آنکھ بند کرکے اور حق میں گم ہو بعد اس کے نزول کرے حق سِر ہوا اور سِر نور ہوا - اور نور نار ہوا اور نار ہوا ہوئی اور ہوا پانی ہوا اور پانی خاک ہوا اور خاک یہ ہوئی اور طریق دوازدہ رکن کا یہ ہے کہ حق تصور میں کرے اور صفات اس کے ساتھ ثابت کرے - اللہ ہے وہ اللہ کہ سننے والا وہ سننے والا کہ دیکھنے والا وہ دیکھنے والا کہ جاننے والا وہ جاننے والا ہے وہ جاننے والا کہ سننے والا ہے وہ سننے والا کہ دیکھنے والا ہے - وہ دیکھنے والا کہ جاننے والا ہے وہ جاننے والا کہ دائم ہے وہ دائم کہ قائم ہے وہ قائم کہ حاضر ہے وہ حاضر کہ

شاہدی خود را عین تصور کند و چشم بہ بندد و گم شود و چوں بہوش آید خود را ثابت کند باین طریق شاہد ناظر شاہد حاضر شاہد قائم شاہد سمیع بعدہٗ این صفات را در مرتبۂ صفات حق رساند۔
بدین طریق شاہدی کہ سمیع است سمیعے کہ بصیر است بصیرے کہ علیم است علیمی کہ شنو است شنوائی کہ بینا است بینائی کہ دانا است دانائے کہ دائم است دائمی کہ قائم است قائمے کہ حاضر است حاضرے کہ ناظر است ناظرے کہ شاہد است ہمچنیں و طریق دیگر شغل مذکور آنست کہ حق را در خود تصور کند باقی طریق مذکور بعینہ است چوں نزدیک نیم روز شود قیلولہ کند بہ نیت بیداری شب اند کی تجہد چوں وقت ظہر در آید وضو کند بعدہ یک دوگانہ تحیۃ الوضوٗ بگذارد باقی نماز بطورے کہ ہست تمام سازد بعد از تمامیٔ ظہر بہمان طور کہ قبل از ظہر کرد مشغول شود چون وقت عصر در آید وضو کند بعدہٗ تحیۃ الوضو را ادا کند بعدہٗ ہشت رکعت نماز عصر تمام سازد بعد از تمام عصر مسبّعات عشر و نود و نہ نام اسمائے حسنیٰ و اسمائے چہل عظام بہ ترتیب مذکور بخواند چوں وقت مغرب در آید مغرب ادا کند بعدہٗ دوگانہ سنت را ادا کند و بعد از ان چہار رکعت یا شش رکعت صلوٰۃ اوابین بخواند۔
بدین طریق نیت کند
نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ لِلّٰہِ تَعَالیٰ رَکْعَتَیْنِ صَلوٰۃَ الْمَغْرِبِ سُنَّۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُتَابِعَۃً لِلْاَوَّابِیْنَ مُتَوَجِّہًا اِلیٰ جِہَۃِ الْکَعْبَۃِ الشَّرِیْفَۃِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ بعد فاتحہ در ہر رکعت ہر چہ خواہد بخواند بعدہٗ تا وقت عشاء بشغل مشرب شطار مشغول شود ہر چہ خواہد اختیار کند

ناظر ہے وہ ناظر کہ شاہد ہے اور مرتبہ شاہدی میں اپنے آپکو عین تصور کرے اور آنکھ بند کرے اور گم ہو جاوے اور جب ہوش میں آوے اپنے آپکو ثابت کرے اس طریقہ سے شاہد ناظر شاہد حاضر شاہد قائم شاہد دائم شاہد دانا شاہد شنوا شاہد علیم شاہد بصیر شاہد سمیع اس کے بعد ان صفات کو مرتبہ صفات حق میں پہنچا دے۔
اس طریقے سے کہ وہ شاہد سمیع ہے وہ سمیع کہ بصیر ہے وہ بصیر کہ علیم ہے وہ علیم کہ شنوا ہے وہ شنوا کہ بینا ہے وہ بینا کہ دانا ہے وہ دانا کہ دائم ہے وہ دائم کہ قائم ہے وہ قائم کہ حاضر ہے وہ حاضر کہ ناظر ہے وہ ناظر کہ شاہد ہے اور دوسرا طریقہ شغل مذکور کا یہ ہے کہ حق کو خود میں تصور کرے باقی طریقہ مذکور بعینہ ہے اور جب قریب دوپہر کے ہو تو قیلولہ کرے بیداری شب کی نیت سے اور جب ظہر کا وقت آوے وضو کرے اور دوگانہ تحیۃ الوضو پڑھے۔
اور باقی نماز جس طریقہ سے ہے تمام کرے ظہر کے بعد اسی طرح کہ قبل ظہر کے کیا ہے۔ مشغول ہو جب عصر کا وقت آوے وضو کرے اس کے بعد تحیۃ الوضو ادا کرے۔
اس کے بعد آٹھ رکعت نماز عصر تمام کرے نماز عصر کے بعد مسبعات عشر اور ننانوے نام اللہ سبحانہٗ کے اور چالیس اسمائے عظام مذکورہ بالا ترتیب کے ساتھ پڑھے۔
اور جب مغرب کا وقت آوے مغرب ادا کرے اور دوگانہ سنت ادا کرے پھر چار رکعت یا چھ رکعت صلواۃ اوابین پڑھے۔ اور اس طرح نیت کرے۔
ترجمہ نیت :- میں یہ نیت کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کے لئے بعد از مغرب دو رکعت سنت نماز پڑھتا ہوں، اوابین کی متابعت کر کے کعبۃ اللہ کی طرف منہ کر کے اللہ اکبر۔
اس میں فاتحہ کے بعد جو چاہے پڑھے۔ پھر عشاء تک شغل مشرب شطار میں سے جو چاہے مشغول ہووے۔

و چون وقت عشا در آید اول چهار سنت ادا
کند بعدهٔ دو سنت بعدهٔ چهار سنت هر چه خواهد۔
درین چهار سنت مذکور بخواند بعد از فراغت عشا
اثبات ونفی با وقوف عددی کند که از سہ بار
و پنج بار و هفت بار همچنان تا بست و یک بار حبس دم
اعنی لا اله را از ناف کشیده الا الله بر دل زده
باشد بعده چهل و یکبار الا الله بر دل ضرب کند
بعده الله را از ناف کشیده تا بدماغ و از ان تا
بالائے عرش با حبس دم تا بلامکان کشیده خود را
گم کند۔ همچنین هفتاد بار بگوید بعده الله هو
را بمد دراز بدماغ برد و هرگاه دم آخر شود سمیع
بصیر علیم خوانده دم را بگذارد بعده یا فتاح الذی
فتح ابواب کل شیئ برحمته یا فتاح یکصد
یا پنج صد و یکبار بخواند اول و آخر چند بار درود شریف
بخواند بعده وتر ادا کند۔ پس یا منعم دو صد بار
اول و آخر درود شریف یازده بار بخواند و مدام در
هر وقت بزبان دل الله اسم ذات را بخواند چه در
قیام و چه در نشست و اگر خواهد که زود بمقصود خود
برسد باید که نشستے که باحتبا است اعنی بهر
دو زانو نشسته هر دو انگشت ابهام خود در گوش
کرده بهر دو سبابهٔ خود چشم خود بسته هر دو انگشت
وسطی به پرهٔ بینی داشته با هر دو خنصر و بنصر لب
خود را بند کرده و از پرهٔ بینی چپ خود وسطی را برداشته
از ناف لا را کشیده تا بدماغ به الله برداشته پرهٔ
چپ را با حبس دم بند د لا اله را بے خطره در دل
یا در دماغ با نفی خود و عالم کرده باشد یا لفظ الله را
از تحت ناف تا بالا یعنی فوق کشیده بمد و شد کرده
آید

برزخ ذات و صفات و شد و مد و تحت و فوق
طالبان را میفزاید هر نفس بس ذوق و شوق
برزخ مبتدی را شیخ است و منتهی را ذات برزخ

جب عشا کا وقت آوے پہلے چار سنت ادا کرے
پھر فرض کے بعد دو سنت پڑھے پھر چار سنت
اس چار میں جو چاہے پڑھے۔ عشا کے بعد اثبات
ونفی طاق مرتبہ تین سے یا پانچ یا سات مرتبہ
الی ہی اکیس مرتبہ تک حبس دم کے ساتھ یعنی لا اله کو ناف
سے کھینچکر الا الله کو دل پر مارے پھر اکتالیس بار الا الله
کی ضرب دل پر لگاوے اس کے بعد الله کو ناف سے
کھینچکر دماغ تک پھر عرش تک پھر لامکاں تک ساتھ
حبس دم کے کھینچکر خود کو گم کرے اسی طرح ستر مرتبہ
کرے اس کے بعد الله ہو کو مد دراز کے ساتھ دماغ میں
لے جا کر ٹھہرے۔ جب دم اخیر ہو سمیع بصیر علیم پڑھکر
دم چھوڑے اس کے بعد یا فتاح الذی فتح الابواب کل شیئ
برحمتہ یا فتاح ایک سو بار یا پانسو ایک بار اول و آخر چند
بار درود پڑھے پھر وتر پڑھے اس کے بعد یا منعم دو سو بار
اول و آخر گیارہ بار درود شریف پڑھے۔ اور ہمیشہ ہر وقت
دل کی زبان سے اسم ذات الله کو پڑھتا رہے۔ کیا کھڑے
کیا بیٹھے اگر چاہے کہ جلدی اپنے مقصود کو پہونچنا چاہیئے
کر نشست موافق احتبا کے کمر بند سے دونوں زانو باندھکر
بیٹھے۔ اور دونوں انگوٹھے اپنے کان میں کرکے اور
دونوں انگلی شہادت سے آنکھ بند کرے اور دونوں انگلی
درمیانی ناک کے سوراخوں پر رکھے۔ اور باقی دو انگلیوں
سے لب کو بند کرے اور ناک کے بائیں سوراخ سے درمیانی
انگلی اٹھا کر ناف سے لا کو کھینچکر دماغ تک ساتھ الله کے
اٹھا کر ناک کے بائیں سوراخ کو حبس دم کے ساتھ بند کرے
اور لا اله کو بیخطرہ دل میں یا دماغ میں اپنی اور عالم کی
نفی کرتا رہے۔ یا الله ہو کو ناف سے کھینچکر مد و شد کے
ساتھ اوپر تک لیجاوے۔

(ترجمہ شعر)

ذات وصفات اور شد و مد اور تحت و فوق کا واسطہ
ذریعہ ہمیشہ طالبوں کو ذوق و شوق بڑھاتا ہے
مبتدی کے لئے شیخ برزخ ہے اور منتہی کے واسطے ذات مقدسہ

است و آئینہ است کہ صفات و افعال و آثار در و ورو نماید کہ ہمہ از اوست و اوست محیط ہمہ فقط ھو ھو یا ھو یا من ھو یا من لا الہ الا ھو آلم اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم لسیدہ ہرگاہ حبس دم بنہایت رسد از جانب پرّہ چپ کشادہ کردہ الا اللہ را بدم بگذارد و ہمیں نہج لا الہ را چند بار با حبس دم از جانب پرّہ چپ بینی بست کند تا نفی ماسوا با نفی معبودیت و مقصودیت و مشہودیت و محبوبیت غیر اللہ ملحوظ دارد تا آنکہ نفی خود بتمام حاصل گردد از سہ بار تا نہ بار کردہ آید کہ دم قرار گیرد و بجز ھو ھو ہیچ نباشد نہ خود ماند نہ غیر و باید کہ از مرشد تلقین گرفتہ این نشست بنشستہ با حتبا ہر دو آرنج خود بر ہر دو زانو نہادہ صورت مذکور ادا نماید تا انوار و تجلیات رحمانی بہ فضل یزدانی نزول فرماید ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم و باید کہ این شغل بخلوء معدہ ادا نماید این طریق اہل تجرد است و این طریق از حضرت میانجیو قدس سرہٗ و او از حضرت سیّدنا عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ والشان از حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلّم بغار حرٰی سند گیرد واللہ اعلم ورنہ باداۓ حقوق اہل خانہ وغیرہ در نوم و یقظہ بزبان دل اللہ اللہ کردہ آید و چون تجدید با نوم عرفان یعنی با اناء خالص مطلق ملکہ پاک از اطلاق تجدید باین طریق کہ اسم خود را در اسم خداۓ تعالےٰ فنا سازد و افعال خود را بفعل خدا و صفات خود را بصفات خدا و اناۓ خود را باناۓ خداۓ تعالیٰ سپردہ آید و ہمین است سر حدیث قلبی یقظان و بعدہٗ اگر تواند تہجد دوازدہ رکعت ادا کند یا خواہد وتر ہم ادا کند و بعد تہجد کہ ہشت رکعت نہایۃ چہار رکعت یا دوگانہ ادا کردہ فاتحہ و درود بارواح پاک انبیاء و اولیاء ہدیہ

برزخ ہے اور ذات آئینہ ہے کہ صفات اور افعال اور آثار اس میں ظاہر ہوتے ہیں۔ کہ کل اشیاء اس سے ہے اور وہی سب کو محیط ہے ہو ہو یا ہو یا من ہو یا من لا الہ الا ہو آلم اللہ لا الہ الا ہو الحی القیوم پھر جس وقت کہ حبس دم انتہا کو پہونچے ناک کے بائیں سوراخ کو کھولکر الا اللہ کے ساتھ دم کو چھوڑے اور اسی طریقہ سے لا الہ کو چند بار حبس دم سے ناک کے بائیں سوراخ کو بند کرے تاکہ نفی ماسوا کے ساتھ نفی معبودیت و مقصودیت و مشہودیت و محبوبیت سوائے اللہ کی ملحوظ رکھے۔ یہاں تک کہ تا اپنی پوری نفی حاصل ہووے تین مرتبہ سے نو مرتبہ تک کرے کہ دم قرار پکڑے سوائے ہو ہو کے کچھ نہ رہے نہ خود رہے نہ غیر چاہیئے کہ یہ نشست احتبا کی مرشد سے سیکھے۔ کہ اپنی دونوں کہنی دونوں زانو پر رکھکر صورت مذکورہ ادا کرے تاکہ انوار و تجلیات رحمانی بہ فضل یزدانی نزول فرماوے یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہے عطا کرے اور اللہ ہی بڑے فضل والا ہے اور یہ شغل خلو معدہ پر کرنا چاہیئے اور یہ طریقہ حضرت میانجیو قدس سرہ کا ہے اُن کو حضرت سیدنا عبد القادر جیلانی قدس سرہ سے اُن کو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غار حرا میں سند پکڑتے ہیں واللہ عالم۔

اور یہ طریقہ اہل تجرد کے لئے ہے ورنہ باداۓ حقوق اہل خانہ وغیرہ سونے اور جاگنے میں دل کی زبان سے اللہ اللہ ادا کرے۔ اور جب سووے نیند عرفان کے ساتھ انا ر خالص مطلق کے اس طرح کہ اپنا نام اللہ تعالےٰ کے نام میں فنا کرے اور اپنے افعال فعل خدا میں اور اپنی صفات صفات خدا میں اور اپنی انا خدا کی انا میں سپرد کر دی جاۓ۔ یہی ہے راز قلبی یقظان حدیث کا اور بعد اس کے اگر ہو سکے تہجد بارہ رکعت ادا کرے اور چاہے وتر بھی تہجد کے بعد ادا کرے۔ تہجد آٹھ رکعت یا چار رکعت یا نہایت دو رکعت کے بعد فاتحہ اور درود کو ارواح پاک انبیاء اور اولیاء کو ہدیہ کرے

در ہر رکعت تہجد یک بار آیۃ الکرسی تا خٰلِدُوْن وسہ بار قل ہو اللہ خواند و چند بار سبّوحٌ در جانب یمین و قدوسٌ در جانب یسار و رب الملائکۃ بآسمان و رب الروح در دل گفتہ آید تا بہ صبح صادق بہ ذکر و فکر مشغول ماند بعدہ اگر تواند در طلوع صبح صادق نور صبح از چشم خود بپنداشتہ یا نورُ یا نور یا نجصد بار یا تواند یکہزار بار بخواند۔ این دعا کند یا نور انت النور فی کل ما بدأ ٭ یا ھادی کن للنور فی القلب مشعلا ٭ اغث واشفنی من داءِ نفسی واھدنی ٭ الی الخیر واصلح ما بعقلی تخللا بعدہٗ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ استغفر اللہ یک صد بار قبل صبح و بعد صبح بخواند۔ دادیم ترا گنج مقصود نشان ٭ گر ما نرسیدیم تو شاید برسی۔ ذالک فضل اللہ یوتی من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم بعدہٗ این دعا بخواند سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلَی الْوَھَّاب سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلَی الْکَرِیْمِ الْوَھَّابِ سُبْحَانَکَ مَا عَبَدْنَاکَ حَقَّ عِبَادَتِکَ سُبْحَانَکَ مَا عَرَفْنَاکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ سُبْحَانَکَ مَا ذَکَرْنَاکَ حَقَّ ذِکْرِکَ سُبْحَانَکَ مَا شَکَرْنَاکَ حَقَّ شُکْرِکَ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْاَبَدِیِّ الْاَبَدِ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْفَرْدِ الصَّمَدِ سُبْحَانَ اللّٰہِ لَمْ یَتَّخِذْ صَاحِبَۃً وَّلَا وَلَدًا اَللّٰھُمَّ یَا مَالِکَ الرِّقَابِ وَیَا مُفَتِّحَ الْاَبْوَابِ وَیَا مُسَبِّبَ الْاَسْبَابِ ھَیِّئْ لَنَا سَبَبًا لَا نَسْتَطِیْعُ لَہٗ طَلَبًا اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مَشْغُوْلِیْنَ بِاَمْرِکَ اٰمِنِیْنَ بِعَدْلِکَ اٰیِسِیْنَ مِنْ خَلْقِکَ اٰنِسِیْنَ بِکَ مُسْتَوْحِشِیْنَ عَنْ غَیْرِکَ رَاضِیْنَ بِقَضَائِکَ صَابِرِیْنَ عَلٰی بَلَائِکَ قَانِعِیْنَ لِعَطَائِکَ شَاکِرِیْنَ لِنَعْمَائِکَ مُتَلَذِّذِیْنَ بِذِکْرِکَ فَرِحِیْنَ بِکِتَابِکَ مُنَاجِیْنَ بِکَ فِیْ اٰنَاءِ اللَّیْلِ وَاَطْرَافَ النَّھَارِ مُبْغِضِیْنَ لِلدُّنْیَا

اور ہر رکعت میں آیۃ الکرسی خالدون تک ایک بار اور اخلاص تین بار پڑھے اور چند بار سبوحٌ سیدھی طرف اور قدوسٌ بائیں طرف رب الملائکۃ آسمان کی طرف والروح دل میں کہے اور صبح صادق تک ذکر میں مشغول رہے پھر اگر ہو سکے وقت طلوع صبح صادق کے صبح کا نور اپنی آنکھ سے خیال کر کے یا نور یا نور یا نجسو بار اگر ہو سکے ایک ہزار بار پڑھے۔ اور یہ دعا کرے۔

(ترجمہ) اے خدا تمام مخلوق میں تیرے نور کا ظہور رہے اے ہادی میرے قلب میں نور کی مشعل روشن کردے میری فریاد رسی کر اور مجھکو امراض نفسانیہ سے شفا دے اور بہتری کی جانب رہنمائی کر اور میرے عقلی نقصانات کی اصلاح کر دے۔ اس کے بعد سُبحان اللہ و بحمدہٖ سُبحان اللہ العظیم و بحمدہٖ استغفر اللہ ایک سو بار صبح سے پہلے اور صبح کے بعد پڑھے۔ ہم نے تمھیں گنج مقصود کا پتہ بتا دیا ہم تو نہیں پہونچے مگر تم شاید پہونچ جاؤ۔

یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے وہی بڑے فضل والا ہے۔ اس کے بعد یہ دعا مرقومہ پڑھے (ترجمہ) میں سب سے برتر بخشش کرنیوالے رب کی تسبیح کرتا ہوں میرا رب سب سے برتر کریم وہاب پاک ہے اے خدا تیری ذات پاک ہے تیرے لائق ہم نے تیری عبادت نہیں کی تو پاک ہے تیرے لائق ہم نے تجھے نہیں پہچانا تو پاک ہے تیرے لائق ہم نے تجھے یاد نہیں کیا۔ تجھکو پاکی ہے تیرے لائق ہم نے تیرا شکر نہیں ادا کیا اللہ سبحانہٗ ہمیشہ ابد سے ہے اللہ سبحانہٗ اکیلا بے نیاز ہے اللہ سبحانہٗ کی نہ اہلیہ ہے نہ اولاد ہے اے خدا اے گردنوں کے مالک اور اے دروازوں کے کھولنے والے اور اے اسباب درست کرنے والے ہمارے لیے ایسے اسباب مہیا کر دے جس کی ہم طلب بھی نہ کر سکیں اے بارِ خدا ہمیں تیرے کام میں مشغول کر دے اور تیرے انصاف کی وجہ سے بیخوف کر دے اور تیری مخلوق سے ناامید کر دے تجھ ہی سے مانوس کر دے دوسروں سے غیر مانوس بنا دے تیری قضا و قدر سے راضی کر دے تیری طرف کی بلاؤں پر صابر کر دے اور تیری عطاؤں پر قانع کر دے تیری نعمتوں کا شاکر بنا دے تیری یاد میں لذت دیدے تیری کتاب سے خوش کر دے اوقات شب و روز میں تجھ ہی سے مناجات کرنیوالے ہوں دنیا

وَمُحِبِّيْنَ الْاٰخِرَةِ وَمُشْتَاقِيْنَ اِلٰی لِقَائِكَ
مُتَوَجِّهِيْنَ اِلٰی جَنَابِكَ مُسْتَعِدِّيْنَ لِلْمَوْتِ
رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِكَ وَلَا
تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ اَللّٰهُمَّ
اجْعَلِ التَّوْفِيْقَ رَفِيْقَنَا وَالصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ
طَرِيْقَنَا اَللّٰهُمَّ اَوْصِلْنَا اِلٰی مَقَاصِدِنَا
وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۔
اَللّٰهُمَّ بِكَ اَصْبَحْنَا وَبِكَ اَمْسَيْنَا وَبِكَ نَحْيٰی
وَبِكَ نَمُوْتُ وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا
لَذَّةَ النَّظَرِ اِلٰی وَجْهِكَ وَالشَّوْقَ اِلٰی لِقَائِكَ
اَللّٰهُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اتِّبَاعَهٗ
وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَهٗ
اَللّٰهُمَّ اَرِنَا حَقَائِقَ الْاَشْيَاءِ كَمَا هِيَ تَوَفَّنَا
مُسْلِمِيْنَ وَاَلْحِقْنَا بِالصّٰلِحِيْنَ وَادْفَعْ
عَنَّا شَرَّ الظّٰلِمِيْنَ وَشَارِكْنَا فِيْ دُعَاءِ
الْمُؤْمِنِيْنَ وَنَبِّهْنَا عَنْ نَوْمَةِ الْغَافِلِيْنَ۔
وَارْزُقْنَا شَفَاعَةَ سَيِّدِ الْاَبْرَارِ وَالْمُرْسَلِيْنَ
وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ اٰمِنِيْنَ وَاحْشُرْنَا
مَعَ الْمُتَّقِيْنَ وَخَلِّصْنَا مِنَ النَّارِ يَا مُجِيْرُ
اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ لِاُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ انْصُرْ لِاُمَّةِ مُحَمَّدٍ
صلی اللّٰه علیه وسلم اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِاُمَّةِ
مُحَمَّدٍ صلی اللّٰه علیه وسلم اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ
لِاُمَّةِ مُحَمَّدٍ صلی اللّٰه علیه وسلم اَللّٰهُمَّ
كَرِّمْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ صلی اللّٰه علیه وسلم
اَللّٰهُمَّ عَظِّمْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ صلی اللّٰه علیه وسلم
اَللّٰهُمَّ تَجَاوَزْ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صلی اللّٰه علیه
وسلم اَللّٰهُمَّ يَا حَبِيْبَ التَّوَّابِيْنَ تُبْ عَلَيْنَا
وَيَا اَمَانَ الْخَائِفِيْنَ اٰمِنَّا وَيَا دَلِيْلَ الْمُتَحَيِّرِيْنَ
دُلَّنَا وَيَا هَادِيَ الْمُضِلِّيْنَ اِهْدِنَا وَيَا غِيَاثَ

سے بغض رکھنے والے ہوں اور آخرت کو دوست رکھنے والے
ہوں تیرے ملنے کے مشتاق ہوں تیری درگاہ کی جانب متوجہ
ہوں موت کے لئے تیار رہیں۔ اے ہمارے پروردگار
اور ہمیں وہ چیزیں عنایت فرما کہ جس کا تو نے اپنے رسولوں سے
وعدہ فرمایا ہے اور ہمیں قیامت میں رسوا نہ کرنا۔ بلاشبہ
تو وعدہ کا خلاف نہیں کرتا ہے۔ اے خدا توفیق کو ہمارا رفیق
کردے اور صراط مستقیم کو ہمارا طریق بنادے اے اللہ ہمکو ہمارا مقصد
عطا فرما اور ہماری توبہ قبول فرما بلاشک تو ہی توبہ کرنے والا مہربان
ہے۔ اے خدا تیرے فضل سے ہم نے صبح کی اور شام کی اور تیری رحمت سے
ہم زندہ ہیں اور تیرے حکم ہی سے ہم مرینگے اور تیری طرف ہی بازگشت
ہے اے بار خدا ہمکو تیرے دیدار کی لذت دیدے۔ اور تیرے ملنے کا
شوق عطا فرما اے خدا ہمیں حق بات کو برحق بتا اور اس کا اتباع
نصیب کر اور باطل امر کو باطل دکھا۔ اور اس سے دور رکھ۔
اے خدا ہمیں تمام اشیاء کے بعینہ حقائق بتادے
اور ہماری وفات اسلام پر کر اور ہمیں نیکوں سے ملادے
اور ہم سے ظالموں کا شر دفع کردے اور مومنوں کی دعا
میں ہمیں شریک کردے اور غافلوں کی نیند سے ہوشیار
کردے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت
نصیب کر اور ہمیں جنت میں بے کھٹکے سلامتی سے داخل
کردے۔ اور متقیوں کے ہمراہ ہمارا حشر فرما۔
اے بچانے والے ہمیں دوزخ سے بچالے۔ اے اللہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام امت کو بخشدے
اور آپ کی ساری امت پر رحم فرما اور آپ کی امت کی
مدد کر اور آپ کی امت کو فتح دے۔ اور آپ کی امت کو
صلاحیت نصیب کر اور آپ کی امت کو کشادگی عطا فرما اور
آپ کی امت کو بزرگ کردے اور آپ کی امت کو بڑھادے
اور آپ کی امت کی خطاؤں سے درگذر فرما۔ اور اے خائفوں (دل)
کو امن دینے والے ہمیں امن دیدے اور اے متحیروں کے
رہنما ہماری رہنمائی کر اور اے گمراہوں کے ہادی ہماری
ہدایت فرما اور اے فریاد کرنے والوں کے فریاد رس ہماری
فریاد رسی کر۔ اور اے مایوسوں کے امید گاہ ہماری

الْمُسْتَغِيْثِيْنَ أَغِثْنَا وَيَا رَجَاءَ الْمُنْقَطِعِيْنَ
لَا تَقْطَعْ رَجَاءَنَا وَيَا رَاحِمَ الْعَاصِيْنَ ارْحَمْنَا
وَيَا غَافِرَ الْمُذْنِبِيْنَ اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ
عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ
ذُنُوْبَنَا اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عُيُوْبَنَا اَللّٰهُمَّ اشْرَحْ
صُدُوْرَنَا اَللّٰهُمَّ احْفَظْ قُلُوْبَنَا اَللّٰهُمَّ نَوِّرْ
قُلُوْبَنَا اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ أُمُوْرَنَا اَللّٰهُمَّ حَصِّلْ
مُرَادَنَا اَللّٰهُمَّ تَمِّمْ تَقْصِيْرَنَا اَللّٰهُمَّ نَجِّنَا
مِمَّا نَخَافُ يَا خَفِيَّ الْأَلْطَافِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا
وَلِوَالِدِيْنَا وَلِمَشَائِخِنَا وَلِأُسْتَاذِيْنَا وَلِأَصْدِقَائِنَا
وَلِأَحْبَابِنَا وَلِعَشَائِرِنَا وَلِقَبَائِلِنَا وَلِمَنْ لَهٗ حَقٌّ
عَلَيْنَا وَلِمَنْ لَهٗ أَوْصَانَا بِالدُّعَاءِ وَلِجَمِيْعِ أُمَّةِ
نَبِيِّنَا عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَقِنَا رَبَّنَا
عَذَابَ النَّارِ وَعَذَابَ الْقَبْرِ وَعَذَابَ يَوْمِ
الْقِيٰمَةِ وَاحْشُرْنَا مَعَ الْمُتَّقِيْنَ وَالْأَبْرَارِ اَللّٰهُمَّ
بِحُرْمَةِ هٰذِهِ الْأَوْرَادِ الْفَتْحِيَّةِ افْتَحْ لَنَا أَبْوَابَ
الْعِنَايَاتِ وَالْكَرَامَاتِ وَوَفِّقْنَا لِلطَّاعَاتِ وَالْعِبَادَاتِ
وَاحْفَظْنَا مِنَ الْآفَاتِ وَالْبَلِيَّاتِ وَبَارِكْ لَنَا
فِي الرِّزْقِ وَالْحَسَنَاتِ اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا يَا فَيَّاضُ
مِنْ جَمِيْعِ الْبَلَايَا وَالْأَمْرَاضِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى
خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ
أَجْمَعِيْنَ

امیدیں قطع نہ کر اور اے گنہگاروں پر رحم فرمانے والے
ہم پر رحم فرما اور اے گنہگاروں کے بخشنے والے ہمارے
گناہ بخش دے۔ اور ہماری برائیاں مٹا دے اور ہماری نیکوں
کے ساتھ وفات کر۔ اے اللہ ہمارے گناہوں کی مغفرت فرما اے
اللہ ہمارے عیوب چھپا دے۔ اے اللہ ہمارے سینے کھول دے
اے اللہ ہمارے قلوب کو محفوظ رکھ اے اللہ ہمارے دلوں
کو منور کر دے اے اللہ ہمارے امور آسان کر دے اے
اللہ ہمارے مقاصد حاصل کر دے اے اللہ ہماری کوتاہیوں
کو پورا کر دے اے خدا ہمیں خوف سے نجات دے اے
پوشیدہ الطاف والے اے خدا ہمیں بخش دے اور ہمارے
تمام والدین و مشائخ اور استاذ اور اصحاب و احباب اور
ہمارے رشتہ دار و قبائل اور جن کا ہم پر حق ہے
اور جنہوں نے ہمیں وصیت کی ہے اور تمام امت محمد
مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بخش دے اور ہمارے رب دوزخ
سے ہمیں بچا لے اور ہم کو عذاب نار اور عذاب قبر اور قیامت
کے عذاب سے محفوظ رکھ اور متقیوں اور نیکوں کے ساتھ ہمارا
حشر کر۔ اے اللہ اوراد فتحیہ کی برکت سے عنایات و
کرامات کے ابواب ہم پر کھول دے اور طاعات و عبادات
کی ہمیں توفیق عطا فرما اور تمام آفات و بلیات سے ہمیں محفوظ
رکھ اور رزق و حسنات میں ہمیں برکت عنایت فرما اے بار خدایا
اے فیاض ہمیں تمام بلاؤں اور امراضوں سے محفوظ رکھ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ
خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

نود و نہ ۹۹ اسمائے حسنیٰ

هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ

وہ اللہ وہ ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں بہت رحم والا نہایت مہربان بادشاہ پاک بے عیب

الْمُصَوِّرُ	الْبَارِئُ	الْخَالِقُ	الْمُتَكَبِّرُ	الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ	الْمُهَيْمِنُ	الْمُؤْمِنُ
صورت دینے والا	بنانے والا	پیدا کرنے والا	بزرگ	غالب ٹوٹے کو جوڑنے والا اور درست کرنیوالا	نگہبان	امن دینے والا

اَلْغَفَّارُ	اَلْقَہَّارُ	اَلْوَہَّابُ	اَلرَّزَّاقُ	اَلْفَتَّاحُ	اَلْعَلِیْمُ	اَلْقَابِضُ
بہت بخشنے والا	قہر والا	بہت دینے والا	روزی دینے والا	کھولنے والا	جاننے والا	قبض کرنے والا
اَلْبَاسِطُ	اَلْخَافِضُ	اَلرَّافِعُ	اَلْمُعِزُّ	اَلْمُذِلُّ	اَلسَّمِیْعُ	اَلْبَصِیْرُ
کشادہ کرنیوالا	پست کرنیوالا	بلند کرنیوالا	عزت دینے والا	ذلیل کرنیوالا	سننے والا	دیکھنے والا
اَلْحَکَمُ	اَلْعَدْلُ	اَللَّطِیْفُ	اَلْخَبِیْرُ	اَلْحَلِیْمُ	اَلْعَظِیْمُ	اَلْغَفُوْرُ
حکم کرنیوالا	انصاف کرنیوالا	باریک بین	خبردار	بردبار	برتر	بخشنے والا
اَلشَّکُوْرُ	اَلْعَلِیُّ	اَلْکَبِیْرُ	اَلْحَفِیْظُ	اَلْمُقِیْتُ	اَلْحَسِیْبُ	اَلْجَلِیْلُ
قدردان	بلندمرتبہ	سب سے بڑا	نگہبان	قوت دینے والا	کفایت کرنیوالا	بزرگ
اَلْکَرِیْمُ	اَلرَّقِیْبُ	اَلْمُجِیْبُ	اَلْوَاسِعُ	اَلْحَکِیْمُ	اَلْوَدُوْدُ	اَلْمَجِیْدُ
صاحب کرم	نگہبان	دعا قبول کرنےوالا	وسعت والا	حکمت والا	دوست رکھنے والا	بزرگی والا
اَلْبَاعِثُ	اَلشَّہِیْدُ	اَلْحَقُّ	اَلْوَکِیْلُ	اَلْقَوِیُّ	اَلْمَتِیْنُ	اَلْوَلِیُّ
اٹھانے والا	حاضر	برحق	کارساز	قوت والا	استوارکار	دوست رکھنے والا
اَلْحَمِیْدُ	اَلْمُحْصِیْ	اَلْمُبْدِئُ	اَلْمُعِیْدُ	اَلْمُحْیِیْ	اَلْمُمِیْتُ	اَلْحَیُّ
ستودہ شدہ	احصا کرنیوالا	نو پیدا کرنیوالا	دوبارہ پیدا کرنیوالا	زندہ کرنیوالا	مارنے والا	زندہ
اَلْقَیُّوْمُ	اَلْوَاجِدُ	اَلْمَاجِدُ	اَلْوَاحِدُ	اَلْاَحَدُ	اَلصَّمَدُ	اَلْقَادِرُ
قائم رکھنے والا	غنی	بزرگ	یکتا	اکیلا	بے پروا	قدرت والا
اَلْمُقْتَدِرُ	اَلْمُقَدِّمُ	اَلْمُؤَخِّرُ	اَلْاَوَّلُ	اَلْآخِرُ	اَلظَّاہِرُ	اَلْبَاطِنُ
توانا	پیش کرنےوالا	پس کرنیوالا	سب سے پہلے	سب سے پیچھے	آشکارا	پوشیدہ
اَلْوَالِیْ	اَلْمُتَعَالِیْ	اَلْبَرُّ	اَلتَّوَّابُ	اَلْمُنْعِمُ	اَلْمُنْتَقِمُ	اَلْعَفُوُّ
مالک	برتر	نیکوکار	توبہ قبول کرنیوالا	نعمت دینے والا	بدلہ لینے والا	معاف کرنیوالا
اَلرَّؤُوْفُ	مَالِکُ الْمُلْکِ	ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ	اَلرَّبُّ	اَلْمُقْسِطُ	اَلْجَامِعُ	
بہت مہربان	سارے عالم کا مالک	بزرگی و احسان والا	پالنے والا	انصاف کرنیوالا	جمع کرنیوالا	
اَلْغَنِیُّ	اَلْمُغْنِیُّ	اَلْمُعْطِیْ	اَلْمَانِعُ	اَلضَّارُّ	اَلنَّافِعُ	اَلنُّوْرُ
بے پروا	غنی کرنے والا	دینے والا	منع کرنیوالا	ضرر پہونچانیوالا	نفع دینے والا	روشن

الصَّبُورُ	الرَّشِيدُ	الوَارِثُ	البَاقِي	البَدِيعُ	الهَادِي
ڈھیل دینے والا	ہدایت کرنے والا	سب کا وارث	ہمیشہ رہنے والا	نو پیدا کرنیوالا	راہنما

السَّتَّارُ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ ۝
عیب پوشی کرنے والا ایسا ہے کہ اُس کی کوئی اولاد نہیں وہ کسی کی اولاد ہے اور کوئی بھی اسکا رشتہ دار نہیں

چہل اسمائے عظام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

سُبْحَانَكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ يَا رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَوَارِثَهُ وَرَازِقَهُ وَرَاحِمَهُ يَا رَبُّ يَا إِلٰهَ الْآلِهَةِ الرَّفِيعَ جَلَالُهُ يَا اَللّٰهُ الْمَحْمُودُ فِي كُلِّ أَفْعَالِهِ يَا اَللّٰهُ يَا رَحْمٰنَ كُلِّ شَيْءٍ وَرَاحِمَهُ يَا رَحْمٰنُ يَا حَيُّ حِينَ لَا حَيَّ فِي دَيْمُومِيَّةِ مُلْكِهِ وَبَقَائِهِ يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ فَلَا يَفُوتُ شَيْءٌ مِنْ عِلْمِهِ يَا قَيُّومُ يَا وَاحِدُ الْبَاقِي أَوَّلَ كُلِّ شَيْءٍ وَآخِرَهُ يَا وَاحِدُ يَا دَائِمُ بِلَا فَنَاءٍ وَلَا زَوَالَ لِمُلْكِهِ وَبَقَائِهِ يَا دَائِمُ يَا صَمَدُ مِنْ غَيْرِ شِبْهٍ فَلَا شَيْءَ كَمِثْلِهِ يَا صَمَدُ يَا بَارُّ فَلَا شَيْءَ كُفُوَيْدَانِيهِ وَلَا إِمْكَانَ لِوَصْفِهِ يَا بَارُّ يَا كَبِيرُ أَنْتَ اللّٰهُ الَّذِي لَا تَهْتَدِي الْعُقُولُ لِوَصْفِ عَظَمَتِهِ يَا كَبِيرُ يَا بَارِئَ النُّفُوسِ بِلَا مِثَالٍ خَلَا مِنْ غَيْرِهِ يَا بَارِئُ يَا زَاكِي الطَّاهِرُ مِنْ كُلِّ آفَةٍ بِقُدْسِهِ يَا زَاكِي يَا كَافِي الْمُوَسِّعُ لِمَا خَلَقَ مِنْ عَطَايَا فَضْلِهِ يَا كَافِي يَا نَقِيًّا مِنْ كُلِّ جَوْرٍ لَمْ يَرْضَهُ وَلَمْ يُخَالِطْهُ فَعَالُهُ يَا نَقِيُّ يَا حَنَّانُ أَنْتَ الَّذِي وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَحْمَةً وَعِلْمًا يَا حَنَّانُ يَا مَنَّانُ ذُو الْإِحْسَانِ قَدْ عَمَّ كُلَّ الْخَلَائِقِ مَنُّهُ يَا مَنَّانُ يَا دَيَّانَ الْعِبَادِ كُلٌّ يَقُومُ خَاضِعًا لِرَهْبَتِهِ وَرَغْبَتِهِ يَا دَيَّانُ يَا خَالِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ كُلٌّ إِلَيْهِ مَعَادُهُ يَا خَالِقُ يَا رَحِيمَ كُلِّ صَرِيخٍ وَمَكْرُوبٍ وَغِيَاثَهُ وَمَعَاذَهُ يَا رَحِيمُ يَا تَامُّ فَلَا

تصف الألسن كل كنه جلاله وملكه وعزه يا تام يا مبدع البدائع لم يبغ
في انشائها عونا من خلقه يا مبدع يا علام الغيوب فلا يفوت شيء من
حفظه يا علام يا حليم ذا الاناة فلا يعادله شيء من خلقه يا حليم يا معيد ما
افناه اذا برز الخلائق لدعوته من مخافته يا معيد يا حميد الفعال ذا المنّ
على جميع خلقه بلطفه يا حميد يا عزيز المنيع الغالب على جميع امره فلا
شيء يعادله يا عزيز يا قاهر ذا البطش الشديد انت الذي لا يطاق انتقامه
يا قاهر يا قريب المتعالي فوق كل شيء علو ارتفاعه يا قريب يا قريب
يا مذل كل جبار عنيد بقهر عزيز سلطانه يا مذل يا نور كل شيء
وهداه انت الذي فلق الظلمات نوره يا نور يا عالي الشامخ فوق كل
شيء علو ارتفاعه يا عالي يا قدوس الطاهر من كل سوء فلا شيء يعادله
من جميع خلقه بلطفه يا قدوس يا مبدئ البرايا ومعيدها بعد فنائها
بقدرته يا مبدئ يا جليل المتكبر على كل شيء والعدل امره والصدق
وعده يا جليل يا محمود فلا تبلغ الاوهام كل كنه ثنائه ومجده يا محمود
يا كريم العفو ذا العدل انت الذي ملأ كل شيء عدله يا كريم العفو ذا
العدل انت الذي ملأ كل شيء عدله يا كريم يا عظيم ذا الثناء الفاخر
والعز والمجد والكبرياء فلا يذل عزه يا عظيم يا قريب المجيب المداني دون
كل شيء قربه يا قريب يا عجيب الصنائع فلا تنطق الالسن بكل آلائه و
ثنائه يا عجيب يا غياثي عند كل كربة ومجيبي عند كل دعوة ومعاذي
عند كل شدة ويا رجائي حين تنقطع حيلتي يا غياثي -

اللهم اني اسئلك بحق هذه الاسماء الشريفة وشرفها وكرامتها

اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَسْئَلُكَ اِيْمَانًا وَّ
اَمَانًا مِّنْ عُقُوْبَاتِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَنْ تَحْبِسَ عَنِّيْ اَبْصَارَ الظَّلَمَةِ وَالْمُرِيْدِيْنَ
بِيَ السُّوْءَ وَاَنْ تَصْرِفَ قُلُوْبَهُمْ عَنْ شَرِّ مَا يُضْمِرُوْنَهٗ اِلٰى خَيْرِ مَا لَا يَمْلِكُهٗ غَيْرُكَ
اَللّٰهُمَّ هٰذَا الدُّعَاءُ مِنِّيْ وَمِنْكَ الْاِجَابَةُ وَهٰذَا الْجُهْدُ مِنِّيْ وَعَلَيْكَ التُّكْلَانُ
وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهِ
الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ط

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط يَا مُفَتِّحَ الْاَبْوَابِ وَيَا مُسَبِّبَ الْاَسْبَابِ وَيَا
مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ وَالْاَبْصَارِ وَيَا دَلِيْلَ الْمُتَحَيِّرِيْنَ وَيَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيْثِيْنَ وَيَا مُفَرِّحَ
الْمَحْزُوْنِيْنَ اَغِثْنِيْ اَغِثْنِيْ اَغِثْنِيْ تَوَكَّلْتُ عَلَيْكَ يَا رَبِّيْ قَضَيْتُ وَفَوَّضْتُ اَمْرِيْ
اِلَيْكَ يَا رَزَّاقُ يَا فَتَّاحُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَ
اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

ای عزیز این عالم ظہور تجلیات اربع است
یکے تجلی ذاتی دویم صفاتی سوم افعالی چہارم
آثاری ذات را صفات پوشیدہ و صفات
را افعال و افعال را آثار پوشیدہ است و این اشارہ
است بتفسیر حضرت ابن عباس در آیت
و سخر لکم ما فی السموات والارض ای
عزیز اے طالب صادق وای یار رفیق التوحید
اسقاط الاضافہ است شعر

بندہ عشق شدی ترک نسب کن جامی
کہ درین راہ فلان ابن فلان چیزی نیست

برخالص انا یعنی من ماندن ولایت است سعی کردن
شرط طریق است الحق من جد وجد برحق است۔

بیان شغل علمی

شغل علمی را بہ خیال دار باین طریق کہ چشم لبستہ

اے عزیز یہ عالم تجلیات اربعہ کا ظہور ہے تجلی ذاتی
صفاتی - افعالی - آثاری ذات کو صفات نے
چھپایا اور صفات کو افعال نے اور افعال کو آثار نے
چھپایا اور اسی کی جانب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے
آیت و سخر لکم ما فی السموات والارض کی تفسیر میں اشارہ فرمایا ہے۔
(ہم نے تمام ما فی السموات والارض کو تمہارے لیے مسخر کر دیا) اے عزیز اے طالب
صادق اور اے یار رفیق توحید کے معنی (صوفیہ کی اصطلاح میں)
نسبتوں کا ساقط کرنا ہے (شعر کا ترجمہ) اے جامی جب عشق
کا بندہ ہوا تو نسبت چھوڑ دے کہ فلاں ابن فلاں اس راہ
میں کام نہیں آتا خالص انا یعنی ہوں پر (بلا کسی نسبت) کے
ٹھہرنا ولایت (کے معنی) ہے اسی کے حصول میں جد و جہد
کرنا بڑی شرط ہے (من جد وجد سچ ہے جس نے سعی کی اسی نے مقصود پایا)

شغل علمی کا بیان

علمی شغل اس طرح سمجھو کہ پہلے آنکھ بند کر کے

آسمان و زمین و ہمہ اشیار را و لا در خیال آرو خویش را ودسہ ذراع قالب کہ از سر تا پا این را ذات خود قرار دادہ در خیال دارا دل دانستہ بودی کہ دل در جسم است داکنون دانستی کہ جسم خود و ہمہ عالم در دل است دل را این چنین وسیع یافت باز از لاسے نفی ہمہ اشیار را از دل خالی کنی در این حالت ازین قدر علم بیشتر نخواہد ماند کہ من ہستم این انانیت را در مراقبہ دارد تا تواند این شغل مشغول گردد چون خطرہ آید چشم کشادہ کردہ۔ باز دران شغل شود تا آنکہ اینجا بیہوش شود یعنی بغیر انانیت ہیچ خطرہ نگذرد۔ و برین مقام قرار گیرد۔

شغل بصر

اکنون شغل بصر با خلق ملحوظ دار کہ در چشم ہر کس سریست عظیم کہ بوقت معاملہ ظاہر است در ہر چشم خود را یابی کہ ز نور بصر کہ می بیند اللہ نور السمٰوات والارض وھو اللطیف الخبیر

اشعار

عدم آئینہ عالم عکس و انسان
چو چشم عکس در وی شخص پنہان
تو نور عکسی و او عین دیدہ
ز دیدہ دیدہ را دیدہ ندیدہ

اکنون خلق را با خالق یا خالق را با خلق بین و ھو معکم اینما کنتم محض خلق را دیدن شرک عظیم است در آئینہ کائنات رب را ببین یا در مراۃ رب کائنات را بین یا نور انت النور فی کل ما بدأ ٭ یا ھادی کن للنور فی القلب مشعلا ٭ اغث و اشفنی من داء نفسی واھدنی ٭ الی الخیر و اصلح ما بعقلی تخللا ٭ و شغلنی بجمالک وارزقنی محبتک۔ اللھم ارزقنی حبک واجعلنی من المخلصین۔

آسمان و زمین وغیرہ تمام اشیار کو بلکہ خود کے اس دو تین ہاتھ کا لبد کو کہ اسی کو اپنی ذات سمجھے ہوئے تھے خیال میں لاؤ۔ پیشتر سمجھتے تھے کہ بدن میں دل ہے اور اب سمجھ لیا کہ جسم بلکہ تمام عالم دل میں ہے دل کو اس قدر وسیع پایا پھر لائے نفی سے تمام اشیار کو دل سے نکالدو۔ اس وقت اس سے زیادہ علم نہیں ہے کہ میں ہوں اس ہوں کو نگاہ رکھو۔ اور جب تک ہو سکے اسی کے ساتھ مشغول رہو۔ جب خطرہ آوے آنکھ کھول کر پھر اسی کے ساتھ مشغول رہے۔ اس وقت تک کہ اس جگہ بیہوش ہو جائے یعنی بجز ہوں کے کوئی خطرہ نہ رہے۔ اور اسی مقام پر ٹھہر جاوے۔

شغل بصر

اب شغل بصر مخلوص کے ساتھ اس طرح ملحوظ رہے کہ ہر ایک کی چشم میں ایک سر عظیم ہے جو بوقت معاملہ ظاہر ہے کہ ہر ایک چشم میں خود کو پاؤ۔ کہ نور بصر سے کون دیکھتا ہے بس آسمان و زمین کا نور خدا ہی ہے اور وہی لطیف و خبیر ہے۔

اشعار کا ترجمہ

عدم آئینہ ہے اور عالم اس کا عکس ہے اور انسان مثل چشم عکس کے ہے کہ اس میں بھی شخص پوشیدہ ہے اور تو نور عکس ہے اور وہ عین چشم ہے کہ آنکھ نے چشم سے دیکھے ہوئے کو دیکھا۔

اب خلق کو خالق کے ساتھ یا خالق کو خلق کے ساتھ دیکھو کہ تم جہاں ہو وہ تمہارے ساتھ ہے (قرآن) صرف خلق ہی کو دیکھنا شرک عظیم ہے بہت رب کو دیکھے آئینہ سب کو بنا سب کو دیکھے آئینہ رب کو بنا ٭ ای خدا تمام مخلوقات میں تیرا ہی نور ہے ای رہنما میرے دل میں نور کی مشعل ہو جا میری فریاد رسی کر اور مجھکو نفسانی امراض سے شفا دے اور بہتری کی رہنمائی کر۔ اور میرے عقلی نقصانات کو درست کر دے۔ ای اللہ مجھکو اپنی محبت عطا فرما اور مجھکو اخلاص والوں سے بنا دے۔

ای عزیز ولایت بر سہ گونہ است
ولایت صغری ولایت کبری ولایت
علیا صغری ولایت اولیا است و
کبری ولایت انبیا است و علیا ولایت
ملائکہ است الولی قریب الذات از جانب او
سبحانہٗ با ہر شئی قرب و معیت بے مثل
و بے کیف ثابت است و لبعد صرف از
طرف مایاں است و در سلوک قرب امکانی را اعتبار
است ۔ و قرب الہیت قرب وجوبی است
اے عزیز ۔ اے اخی ہر گاہ وضو
کنی دو رکعت نماز بلا کلام و بلا فصل ادا کنی
و این دعا خوان ۔

اللھم انت ولینا فی الدنیا والا
خرۃ کن لنا کما کنت لنبینا محمد صلے
اللہ علیہ وسلم واشغلنی بجمالک
وارزقنی محبتک الی اخرہ

طریق دیگر شغل سمع

ای عزیز حالا شغل سمع را گوش کن کہ تمام عالم
پر از آواز ہو ہو است اول لفظ اللہ ہو را
بمد دراز کشیدہ تا بدماغ رسانیدہ ۔
چشم و گوش و لب را بستہ و لبصیر و سمیع و علیم
را بجز ہو نیابی ہو سمیع ہو بصیر ہو علیم ۔
ہمچنیں اللہ ہو بمد دراز تا انتہائے دماغ
کشیدہ ہو سمیع ہو بصیر ہو علیم گفتہ دم بگذارد
پس بریں آواز ہو کشف فیوض انبیاء و اولیاء
رواں بیابی بواسطہ روح اعظم کہ حقیقت محمدی است

ای عزیز ولایت کی تین قسمیں ہیں ولایت صغری ولایت کبری ولایت علیا
ولایت صغری ولایت اولیا اللہ ہے اور ولایت کبری ولایت انبیا علیہم السلام
ہے اور ولایت علیا ولایت ملائکہ ہے ولی کے معنی قریب ذات کے ہے
اس خدائے سبحانہ کی جانب سے تو ہر ایک اشیاء کے ساتھ بلا کیف و بلا مثل معیت
و قربیت ثابت ہے اور بعد صرف ہماری طرف سے ہے اور سلوک میں قرب امکانی
کا اعتبار ہے اور قرب الہیت تو قرب وجوبی ہے ای برادر عزیز جب وضو کرو
تو فوراً بلا بات کئے دو رکعت نماز پڑھ لیا کرو ۔ بعد ازاں یہ دعا کرو ۔
اللھم انت ولیی فی الدنیا والاخرۃ کن لی کما کنت لنبینا محمد
صلی اللہ علیہ وسلم واشغلنی بجمالک وارزقنی محبتک اللھم
ارزقنی حبک واجعلنی من المخلصین اللھم امح نفسی
بجذبات ذاتک یا انیس من لا انیس لہ رب لا تذرنی فردا
وانت خیر الوارثین استغفر اللہ من جمیع ماکرہ اللہ قولا و
فعلا خاطرا سامعا ناظرا لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم
واتوب الیہ اللھم افردنی لما خلقتنی لہ ولا تشغلنی بما تکفلتنی
بہ ولا تحرمنی وانا اسئلک ولا تعذبنی وانا استغفرک استغفر اللہ
تین بار کہے ۔ ترجمہ اے میرے خدا دنیا و آخرت میں میرا کارساز تو ہی ہے تو میرا اس طرح
حامی ہو جس طرح ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تو حامی ہو گیا
اور مجھکو تیرے جمال میں مشغول کر دیجئے اور تیری محبت عطا کیجئے ای اللہ مجھکو
اخلاص نصیب کر اے خدا تیری ذاتی کشش سے میری خودی مٹا دیجئے
اے انیس تو ہی میرا مانوس ہے اے میرے رب مجھکو تنہا نہ چھوڑ اور تو ہی بہترین وارث ہے

شغل سمع کا دوسرا طریقہ

اب ای عزیز شغل سمع سنو کہ تمام عالم آواز ہو ہو سے پر ہے ۔
پہلے اللہ ہو کو مد دراز کے ساتھ دماغ تک پہنچا کر چشم و گوش و منہ کو
کو بند کرے بجز ہو کے دوسرے کو سمیع بصیر علیم نپاوے
ہو سمیع ہو بصیر ہو علیم اسی طرح اللہ ہو کو مد دراز کے
ساتھ کھینچکر انتہائی دماغ تک پہنچا کر جب دم اخیر پہونچے
ہو سمیع ہو بصیر ہو علیم کہکر دم چھوڑ دے ۔
لیس [illegible] ہو کی آواز پر [illegible] انبیاء و اولیاء سے
بواسطہ روح اعظم کے کہ حقیقت محمدی ہے
کشف فیوض جیسا ری پاؤ [illegible] اور یہ دعا مرقومہ

صلی اللہ علیہ وسلم الٰہی اسئلک التائید
بروح من عندک وتجل لی یاالٰہی لتیسر
التوحید الذاتی المطلسم الایت الا
تانیة الموسویة فاعلم انہ لا الہ الا
انا فاعبدنی حتی یکون الذکر سراً روحا
لذاتی من جمیع الوجوہ وینادینی منادی
التحقیق من حضرت القدس الاعلےٰ علی
لسان التصدیقة لا الہ الا اللہ یکصد بار بگوید
ای عزیز این عالم پر از صورت ورنگ وآواز است وہمہ را
صفت بصر وسمع وعلم احاطہ کردہ است این را باشغالہائی
مذکور فنا باید کرد۔ قول عارف :۔

چشم بند و گوش بند ولب ببند
گر نہ بینی سر حق بر من بخند
یاالٰہی چشم بینائی بدہ
در دلم از عشق سودائی بدہ
آتش افگند در دلم مانند طور
شعلہ گردد تا شود زنگار دور

قول معنوی

یاخفی اللطف محسوس العطا
انت کالریح ونحن کالرحا

ما چو کوہیم وصدا در ما ز تست
ما چو سنگیم ونوا در ما ز تست

قولہ تعالیٰ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا ای عزیز یک رکعت نماز خواہ نشستہ یا استادہ از مرشد آموختہ تا جہل

پڑھو) جس کا ترجمہ یہ ہے :۔ اے خدا میں بواسطہ روح اعظم کے تجھ سے تیری مدد طلب کرتا ہوں اور اے اللہ مجھپر اپنی توحید ذاتی طلسمی کے اسرار سے وہ تجلی انانی فرما جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر فرمائی۔

کہ سمجھو کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری عبادت کرو، تاکہ تیرا ذکر تمامہ میرے ذات کی روح اور سر بن جائے۔ اور سچی زبان سے تیری جناب اقدس کا منادی مجھکو ندا کرے۔ پھر لا الہ الا اللہ اور اللہ ایک سو بار کہے۔

اے عزیز یہ عالم صورت ورنگ وآواز سے بھرا ہوا ہے اور ان سب کو صفت بصر وسمع و علم نے احاطہ کیا ہے ان سب کو اشغال مذکورہ سے مٹانا چاہیئے۔

قول عارف کا ترجمہ

آنکھ اور کان اور منہ کو بند کرو
پھر اگر اسرار حق نہ کھلے تو مجھپر ہنسو
ای خدا بصیرت کی آنکھ عطا فرما
عشق کا خیال میرے دل میں پیدا کردے
طور کے جیسی میرے دل میں آگ ڈالدے
کہ شعلہ ہوکر زنگار کو مٹا دیوے

قول معنوی کا ترجمہ

اے خدا پوشیدہ الطاف وظاہر عطا والے تو ہوا کے مانند اور ہم پون چکی کے مثل ہیں ہم مثل پہاڑ کے ہیں اور ہم میں تیری صدا ہے اور ہم پتھر کے مانند ہیں کہ تیری آواز ہم میں ہے اللہ سبحانہٗ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جن لوگوں نے ہماری راہ میں سعی کی ہم اُن کو راہ بتادینگے اے عزیز ایک رکعت نماز کھڑے یا بیٹھے مرشد سے سیکھ کر چالیس روز تک جہل

روز بخوانید ای محب صادق محبت را سہ
درجات است درجہ اول طلب است و
طالب را ہمہ عادات مطلوب می باید آموخت
تا محبوب مجبوب شود چنانچہ خدا تعالیٰ لا تاخذہ
سنۃ ولا نوم و منزہ از مکان و لم یلد و لم
یولد شان ربوبیت اوست تخلقوا باخلاق
اللہ درجہ دوم بحکم وابتغوا الیہ الوسیلۃ نظر
داشتہ خدمت مخدوماں و شیخاں اختیار کند
کہ من خدم خُدِم و دراین مرتبہ دوم طالب صاحب
دعوت میگردد باشرائط مذکورہ ذیل یعنی این
عالم کہ مظہر اسمار است ازان خلوت گیر گردد
و در حصار اسمار و صفات حق باشی کہ تو نیز یک
اسم را مظہر ہستی و ترک حیوانات کنی یعنی صفت
حیوانیت تو از خواب و خورش و جفت و غفلت
کہ درتست ترک کنی و شرط کبیر این است کہ در حال
ظاہر و باطن فعل حق را بیابی یعنی در ہر لحظہ حکم
حق بر دل بماند با نیت مطلق کہ انا بمعنی من
است بر دل قرار باید ۔
اللہ المحمود فی کل افعالہ دریں جا ادعونی
استجب لکم حاصل است ۔ مرتبہ سوم رضا
است دریں جا راضی برضائے حق باشند
کرامت مقصود نیست اللھم امح نفسی
بجذبات ذاتک ۔

شعر

برزخ ذات و صفات و شد و مد و تحت و فوق
طالبان را میفزاید ہر نفس بس ذوق و شوق

دریں جا برزخ ذاتیت کہ ظہور صفات
است و آن امہات صفات است
کہ اول او صفت حیات است و دیگر علیم
و مرید و قدیر و سمیع و بصیر و کلیم است
و ذات قائم و دائم اجود الاجودین ذو الفضل العظیم

ای محب صادق محبت کے تین درجے ہیں اول طلب ہے اور طالب کو مطلوب
کی تمام عادات و اخلاق سیکھنے چاہئیں تاکہ محبوب کا محبوب ہو جائے
چنانچہ نوم و غنودگی اور مکان و اولاد و والدین سے منزہ ہونا اس کی
شان ربوبیت سے ہے سو خواب و خور اور اہل و عیال وغیرہ دنیوی
تعلقات سے ادلاحتی الوسع منقطع ہونا ضروری ہے) جیسا کہ رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ خداوند تعالیٰ کے اخلاق سے
متخلق ہو جاؤ ۔ دوسرا درجہ (تلاش پیر و مرشد کا ہے) چنانچہ خود حق
سبحانہ کا ارشاد کہ اس درگاہ عالی تک رسائی کے لئے وسیلہ و ذریعہ کی
جستجو کرو لہذا بزرگان دین اور حضرت مشائخین کی خدمات کی جاوے
کہ جو خادم ہوا وہ مخدوم بنا ۔ اسی مرتبہ میں شرائط ذیل سے طالب
مستجاب الدعوات ہو جاتا ہے یعنی اشیار عالم سے جو مظاہر اسمائے
الٰہی میں خلوت گیر ہو کر اسمار و صفات حق کے حصار میں خلوت
نشین ہووے اس لئے کہ تم بھی آخر کسی اسم الٰہی کے مظہر ہو اور ترک
حیوانات سے مراد صفات حیوانیت مثل خواب و خور اور
جفت و غفلت کو چھوڑنا ہے اور اس میں بڑی شرط یہ ہے
کہ ظاہر و باطن غرض ہر حال میں فعل خدا ملحوظ رکھے یعنی ہمیشہ
حکم خدا نیت مطلق کے ساتھ جو عبارت ہوں سے ہے دل
پر قائم و دائم رہے ۔ تمام افعال میں وہی حق سبحانہ سزاوار
حمد و ثنا ہے اس مرتبہ میں قبولیت دعا کا ظہور ہے چنانچہ
اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے کہ تم مجھ سے دعا کرو ۔ میں قبول کروں گا ۔
تیسرا رضا و تسلیم کا مرتبہ ہے اس مقام میں صرف راضی برضائے
حق رہیں اور اظہار کرامت مقصود نہ ہو ۔ اے بار خدا
اپنی جذبات کشش سے میری خودی کو مٹا دے ۔

ذات و صفات اور شد و مد اور تحت و فوق کا واسطہ
ہمیشہ طالبان الٰہی کو ذوق و شوق بڑھاتا ہے

یہاں ذات برزخ ہے کہ امہات صفات کے ظہور
کا باعث ہے کہ اس کی پہلی صفت حیات
ہے اور باقی علیم مرید قدیر سمیع بصیر کلیم ہے
اور وہی قائم و دائم اجود الاجودین ذو الفضل
العظیم

رب العرش العظیم است آہ آہ بیت

در تو کیست این در گفتگوئے
کہ دارد در تو اندر جستجوئے
در سخن یار نہاں خواہم گشتن
تا بر لب او بوسہ زنم چو گش بخوانی

لبّیك اللّھم لبّیك لاشریك لك لبّیك ان الحمد والنعمة لك والملك لاشریك لك فاذا ندآء الاقدس العالی این المشتاقون الی لقآئی انی انا اللّٰہ لااله الا انا فاعبدنی واقم الصلوة لذکری فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرة اعین جزاء بما کانوا یعملون خاتمه طلب زیادتی

علم از فرائض آمده فی قوله تعالی رب زدنی علما وقوله تعالی فاتقوا الله حق تقاته پس طلب است یا ادب است قول باقی باللہ قدس سرہ

در راہ خدا جملہ ادب باید بود
تا جان باقی است در طلب باید بود
دریا دریا اگر بکامت ریزند
کم باید کرد و خشک لب باید بود
ہر جا کہ ترشح تو مے بینم
دائم عطشم و تشنہ کامیم

قوله تعالی حاکیا عن موسی علیه السلام لا ابرح حتی ابلغ مجمع البحرین او امضی حقبا و قال هل اتبعك علی ان تعلمن مما علمت رشدا قوله تعالی فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔

رب العرش الکریم ہے آہ آہ (بیت کا ترجمہ

تیرے اندر یہ کون باتیں کر رہا ہے
اور تیرے اندر کس کی جستجو ہے
یار کی باتوں میں بے خود ہو جا کر

اس کے لب کا بوسہ لیلوں کہ واہ کسطرح آپنے مجھکو یاد فرمایا

اے خدا حاضر ہوں تیرے ہی در پر حاضر ہوں کہ تیرا کوئی شریک نہیں بلاشبہ تمام حمد و نعمت تجھکو ہی سزاوار ہے اور اس تمام ملک و ملکوت میں بھی تیرا کوئی حصہ دار نہیں اس وقت بہت بڑی مبارک پکار ہوگی کہ میرے ملنے کے مشتاق لوگ کہاں ہیں بیشک میں ہی خدا ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو میری ہی عبادت کرو اور میری یاد سے نماز قائم کرو کسی شخص کو معلوم نہیں کہ ہم نے اُن کے اعمال کے عیوض کیسی کیسی نعمتیں پوشیدہ کر رکھی ہیں جو ان کی خنکی چشم کا باعث ہیں خاتمہ:۔

مزید علم کی طلب منجملہ فرائض کے ہے اسواسطے کہ رسول مقبول صلعم کو اللہ سبحانہٗ کا ارشاد ہے کہ آپ دعا میں فرماتے ہیں کہ ای میرے پروردگار مجھکو زیادہ علم عطا فرما۔ اور اللہ تعالے ارشاد فرماتا ہے کہ خدا سے اس کے لائق تقوی اختیار کرو (ان دونوں آیتوں سے دو امر کا حکم ثابت ہوا۔) طلب اور ادب۔

قول خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کا ترجمہ:۔ راہ خدا میں تو بالکل با ادب ہونا چاہیئے جب تک جان باقی ہے طلب ہی میں رہنا چاہیئے اگر سارا دریا تیرے حلق میں ٹپکا دیں تو کم سمجھکر ہمیشہ خشک لب رہنا چاہیئے اے بار خدا جہاں کہیں تیرا ترشح میں دیکھتا ہوں تو ہمیشہ پیاسا رہتا ہوں قرآن مجید میں حضرت موسی علیہ السلام کا کلام منقول ہے کہ میں خضر علیہ السلام کی تلاش میں یہاں تک سعی کرتا رہوں گا کہ مجمع البحرین کو پہونچ جاؤں۔

فرمایا کہ آپ کو جن ہدایات کی منجانب اللہ تعلیم دی گئی ہے۔ مجھکو ان کے سکھانے میں کیا آپ کی پیروی کروں و نیز حق سبحانہٗ کا ارشاد ہے کہ اگر تمھیں کسی چیز کا علم نہ ہو تو جاننے والوں سے اس کو دریافت کرلیا کرو۔

قول معنوی مصرع

هر کہ جز ماهی است ز آبش سیر شد
خطرات چہار اند خطرۂ شیطانی خطرۂ نفسانی خطرۂ ملکی خطرۂ رحمانی - شیطانی چونکہ تکبر و غصہ و حسد و عداوت و غیرہا - نفسانی چون شہوات طعام و فرج و ذخائر و زینت مذخرفات و غیرہا -
ملکی چون عبادات و ہر چہ باعث ثوابات باشد و رحمانی چون محبت و اخلاص و شوق و ذوق وغیرہ قال رضی اللہ عنہ کن بواب قلبک بدان ای طالب ارشدک اللہ و عرفک اللہ مراقبہ پاسبانی دل است تا در وی غیرہ احد در نگنجد بدانکہ خطرات کہ مانع حق باشند سہ است اول حدیث نفس کہ بقصد و اختیار حدیث می کند خواہ در ملا خواہ در خلا - دویم خطرہ کہ بلا قصد می آید و میرود سویم نظر بغیر یعنی علم باشیاء متکثرہ اول را علاج باین طریق باید کرد کہ اسم اعظم کہ معنی اللہ است بجای او کردہ و از صفات امہات قدیمہ سمیع و بصیر و علیم بجائے خطرہ داشتہ آید بمد و شد از تحت و فوق بہ نزول و عروج یاد کردہ آید اللہ را از ناف کشیدہ بمعنی سمیع متوجہ شود بعدہٗ اسم ذات را بمعنی بصیر پرداز د بعدہٗ بمعنی علیم پرداختہ تا لبینہ و از ان تا بدماغ کشیدہ آید بمد و شد بعدہ از علیم تا بہ بصیر و تا بسمیع نزول فرماید و معنی متقدس اسم ذات بے تقیید اطلاق با نور بسیطہ در دل ورزش کردہ آید بہ برزخ مرشد یا برزخ ذات کہ اول اشارہ بآن کردہ شد و مراد از برزخ مرشد بمدرکہ لطیفہ انسانی کردہ آید با حبس نفس تا بعدد دو صد کم و زیادہ رسانیدہ شود بعدہٗ صفات باقیہ از ہفت گانہ بنہج مذکور ادا کردہ آید تا بدو صد و نیم صد ورزش نماید تا از خطرات بالکلیہ پاک

قول معنوی کا ترجمہ

مچھلی پانی سے سیر نہیں ہوتی خطرات چار طرح کے ہیں - شیطانی - نفسانی - ملکی - رحمانی - خطرۂ شیطانی مثل تکبر و غصہ و حسد و عداوت وغیرہ ہے اور نفسانی خطرہ جیسے خورد و نوش اور شرمگاہ و اموال اور فضول زینت و آرائش کی خواہشات ہیں اور ملکی جیسے عبادات وغیرہ جو موجب ثواب ہیں اور رحمانی جیسے محبت و اخلاص و شوق و ذوق وغیرہ ہے - حضرت سید شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ اپنے دل کا دربان ہو اے طالب خدائے تعالےٰ تجھکو ہدایت و معرفت عطا فرماوے سمجھو کہ دل کی نگہبانی کا نام مراقبہ ہے تاکہ اس میں ایک خدا کے سوا دوسرے کسی اشی کا خیال نہ آوے -
اور سمجھو کہ خدا سے روکنے والے خطرات تین قسم کے ہیں - ایک وہ دل کے خیالات ہیں جو مجلس اور خلوت میں بھی اپنے قصد و اختیار سے دل میں سوچتے رہتے ہیں دوسری قسم وہ خطرات جو خود بخود بلا قصد و اختیار قلب میں آتے رہتے ہیں تیسری قسم وہ خطرات ہیں جو بہت سے امور کے علم سے ہمارے قلب میں موجود ہیں پہلی قسم کا علاج اس طرح کرنا چاہیئے کہ بجائے اُن خیالات کے ذکر اسم اعظم کا مع لحاظ معنی اور امہات صفات قدیمہ سمیع بصیر علیم کے مد و شد کیساتھ تحت و فوق سے مع نزول و عروج کے اس طرح کیا جاوے کہ لفظ اللہ کو ناف سے کھینچکر بجانب معنی سمیع متوجہ ہوں - پھر اسی طرح معنی بصیر کے ساتھ اسم ذات کا ذکر کیا جاوے پھر علی ہذا علیم سے بصیر تک اور بصیر سے سمیع تک نزول فرماویں اور اسم ذات پاک کے معنی مطلق بلا قید کے صرف ایک نور بسیط کے ساتھ ہمیشہ دل میں ورزش کیجاوے اور تصور برزخ مرشد یا برزخ ذات کا رکھا جاوے جیسا کہ مذکور ہو چکا اور برزخ مرشد کا تصور مدرکہ لطیفہ انسانی میں کیا جاوے اس طرح سے ذکر حبس نفس کے ساتھ کم و زیادہ دو سو تک کیا جاوے - پھر باقی سات صفات مذکورہ کو بطریق مذکور ڈھائی سو تک ورزش کریں یہاں تک کہ خطرات سے بالکلیہ پاک

گردد و طریق دفع خطرات قسم دوم این است
که بر لوح دل سیمین لفظ اللہ که اسم ذات منقش
بزر تصور کرده آید. برائے دفع خطرات کمال تاثیر دارد

بیت

نفی گردان از دل خود ماسوا
غیر نقش اللہ را ای دل مخوان

بدانکه مراقبه فنا یعنی کل من علیها فان از مرشد
تلقین گرفته که رمز از قول مثنوی

تو قیامت شو قیامت را ببیں
دیدن هر چیز را شرط است این

به بقاء بعد از فنا رسی که معنی و یبقی وجه ربک
ذوالجلال والاکرام است. بدانکه فنا سه است
اول از خلق دوم از هوا سوم از اراده فنا از خلق
بحکم خداست که قضا و قدر است بیت:۔

دریں نوع از شرک پوشیده هست
که عمرم بیازرد و زیدم نخست

وفنا از هوا بامر خدا که شریعت است بیت:۔

خلاف پیمبر کسی ره گزید
که هرگز بمنزل نخواهد رسید

وفنا از اراده بفضل خدا که فعال لما یرید است

بیت

گرچه تیر از کمان همی گزرد
از کماندار بیند اهل خرد

بعده مقام مودت است که فوق الفوق بلکه فوق الوجود
ملک الودود. بدانکه در راه سلوک افضلیت ذکر و
وفکر درمیان مشائخ رحمهم اللہ مختلف فیه است
مگر آگاه باش ای راه رو که فکر بانفس شامل است
وذکر با خدا است نسبت فکر با خدا منع و ذکر با خداست
که خدا ذاکر است که منطوق فاذکرونی اذکرکم
سبحان اللہ سبحان اللہ خدائے تعالیٰ ذاکر ماست.
بذکر مطلق آه آه چه مقام دلرباست که ذاکر فنا و

ہو جاوے۔ اور خطرات قسم دوم کا طریقہ علاج یہ ہے کہ لوح
دل سیمین پر اسم ذات اللہ کا نقش زرین تصور کیا جاوے
کہ یہ دفع خطرات میں کمال تاثیر رکھتا ہے۔

اپنے دل سے ماسوا کو مٹا دے
اے دل بجز نقش اللہ کے کچھ نہ پڑھ

سمجھ لو کہ مراقبہ فنا جو آیت کل من علیہا فان سے ماخوذ ہے
مرشد سے سیکھ کر کیا کرو کہ اس قول مثنوی سے اسی کی طرف
اشارہ ہے۔

تم قیامت ہو کر قیامت کو دیکھو
ہر ایک شے کے دیکھنے کا یہی طرز ہے

تاکہ بعد فنا کے بقا کو پہونچو۔ کہ مصداق آیت ویبقی وجہ ربک
ذی الجلال والاکرام کا ہے۔ سمجھ لو کہ فنا تین قسم کی ہے
پہلی فنا خلق سے ہے دوسری فنا خواہشات سے ہے
تیسری فنا ارادے سے ہے۔ مخلوق سے فنا خدائے تعالیٰ کے
حکم قضا و قدر سے حاصل ہوتی ہے۔ بیت کا ترجمہ:۔
اس میں ایک قسم کا پوشیدہ شرک ہے کہ مجھکو زید و عمرو نے آزردہ
و رنجیدہ کیا اور خدائے تعالیٰ کے احکام شریع کی تعمیل سے خواہشات
کی فنا ہوتی ہے۔

بیت کا ترجمہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اگر کسی نے راہ اختیار کی
تو وہ ہرگز منزل مقصود کو نہ پہونچیگا۔ اور خداوند کریم کے ملاحظۂ فضل
سے ارادہ کی فنا ہوتی ہے کہ وہ فعال لما یرید ہے۔ بیت کا ترجمہ۔
اگرچہ تیر کمان سے گذرتا ہے۔ مگر عقلمند آدمی اس کو تیر انداز سے دیکھتا ہے۔
بعد ازاں مقام مودت ہے جو بالاتر ہے بلکہ مقام و دود دعود کے اوپر ہے
سمجھ لو کہ راہ سلوک میں باہمی مشائخ رحمہم اللہ کے ذکر اور فکر کی افضلیت
میں اختلاف ہے مگر اے سالک راہ سمجھ لو کہ فکر میں نفس شامل
ہے اور ذکر میں خدائے تعالیٰ ہوتا ہے خداوند عالم فکر سے پاک
ہے ہاں ذکر کی نسبت خدائے تعالیٰ کے ساتھ ہو سکتی ہے کہ بموجب
آیت فاذکرونی اذکرکم کے خداوند ذاکر ہے سبحان اللہ
سبحان اللہ خدائے تعالیٰ ذکر مطلق سے ہمارا ذاکر ہے۔
آہ آہ کیا دل ربا مقام ہے کہ ذاکر دہم و فنا اور